وعظ و نصیحت پر سبق آموز رقت آمیز اور درد دل بخشنے والی
حکایات کا مستند مجموعہ

حکایاتِ قلیوبی

مُصنّف

علامہ شہاب الدین قلیوبی علیہ الرحمہ

مترجم

پروفیسر علامہ محمد طارق قادری نعیمی

شاکر پبلی کیشنز

حکایاتِ قلیوبی

مُصنّف

علّامہ شہاب الدّین قلیوبی علیہ الرحمہ

مترجم

پروفیسر علّامہ محمّد طارق قادری نعیمی

(بجوات سیالکوٹ)

شاکر پبلی کیشنز

38 اردو بازار لاہور

فون 042-37240084

حکایاتِ قلیوبی

باہتمام: ملک محمد شاکر

سن اشاعت: جمادی الاول / مارچ 2015

طابع: اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

قیمت: -/320 روپے

ملنے کا پتہ:

نظامیہ کتاب گھر
زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور 0301-4377868

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور 042-7246006

احمد بک کارپوریشن
اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی
051-5558320

اسلامک بک کارپوریشن
اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی
051-5536111

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

فہرست

1: حکایت:

اللہ والوں کی نماز اور وفات

ایک شخص نے غلام خریدا، غلام نے اپنے آقا سے کہا: اے میرے آقا: میری آپ سے تین شرطیں ہیں۔

1: ﴿ان لا تمنعنی عن الصلوٰۃ اذا دخل وقتھا﴾ جب نماز کا وقت آجائے تو آپ مجھے نماز سے منع نہیں کریں گے۔

2: ﴿ان تستخدمنی بالنھار و لا تشغلنی با للیل﴾ آپ دن کو مجھ سے خدمت لیں اور رات کو آپ مجھ کو مشغول نہ رکھیں۔

3: ﴿ان تجعل لی بیتا لا یدخله احد غیری﴾ آپ میرے لیے ایک کمرہ وقف کر دیں وہاں میرے علاوہ کوئی داخل نہ ہو۔

آقا نے اس کی تینوں شرطیں قبول کر لیں۔ غلام نے سارے گھر کا چکر لگایا اور ایک خالی کمرے کو پسند کیا۔ آقا نے غلام سے کہا ﴿لم اخترت الخراب ؟﴾ تو نے یہ خالی کمرہ پسند کیوں کیا؟ غلام نے عرض کیا: اے میرے آقا: ﴿اما علمت ان الخراب یکون مع اللہ عمارۃ و بستانا﴾ کیا آپ کو یہ پتہ نہیں کہ خالی گھر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آباد ہو جاتا ہے؟ پس وہ غلام اس کمرے میں رات کو (ذکر الٰہی میں) مشغول رہنے لگا۔ تو اس کے آقا نے کسی ایک رات شراب اور رقص و سرود کی محفل سجائی، جب آدھی رات ہوئی تو اس کے دوست یار سب چلے گئے۔ آقا اٹھا اور سارے گھر کا چکر لگایا، جب غلام کے کمرے کے پاس پہنچا تو کیا دیکھا کہ ایک نور کی قندیل آسمان سے لٹک رہی ہے۔ اور غلام سجدہ میں اپنے رب تعالیٰ سے مناجات کر رہا ہے۔ اور وہ عرض کر رہا ہے۔

﴿الھی اوجبت علی خدمة مولای نھارا ولو لاہ ما اشتغلت الا بخدمتك لیلی ونھاری فاعذرنی ربی﴾

ترجمہ: اے میرے الٰہی، تو نے دن کو میرے مالک کی خدمت میرے ذمہ لازم کر دی، اگر میرے ذمہ یہ خدمت نہ ہوتی تو دن، رات میں تیری ہی عبادت میں مصروف رہتا۔ اے میرے رب عزوجل تو مجھے معذور رکھ۔

مالک فجر تک یہ نظارا دیکھتا رہا، اس کے بعد قندیل آسمان کی طرف چلی گئی۔ اور چھت سے نور بند ہو گیا۔

آقا نے اپنی بیگم سے یہ سارا واقعہ بیان کیا۔ جب دوسری رات آئی تو آقا اور اس کی بیگم خالی کمرے کے پاس گئے تو دیکھا چھت پر قندیل اسی طرح لٹکی ہوئی ہے۔ اور غلام فجر تک مناجات کرتا رہا۔ اگلے دن آقا اور بیگم نے غلام کو بلا کر کہا کہ: ﴿انت حر لوجہ اللہ حتی تتفرغ لخدمة من کنت تعتذر الیہ﴾ تو اللہ کے لئے آزاد ہے تاکہ تو آزاد ہو کر اس کی عبادت کر سکے، جس سے تو معذرت کرتا ہے۔

ان دونوں نے غلام کو اس کی کرامت سے آگاہ کیا جو انہوں نے رات کو دیکھی تھی۔ جب غلام نے یہ سنا تو دونوں ہاتھ اٹھا کر عرض کی: ﴿الھی کنت اسئلك ان لا تکشف ستری وان لا تظھری حالی فاذا کشفتہ فاقبضنی الیك فخر میتا رحمہ اللہ تعالی﴾ یا الٰہی میں نے تجھ سے عرض کی تھی کہ میرا پردہ اور حال ظاہر نہ فرمانا۔ جب تو نے میرے حال کو ظاہر کر دیا ہے تو میری جان قبض کر لے پس وہ مردہ ہو کر گر پڑا۔ اللہ اس پر رحمت کرے۔

حکایت 2: ﴿عشاق کی عبادت کا طریقہ﴾

ایک عابد شخص نے نماز شروع کی جب وہ اس آیت ﴿ایاك نعبد﴾ [ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں] پر پہنچا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ حقیقی عبادت گزار ہے تو

غائب سے آواز آئی: ﴿کذبت انما تعبد الخلق﴾ تو تو جھوٹا ہے تو مخلوق کی عبادت کر رہا ہے۔ یہ سن کر اس نے فوراً توبہ کی اور لوگوں سے الگ ہو کر پھر نماز میں شروع ہو گیا۔ جب ﴿ایاك نعبد﴾ پر پہنچا [تو پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ حقیقی عبادت گزار ہے]۔ تو غائب سے آواز آئی: ﴿کذبت انما زوجتك﴾ تو جھوٹا ہے تو اپنی بیوی کی عبادت کر رہا ہے۔ یہ سن کر اس نے فوراً اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور پھر نماز میں شروع ہو گیا۔ جب ﴿ایاك نعبد﴾ پر پہنچا۔ تو غائب سے آواز آئی: ﴿کذبت انما تعبد مالك فتصدق بجمیعه﴾ تو جھوٹا ہے بے شک تو اپنے مال کی عبادت کر رہا۔ پس اس نے اپنی حاجت اصلیہ کے علاوہ سارا مال صدقہ کر دیا۔ اور پھر نماز میں شروع ہو گیا۔ جب ﴿ایاك نعبد﴾ پر پہنچا [تو دل میں خیال آیا کہ میں ہی حقیقی عبادت گزار ہوں] تو غائب سے آواز آئی: ﴿ان صدقت فانت من العابدین حقیقة﴾ تو واقعی ہی سچا ہے اور سچے عبادت گزاروں میں سے ہے۔

3 حکایت: ﴿حضرت حاتم اصم کی عبادت﴾

عصام بن یوسف، حضرت حاتم اصم کی محفل میں آئے اور ان پر اعتراض کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ عصام نے کہا: اے ابو عبدالرحمان [یہ حاتم کی کنیت ہے]: ﴿کیف تصلی؟﴾ آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ حضرت حاتم نے ان کی طرف توجہ کرتے ہوئے کہا کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو میں کھڑے ہو کر پہلے ظاہری وضو کرتا ہوں پھر باطنی وضو کرتا ہوں۔ عصام نے کہا: یہ ظاہری اور باطنی وضو کیسے ہوتا ہے؟ حاتم اصم نے فرمایا: ظاہری وضو یہ ہے کہ میں اعضائے وضو کو پانی کے ساتھ دھوتا ہوں۔ باطنی وضو یہ ہے کہ میں اعضائے کو سات چیزوں سے دھوتا ہوں۔ وہ سات چیزیں یہ ہیں: توبہ، ندامت، دنیا کی محبت کو چھوڑنا، مخلوق کی تعریف، ریاکاری، کینہ، اور حسد [ان سے دل کو پاک کرتا ہوں]۔ پھر مسجد جا کر اعضاء کو بچھاتا ہوں اور یہ خیال کرتا ہوں کہ میں کعبہ کو

دیکھ رہا ہوں۔ اور امید اور خوف کی حالت میں کھڑا ہوتا ہوں کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور جنت میرے دائیں جانب اور جہنم میرے بائیں طرف ہے۔ موت کا فرشتہ میرے پیچھے کھڑا ہے۔ اور میں یہ تصور کرتا ہوں کہ میرے قدم پل صراط پر ہیں اور پھر یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے پھر نیت باندھ کر خشوع وخضوع کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں اور قرآن کے الفاظ پر غور وفکر کر کے تلاوت کرتا ہوں اور عاجزی کے ساتھ رکوع اور گریہ و زاری کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں۔ اللہ کی رحمت کی امید پر تشہد اور خلوص کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں۔ اور میں تیس (30) سال سے اسی طرح نماز پڑھ رہا ہوں۔ عصام نے کہا یہ ایسا عمل ہے کہ اس پر آپ کے علاوہ کوئی دوسرا طاقت نہیں رکھتا پھر عصام زار وقطار رو پڑا۔

4: حکایت «شیطان کے جال میں بادشاہ پھنس گیا»

ایک نوجوان بادشاہ جب ایک سلطنت کا مالک بنا تو اس نے سلطنت میں کوئی سکون نہ پایا، اس نے اپنے درباریوں سے پوچھا: کیا لوگوں کو بھی سکون نہیں ہے جس طرح مجھے سلطنت میں سکون نہیں؟ چیلوں نے عرض کیا: ایسا نہیں ہے بلکہ لوگ حق پر قائم اور پر سکون ہیں۔ بادشاہ نے کہا، کوئی ایسی چیز ہے جو سلطنت کو میرے لئے قائم اور پر سکون رکھ سکتی ہے۔ لوگوں نے کہا: علماء اس سلطنت کو آپ کے لئے قائم اور پر سکون رکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے اپنے شہر کے علماء اور صوفیا کو بلایا اور ان سے کہا کہ آپ لوگ میرے ساتھ رہیں اور جو مجھ میں اچھی بات دیکھو اس کا مجھے حکم دو اور جو غلط بات دیکھو اس سے مجھے روک دو۔ علماء اور صوفیا نے ایسا ہی کیا اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اس کی سلطنت چار سو سال تک قائم اور پر سکون رہی۔

ایک دن شیطان لعنتی بادشاہ کے پاس آیا۔ بادشاہ نے پوچھا: من انت؟ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں شیطان ہوں۔ آگے سے شیطان نے پوچھا تم کون ہو؟ بادشاہ نے

کہا میں آدم کی اولاد میں سے ایک شخص ہوں۔شیطان نے کہا اگر تم آدم کی اولاد میں سے ہوتے تو دوسرے لوگوں کی طرح کب کے مر گئے ہوتے۔تم تو خدا ہو اور لوگوں کو اپنی پوجا کی دعوت دو۔شیطان کی یہ شرارت بادشاہ پر اثر کر گئی چنانچہ اس نے منبر پر چڑھ کر کہا: ﴿یا ایھا الناس اخفیت علیکم و قد حان وقت اظہارہ تعلمون انی ملکم اربع مائۃ سنۃ و لو کنت من بنی آدم لمت کما یموت بنو آدم و انما انا اللہ فاعبدونی﴾ اے لوگو: میں تم سے ایک بات خفیہ رکھتا تھا اور اب میں اس کو ظاہر کر رہا ہوں کہ میں چار سو سال سے تمہارا بادشاہ ہوں اور اگر میں آدم کی اولاد سے ہوتا تو اسی طرح مر گیا ہوتا جس طرح دوسرے لوگ مر گئے ہیں۔میں تو تمہارا خدا ہوں اور تم میری پوجا کرو۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے نبی کو وحی بھیجی کہ اس کو بتا دو کہ جب تک وہ حق پر قائم رہا میں نے اس کی سلطنت کو سلامت رکھا اور جب سے وہ میری نافرمانی کرنے لگ گیا تو: ﴿فبعزتی و جلالی لاسلطن علیہ بخت نصر فسلطہ علیہ فضرب عنقہ و اوقر من خزانتہ سبعین سفینۃ من الذھب﴾ ترجمہ: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ میں اس بادشاہ پر بخت نصر جیسے ظالم بادشاہ کو مسلط کروں گا۔چنانچہ بخت نصر نے اس پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر اس کے خزانوں سے ستر (70) کشتیاں سونے کی حاصل کی۔

5: حکایت ﴿ہارون الرشید اور وفادار لونڈی﴾

خلیفہ ہارون رشید کی ایک بلیک اور بدصورت لونڈی تھی۔ایک مرتبہ ہارون رشید نے اپنی لونڈیوں کے درمیان دراہم و دینار لوٹائے۔تمام لونڈیوں نے درہم و دینار لوٹنے شروع کر دیے مگر وہ بلیک اور بدصورت لونڈی کھڑی ہارون رشید کے چہرے کو دیکھتی رہی۔اس سے پوچھا گیا تو درہم و دینار کیوں نہیں لوٹتی؟ اس نے جواب دیا: ان لونڈیو

ن کا مقصود درہم ودینار ہے اور میرا مطلوب دیناروں کا مالک ہے۔ ہارون رشید کو اس بدصورت لونڈی کی اس بات سے تعجب ہوا۔ پھر اس لونڈی کو اپنے خاص لوگوں میں شامل کر لیا۔ دوسرے بادشاہوں کو جب یہ خبر ملی کہ ہارون رشید اپنی ایک بدصورت لونڈی پر عاشق ہو گیا ہے۔ اور ہارون رشید کو بھی اس بات کا علم ہوا تو اس نے تمام بادشاہوں کی اپنے ہاں ایک میٹنگ بلائی۔ اس کے بعد ساری لونڈیوں کو بلا کر ایک ایک یاقوت کا پیالہ دے کر اسے توڑنے کا حکم دیا۔ سب لونڈیاں پیالے کو توڑنے سے رک گئیں مگر اس بدصورت اور کالی لونڈی نے فوراً پیالہ زمین پر مار کر توڑ دیا۔ اس کے بعد خلیفہ نے تمام بادشاہوں سے کہا کہ اس لونڈی کا چہرہ تو بدصورت ہے مگر اس کا کام انتہائی لاجواب ہے۔ پھر ہارون رشید نے اس لونڈی سے پوچھا کہ تو نے یہ پیالہ کیوں توڑا ہے؟ اس نے عرض کیا آپ نے مجھے اس کے توڑنے کا حکم دیا ہے تو میں نے دیکھا کہ اس کے توڑنے سے خلیفہ کے خزانے میں تو نقصان ہوگا لیکن اس کے نہ توڑنے سے خلیفہ کے حکم کی نافرمانی ہوگی۔ اس لیے خلیفہ کے حکم کی تعمیل اور عزت ضروری ہے خزانے کے نقصان سے۔ اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ پیالہ کو توڑنے سے لوگ مجھے دیوانی کہیں گے اور نہ توڑنے میں لوگ مجھے نافرمان کہیں گے۔ مجھے پہلی بات زیادہ پسند ہے دوسری سے۔ یعنی دیوانی کہلانا بہتر ہے نافرمان کہلانے سے۔ سب بادشاہوں نے لونڈی کے اس کام کی تعریف کی اور خلیفہ کو اس کی محبت میں معذور سمجھا۔ واللہ اعلم

6: حکایت ﴿حضرت امام جعفر صادق کی دانائی﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک شخص مسجد میں سویا ہوا تھا اس ساتھ ایک تھیلی بھی تھی جب وہ نیند سے بیدار ہوا تو اس نے تھیلی گم پائی اس نے دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادق مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ تو وہ شخص امام جعفر صادق سے جھگڑ پڑا۔ اس نے کہا میری تھیلی چوری ہوئی ہے اور میرے پاس آپ کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ امام جعفر صادق نے

نے فرمایا: ﴿کم کان فی همیانك﴾ تیری تھیلی میں کتنے دینار تھے؟ اس نے کہا: الف دینار، ایک ہزار دینار تھے۔ حضرت امام جعفر صادق اپنے گھر گئے اور ایک ہزار دینار لا کر اس شخص کو دے دیئے۔ پھر وہ شخص اپنے دوستوں کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ تیری تھیلی تو ہمارے پاس ہے، ہم نے تیرے ساتھ مزاق کیا تھا وہ شخص دینار لے کر واپس مڑا اور لوگوں سے پوچھنے لگا جس شخص نے مجھے دینار دیئے تھے وہ کہاں ہے [اور کون ہے]۔ لوگوں نے بتایا: وہ رسول اللہ کی اولاد میں سے ہیں۔ چنانچہ وہ شخص امام جعفر صادق کے پاس گیا اور دینار واپس کرنے لگا۔ آپ نے اس کو قبول نہ کیا اور فرمانے لگے: ﴿انا اذا اخرجنا شیئاعن ملکنا لایعود الینا رضی اللہ عنہ﴾ ہم جب کوئی چیز اپنی ملکیت سے نکال دیتے ہیں تو پھر اسے واپس نہیں لیتے۔

7: حکایت ﴿خاوند کی فرمابرداری کا فائدہ اور نافرمانی کی سزا﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک نوجوان سخت بیمار ہو گیا تو اس کی ماں نے نذر مانی کہ اگر اللہ پاک نے اسے مرض سے شفاء دے دی تو میں سات دن کے لئے دینا سے باہر نکل جاؤں گی۔ پس اللہ پاک نے اسے بیماری سے شفایاب کر دیا۔ لیکن اس عورت نے اپنی نذر کو پورا نہ کیا۔ ایک رات وہ عورت سو رہی تھی تو خواب میں کسی نے کہا کہ تو اپنی نذر پوری کر، تا کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت نہ پہنچے۔ جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے کو بلایا اور سارا قصہ سنایا اور کہا کہ وہ قبرستان میں اس کے لئے قبر تیار کر کے اسے قبر میں دفن کر دے۔ بیٹے نے ایسا ہی کیا جب وہ عورت قبر میں اتری تو اس نے عرض کیا: ﴿الھی وسیدی قد فعلت جهدی وطاقتی واوفیت بنذری فاحفظنی فی هذا القبر من الافات﴾ اے میرے خدا اور میرے مولا۔ بے شک میں نے اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق اپنی نذر کو پورا کیا۔ پس تو مجھے قبر کی آفتوں سے محفوظ رکھنا۔

اس دعا کے بعد بیٹا قبر پر مٹی ڈال کر واپس آ گیا۔تو عورت نے [قبر میں] اپنے سر کی طرف سے ایک چمکتا ہوا نور دیکھا اور کھڑکی نما ایک سوراخ بھی دیکھا۔اور سوراخ سے اسے ایک باغ نظر آیا جس میں دو عورتیں بیٹھی ہوئیں تھی۔ان دونوں عورتوں نے اس مدفونہ بی بی کو آواز دی کہ اے بی بی: تم ہماری طرف نکل آؤ۔چنانچہ وہ سوراخ کھل گیا اور وہ عورت ان عورتوں کی طرف نکل کر چلی گئی۔وہاں اس نے ایک صاف ستھرا حوض دیکھا وہ دونوں عورتیں اس پر بیٹھی ہوئی ہیں۔یہ عورت ان کے پاس جا بیٹھی اور ان کو سلام کیا لیکن انہوں نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔اس عورت نے ان سے پوچھا کہ تم نے میرے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا حالانکہ تم دونوں سلام کا جواب دینے کی قدرت رکھتی ہو۔انہوں نے جواب دیا کہ سلام فرمابرداری ہے اور ہمیں اطاعت،فرمابرداری سے منع کیا گیا ہے۔اسی دوران وہ عورت کیا دیکھتی کہ ان دونوں عورتوں میں سے ایک کے سر پر ایک چڑیا اپنے پروں سے پنکھی چلا رہی ہے اور دوسری عورت کے سر پر ایک پرندہ اپنی چونچیں مار رہا ہے۔اس مدفونہ عورت نے پہلی عورت سے پوچھا: ﴿بماذا نلت هذه الكرامة﴾ یہ کرامت تمہیں کس وجہ سے ملی؟ اس عورت نے جواب دیا: ﴿كان لي في الدنيا زوج وكنت مطيعة له وقد خرجت من الدنيا وهو عني راض فاكرمني الله بهذه الكرامة﴾ ترجمہ: دنیا میں جو میرا شوہر تھا میں اس کی تابع دار تھی، جب میرا دنیا سے انتقال ہوا تو میرا شوہر مجھ سے راضی تھا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کرامت عطاء فرمائی۔

پھر اس نے دوسری عورت سے پوچھا: ﴿بماذا اصابتك هذه العقوبة﴾ تم عذاب میں مبتلا کیوں ہو؟ اس نے جواب دیا: ﴿اني كنت امراة صالحة وكان لي في الدنيا زوج وكنت عاصية له وقد خرجت من الدنيا وهو ساخط علي فجعل الله قبري روضة لصلاحي وعاقبني بهذه العقوبة بسخط زوجي﴾ ترجمہ میں ایک نیک صالحہ عورت تھی لیکن دنیا میں میں اپنے شوہر کی نافرمان تھی جب

دنیا سے میرا انتقال ہو تو میرا شوہر مجھ سے ناراض تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نیک صالحہ ہونے کی وجہ سے میری قبر کو جنت کا باغ بنا دیا اور شوہر کی نافرمانی کی وجہ سے مجھے یہ عذاب دیا ہے۔

میں تم سے عرض کرتی ہوں کہ جب تم دنیا میں واپس جاؤ تو میرے شوہر سے میرے لیے سفارش کرنا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ جب اس مدفونہ عورت پر سات دن گزر گئے تو ان عورتوں نے اس مدفونہ عورت سے کہا اٹھو اور اپنی قبر میں واپس چلی جاؤ کیونکہ تیرا بیٹا تجھے لینے آیا ہے۔ جب وہ عورت واپس اپنی قبر میں آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ اس کا بیٹا اس کی قبر کھود رہا ہے۔ بیٹے نے اپنی ماں کو قبر سے باہر نکالا اور اس کو اپنے گھر لے آیا اور یہ بات لوگوں میں مشہور ہو گئی کہ فلاں عورت نے اپنی منت پوری کر لی ہے۔

لوگ اس کی زیارت کے لئے آئے اور اس عورت کا شوہر بھی آیا جس نے اس مدفونہ عورت کو کہا تھا کہ یہ دنیا میں جا کر اس کے شوہر سے اس کی معافی کی درخواست کرے۔ چنانچہ اس عورت نے اسکے شوہر سے اس کی بیوی کا سارا حال بیان کیا۔ اور بیوی کو معاف کر دینے کی سفارش کی تو اس شوہر نے معاف کر دیا۔

ایک رات خواب میں اس عورت نے اس کی بیوی کو دیکھا کہ اس نے کہا: ﴿قد نجوت من العقوبة بسببك فزاك الله خيرا وعفا عنك﴾ میں نے عذاب سے تیری وجہ سے نجات پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے بہتر جزاء دے اور تیرے گناہوں کو معاف فرمائے۔

8: حکایت ﴿غلام کی دعا سے بارش کا نزول﴾

حضرت عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا وہاں سخت قحط پڑا ہوا تھا۔ لوگ میدان عرفات میں نماز استسقاء ادا کر رہے تھے لیکن قحط ختم ہونے کی بجائے

اور زیادہ ہو گیا۔ لوگ جمعہ تک وہاں ٹھہرے رہے۔ اگلے ہفتے جمعہ کے بعد لوگ پھر عرفات کی طرف نکلے میں نے وہاں ایک کالے رنگ اور کمزور جسم والا شخص دیکھا اس نے دو رکعت نماز ادا کی اور اپنے رب عزوجل سے درخواست کی اور پھر سجدہ میں گر کر دعا کی ﴿وعزتك لا ارفع راسي من السجود حتى تسقي عبادك﴾ [اے اللہ عزوجل] تیری عزت کی قسم۔ میں اس وقت تک سجدہ سے سر نہیں اٹھاؤں گا جب تک تو اپنے بندوں کو رحمت کی بارش سے سیراب نہ کرے گا۔

اچانک میں نے آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا دیکھا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارا آسمان بادل سے بھر گیا اور اتنی بارش ہوئی کہ مشکیں منہ تک بھر گئیں۔ اس کے بعد اس کالے غلام نے اللہ پاک کی حمد و ثناء کی اور واپس چلا گیا اور میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا حتی کہ وہ ایک ایسے مکان میں داخل ہوا جس کا مالک غلاموں اور جانوروں کی تجارت کرتا تھا۔ میں وہاں سے واپس آ گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں درہم و دینار لے کر اس گھر کے مالک کے پاس حاضر ہوا اور اسے کہا کہ مجھے ایک غلام خریدنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس نے مجھے تیس غلام دکھائے، میں نے کہا اس کے علاوہ کوئی اور غلام بھی ہیں۔ اس نے کہا ہاں! ایک منحوس غلام باقی ہے جو کسی سے بات چیت نہیں کرتا۔ میں نے کہا اسے بھی دکھاؤ اس نے وہی غلام نکالا جس کو میں نے دیکھا تھا۔ میں نے مالک سے پوچھا کہ تم نے اسے کتنے میں خریدا تھا، اس نے کہا۔ میں نے اسے بیس دینار میں خریدا تھا لیکن تمہیں دس دینار کا دے دوں گا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے کہا نہیں، بلکہ میں تمہیں ستائیس دینار زیادہ دیکر غلام لوں گا، پھر آپ غلام کو ہاتھ سے پکڑ کر واپس آئے۔ غلام نے آپ سے کہا ﴿یا مولای لم اشتریتنی وانا لا اطیق خدمتك﴾ اے میرے مالک، آپ نے مجھے کیوں خریدا، میں تو آپ کی خدمت کی طاقت نہیں رکھتا؟ آپ نے کہا ﴿انما اشتریتك لتكون انت مولای وانا خادمك﴾ میں نے آپ کو اس لئے خریدا ہے

کہ تم میرے مالک بنو اور میں تمہارا خادم بنوں۔ اس نے کہا، تم اس طرح کیوں کرتے ہو۔ میں نے کہا: ﴿رایتك بالامس قد دعوت الله تعالیٰ فاجابك فعرفت کرامتك علیه﴾ کل میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور آپ کی دعا قبول ہوگئی پس اس سے آپ کی کرامت میں نے پہچان لی۔ اس غلام نے کہا کیا حقیقت میں آپ نے ایسا ہی دیکھا ہے۔ میں نے کہا، ہاں، اس نے کہا: ﴿فهل تعتقني﴾ کیا آپ مجھے آزاد کر سکتے ہیں؟ میں نے کہا ﴿انت حر لوجه الله تعالیٰ﴾ آپ اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد ہیں۔ تو اچانک ہاتف غیبی سے آواز سنائی دی جس میں کوئی شخص نظر نہیں آیا، کہنے والے نے کہا: ﴿یا ابن المبارك ابشر فقد غفر الله لك﴾ اے ابن مبارک، تجھے مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے تیری بخشش فرمادی ہے۔

پھر غلام نے وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی، اور عرض کیا ﴿الحمد لله هذا عتق مولای الاصغر فکیف یکون عتق مولای الاکبر﴾ اللہ کا شکر ہے جس نے چھوٹے مالک سے آزاد کیا، پس بڑے مالک کے آزاد کرنے پر کیسے شکر ادا کروں گا۔ اسکے بعد وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی پھر اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کی ﴿الٰهی انت تعلم انی عبدتك ثلاثین سنة وان العهد بینی و بینك ان لا تکشف ستری فحینئذ کشفته فاقبضنی الیك﴾ اے میرے اللہ تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے تیس سال سے تیری بندگی کی اور میرے اور تیرے درمیان ایک عہد و پیمان تھا کہ تو میرے راز کو ظاہر نہیں کرے گا اب تو نے میرے راز کو کھول دیا ہے لہٰذا تو میری جان کو قبض کر کے اپنی طرف بلا لے۔

اسکے بعد وہ غش کھا کر گرا اور فوت ہوگیا۔ میں نے اسے ہلکہ سا کفن دے کر اس کی نماز جنازہ ادا کی اور دفن کر دیا۔ جب میں سویا تو ایک حسین و جمیل اور عمدہ لباس میں ملبوس بزرگ دیکھا اور اسی طرح کا ایک اور بزرگ ان کے ساتھ تھا اور دونوں ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ ایک نے مجھے کہا ﴿یا ابن المبارك اما

تستحي من الله ثم مشي﴾ اے ابن مبارک، کیا تجھے اللہ سے شرم نہیں آئی، پھر وہ چلے گئے۔ میں نے عرض کیا: ﴿من انت﴾ آپ کون ہیں؟ فرمانے لگے: ﴿انا محمد رسول الله و هذا ابی ابراهیم﴾ میں محمد رسول اللہ ہوں اور یہ میرے باپ ابراھیم ہیں۔ میں نے عرض کیا: ﴿کیف لا استحیی وانا اکثر الصلوة﴾ میں کیسے اللہ سے شرم نہیں کرتا حالانکہ میں کثرت سے نماز پڑھتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ﴿مات ولی من اولیاء الله تعالیٰ فلم تحسن کفنه﴾ اللہ تعالیٰ کے ولیوں میں سے ایک ولی فوت ہوا تو تو نے اسے اچھا کفن نہیں دیا۔ جب صبح ہوئی تو ابن مبارک نے اسے قبر سے نکالا، اچھا کفن دیا، اُس پر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا۔ اللہ کی اس پر رحمت ہو۔

نوٹ: ﴿توبہ کی فضیلت﴾

حکیم ابو القاسم الحکیم سے سوال کیا گیا کہ ایک گناہ گار جو اپنے گناہ سے توبہ کرے یا ایک کافر جو ایمان لے آئے ان دونوں میں سے کون افضل ہے؟ جواب ارشاد فرمایا: وہ گناہ گار جو اپنے گناہ سے توبہ کرتا ہے وہ افضل ہے۔ کیونکہ گناہ گار اپنے گناہ کی حالت میں بھی اپنے رب تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے۔ جب کہ کافر حالت کفر میں اجنبی تھا، جب ایمان لایا تو اجنبیوں کے درجہ سے نکل کر معرفت کے مقام پر پہنچ گیا۔ جبکہ گناہ گار معرفت کے مقام سے بڑھ کر احباب کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: ﴿والله یحب التوابین﴾ اور اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

9: حکایت ﴿ڈوبی کشتی باہر نکل آئی﴾

ایک آدمی سے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ہم تاجروں کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔ اچانک تیز ہوائیں چلنے لگی اور سمندر میں موجیں اٹھنے لگیں اور کشتی ہچکولے کھانے لگی، ہم لوگ بہت زیادہ خوف زدہ ہوئے مگر کشتی کے ایک کونے میں اونٹ کی اون کا کمبل اوڑھے ہوئے ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ جب لہریں اٹھنے لگی اور کشتی ہچکولے کھانے

لگی۔ حتیٰ کہ اس میں پانی داخل ہونے لگا اور وہ بھاری ہونے لگی اور ہم جان و مال سے مایوس ہونے لگے، اچانک وہ شخص باہر نکلا اور پانی پر کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ ہم نے اسے کہا: ﴿یا ولی اللہ ادرکنا﴾ اے اللہ کے ولی ہماری مدد کرو۔ اس نے ہماری طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ پھر ہم نے اس سے عرض کیا: ﴿بحق من قواك لعبادته اغثنا و ادرکنا﴾ تجھے اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو عبادت کی توفیق دی ہے، ہماری مدد فرما اور ہمیں بچا۔ اس نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور کہا، تمہارا کیا حال ہے۔ وہ اس وقت تک ہماری پریشانی سے بے خبر تھا۔ ہم نے کہا: ﴿الا ترى الى السفينة و ما اصابها من الامواج والرياح﴾ کیا آپ کشتی کی طرف نہیں دیکھتے کہ دریا کی لہروں اور طوفان سے ہمیں کیا پریشانی پہنچی ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا: ﴿تقربوا الى الله﴾ تم سب اللہ کا قرب حاصل کرو۔ ہم نے عرض کیا: ﴿بماذا نتقرب﴾ ہم کس چیز سے اللہ کا قرب حاصل کریں۔ اس نے فرمایا: (بترك الدنيا) دنیا کو چھوڑ دو۔ ہم نے اس سے عرض کیا، ہم نے دنیا ترک کر دی۔ پھر اس نے فرمایا: ﴿اخرجوا باسم الله فمازلنا نخرج واحدا بعدواحدا نمشى على الماء حتى اجتمعنا حوله ونحن قيام على الماء و كنا مائتي نفس او اكثر فغرقت السفينة بما فيها من الاموال﴾ اللہ پاک کے نام کے ساتھ تم سب نکلو پس ہم ایک ایک کر کے نکلتے گئے اور پانی پر چل کر اس کے گرد جمع ہوتے گئے حتیٰ کہ ہم پانی پر کھڑے ہو گئے اور ہم دو سو افراد سے زیادہ تھے۔ جب ہم باہر نکلے تو کشتی اور سارا سامان ڈوب گیا۔ پھر اس نے کہا کہ تم دنیا کے خوف سے تو بچ گئے ہو اب چلے جاؤ۔ ہم نے اس سے عرض کیا: ﴿نسئلك بالله من انت يرحمك الله﴾ ہم اللہ کی قسم دیکر آپ سے پوچھتے کہ آپ کون ہیں؟ جواب دیا، میں اویس قرنی ہوں۔ ہم نے آپ سے کہا کہ اس کشتی میں مدینہ کے فقراء کا مال ہے۔ اور اس مال کو مصر کے ایک شخص نے بھیجا ہے۔ حضرت اویس قرنی نے فرمایا: ﴿ان رد الله عليكم اموالكم تقسموها على

مسلمان نے دیکھا تو اس نے رکوع کی حالت میں حاضر ہونے سے انکار کر دیا۔ اور کہا:
﴿انی لاستحیی من محمد ان ادخل علی الکافر کھیاۃ الراکع﴾ میں حضرت محمد سے حیا کرتا ہوں کہ میں ایک کافر کے سامنے رکوع کی حالت میں داخل ہوں۔ بادشاہ نے کہا۔ اس زنجیر کو اٹھا دو تا کہ وہ داخل ہو سکے جب وہ داخل ہوا تو اس نے بادشاہ سے بڑی کھل کر طویل گفتگو کی۔ بادشاہ نے اس سے کہا: ﴿ادخل فی دیننا حتی اصنع خاتمی فی یدك واعطیك ولایۃ الروم فتفعل فیھا ما تشاء﴾ تو ہمارے دین داخل ہو جا میں اپنی انگوٹھی تیرے ہاتھ میں پہنا دوں گا، اور روم کی بادشاہت بھی تجھے دے دوں گا۔ پس تیرا جو جی چاہے کر۔ مسلمان نے رومی بادشاہ سے کہا: ﴿کم للروم من الدنیا﴾ روم دنیا کا کتنواں حصہ ہے؟ بادشاہ نے جواب دیا: ﴿ثلثھا او ربعھا﴾ تہائی یا چوتھائی حصہ ہے۔

مسلمان نے جواب دیا: ﴿لو کانت الدنیا کلھا لھم مملوۃ ذھبا و جوھرا واعطوھا لی بدلا عن سماع اذان یوم ما قبلتھا﴾ اگر ساری دنیا بھی تیرے قبضہ میں ہوتی اور تو اس کو سونے اور جواھرات سے بھر کر مجھے اذان نہ کہنے کے بدلے دیتا تو میں اس کو بھی قبول نہ کرتا۔ بادشاہ نے پوچھا: اذان کیا ہے؟ مسلمان جیالے نے کہا کہ اذان یہ ﴿اشھد ان لا الہ اللہ، و اشھد ان محمدا رسول اللہ﴾

رومی بادشاہ نے کہا: ﴿انہ ثبت حب محمد فی قلبہ فلا یمکنہ ان یرجع فی ھذہ الساعۃ﴾ بے شک اس مسلمان کے دل میں [اس کے نبی] محمد کی محبت ثابت ہو گئی ہے اب اس کا واپس مڑنا ممکن نہیں ہے۔

پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک دیگ پانی کی بھر کر آگ پر چڑھائی جائے جب پانی ابلنے لگے تو اس مسلمان کو اس میں ڈال دو۔ چنانچہ غلاموں نے حکم کی تعمیل کی۔ جب اس کو ابلتے پانی میں ڈالا جانے لگا تو اس نے ﴿بسم اللہ الرحمان الرحیم﴾ پڑھی ﴿فدخل من جانب وخرج من اخر بقدرۃ اللہ تعالیٰ﴾ اور دیگ کی ایک طرف

سے داخل ہوا اور دوسری طرف اللہ کی قدرت سے صحیح سلامت نکل آیا۔لوگ یہ منظر دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔پھر بادشاہ نے حکم دیا:﴿ان یحبس فی بیت مظلم ویمنع عنہ الطعام والشراب ویلقی لہ لحم الخنزیر والخمر اربعین یوما﴾ اس مسلمان کو ایک بند تاریک کوٹھری میں قید کر دیا جائے،اور کھانا پینا روک دیا جائے۔چالیس دن اس کو سوائے سور اور شراب کے کوئی کھانے کی چیز نہ دی جائے۔غلاموں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایسا ہی کیا۔جب چالیس دن پورے ہوئے تو دروازہ کھولا تو دیکھا جو کچھ اس کے سامنے رکھا تھا وہ اسی طرح پڑا ہوا ہے۔اس نے کوئی چیز بھی نہیں کھائی۔لوگوں نے پوچھا:﴿کیف لا تاکل منہ واکلہ جائز فی دین محمد عند الضرورۃ﴾ تو نے اس سے کیوں نہیں کھایا حالانکہ مجبوری کی حالت میں اس سے کھانا دین محمدی میں کھانا جائز ہے۔مسلمان نے جواب دیا:﴿لو اکلت منہ لفرحتم وانما اردت اغاظتکم﴾ اگر میں اس سے کھالیتا تو تم خوش ہوتے حالانکہ میں نے تمہیں غضبناک کرنے کا ارادہ کیا ہوا ہے۔

بادشاہ نے کہا:﴿لم تاکل من ذلك فاسجدلی حتی اخلی سبیلك و سبیل من معك من الاساری﴾ تو نے اس کچھ نہیں کھایا پس تو مجھے سجدہ کردے میں تجھے اور تیرے قیدی ساتھیوں کو رہا کردوں گا۔مسلمان نے جواب دیا:﴿ان السجود فی دین محمد لا یجوز الا اللہ تعالیٰ﴾ بے شک دین محمدی میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔

بادشاہ نے پھر کہا:﴿فقبل یدی حتی اخلی عنك وعمن معك من الاساری﴾ تو میرے ہاتھ کو بوسہ دے میں تجھے اور تیرے قیدی ساتھیوں کو رہا کردوں گا۔مسلمان نے جواب دیا:﴿ان ھذا لا یجوز الا للاب او لسلطان العادل او للاستاذ﴾ (بوسہ دینا) یہ باپ،عادل بادشاہ اور استاذ کے ہاتھ کے علاوہ کسی کو جائز نہیں ہے۔

فقراء المدینہ ﴾ اگر اللہ تعالیٰ تمہارا مال تم کو واپس لوٹا دے تم اس مال کو مدینہ منورہ کے فقراء میں تقسیم کر دو گے۔ ہم نے عرض کیا، ہاں، اس کے فوراً بعد آپ نے پانی پر مصلے بچھا کر دو رکعت نماز پڑھی پھر ہلکی سی دعا کی حتیٰ کہ کشتی سارے ساز و سامان سمیت باہر نکل آئی۔ اور ہم لوگ اس پر سوار ہوئے۔ اور اویس قرنی ہم سے غائب ہو گئے اور ہم نے مدینہ شریف پہنچ کر سارا مال آپس میں اور مدینہ والوں میں تقسیم کیا حتیٰ کہ مدینہ میں کوئی فقیر باقی نہ رہا۔

10: حکایت ﴿یقین کامل اور غائبانہ مدد﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ طارق الصادق کو صادق اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ جب وہ ایک ویران کنوئیں میں گر پڑے تو وہاں سے حاجیوں کے ایک قافلہ کا گزر ہوا تو انہوں نے سوچا کہ ہم اس کنوئیں کا منہ بند کر دیتے ہیں تا کہ اس میں کوئی مسافر نہ گر جائے۔ [طارق پہلے سے کنوئیں میں گرا پڑا تھا] طارق کہتا ہے کہ میں دل میں کہنے لگا کہ اگر تو واقعی ہی سچا ہے تو چپ کر جا، لہٰذا میں خاموش رہا اور حاجی لوگ کنوئیں کا منہ بند کر کے وہاں سے چلے گئے۔ اور کنوئیں میں سخت اندھیرا ہو گیا۔ طارق نے اپنے پاس غائب سے دو چراغ موجود پائے۔ اور اسکی روشنی میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اچانک طارق نے ایک بہت بڑا سانپ دیکھا جو اس کی طرف آ رہا ہے طارق نے دل میں سوچا کہ یہی سچ اور جھوٹ کے ظاہر ہونے کا وقت ہے۔ جب وہ سانپ میرے قریب آیا تو مجھے گمان ہونے لگا کہ یہ مجھے نگل جائے گا۔ پھر وہ سانپ کنوئیں کے منہ پر چڑھا اور اپنی دم ان کی گردن میں ڈال کر پاؤں کے نیچے کر کے ڈول کی طرح اوپر کھینچا اور کنوئیں کے منہ پر جو کچھ بھی تھا اسے ہٹا کر اسے زمین کی طرف باہر نکال دیا۔ پھر اپنی دم اس کی گردن سے نکال لی۔ تو ہاتف غائبی سے آواز آئی ﴿ھذا من لطف ربك اذ نجاك من عدوك بعد فسمی صادقا﴾ یہ

تیرے رب کا لطف وکرم ہے کہ اس نے تجھے تیرے دشمن کے ذریعے نجات دی ہے۔اس لئے طارق کا نام صادق پڑ گیا۔

11: حکایت ﴿بسم اللہ کی برکت﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک عورت کا خاوند منافق تھا اور اس عورت کی عادت یہ تھی کہ وہ ہر چیز کے ساتھ عملاً اور فعلاً [بسم اللہ] پڑھتی اور اس کا خاوند اسے کہتا کہ میں ضرور تجھے اس پر شرمندہ کروں گا۔ایک دن اس نے اپنی بیوی کو ایک سکوں کا تھیلا دیا اور کہا اس کو حفاظت کے ساتھ رکھنا۔اس عورت نے اس تھیلے کو ایک محفوظ جگہ رکھ دیا۔خاوند نے عورت کو غافل پا کر اس تھیلے کو اٹھا کر کنوئیں میں پھینک دیا جو اس کے گھر میں واقع تھا۔پھر اس کے بعد اس سے تھیلا مانگا جب وہ عورت اس جگہ آئی اور کہا: ﴿بسم اللہ﴾ تو اللہ پاک نے جبرئیل کو حکم دیا: ﴿ان ینزل سریعا ویعید الصرۃ الی مکانھا﴾ کہ وہ فوراً جا کر اس تھیلے کو اس کی جگہ پر رکھ دے۔﴿فوضعت یدھا لتاخذھا فوجدتھا کما وضعتھا﴾ جب اس عورت نے تھیلے کو حاصل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ اس جگہ رکھا جہاں پر اس نے تھیلا رکھا تھا تو تھیلے کو وہاں موجود پایا۔﴿فتعجب زوجھا وتاب الی اللہ تعالیٰ﴾ تو اس کا خاوند بڑا حیران ہوا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی۔

12: حکایت ﴿مسلمان جیالے کا دلچسپ واقعہ﴾

ایک رومی جنگجو نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔اور رومی کتا [عرب لوگ روم کے بادشاہ کو بطور نفرت کتا کہتے تھے] یعنی رومی بادشاہ کو کہا کہ مسلمانوں میں ایک طاقتور اور ھیبت ناک آدمی بھی ہے۔بادشاہ نے اس کو دیکھنے کے لئے بلایا لیکن بادشاہ کے سامنے ایک لمبی زنجیر لٹکی ہوتی جب بھی کوئی داخل ہوتا تو اس رکوع کی حالت میں حاضر ہونا پڑتا۔جب

لئے ڈنڈہ رک جاتا اور جھوٹے کی پٹائی کرتا تھا۔

3: حضرت سلیمان کے زمانہ میں ہوا کے ذریعہ فیصلہ ہوتا تھا، ہوا سچے آدمی کے لئے رکی رہتی اور جھوٹے آدمی کو زمین سے اوپر اٹھا کر پھر زمین پر دے مارتی تھی۔

4: حضرت ذوالقرنین کے زمانہ میں پانی کے ذریعے فیصلہ ہوتا تھا جب سچا آدمی پانی پر بیٹھتا تو وہ جم جاتا تھا اور جھوٹے کے لئے پگھل جاتا تھا۔

5: حضرت داؤد کے زمانہ میں لٹکی ہوئی زنجیر کے ذریعے فیصلہ ہوتا تھا، سچے آدمی کا ہاتھ اس تک پہنچ جاتا تھا اور جھوٹے کا ہاتھ اس تک نہیں پہنچتا تھا۔

6: لیکن ہمارے آقا مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ مبارک میں فیصلہ فریقین کے اقرار، یا گواہ قائم کرنے کے ساتھ طے پایا۔ ارشاد خداوندی ہے:
﴿یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر﴾ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی کا ارادہ فرماتا ہے نہ کہ تنگی کا۔

امام ترمذی سے روایت ہے کہ یسر (آسانی) جنت کا نام ہے اور تمام آسانیاں اس میں ہوں گی۔ اور عسر (تنگی) دوزخ کا نام ہے اور تمام تنگیاں دوزخ میں ہوں گی اور کہا گیا ہے کہ اس کے علاوہ بھی اسکا معنی ہے۔

15: حکایت ﴿رمضان اور شوال کے روزوں کی برکت﴾

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ میں تین سال قیام کیا تو مکہ مکرمہ والوں میں سے ایک شخص روزانہ دوپہر کے وقت مسجد حرام میں آتا، طواف کعبہ کرتا اور دو رکعت نماز پڑھکر مجھے سلام کرتا اور پھر گھر واپس چلا جاتا۔ چنانچہ مجھے اس سے محبت اور پیار ہو گیا لہٰذا میرا اس کے پاس آنے جانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایک دن وہ بیمار ہو گیا تو اس نے مجھے بلایا اور فرمایا: ﴿اذا مت فغسلنی بنفسک و صل علی وادفنی ولا تترکنی تلک اللیلۃ وحیدا فی قبری و لقنی التوحید عند

سوال منکرا و نکیر ﴾ جب میں فوت ہو جاؤں تو تو نے مجھے خود غسل بھی دینا ہے اور مجھ پر جنازہ پڑھ کر تو نے مجھے دفن بھی کرنا ہے۔ اور تو نے اس رات مجھے میری قبر میں تنہا نہیں چھوڑنا اور منکر نکیر کے سوال کے وقت مجھے توحید کی تلقین بھی کرنا۔ چنانچہ میں نے اس کو اس چیز کی ضمانت دے دی۔ جب وہ فوت ہو گیا تو جو اس نے مجھے حکم دیا تھا میں نے وہ کیا۔ اور میں ایک رات اس کی قبر کے پاس سویا اور میں نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا تو اچانک غائب سے آواز آنے لگی کوئی کہہ رہا تھا: ﴿یا سفیان لا حاجة له الی تلقینك و لا الی انسك لا نا انسناه و لقنا﴾ اے سفیان، اس کو نہ تیری تلقین کی ضرورت ہے اور نہ تیری محبت کی، کیونکہ ہم نے خود اس سے محبت کی ہے اور خود ہی اس کو تلقین کی ہے۔ میں نے کہا اس کی وجہ کیا ہے؟ جواب میں کہا گیا کہ [اس محبت اور تلقین کی وجہ] اس کے رمضان المبارک اور مسلسل شوال کے چھ روزے ہیں۔ اس کے بعد میں بیدار ہوا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا پھر میں نے وضو کیا، نماز پڑھی اور سو گیا تو پھر پہلے کی طرح میں نے خواب دیکھا۔ اس طرح میرے ساتھ تین مرتبہ ہوا۔ بالآخر میں سمجھ گیا کہ یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ کہ شیطان کی طرف سے۔ پھر میں اس کی قبر سے واپس آیا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: ﴿اللھم وفقنی لصیام ذلك بمنك و کرامك آمین﴾ اے اللہ: تو مجھے اپنے احسان اور کرم کے ساتھ (رمضان اور شوال کے چھ) یہ روزے رکھنے کی توفیق دے۔

16: حکایت ﴿سو سال عبادت کرنے والا اور فضل ربی﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک اللہ کا بندہ سو سال تک اپنے عبادت خانہ میں عبادت میں مصروف رہا۔ ایک دن شیطان لعین نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا تو وہ اپنے عبادت خانے سے نیچے اتر آیا اور شہر میں اپنے رشتہ داروں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ملاقات کرنے لگا۔ تو اس ساتھ ایک دوست کی ملاقات ہوگئی وہ اسے اپنے گھر

بادشاہ نے اس سے کہا: ﴿فقبل جبهتي﴾ چلو میری پیشانی کو چوم لو۔ مسلمان نے کہا: ﴿افعل هذا بشرط واحد﴾ اس میں میری ایک شرط ہے۔ بادشاہ نے کہا: ﴿افعل كما تريد﴾ جس طرح مرضی تم کرو۔ تو مسلمان نے ﴿فوضع كمه على جبهته وقبلها ناويا تقبيل كمه﴾ اپنی آستین اس کی پیشانی پر رکھی اور نیت یہ کی کہ میں اپنی آستین کو چوم رہا ہوں۔

رومی بادشاہ نے اس مسلمان اور اس کے قیدی ساتھیوں کو بہت سارا مال ومتاع دے کر آزاد کر دیا اور حضرت عمر کی طرف لکھا کہ: ﴿لو كان هذا الرجل في بلادنا علے ديننا لكنا نعتقد عبادته﴾ اگر یہ شخص ہمارے شہر میں ہمارے دین پر ہوتا تو ہم اس کی عبادت کا اعتقاد رکھتے۔

جب وہ حضرت عمر کے پاس آئے تو آپ نے اسے فرمایا: ﴿لا تختص بالمال وحدك بل شارك فيه اهل مدينة رسول الله ففعل ذلك﴾ اس مال کو صرف اپنے لئے ہی خاص نہ کر لینا بلکہ اس میں مدینۃ الرسول کے لوگوں کو بھی شامل کر لو تو اس نے ایسا کیا۔

13: حکایت ﴿شب برات کی فضیلت﴾

ایک مرتبہ حضرت عیسٰی سیر وسیاحت میں تھے کہ انہوں نے بلند وبالا پہاڑ کی طرف دیکھا اور اس کی طرف جانے کا ارادہ کیا جب اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو ایک ایسا عجیب پتھر دیکھا جو دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ آپ اس کے اردگرد گھومنے لگے اور اس کی خوبصورتی سے حیران ہونے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: ﴿يا عيسى اتحب ان ابين لك الا عجب مما ترى﴾ اے عیسٰی تم اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر اس پر حیرانگی کا اظہار کر رہے ہو۔ میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب چیز تیرے لئے ظاہر کرنا پسند کرتا ہوں۔ حضرت عیسٰی نے عرض کیا، ہاں، اے میرے رب۔ پھر ﴿فانفلقت

الصخرة عن شیخ علیه مدرعة من الشعر وبیده عکازا خضر وبین عینیه عنب و هو قائم یصلی﴾ وہ پتھر پھٹ گیا اور اس سے ایک بزرگ نمودار ہوا جس کے جسم پر بالوں کا کرتا تھا اور ہاتھ میں سبز لاٹھی تھی اور اس کی آنکھوں کے سامنے انگور تھے اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا تھا۔

حضرت عیسیٰ بڑے حیران ہوئے اور فرمایا اے بزرگ یہ کیا چیز ہے؟ بزرگ نے کہا، یہ میری روزی ہے۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا: ﴿کم تعبد اللہ فی ھذا الحجر﴾ تم اس پتھر میں کب سے اللہ کی عبادت کر رہے ہو؟ اس بزرگ نے کہا: ﴿اربع مائة سنة﴾ چار سو سال سے۔ حضرت عیسیٰ نے عرض کیا: ﴿الٰھی وسیدی ما اقول انك خلقت خلقا افضل من ھذا﴾ اے میرے معبود اور مالک، کیا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ تو نے اس شخص سے افضل کسی کو پیدا کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی: ﴿ان رجلا من امة محمد ادرك شهر شعبان و صلی لیلة النصف منه فهذه عبادته افضل عندی من عبادة هذه الاربع مائة سنة﴾ بے شک امت محمد میں سے جو شخص شعبان کا مہینہ پائے اور اس کی پندرہویں شب کو عبادت کرے تو اس کی یہ عبادت میرے نزدیک اس کی چار سو سال کی عبادت سے افضل ہے۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ نے فرمایا: ﴿یا لیتنی کنت من امة محمد صلی اللہ علیه واله وسلم﴾ اے کاش میں امت محمد میں ہوتا۔

14: حکایت ﴿انبیاء کرام کے زمانہ میں سچے اور جھوٹے کی پہچان کا طریقہ﴾

1: حضرت ابراہیم کے زمانہ میں آگ کے ذریعے فیصلہ کیا جاتا، جو آدمی حق پر ہوتا وہ اپنا ہاتھ آگ میں داخل کرتا تو آگ اس کو نہ جلاتی اور جو آدمی جھوٹا ہوتا وہ اپنا ہاتھ آگ میں داخل کرتا تو آگ اس کے ہاتھ کو جلا دیتی تھی۔

2: حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ڈنڈے کے ذریعے فیصلہ ہوتا تھا سچے آدمی کے

18: حکایت ﴿بیٹی کی وجہ سے دستر خوان کا نازل ہونا﴾

حضرت ذوالنون المصری ایک دفعہ دریا میں شکار کر رہے تھے اور ساتھ آپ کی چھوٹی بیٹی بھی تھی۔ جب دریا میں جال پھینکا تو ایک مچھلی جال میں آئی: ﴿فارادت اخذها من الشبكة فراتها تحرك شفتيها فطرحتها فی البحر﴾ بچی نے اس مچھلی کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ وہ مچھلی اپنے دونوں ہونٹ ہلا رہی ہے تو بچی نے اسے دریا میں پھینک دیا۔ حضرت ذوالنون مصری نے اپنی بیٹی سے فرمایا: ﴿لماذا ضیعت کسبنا﴾ تو نے ہماری محنت کو ضائع کر دیا۔ بچی نے عرض کیا: ﴿انی لا ارضی باکل خلق یذکر الله تعالیٰ﴾ جو چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہو، میں اسے کھانے کے لیے راضی نہیں ہوں۔

حضرت ذوالنون مصری نے فرمایا۔ اے بیٹی اب ہم کیا کریں؟ بچی نے عرض کیا: ﴿نتوکل علی الله تعالیٰ وهو یرزقنا رزقا مما لا یذکر الله تعالیٰ﴾ ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کریں گے اور وہ ہمیں [ایسی مخلوق سے] رزق دے گا جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتی۔ چنانچہ آپ نے شکار چھوڑ دیا اور دونوں باپ بیٹی شام تک اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ٹھہرے رہے، شام تک ان کے پاس کوئی چیز نہ آئی جب عشاء کا وقت ہوا تو: ﴿انزل الله علیهما مائدة من السماء علیها الوان الطعام و صارت تنزل کل لیلة الی نحو اثنتی عشر سنة﴾ ان دونوں پر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے دستر خوان اتارا، اس میں طرح طرح کے کھانے تھے اور یہ بارہ سال تک ہر رات کو نازل ہوتا رہا۔

حضرت ذوالنون مصری نے گمان کیا کہ یہ دستر خوان میری عبادت، نماز، روزہ اور فرمانبرداری کی وجہ سے نازل ہوتا ہے۔ جب آپ کی بیٹی فوت ہو گئی تو وہ دستر خوان نازل ہونا بند ہو گیا۔ تب آپ کو معلوم ہوا کہ دستر خوان تو بیٹی کی وجہ سے اترتا تھا نہ کہ میری وجہ سے۔ پھر آپ نے اپنے گمان مذکورہ سے رجوع کی۔

19: حکایت ﴿نبی پاک ﷺ کا یتیم کے ساتھ حسن سلوک﴾

نبی پاک عید کی نماز کے لیے گھر سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ چند بچے کھیل رہے ہیں اور ﴿فیھم صبی جالس فی ناحیة یبکی وعلیه ثیاب خلقه﴾ ان میں ایک بچہ ایک کونے میں بیٹھا رو رہا تھا اور اس کے بدن پر پھٹے پرانے کپڑے تھے۔ نبی پاک نے اس سے پوچھا: ﴿ایھا الصبی مالك تبکی ولا تلعب مع الصبیان﴾ اے بیٹا تو کیوں رو رہا ہے؟ اور تو دوسرے بچوں کے ساتھ کیوں نہیں کھیلتا؟ اس بچے نے عرض کیا حالانکہ وہ بچہ نہیں جانتا تھا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں: ﴿خل عنی ایھا الرجل فان ابی مات فی غزوة کذا مع النبی فتزوجت امی بزوج غیره فاکلا مالی واخرجنی زوجھا من بیته ولیس لی طعام و لا شراب ولا ثیاب ولا بیت اوی الیه فلما رایت الصبیان ذوی الاباء یلعبون وعلیھم الثیاب تجدد حزنی و مصیبتی فلذلك بکیت﴾ اے مرد اس بات کو چھوڑ دے، اس واسطے کہ میرا والد رسول اللہ کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا تھا اور وہاں وہ شہید ہو گیا۔ میری والدہ نے دوسرا شوہر کر لیا ان دونوں نے میرا مال کھا لیا اور اس شوہر نے مجھے میرے گھر سے نکال دیا، اب میرے پاس نہ کھانا ہے، نہ کپڑا ہے، نہ پینا ہے اور نہ ہی رہنے کے لیے گھر ہے۔ جب میں ان بچوں کو دیکھتا ہوں جن کے والد زندہ ہیں کہ وہ کھیل رہے ہیں اور ان کے جسم پر نئے کپڑے ہیں تو میرا غم اور پریشانی بڑھ جاتی ہے اس وجہ سے میں روتا ہوں۔

نبی پاک نے اس لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ﴿اما ترضی ان اکون لك ابا و عائشه اما و فاطمه اختا و علی عما و الحسن والحسین اخوة فقال کیف لا ارضی یا رسول اللہ فحمله الی منزله والبسه احسن الثیاب و زینه و اطعمه وارضاه فخرج ضاحکا مسرورا یعدوالی الصبیان﴾ کیا تو

لے گیا اور اس کو اللہ پاک کی قسم دی اور کہا: ﴿ان یساعدہ علی ما ھو علیہ فساعدہ فی ذلك سبعة اشھر﴾ کہ وہ جس پریشانی میں ہے وہ عابد اس کی مدد کرے چنانچہ عابد نے سات ماہ اس کی پریشانی میں مدد کی۔ اس کے بعد وہ عابد ایک رات سویا ہوا تھا جب صبح کا وقت قریب آیا تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری۔ صاحب خانہ یہ آواز سن کر گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور عابد سے پوچھا: ﴿لہ ما لك﴾ تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: ﴿او قد لی سراجا فاوقد لہ﴾ میرے لیے چراغ جلاؤ پس اس کے لئے چراغ جلایا گیا۔ عابد نے کہا ﴿کنت نائما فرایت شابا حسن الوجہ نظیف الثیاب فقال لی انا رسول اللہ فای عیب رایت من اللہ و رسولہ حتی ترکت عبادتہ ارجع الی صومعتك قبل ان تموت﴾ میں سویا ہوا تھا تو [خواب میں] میں نے ایک حسین وجمیل چہرے والی ہستی کو دیکھا جس نے صاف شفاف لباس زیب تن فرمایا ہوا تھا اس نے مجھ سے فرمایا، میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو نے اللہ اور اس کے رسول میں کون سا عیب دیکھا ہے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی بندگی چھوڑ دی ہے۔ پھر فرمایا، تو موت سے پہلے پہلے اپنے عبادت خانے میں واپس چلا جا۔

چنانچہ وہ عابد رات کی تاریکی میں نکلا اور جنگل بیابانوں میں پھرنے لگا، بارش کا پانی پینے لگا اور درختوں کے پتے کھا کر یہ عرض کرنے لگا ﴿الھی بدنی مکروب وقلبی معیوب ولسانی مقر بالذنوب فاغفرلی یا غفار الذنوب و یا علام الغیوب﴾ اے میرے اللہ! میرا بدن بے چین ہے اور میرا دل عیب زدہ ہے اور میری زبان گناہوں کا اقرار کرتی ہے پس تو مجھے معاف کر دے، اے گناہوں کو معاف کرنے والے اور اے تمام پوشیدہ باتوں کے جاننے والے۔ جب وہ اپنے عبادت خانے کے قریب ہوا اور اندر داخل ہونے لگا۔ تو ابھی اس نے پہلا قدم ہی اندر رکھا تھا تو اس نے ایک لکھی ہوئی چیز دیکھی، جب اس میں غور وفکر کیا تو اس میں چار سطریں یہ لکھی ہوئی تھیں۔

1۔﴿توکلت علینا فکفیناك﴾ تو نے ہم پر بھروسہ کیا پس ہم نے تیری کفایت کی

2۔﴿واثرت علینا فترکنا ك﴾ تو نے اوروں کو ہم پر ترجیح دی تو ہم نے تجھے چھوڑ دیا۔

3۔﴿واقبلت علینا فقبلنا ك﴾ تو نے ہماری طرف توجہ کی تو ہم نے تجھے قبول کرلیا۔

۴۔﴿و فارقت الذنوب فغفرنا هالك ورحمنا﴾ اور تو نے گناہوں سے علیحدہ گی اختیار کی تو ہم نے تجھے ہلاک ہونے بچالیا اور ہم نے تجھ پر رحم فرمایا۔

5۔﴿وطمعت فیما عند نا فاعطینا ك﴾ اور تو نے لالچ کیا اس چیز میں جو ہمارے پاس تھی تو ہم نے تجھے عطا کردی۔

17: حکایت ﴿حضرت شبلی کا وعظ اور موت﴾

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنی وعظ کی مجلس میں فرمایا: ﴿وعظه الله بالهیبة فسمعه شاب فزعق زعقة فمات﴾ اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور خوف سے ڈرو اس بات کو ایک نوجوان نے سنا تو زور سے چیخ ماری اور مر گیا۔ اس کے ورثاء نے بادشاہ کو بتایا اور حضرت شبلی کے خلاف دعویٰ کر دیا کہ اس نے ہمارے لڑکے کو مار ڈالا ہے۔ بادشاہ نے حضرت شبلی سے پوچھا کہ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ حضرت شبلی نے فرمایا: ﴿یا امیر المومنین روح حنت فرنت فدعیت فاجابت فما ذنبی﴾ اے امیر المومنین، ایک روح تھی جس کو اشتیاق ہوا اس نے آہوزاری کی اس کی قبولیت ہوئی اور اسے بلایا گیا۔ اس میں میرا کیا گناہ ہے؟ امیر المومنین رو پڑے پھر اس کے ورثاء سے فرمایا: ﴿خلو اسبیله فلا ذنب له واللہ اعلم﴾ اس معاملہ کو چھوڑ دو، ان کا کوئی گناہ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر جاننے والا ہے

دیجئے۔ چنانچہ حضرت داؤد نے حکم دے دیا کہ اس کو نیچے پھینک دو۔ جب لوگ اس کے پاس گئے تو اس کو زندہ اور صحیح سلامت زمین پر پایا۔ تو لوگوں نے یہ واقعہ حضرت داؤد کو بتایا تو آپ بھی اس کی طرف گئے اور اس کو سلامت پایا۔

حضرت داؤد نے دو رکعت نماز پڑھی اور عرض کیا: ﴿یا رب اخبر نی بما اری من العجائب فاوحی اللہ تعالیٰ الیه یا دائود ان ھذا العبد تضرع الی فاستجبت له و انی لو لم استجب له کما لم تسجب له الھته فای فرق بینی و بینھا و کذلك افعل بمن اناب الی یا دائود اعرض علیه الایمان فانه یومن و یحسن ایمانه و انا اقول الحق و اھدیے السبیل﴾ اے میرے اللہ: جو عجائب میں دیکھ رہا ہوں ان سے مجھے باخبر کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی؛ اے داؤد اس بندہ نے مجھ سے عاجزی کی ہے میں نے اس کو قبول کر لیا ہے۔ اگر میں اس کی پکار اور عاجزی کو قبول نہ کرتا تو اس کے جھوٹے خداؤں اور مجھ میں کیا فرق ہوتا اور جو بندہ میری طرف رجوع کرتا ہے میں اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتا ہوں۔ اے داؤد اس کے سامنے ایمان پیش کرو، یہ ایمان قبول کرے گا۔ اور اس کا ایمان مضبوط ہوگا۔ میں ہی حق کی توفیق دیتا ہوں اور میں ہی ھدایت کی راہ پر لانے والا ہوں۔

21: حکایت ﴿ایک عورت کا اللہ پر بھروسہ﴾

ایک زاہد شخص سے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ میں حج کرنے کے لئے اپنے گھر سے روانہ ہوا تو میں نے راستہ میں ایک عورت دیکھی جو بغیر زادِ راہ اور سواری کے پیدل چلتی جا رہی تھی۔ اور ذکر الٰہی میں مصروف تھی۔ میں نے اس کے قریب ہو کر کہا: ﴿یا امة اللہ الی این﴾ اے اللہ کی بندی کہاں جانے کا پروگرام ہے؟۔ اس نے کہا: اللہ کے گھر خانہ کعبہ میں، میں نے کہا ﴿ما اری معك زادا و لا راحلة﴾ میں تیرے پاس زادِ راہ اور سواری نہیں دیکھ رہا۔ اس عورت نے کہا ﴿لو اتخذ احد کم

ضیافة ودعا الناس الیھا فھل یحسن لا ضیافة ان یجیء کل واحد بطعامه﴾ اگر تم میں سے کوئی شخص دعوت پکائے اور لوگوں کو بلائے۔ کیا اس کے مہمانوں کے لئے یہ بات اچھی ہوگی کہ وہ اپنا کھانا ساتھ لائیں۔ میں نے کہا نہیں، پھر اس عورت نے کہا: ﴿فضیافة الله احق بھذا﴾ اللہ تعالیٰ کی ضیافت اس سے زیادہ حق رکھتی ہے۔ چنانچہ وہ عورت ہمارے ساتھ آئی اور پتھریلی زمین اتری اور کہتی تھی: ﴿این بیت ربی﴾ میرے رب کا گھر کہاں ہے؟ اس سے کہا گیا کہ ابھی تھوڑی دیر بعد تو اسے دیکھ لے گی۔ جب وہ مسجد حرام داخل ہوئی تو اس سے کہا گیا کہ یہی تیرے رب تعالیٰ کا گھر ہے۔ اس نے اپنا سر کعبہ کی چوکھٹ پر رکھا اور بار بار یہ کہتی تھی: ﴿ھذا بیت ربی﴾ یہ میرے رب تعالیٰ کا گھر ہے۔ حتیٰ کہ اس کی آواز بیٹھ گئی۔ جب ہم نے اس کی طرف دیکھا تو وہ فوت ہو چکی تھی۔

22: حکایت ﴿غافل بندے سے اللہ تعالیٰ کا پیار﴾

ایک شخص تیس سال تک اللہ کے سے غافل رہا۔ فرشتوں نے عرض کیا: ﴿یا ربنا ان عبدك فلانا لم یذكر منذ كذا﴾ اے ہمارے رب عزوجل؛ تیرے فلاں بندہ نے اتنے عرصہ سے تیرا ذکر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿عدم ذكره لی لانه فی نعمتی ولو اصابته بلوای لذكرنی﴾ اس بندہ کے ذکر نہ کی وجہ یہ ہے کہ وہ میری نعمتوں میں کھویا ہوا ہے۔ اگر اس کو میری طرف سے کوئی مصیبت پہنچے گی تو وہ ضرور مجھے یاد کرے گا۔

چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا: ﴿ان یسكن عرقا من عروقه الضاربة ففعل﴾ اس کی حرکت کرنے والی نبضوں میں سے ایک نبض کو بند کر دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ تو وہ شخص کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا: ﴿یا رب یا رب﴾ تو اللہ پاک نے فرمایا: ﴿لبیك لبیك عبدی این كنت فی تلك المدة﴾ اے

اس بات پر راضی نہیں کہ میں تیرا باپ بنوں اور عائشہ تیری ماں، فاطمہ تیری بہن، علی تیرا چچا اور حسن و حسین تیرے بھائی بنے۔ اس بچہ نے عرض کیا: یارسول اللہ میں راضی کیوں نہ ہوں گا۔ اس کے بعد نبی پاک اس کو اپنے گھر لے گئے اور اس کو خوبصورت کپڑے پہنائے، خوب اس کو سنوارا، کھانا کھلایا اور خوش کیا۔ پھر وہ خوشی سے مسکراتا ہوا دوسرے لڑکوں کے پاس آیا۔

جب لڑکوں نے اس کو دیکھا تو کہنے لگے: ﴿انت الان كنت تبكى فمالك صرت مسرورا﴾ ابھی تو [کچھ دیر پہلے] رورہا تھا اور اب تو اتنے خوش کیوں ہے؟ اس لڑکے نے جواب دیا: ﴿كنت جائعا فشبعت و عاريا فاكتسيت و يتيما فصار رسول الله ابى و عائشه امى و فاطمه اختى و على عمى و الحسن والحسين اخوتى﴾ میں بھوکا تھا تو سیر ہو گیا، ننگا تھا تو اب کپڑے زیب تن کر لیے۔ اور رسول اللہ میرے باپ، عائشہ میری ماں، فاطمہ میری بہن، علی میرا چچا، اور حسن وحسین میرے بھائی بن گئے ہیں۔ تو سارے لڑکے کہنے لگے: ﴿ليت اباء نا كلهم ماتوا فى تلك الغزوة﴾ کاش ہم سب کے باپ اس غزوہ میں شہید ہو گئے ہوتے۔ اس کے بعد وہ لڑکا ہمیشہ نبی پاک کی خدمت اقدس میں رہا۔ جب نبی پاک کا وصال ظاہری ہوا تو ﴿ويحثوا التراب على راسه و يقول الان صرت يتيما الان صرت غريبا فضمه ابو بكر الى نفسه﴾ وہ لڑکا سر پر مٹی ڈالتا ہوا گھر سے باہر نکلا اور کہتا تھا کہ میں یتیم ہو گیا، میں غریب ہو گیا۔ پھر اس کو ابو بکر صدیق نے اپنے سایہ شفقت میں لے لیا۔

20: حکایت ﴿مشرک بادشاہ کی مشکل میں رب تعالیٰ سے فریاد﴾

حضرت داؤد کے زمانہ میں کافر بادشاہوں میں سے ایک کافر ظالم بادشاہ تھا۔ لوگوں نے حضرت داؤد سے اس کے ظلم کی شکایت کرتے ہوئے عرض کیا: ﴿یا نبی

اللہ انصفنا منہ فانہ قتل وسبی﴾ اے اللہ کے نبی، ہمیں اس کے ظلم سے نجات دلائیں۔اس نے قتل بھی کیا ہے اور قید بھی کیا ہے۔حضرت داؤد نے اس کو سولی پر لٹکانے کا حکم دیا اور رات کو ایک پہاڑ پر لکڑی کیساتھ سولی پر لٹکا دیا گیا۔اور لوگ وہاں سے اپنے گھروں کو چلے گئے۔اور وہ ظالم بادشاہ سولی کی لکڑی پر اکیلا رہ گیا۔اس نے تنہائی میں اپنے جھوٹے خداؤں سے بڑی فریاد کی لیکن انہوں نے کچھ فائدہ نہ دیا۔پھر اس نے چاند اور سورج سے مدد مانگی اور کہا کہ میں نے تم کی عبادت اس لئے کی تھی کہ مشکل کے وقت تم میری مدد کرو گے۔ان دونوں نے بھی اسے کوئی نفع نہ دیا۔اس کے بعد اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی اور اس کے ناموں کے ساتھ اس کا ذکر کیا اور اس سے عرض کیا:

﴿یا رب عصیتك وعبدت غیرك فلم انتفع بہ و اتیتك انت الحق لتغیثنی فاغثنی برحمتك﴾ اے میرے رب، میں نے تیری بڑی نافرمانی کی اور تیرے غیر کی عبادت کی لیکن انہوں نے کوئی نفع نہ دیا، اب میں تیرے پاس آیا ہوں تیری ذات حق ہے تو میری مدد کر اور اپنی رحمت کے ساتھ میری مدد فرما۔

اللہ کریم نے فرمایا: ﴿ھذا عبد الھتہ طویلا فلم ینتفع بھم وقد فزع الی ودعانی فاستجبت لہ و انی اجیب دعوۃ المضطر اذا دعانی فاھبط یا جبرئیل الی عبدی ھذا وضعہ علی الارض فی سلامۃ وعافیۃ﴾ اس بندہ نے اپنے جھوٹے خداؤں کو کافی عرصہ پوجا لیکن انہوں نے اسے کوئی فائدہ نہ دیا۔اب اس نے مجھ سے پناہ طلب کی، اور مجھے پکارا ہے اور مجھ سے التجاء کی ہے۔میں نے اس کی پکار کو قبول کر لیا ہے۔بے شک میں تکلیف زدہ اور پریشان حال کی دعا قبول کرتا ہوں۔اے جبریل، میرے اس بندہ کے پاس جاؤ اور اس کو زمین پر سلامتی اور عافیت کے ساتھ اتار دو۔

چنانچہ جبریل نے حکم کے مطابق اسے زمین پر اتار دیا۔جب صبح ہوئی تو لوگ حضرت داؤد کے پاس گئے کہ اس ظالم بادشاہ کو سولی کی لکڑی سے نیچے پھینکنے کی اجازت

میرے بندے میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تو اتنا عرصہ کہاں رہا۔

23: حکایت ﴿اللہ تعالیٰ کی مدد کا دلچسپ واقعہ﴾

ہارون رشید کی پولیس نے ہارون رشید کو بتایا کہ انہوں نے دس ڈاکوؤں کو گرفتار کرلیا ہے۔ آپ ان کے متعلق کیا آڈر جاری فرماتے ہیں؟ خلیفہ نے آڈر کیا کہ وہ ڈاکوؤں کو ان سامنے پیش کریں۔ چنانچہ کچھ سپاہی ان کو لے کر خلیفہ کے پاس آرہے تھے۔ تو ان ڈاکوؤں میں سے ایک ڈاکو راستہ میں سے بھاگ گیا، سپاہیوں کو بڑا دکھ ہوا کہ اب اگر ہم نو ڈاکو لے کر خلیفہ کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہے گا: ﴿انکم اخذتم الاموال من واحد و خلیتم سبیلہ فیعاقبنا﴾ تم نے ایک ڈاکو سے مال لے کر اسے چھوڑ دیا ہے، وہ ہمیں سزا دے گا۔ ہم سب نے فیصلہ کیا کہ اس کی جگہ راستہ سے ایک بندہ پکڑ لیں۔ اتفاق سے حاجیوں میں سے ایک شخص کا گزر ہوا اسے پکڑا کر نو ڈاکوؤں میں شامل کرلیا۔ جب وہ خلیفہ کے پاس پہنچے تو اس نے قید خانہ میں بند کرنے کا حکم دے دیا۔ وہ ایک عرصہ تک جیل میں قید رہے۔ پھر داروغہ جیل نے ان قیدیوں سے کہا: کیا تم کے عزیز و اقارب میں سے کوئی بندہ ایسا ہے جو خلیفہ کے پاس تمہاری سفارش کرے؟ انہوں نے کہا: ہاں، انہوں نے اپنے عزیزوں کے پاس ایک شخص بھیجا۔ اس نے ہر قیدی کی طرف سے دس ہزار درہم خلیفہ ہارون رشید کو بطور جرمانے کے دیئے۔ تو اس نے سب قیدیوں کو رہا کر دیا سوا حاجی قیدی کے۔ داروغہ جیل نے اس سے پوچھا، کیا تیرا کوئی سفارشی ہے؟ اس نے کہا نہیں، قیدی نے داروغہ سے کہا کہ اگر میں خط لکھوں کیا تو اس کو خلیفہ تک پہنچا دے گا؟ اس نے کہا: ہاں۔ قیدی نے کہا کہ قلم دوات دو، اس نے قلم دوات دی تو اس نے لکھا: ﴿بسم اللہ الرحمان الرحیم: من العبد الذلیل الی الرب الجلیل فان المخلوقین لھم شفعاء منھم فی الجرم والجنایة و قد شفعوا لھم عند الخلیفة و اطلقھم و انا بقیت فی السجن منفردا و انت یا

رب شاهدی وشفیعی وانا عبد لم اذنب﴾ اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔ بندہ ذلیل کی طرف سے رب جلیل کی طرف مخلوق کے گناہ اور جرم میں تیرے بندے سفارشی ہیں کہ انہوں نے خلیفہ کے سامنے ان کی سفارش کی اور خلیفہ نے ان کو رہا کر دیا اور میں جیل میں اکیلا باقی رہ گیا ہوں۔ اے میرے رب، تو میرا گواہ اور سفارشی ہے کہ میں وہ بندہ ہوں، جس نے گناہ نہیں کیا۔

داروغہ جیل نے کہا کہ میں اس خط کو خلیفہ تک پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتا ہوں، تم بتا دو کہ میں اس کو کس طرح پہنچاؤں۔ قیدی نے کہا، اس کو جیل کی چھت پر رکھ دو۔ جب اس نے خط چھت پر رکھا تو خط ہوا میں اڑتا ہوا تیر کی طرح آسمان کی طرف چلا گیا۔ اسی رات ہارون رشید نے خواب دیکھا کہ آسمان سے فرشتے اترے اور اس کو پکڑ کر ہوا میں بلند کیا اور خلیفہ سے کہا کہ اے ہارون رشید لوگوں نے نو قیدیوں کی سفارش کی تو تو نے ان کو فورا رہا کر دیا۔ اب: ﴿وان الخالق رب العزة يشفع عندك فى واحد فاطلقه والا فتهلك﴾ خالق رب العزۃ ایک قیدی کی سفارش کرتا ہے تو اس کو فورا رہا کر دے ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ خلیفہ خوف زدہ ہو کر خواب سے بیدار ہوا، اس نے داروغہ کو بلایا اور پوچھا: ﴿من فى السجن عندك﴾ تیرے پاس قید خانے میں کون ہے؟ اس نے خلیفہ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ خلیفہ نے کہا کہ فورا اس کو میرے پاس حاضر کرو۔ جب داروغہ نے اس حاضر کیا تو خلیفہ نے اس قیدی کے سامنے حلوہ پیش کیا اور اس کے منہ میں خود لقمے ڈالنے لگا۔ حتی کہ وہ خوش ہو گیا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ اس کو حمام لے جاؤ اور اس قیدی کے لئے چمکدار اور قیمتی خلعت کا بھی حکم دیا اور ستر سواریاں، ستر غلام اور لونڈیاں پیش کیں۔ اور منادی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ جو شخص مخلوق کی سفارش چاہتا ہو وہ دس ہزار درہم دیتا ہے تب جا کے رہائی پاتا ہے۔ اور جو بندہ رب تعالی کے ذریعہ سے سفارش کرواتا ہے۔ اس کے لئے ہارون رشید کی طرف سے یہ انعام ہے۔

24: حکایت ﴿نیک نیتی کا پھل﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ چوروں کی ٹیم رات کے پہلے حصہ میں ایک قافلہ پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے نکلی، جب رات زیادہ چھا گئی تو وہ مسافر خانہ میں آئے اور دروازہ کھٹکا کر مسافر خانہ کے لوگوں سے کہنے لگے: ﴿انا جماعة من الغزاة و نريد ان نبيت الليلة في رباطكم﴾ ہم غازیوں کی جماعت ہیں اور ہم تمہارے مسافر خانہ میں رات گزارنا چاہتے ہیں۔ لوگوں نے ان کے لئے دروازہ کھولا۔ وہ سب اس میں داخل ہو گئے۔ مسافر خانہ کا مالک اللہ تعالیٰ کا قرب اور برکت حاصل کرنے کے لئے ان غازیوں کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔ اس کے پاس ایک معذور بچہ بھی تھا جو کہ اپنے قدموں پر کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ مسافر خانہ کے مالک نے ان چوروں اور ڈاکوؤں کا جھوٹا کھانا اور بچا ہوا پانی بطور برکت لیا۔ اور اپنی بیوی سے کہا: ﴿لنمسح ولدنا بهذا اعضاءه فلعله يشفى ببركة هولاء الغزاة﴾ اپنے بیٹے کے سارے اعضاء پر یہ پانی مل دو، شاید ان غازیوں کی برکت سے اللہ پاک اس کو شفاء دے دے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب صبح ہوئی تو ڈاکوؤں نے لوگوں سے مال لوٹا اور شام کو مسافر خانہ کے مالک کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ بچہ بالکل ٹھیک چل رہا ہے تو انہوں نے مسافر خانہ کے مالک سے کہا کہ یہ وہی بچہ ہے جس کو ہم نے کل معذور دیکھا تھا۔ اس نے کہا: ﴿نعم اخذت سوركم وفضل ماءكم ومسحته به فشفاه الله ببركتكم﴾ ہاں، میں نے تمہارا جھوٹا اور بچا ہوا پانی لے کر اس کو مل دیا تھا، پس اللہ تعالیٰ نے تمہاری برکت سے اس کو شفاء دے دی۔ یہ سن کر وہ سب رونے لگے اور کہنے لگے: ﴿اعلم يا ايها الرجل انا لسنا بغزاة﴾ اے بندہ خدا، تو جانتا ہے۔ ہم تو غازی نہیں ہیں بلکہ ہم تو چور ہیں۔ ڈاکہ ڈالنے کے لئے نکلے تھے۔ لیکن اللہ پاک نے تیری اچھی نیت کی وجہ سے تیرے بیٹے کو عافیت بخشی ہے۔ لہٰذا ہم بھی اللہ پاک سے توبہ

کرتے ہیں۔ان سب نے توبہ کی اور سارے غازی اور مجاہد فی سبیل اللہ بن گئے۔اور اسی مشن میں فوت ہوئے۔

25: حکایت ﴿ضحاک بن علوان اور سانپ﴾

فارس کے بادشاہ ضحاک بن علوان کے پاس انسان کی شکل میں شیطان لعین آیا۔اور کہنے لگا: ﴿ایھا الملک انا رجل اجود طبیخ الاطعمة فاجعلنی علی طعامك﴾ اے بادشاہ، میں ایک مرد ہوں اور اچھے اچھے کھانے پکانے جانتا ہوں۔ مجھے اپنا کھانا پکانے کے لئے رکھ لو۔جب اس نے اپنی ضمانت دی تو ضحاک نے اسے کھانا پکانے کے لئے رکھ لیا۔لوگ اس سے پہلے گوشت نہیں کھاتے تھے۔

شیطان نے پہلے دن مرغی کا انڈہ پکایا۔ضحاک نے اس کو کھایا تو بہت خوش ہوا۔اس کے بعد شیطان نے کہا،اے ضحاک جس سے یہ انڈہ نکلتا ہے۔میں اس سے کھانا بناؤں گا۔

دوسرے دن اس نے مرغی ذبح کی اور پکا کر اس کو کھلائی۔ضحاک اس کو بھی کھا کر خوش ہوا۔تیسرے دن اس نے بکری اور چوتھے دن اونٹ اور گائے ذبح کی۔اس نے اسکا ارادہ یہ تھا کہ انسانوں کے قتل تک نوبت پہنچ جائے۔اسی طرح یہ سلسلہ ایک چلتا رہا،بالاخر بادشاہ گوشت کھانے کا عادی ہو ہی گیا۔پھر شیطان نے بادشاہ سے کہا: ﴿انك قد شرفتنی و اکرمتنی فاذن لی ان اقبل کتفیك﴾ تو نے میری بڑی عزت اور قدر کی ہے اگر تو مجھے اجازت دے تو میں تیرے دونوں کندھوں کے درمیان بوسہ دوں۔چنانچہ ضحاک نے اس کو اجازت دے دی وہ اس کے قریب ہوا اور دونوں کندھوں کے درمیان بوسہ جس کی وجہ سے اس کے دونوں کندھوں کے درمیان دو منہ سانپ کی شکل کے نمودار ہو گئے۔ان دونوں میں دو منہ اور آنکھیں تھیں۔جب ضحاک نے دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ تو شیطان ہے پھر اس سے کہنے لگے کہ تو نے مجھے قتل کر ڈالا۔پھر اس سے

پوچھا: ﴿ما دواء هما یا لعین﴾ اے شیطان لعین ان کی خوراک کیا ہے؟ شیطان نے کہا ﴿ادمغه الناس ثم ولی عنه فلم یره﴾ لوگوں کا دماغ، پھر وہ لعین چلا گیا اور نظر نہ آیا۔ اس کے بعد ضحاک نے ﴿کل یوم یامروزیره بذبح اربعة رجال سمان حسان وبا خذادمغتهم فیغذی بهاتلك الحیتین﴾ اپنے وزیر کو حکم دیا کہ وہ ہر روز چار موٹے تازے خوبصورت آدمی ذبح کرے اور ان کے دماغوں سے ان سانپوں کو خوراک دے۔ اسی طرح وہ وزیر تین سو سال تک زندہ رہنے کے بعد فوت ہو گیا پھر دوسرے وزیر کی ڈیوٹی لگی وہ بھی چار آدمی کو لاتا اور دو کو ذبح کرتا اور ان کے ساتھ دو مینڈھوں کے دماغ مکس کرتا اور ان سانپوں کو کھلاتا۔ باقی دو آدمیوں کو کہتا کہ تم پہاڑوں کی طرف چلے جاؤ اور وہاں اپنا ٹھکانا بناؤ۔ یہ سلسلہ تقریبا سات سو سال تک چلتا رہا۔ اور جو لوگ پہاڑوں میں قیام پزیر تھے ان کی نسل بڑھ گئی ان کی اولادوں میں بہت سارے مرد اور عورتیں ہو گئیں۔ بھیڑ، بکریاں وغیرہ ان کا ذریعہ معاش تھا اور یہی لوگ قوم کرد ہیں۔

26: حکایت ﴿بسم اللہ کی برکت سے جنت مل گئی﴾

ایک یہودی شخص ایک یہودیہ عورت کی کے عشق میں اتنا کھو گیا کہ اس نے کھانا پینا تک چھوڑ دیا۔ ایک دن وہ عطاء اکبر کے پاس گیا اور انہوں نے اس کا حال پوچھا اور ایک کاغذ پر بسم اللہ لکھ کر دی اور اس سے فرمایا: اس کو کھا جاؤ۔ امید ہے کہ اللہ پاک تجھے اس سے سکون دے گا یا پھر وہ عورت تیرے نصیب میں لکھ دے گا۔ جب اس نے کاغذ کو کھایا تو کہنے لگا ﴿یا عطاء قد وجدت حلاوة الایمان و ظهر فی قلبی النور و نسیت تلك المراة فاعرض علی الاسلام فعرض علیه فاسلم ببرکة البسملة﴾ اے عطاء تحقیق میں نے ایمان کی مٹھاس پالی ہے اور نور ایمان میرے دل میں ظاہر ہو گیا ہے۔ جس کی بدولت میں اس عورت کو بھول گیا ہوں۔ پس آپ مجھ پر اسلام پیش کریں، جب اس پر اسلام پیش کیا گیا تو وہ بسم اللہ کی برکت سے مسلمان ہو

گیا۔

جب اس عورت نے اس یہودی شخص کے اسلام کی خبر سنی تو وہ بھی حضرت عطاء کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: ﴿یا امام المسلمین انا المراۃ التی ذکرھا لک الیھودی الذی اسلم و انی رایت البارحۃ فی منامی انہ اتانی ات وقال لی ان اردت ان تنظری موضعک من الجنۃ فاذھبی الی عطاء فانہ یریک ایاہ﴾ اے مسلمانوں کے امام، میں وہی عورت ہوں جس کا ذکر اس یہودی نے آپ سے کیا تھا۔ جو ابھی مسلمان ہوا ہے۔ اور گزشتہ رات میں نے دیکھا کہ کوئی آنے والا میرے پاس آیا اور مجھے کہنے لگا کہ اگر تو اپنا مقام جنت میں دیکھنا چاہتی ہے تو عطاء اکبر کے پاس چلی جاؤ۔ وہ تجھے تیرا مقام دیکھا دے گا۔ اب میں آپ کے پاس آئی ہوں: ﴿فقل لی این الجنۃ﴾ بتایئے جنت کہاں ہے۔

حضرت عطاء نے اس عورت سے فرمایا: ﴿ان اردت الجنۃ فعلیک اولا ان تفتحی بابھا ثم تدخلین الیھا﴾ کہ اگر تیرا جنت دیکھنے کا پروگرام ہے تو پہلے تجھ پر اس کا دروازہ کھولنا ضروری ہے۔ پھر تو اس میں داخل ہو گی۔ عورت نے عرض کیا: ﴿کیف افتح بابھا﴾ میں اس کا دروازہ کیسے کھول سکتی ہوں۔

حضرت عطاء نے فرمایا، پڑھو: ﴿بسم اللہ الرحمان الرحیم﴾ اس عورت نے پڑھی پھر عرض کیا: ﴿یا عطاء قد وجدت فی قلبی نورا و رایت ملکوت اللہ فاعرض علی الاسلام فعرضہ علیھا فاسلمت البسملۃ﴾ اے عطاء میں اپنے دل میں نور پایا جس کی بدولت میں نے اللہ تعالیٰ کی خدائی کو دیکھ رہی ہوں۔ پس مجھ پر اسلام پیش کر دو۔ چنانچہ حضرت عطاء نے اسلام پیش کیا۔ تو وہ بسم اللہ کی برکت سے مسلمان ہو گئی۔ پھر وہ اپنے گھر آئی اور رات کو خواب میں دیکھا: ﴿انھا دخلت الجنۃ و رات قصورھا وقبابھا و فیھا قبۃ مکتوب علیھا﴾ کہ وہ جنت میں داخل ہوئی اور اس میں محلات اور قبے دیکھے ان میں سے ایک قبے پر یہ لکھا ہوا

دیکھا: ﴿بسم اللہ الرحمان الرحیم، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ﴾
اس عورت نے اس کو پڑھا اور ایک اعلان کرنے والے کو سنا کہ وہ کہہ رہا تھا: ﴿یا ایتھا القارئة کذلک قد اعطاک اللہ جمیع ما قراتہ﴾ اے اس کو پڑھنے والی خاتون اللہ تعالیٰ نے تجھ کو وہ تمام چیزیں دے دی ہیں جو تو نے پڑھی ہیں۔ اس کے وہ عورت خواب سے بیدار ہوئی: ﴿الٰھی کنت دخلت الجنة فاخرجتنی منھا اللھم اخرجنی من ھم الدنیا بقدرتک فلما فرغت من دعائھا سقطت دارھا علیھا فماتت شھیدة﴾ اے اللہ، میں جنت میں داخل ہوئی تھی تو تو نے مجھے اس سے باہر نکال دیا۔ اے میرے اللہ تو مجھے اپنی قدرت سے دنیا کے غموں سے نکال دے۔ جب وہ اپنی دعا سے فارغ ہوئی تو گھر کی چھت اس پر گری تو وہ شہادت کی موت پا گئی۔ اللہ پاک اس عورت پر ﴿بسم اللہ اور الحمد للہ﴾ کی برکت سے رحم فرمائے۔

27: حکایت ﴿اللہ تعالیٰ کا فضل وسیع ہے﴾

صالحین میں سے کسی ایک شخص سے روایت ہے کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ جبکہ ایک شخص سجدہ میں پڑا ہوا کہہ رہا تھا: ﴿ماذا فعلت یا سیدی فی امر عبدک المحروم﴾ اے میرے مولا! تو نے اپنے محروم بندہ کے بارے میں کیا معاملہ کیا؟ جب بھی میرا گزر اس کے پاس سے ہوتا تو میں اسے یہی الفاظ کہتا ہوئے سنتا۔ جب میں طواف اور سجدہ سے فارغ ہوا تو میں نے اس سے پوچھا تو اس نے مجھے بتایا کہ ہم روم کے شہر میں رہ کر رومیوں کے قلعوں پر ڈاکہ ڈالتے تھے۔ ہمارے فوج کے کمانڈر نے بہت بڑی جماعت جمع کر لی اور رومیوں کے شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ کمانڈر صاحب نے ہم میں سے دس آدمیوں کا انتخاب کیا۔ جن میں میں بھی تھا۔ اور ہمیں مقدمۃ الجیش کے طور پر بھیجا۔ جب ہم میدان میں آئے تو وہاں تقریباً

ساٹھ (۶۰) کافروں کو دیکھا پھر ہم نے دوسرے میدان میں دیکھا وہاں بھی تقریباً چھ سو آدمی نظر آئے۔ ہم نے اپنے کمانڈر کو اس کی خبر دی اس نے رومیوں کی طرف مسلم فوج کا ایک لشکر بھیجا تو مسلم فوج نے ان سب رومی کافروں کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ہمارے کمانڈر ہمیں کہنے لگے، تم لوگ برکت والے ہو۔ لہٰذا تم لوگ رات کو معمول کے مطابق مخبری کے لئے نکلا کرو۔ چنانچہ ہم نکلے تو اچانک ایک ہزار سواروں کے گھیرے میں آ گئے۔ انہوں نے ہمیں قید کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا۔ بادشاہ نے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ لیکن اسے یہ بتایا گیا کہ مسلمانوں نے ان کے قیدیوں کو قتل کر دیا تھا جن میں بادشاہ کے چچا کا بیٹا بھی تھا۔ تو بادشاہ کو بڑا غصہ آیا اور ہمارے قتل کا حکم دے دیا۔ اور ہماری آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ ایک شخص بادشاہ کے پاس کھڑا تھا۔ اس نے کہا ان کی آنکھوں پر پٹی باندھنا ان پر نرمی کرنا ہے۔ ان کی آنکھیں کھول دیں تا کہ یہ ایک دوسرے کو قتل ہوتے ہوئے دیکھیں۔ یہ ان پر زیادہ تکلیف دہ ہوگا۔ جب ہماری آنکھوں سے پٹیاں کھول دی گئیں تو میں نے اپنے پاس کھڑے ایک شخص کو دیکھا جو ریشم کے کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھا اور سونے سے آراستہ پیراستہ تھا۔ یہ ہمارے پاس پہلا مسلمان تھا جو مرتد ہو کر کافروں کے ساتھ مل گیا تھا۔ اور میں اس سے کلام کرنے پر قادر نہیں تھا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو دس عورتیں نظر آئیں ان میں سے ہر ایک کے ساتھ رومال اور طباق تھا اور ان عورتوں پر آسمان سے دس دروازے کھلے ہیں۔ پھر اس کے بعد جلاد نے ایک ایک کر کے ہمارے ساتھیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ جب وہ ایک کو قتل کرتا تو ان عورتوں میں سے ایک عورت اترتی اور اس کی روح کو لے کر رومال میں لپیٹتی اور طباق پر رکھتی اور ایک دروازے سے اوپر چلی جاتی۔ میں سب سے آخر میں تھا۔ جب حکم مجھ تک پہنچا تو آسمانی عورت میری طرف آنے لگی تا کہ میری روح کے ساتھ وہی معاملہ کرے جو مجھ سے پہلوں کے ساتھ ان کی سہیلیوں نے کیا ہے۔ جب جلاد نے میرے قتل کا ارادہ کیا تو بادشاہ کے پاس کھڑے شخص نے کہا: ﴿ایها الملک اذا قتلتهم

جمیعا فمن یخبر المسلمین بقتلھم فاترك ھذا الیخبر المسلمین﴾ اے بادشاہ: جب آپ ان سب کو قتل کر دیں گے تو مسلمانوں کو ان کے قتل کی خبر کون دے گا۔اس لئے اس کو چھوڑ دو تاکہ یہ باقی لوگوں کے قتل کی خبر مسلمانوں کو دے۔لہٰذا انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور وہ عورت مجھے محروم کہتی ہوئی واپس چلی گئی۔اس لئے میں یہاں رو رہا ہوں اور عرض کر رہا ہوں:﴿یا رب ماذا صنعت فی امر المحروم فقلت لہ لا یتاس ففضل اللہ کبیر﴾ اے میرے پروردگار: تو نے محروم کے متعلق کیا کیا، میں نے اس سے کہا کہ تو ناامید نہ ہو اس لئے کہ اللہ پاک کا فضل بہت وسیع ہے۔

28: حکایت ﴿شیطان کی شیطانی﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک آدمی کا انگور اور دوسرے پھل دار درختوں کا باغ تھا۔اس بتایا گیا کہ تیرا باغ برف باری کی وجہ سے تباہ ہو گیا ہے۔شیطان نے اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ:﴿انك تعبد اللہ وتطیعہ وقد اھلك کرومك و اشجارك﴾ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرمانبرداری کرتا ہے۔اس نے تیرے انگور اور دوسرے درختوں کو ہلاک کر دیا ہے۔اس آدمی کو سخت غصہ آیا اس نے باہر نکل چابی آسمان کی طرف پھینک دی اور کہنے لگا:﴿قد اھلکت ثماری فخذ المفتاح﴾ اے خدا: تو نے میرے پھلوں کو برباد کر دیا۔یہ اپنی چابی پکڑ لے۔وہ چابی کچھ دیر تو ہوا میں اڑتی رہی اس کے بعد وہ کالا سانپ بن کر اس کی گردن میں چمٹ گئی اور چالیس دن تک اس کی گردن میں لٹکی رہی۔یہاں تک کہ وہ مر گیا۔جب لوگوں نے اس کو غسل دینے کا پروگرام بنایا تو وہ سانپ اس کی گردن سے علیحدہ ہو گیا۔جب اس کو دفنایا گیا تو وہ فوراً واپس چمٹ گیا۔

فائدہ:﴿مسجد اقصیٰ کی چابی اور مجرب وظیفہ﴾

حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ بیت المقدس کی چابی حضرت سلیمان کے پاس تھی۔آپ اس چابی پر کسی کو امین نہیں بناتے تھے۔ایک رات آپ کے نے اٹھ کر دروازہ

کھولنے لگے۔ لیکن دروازہ نہ کھل سکا۔ آپ نے جنوں سے مدد لی مگر وہ بھی نہ کھول سکے پھر انسانوں سے مدد لی ان سے بھی نہ کھل سکا۔ آپ پریشان ہو کر بیٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیت المقدس سے روکنا چاہتا ہے۔ اتنے میں ایک بزرگ شخص اپنی لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف لائے۔ اور وہ حضرت سلیمان کے والد حضرت داود کے ساتھیوں میں سے تھے۔ انہوں نے کہا: (یا نبی اللہ اراك حزینا) اے اللہ کے نبی میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں۔ حضرت سلیمان نے فرمایا، اس دروازے کا کھلنا مجھ پر، انسانوں اور جنوں پر مشکل ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے پریشان ہوں۔ اس بزرگ نے فرمایا: کیا میں آپ کو وہ کلمات نہ بتلاؤں جو آپ کے والد حضرت داؤد مشکل کے وقت پڑھتے تھے تو مشکل حل ہو جاتی تھی۔ حضرت سلیمان نے فرمایا، ہاں بتایئے۔ اس بزرگ نے بتایا کہ آپ یہ پڑھتے تھے: ﴿اللھم بنورك اھتدیت وبفضلك استغنیت وبك اصبحت و امسیت ذنوبی بین یدیك استغفرك واتوب الیك یا حنان یا منان﴾ ترجمہ: اے اللہ: میں نے تیرے نور سے ہدایت پائی، اور تیرے فضل سے مال دار ہوا اور تیری مدد سے میں نے صبح شام کی، میرے گناہ تیرے سامنے ہیں، میں تیری طرف توبہ اور رجوع کرتا ہوں۔ اے مہربانی کرنے والے اور احسان کرنے والے۔

فائدہ: ﴿حضرت سلیمان علیہ السلام کی عجیب وغریب کرسی﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام نے دربار لگانے کا پروگرام بنایا تو جنات کو حکم دیا کہ وہ ان کے لئے ایک خوبصورت اور دیدہ زیب کرسی بنائیں اور وہ کرسی اس طرح کی ہو کہ اگر اس کو جھوٹا مدعی یا گواہ دیکھے تو اس کے شانوں کا گوشت کانپنے لگے۔ چنانچہ جنات نے اس کرسی کو ہاتھی کے دانت، جواہرات، یاقوت، لولو اور زبرجد لگا کر مزین کیا۔ اور اس کے گرد جواہرات سے انگور کے بوٹے بنا کر لگائے، کھجور کے چار درخت سونے کے، شاخیں چاندی کی اور ان میں سے دو درختوں کی چوٹی پر دو سونے کے طوطے، اور

دوسرے دو درختوں کی چوٹی پر سونے کے دو گدھ بنائے اور اس کرسی کے دونوں کونوں پر سونے کے دو شیر بنائے اور شیروں کے سروں پر سبز زمرد کے ستون تھے۔ جنات نے اس کرسی کو اٹھا کر ایک بڑی چٹان پر رکھا اور اس کرسی کو گھمانے کے لئے اس کے نیچے ایک بڑا سانپ بنایا۔ جب حضرت سلیمان اس کے پہلے درجہ پر قدم رکھتے تو وہ کرسی تمام چیزوں سمیت چکی کی طرح گھومتی۔ مور اور گدھ اپنے پر کھول کر، شیر اپنے پنجے پھیلا کر اپنی دم کو زمین پر مارتے۔ ہر درجہ میں اسی طرح کرتے۔ جب حضرت سلیمان اوپر والے درجہ پر تشریف فرما ہوتے تھے تو دونوں گدھ آپ کے سر مبارک پر تاج رکھتے اور اس پر مشک اور عنبر چھڑکتے تھے۔ جب آپ اس کرسی پر تشریف فرما ہوتے تو سونے کا کبوتر زبور شریف آپ کی خدمت میں پیش کرتا تھا۔ آپ لوگوں کو پڑھ کر سناتے۔ آپ کی دائیں طرف بنی اسرائیل کے علماء سونے کی کرسیوں پر بیٹھتے اور بائیں طرف چاندی کی کرسیوں پر جنات کے سردار بیٹھتے تھے۔ اس طرح فیصلہ کے لئے دربار لگتا جب گواہی کے لئے گواہ حاضر ہوتے تو کرسی اپنی تمام چیزوں سمیت گھومنا شروع کر دیتی تھی۔ شیر، مور اور گدھ اپنے سابقہ کرتب دکھاتے تھے جس سے گواہ لوگ خوف زدہ ہو جاتے تھے۔ اور جھوٹی گواہی نہیں دیتے تھے۔ جب حضرت سلیمان کا وصال ہو گیا تو بخت نصر بادشاہ نے اس کرسی کو اپنے پاس رکھ لیا جب اس نے کرسی پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو شیروں میں سے ایک نے اپنا دایاں پنجہ اس کی پنڈلی پر مارا جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ تکلیف محسوس کرتا رہا اور اس کرسی پر نہ بیٹھ سکا۔ حتی کہ وہ مر گیا اور وہ کرسی انطاکیہ شہر میں باقی رہی حتی کہ کراس بن سداس نے انطاکیہ والوں سے جنگ کر کے خلیفہ بخت نصر کو شکست دی۔ پھر اس کرسی کو بیت المقدس کی طرف واپس لوٹایا گیا لیکن کسی بادشاہ کو اس پر بیٹھنے کی طاقت نہ ہوئی۔ پھر اس کو کرسی کو صخرہ کے نیچے رکھا گیا اس کے بعد وہ کرسی غائب ہو گئی اور اس کی کوئی خبر اور نام و نشان کا معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کرسی کہاں چلی گئی۔

29: حکایت ﴿ والدین کی خدمت سے کرامت ملی ﴾

حضرت سلیمان آسمان اور زمین کے درمیان ہوا میں پرواز فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ گہرے سمندر کے اوپر سے محوِ پرواز تھے تو ہوا کی وجہ سے سمندر میں خوف ناک لہریں اٹھتی ہوئیں دیکھیں۔ تو ہوا کو حکم دیا کہ ٹھہر جاؤ پھر جنات کو حکم دیا کہ وہ سمندر کے پانی میں غوطہ لگا کر اس کے اندر دیکھیں۔ جنات نے ایک ایک کر کے غوطہ لگایا تو سمندر کے اندر ایک سفید رنگ کا خوبصورت قبہ دیکھا جس کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ جنات نے اس بات کی خبر حضرت سلیمان کو دی تو آپ نے اس قبہ کو باہر نکالنے کا حکم دیا۔ جنات نے اس کو نکال کر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت سلیمان اس کو دیکھ کر بڑے حیران ہوئے۔ پھر اللہ پاک سے دعا کی کہ وہ اس قبہ کو پھاڑ دے چنانچہ اس کا دروازہ کھلا تو: ﴿فاذا فیھا شاب ساجد اللہ تعالیٰ﴾ اس میں ایک نوجوان کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہا تھا۔ حضرت سلیمان نے اس سے پوچھا: ﴿ا من الملائکة انت ام من الجن﴾ کیا تو فرشتوں سے ہے یا جنات میں سے؟ اس نے کہا: ﴿لا بل من الانس﴾ نہیں بلکہ میں انسانوں میں سے ہے۔ حضرت سلیمان نے اس سے پوچھا: ﴿بای شیء نلت ھذہ الکرامة﴾ یہ کرامت تو نے کیسے حاصل کی۔ اس نوجوان نے کہا: ﴿ببر الوالدین لانہ کانت لی ام عجوز و کنت احملھا علی ظھری﴾ والدین کی خدمت کی وجہ سے کہ میری ماں بوڑھی تھی میں اُسے اپنی پیٹھ پر اٹھائے رکھتا اور وہ مجھے یہ دعا دیا کرتی تھی ﴿اللھم ارزقہ السعادة واجعل مکانہ بعد وفاتی لا فی الارض ولا فی السماء﴾ اے اللہ عزّوجل! تو اس کو سعادت عطا فرما اور میری وفات کے بعد اس کو ایسا رتبہ عطاء فرما دے کہ وہ نہ زمین میں ہو اور نہ آسمان میں۔ اب وہ وفات پا گئی تو میں سمندر کے کنارے پھر رہا ہوں۔ میں نے سفید موتی کا ایک قبہ دیکھا جب میں اس کے پاس گیا تو وہ میرے لیے کھل گیا اور میں اس کے اندر

داخل ہوگیا اس کے بعد وہ اللہ کی سے مجھ پر بند ہو گیا ﴿فلا ادری انا فی الارض او فی الھواء او فی السماء ویرزقنی اللہ تعالیٰ فیھا﴾ پھر مجھے نہیں علم کہ میں زمین پر ہوں یا ہوا میں یا آسمان میں۔ پس اللہ تعالیٰ مجھے اس قبہ میں روزی دیتا ہے۔ حضرت سلیمان نے پوچھا: ﴿کیف یاتیك رزقك فیھا﴾ تیرے پاس اس میں روزی کس طرح آتی ہے؟ اس نوجوان نے جواب دیا: ﴿اذا جعت یخرج من الحجر الشجر و یخرج من الشجر الثمر و ینبع منه ماء ابیض من اللبن و احلی من العسل و ابرد من الثلج فاکل و اشرب فاذا شبعت و رویت زال ذلك﴾ جب مجھے بھوک لگتی ہے تو اس پتھر سے ایک درخت نکلتا ہے اور اس درخت سے پھل نکلتا ہے۔ اور اس سے سفید پانی بھی نکلتا جو دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے اس سے کھاتا اور پیتا ہوں۔ جب میں سیراب ہو جاتا ہوں تو وہ غائب ہو جاتا ہوں۔ پھر حضرت سلیمان نے پوچھا: ﴿کیف تعرف اللیل من النھار﴾ تو اس میں دن اور رات کو کیسے پہچانتا ہے؟ اس نے کہا کہ: ﴿اذا طلع الفجر ابیضت القبة و انا رت و اذا غربت اظلمت فاعرف بذلك النھار و اللیل﴾ جب فجر طلوع ہوتی ہے تو یہ قبہ سفید ہو جاتا ہے اور جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو اس میں اندھیرا ہو جاتا ہے، اس طریقہ سے دن اور رات کا پتا چل جاتا ہے۔ بالآخر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور وہ قبہ بند ہو کر شتر مرغ کے انڈے کی شکل اختیار کر گیا۔ اور سمندر میں واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ و اللہ علی کل شیء قدیر۔

30: حکایت ﴿پرندوں کے ذریعے خدمت﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہر جنس میں سے ستر ہزار پرندوں کو جمع کیا گیا۔ ان میں سے ہر پرندہ کا رنگ الگ الگ تھا۔ وہ سب پرندے آپ کے سر مبارک پر

بادلوں کی سایہ کرتے تھے۔ ایک دن حضرت سلیمان نے ان پرندوں سے ان کی زندگی کے متعلق پوچھا: ﴿این تبیض و این تقفس﴾ کہ کہاں انڈے دیتے ہو اور کہاں بچے دیتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ﴿منا ما یبیض فی الھواء و یفرخ فیه و منا ما یبیض علی جناحه حتی یفرخ و منا ما یمسك بیضه بمنقاره حتی یفرخ و منا ما لا یتسافد و لا یبیض و نسلنا قائم ابدا﴾ ہم میں سے بعض تو ہوا میں انڈے دیتے ہیں اور وہاں پر ہی بچے نکل آتے ہیں، اور بعض ہم میں سے اپنے بازو پر انڈے دیتے ہیں اور وہاں پر ہی بچے نکل آتے ہیں اور ہم میں سے بعض اپنی چونچ میں انڈے دیتے ہیں اور وہاں پر بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعض ہم سے نہ جفتی کرتے ہیں اور نہ ہی انڈے دیتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہماری نسل ہمیشہ قائم رہتی ہے۔

﴿حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کی وسعت﴾

سدی فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ریشم اور سونے کا بنا ہوا تھا۔ وہ تخت اتنا وسیع تھا کہ لشکر، چار پائے، گھوڑے، اونٹ اور سارے انسانوں، جنوں، وحشی جانوروں اور پرندوں کو اٹھا لیتا تھا۔ حضرت سلیمان کا لشکر دس لاکھ تھا اور ان کے تعلق دار بھی دس لاکھ کے برابر تھے: ﴿کان یسیر ما بین السماء والارض قریبا من السحاب﴾ آپ کا تخت آسمان اور زمین کے درمیان بادلوں کے قریب پرواز کرتا تھا۔ آپ جہاں جانا چاہتے ہوا آپ کو لے جاتی۔ آپ کی مرضی کے مطابق ہوا تیز اور آہستہ چلتی۔ ہوا کی قوت کا عالم یہ تھا کہ چلتے وقت نہ کسی درخت کو نقصان دیتی اور نہ ہی کسی فصل کو برباد کرتی۔ ﴿اذا تکلم احدا کلامه فی اذنه﴾ جب کوئی بات کرتا تو ہوا اس کی بات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان میں ڈال دیتی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک کرسی سونے کی تھی جو یاقوت اور موتیوں سے مرصع تھی اس کے ارد گرد تین ہزار کرسیاں تھیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ علماء، وزراء اور بنی اسرائیل کے اکابرین کے مطابق چھ لاکھ

کرسیاں تھیں۔ حضرت سلیمان کا لشکر تین سو میل زمین پر پھیلا ہوا ہوتا۔ جن میں سے پچھتر (۷۵) میل انسانوں کے لئے اور پچھتر (۷۵) جنات کے لئے اور پچھتر (۷۵) وحشی جانوروں کے لئے اور پچھتر (۷۵) پرندوں کے لئے مقرر تھی۔ جنات آپ کے لئے سمندر سے ہیرے موتی نکالتے تھے۔ اور آپ کے لنگر خانے میں ہر دن ایک لاکھ بکریاں اور چالیس ہزار گائیں ذبح کی جاتیں تھیں۔ لیکن اس کے باوجود آپ اپنے ہاتھ سے کام کرتے تھے۔ اسی طرح نقل کیا گیا ہے کہ آپ جو کی روٹی کھاتے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ایک دن بڑی سواری پر سوار تھے تو جو اللہ پاک نے آپکو مقام دیا تھا اس کو دیکھا تو تعجب میں پڑ گئے۔ اور اپنے نفس میں بھی تعجب ہو گیا۔ اس وجہ سے مال کم ہونے لگا حتی کہ آپ کے لشکر کے بارہ ہزار شخص ہلاک ہو گئے اس کے بعد ﴿فضرب البساط بقضيب كان في يده وقال له اعتدال يا بساط﴾ آپ نے تخت کو اس کوڑے کے ساتھ مارا جو آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اور کہا اے تخت تو اعتدال میں ہو جا۔ آگے سے جواب آیا: ﴿تعتدل انت يا سليمان﴾ اے سلیمان علیہ السلام تو اعتدال میں آجا۔ اس کے بعد حضرت سلیمان کو معلوم ہو گیا کہ ﴿ان البساط مامور فخر ساجد الله تعالىٰ معتذرا انما قام بنفسه﴾ کہ تخت اللہ پاک کے حکم کا پابند ہے آپ سجدہ میں گر گئے اور جو خیال دل میں پیدا ہوا تھا اس کی اللہ پاک سے معذرت کی لی تھی۔ واللہ اعلم

31: حکایت ﴿بادشاہ کا عیب پوشی کرنا﴾

ملک فارس کا بہرام بادشاہ شکار کرنے میں مشہور تھا۔ ایک دن وہ شکار کے لئے نکلا تو جنگلی گدھا اسے نظر آیا تو وہ اس کے پیچھے بھاگ نکلا حتی کہ وہ بادشاہ اپنے لشکر سے بچھڑ گیا لیکن شکار پکڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ شکار کو ذبح کرنے کے لئے وہ اپنے گھوڑے سے اترا تو ایک چرواہے کو دیکھا کہ وہ جنگل سے آرہا ہے۔ بادشاہ نے کہا: ﴿يا راعي

امسك فرسی هذا حتی اذبح هذا الحمار فمسكه ثم تشاغل بذبح الحمار﴾ اے چرواہے تو میرا گھوڑا پکڑ میں اس گدھے کو ذبح کروں چنانچہ اس نے گھوڑے کو پکڑا تو بادشاہ گدھے کو ذبح کرنے میں مصروف ہو گیا۔لیکن بہرام بادشاہ نے گھوڑے پر بھی نظر رکھی تو دیکھا کہ چرواہا: ﴿یقطع جوهرة فی عذار فرسه﴾ اس نے گھوڑے کے گلے سے موتی کاٹ رہا ہے۔تو بہرام نے چشم پوشی کرتے ہوئے توجہ کو دوسری طرف کرلیا حتی کہ چرواہے نے موتی کاٹ لیا۔بہرام بادشاہ نے کہا کہ: ﴿ان النظر الی العیب من العیب ثم رکب فرسه و لحق بعسکره﴾ عیب کی طرف دیکھنا بھی عیب ہے پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے لشکر کے ساتھ جا کر مل گیا۔بادشاہ سے اس کے وزیر نے پوچھا: ﴿ایها الملك این جوهرة عذار فرسك فتبسم الملك ثم قال اخذها من لا یردها و ابصر من لا ینم علیه﴾ اے بہرام بادشاہ: آپ کے گھوڑے کے گلے کا موتی کہاں ہے، بادشاہ نے مسکرا کر کہا جس نے موتی لیا ہے وہ واپس نہیں کرے گا اور جس نے اسے دیکھا ہے وہ بھی اس کا نام نہیں لے گا۔اور تم میں سے جو شخص وہ موتی جس کسی کے پاس دیکھے وہ اس سے جھگڑا نہ کرے۔

32: حکایت ﴿گھر کا خزانہ نکاح کا سبب بن گیا﴾

کسریٰ کا بادشاہ جس کا لقب نوشیرواں تھا اور یہ فارس کے بادشاہوں بہت عادل بادشاہ تھا۔اس کے بارے حکایت بیان کی جاتی ہے۔کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے مکان خریدا اور خریدار کو اس مکان سے خزانہ ملا۔وہ خریدار بیچنے والے کے پاس آیا اور اس خزانہ کے بارے میں بتایا۔بیچنے والے نے کہا کہ میں نے وہ گھر تجھے فروخت کر دیا ہے اور میں اس خزانے کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔اگر اس میں خزانہ ہے تو وہ تیرا ہے۔خریدار نے کہا، وہ خزانہ اس گھر میں تھا جس کو میں نے خریدا ہے اور وہ خزانہ

خریدنے میں شامل نہیں ہے لہٰذا تو اپنا خزانہ واپس لے لو۔ ان دونوں کے درمیان جھگڑا طول پکڑ گیا۔ وہ اپنے معاملے کا فیصلہ کروانے کے لئے کسریٰ کے بادشاہ کے پاس گئے۔ جب انہوں نے اپنا سارا مسئلہ بادشاہ کے سامنے بیان کیا تو بادشاہ نے کچھ دیر کے لئے سر نیچے کر کے غور وفکر کیا اس کے بعد ان دونوں سے پوچھا: ﴿هل معكما اولاد﴾ کیا تم دونوں کی اولاد ہے؟ تو مکان بیچنے والے نے کہا: ﴿ان لي ولدا ذكرا بالغا﴾ میرا ایک ہی بالغ لڑکا ہے۔ اور خریدنے والے نے کہا: ﴿ان لي بنتا بالغة﴾ میری ایک جوان بیٹی ہے۔ اس کے بعد بادشاہ نے ان دونوں کو حکم دیا: ﴿ان تزوجا لابن بالبنت ليكون بينكما صلة و قرابة و انفقا ذلك الكنز في مصا لحهما ففعلا ذالك امتثالا لامر الملك﴾ کہ تم دونوں اپنے لڑکے اور لڑکی کا آپس میں نکاح کر دو تا کہ تم دونوں میں قرابت داری ہو جائے اور اس خزانے کو لڑکا اور لڑکی اپنی ضروریات میں خرچ کر لیں۔ ان دونوں نے بادشاہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ایسا ہی کیا۔

﴿عوام کے ساتھ انصاف کرنے سے شہروں آباد ہوتے ہیں﴾

کسریٰ بادشاہ نے ایک شخص کو اپنے شہروں میں سے ایک شہر کا عامل مقرر کیا۔ اس عامل نے جو سالانہ خراج مقرر کیا تھا۔ اس سے کچھ زیادہ خراج بادشاہ کے پاس بھیجا۔ جب یہ خبر بادشاہ تک پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ جن لوگوں سے خراج زیادہ وصول کیا گیا ہے ان کو واپس کر دیا جائے۔ اور اس عامل کے لیے پھانسی کا آڈر دے دیا پھر بادشاہ کہنے لگا: ﴿كل ملك احذ من رعيته شيئا ظلما لا يفلح ابدا و ترتفع البركة من ارضه و يكون وبالا عليه﴾ جب بھی کوئی بادشاہ اپنی عوام سے کوئی چیز ظلم کر کے لیتا ہے تو وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہوگا۔ اور اس کے ملک سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ اور یہ اس پر عذاب ہوگا۔ پھر بادشاہ نے کہا: ﴿الملك بالملك بالجنود والجند بالمال و المال بعمارة البلاد وعمارة البلاد بالعدل في الرعية

والسلام﴾ ملک کی سلامتی بادشاہ کے ساتھ ہے اور بادشاہ کی سلامتی لشکر کے ساتھ ہے۔ اور لشکر کی سلامتی مال کے ساتھ ہے مال کی سلامتی شہروں کی آبادی کے ساتھ ہے اور شہروں کی سلامتی عوام کیساتھ عدل وانصاف کرنے میں ہے۔

﴿بہادری اور انصاف میں افضل کون﴾

بعض حکماء سے یہ سوال پوچھا گیا کہ بادشاہ کے لئے شجاعت یا عدل میں سے کون سی چیز افضل ہے۔ انہوں نے جواب دیا ﴿اذا عدل الملك لا يحتاج الى الشجاعة و الله المعين﴾ جب بادشاہ انصاف کرے تو اس کو بہادری کی محتاجی نہیں رہتی اور اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہوتا ہے۔

33: حکایت ﴿حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک ہرن﴾

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر جنگل بیابان سے ایک شکاری کے پاس سے ہوا جس نے جال لگایا ہوا تھا اور اس کے جال میں ایک ہرن کو پھنسا ہوا تھا۔ جب آپ نے اس ہرن کی طرف دیکھا تو اللہ پاک نے اس ہرن کو بولنے کی قوت دی تو اس نے کہا: ﴿يا روح الله ان لی اولاد صغار او انی تعلقت بهذاالشكية منذثلاثة ايام فاستاذن لی الصياد حتى ارضعهم و ارجع﴾

ترجمہ: اے روح اللہ، میرے چھوٹے بچہ ہیں، اور میں اس جال میں تین دن سے قید ہوں۔ آپ شکاری سے میرے لئے اجازت لیں، تاکہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا آؤں اور پھر میں واپس آجاؤں گی۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شکاری کو ہرن آزاد کرنے کا کہا لیکن شکاری نے کہا کہ ہرن واپس نہیں آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شکاری کی یہ بات ہرن کو بتائی تو ہرن نے جواب دیا ﴿ان لم اعدفانا اشر من الذين وجد والماء يوم الجمعة ولم يغتسلوا فاخذ عليها العهد فذهب و رجعت خوفا من نقض العهد﴾ ترجمہ اگر میں واپس نہ آؤں تو میں

ان لوگوں سے بھی زیادہ بری ہو جاؤں جن کو جمعہ کے دن پانی ملے اور وہ غسل نہ کریں۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہرن سے وعدہ لے لیا۔ تو ہرن دودھ پلا کر فوراً واپس آ گئی کہ کہیں وعدہ خلافی نہ ہو جائے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے تو راستہ میں ایک سونے کی اینٹ ملی تو اللہ پاک نے حکم دیا: ﴿ان یدفعها الی الصیاد فداء عن الظبیة﴾ یہ اینٹ شکاری کو دے کر ہرن کو آزاد کروائیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ اینٹ لے کر شکاری کے پاس گئے لیکن آپ کے جانے سے پہلے شکاری ہرن کو ذبح کر چکا تھا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بددعا فرمائی: ﴿اذهب الله البرکة من عمله فکان کذلك﴾ کہ اللہ پاک تیرے اس کام سے برکت ختم کر دے، لہٰذا ایسا ہی ہوا۔

34: حکایت: ﴿صدقہ کا ثواب مردوں تک پہنچتا ہے﴾

سمرقند میں ایک آدمی بیمار ہو گیا اس نے نذر مانی: ﴿ان شفاه الله لیتصدقن بجمیع عمله یوم الجمعة لوالدیه﴾ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء عطاء فرمائی تو میں جمعہ کے دن تمام اعمال (مال) کو اپنے والدین کے لئے صدقہ کر دوں گا۔ وہ آدمی ایک طویل عرصہ تک زندہ رہا اور یہ عمل کرتا رہا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ وہ جمعہ کا سارا دن پھرتا رہا۔ اس کو کوئی چیز صدقہ کرنے کے لئے نہ ملی۔ اس نے علماء کرام سے فتویٰ لیا تو کسی عالم دین نے فرمایا: ﴿اخرج و اطلب قشر البطیخ و اغسله بالماء و اخرج به علی طریق اهل الرسانیق و اطرحه بین حمیرهم و اجعل ثوابه لوالدیك فتخرج من النذر﴾ باہر نکلو اور تربوز کا چھلکا ڈھونڈو پھر اس کو پانی کے ساتھ دھو کر اس راستہ پر نکل جاؤ یہاں دیہات کے آتے جاتے ہیں تو یہ چھلکے ان کے گدھوں کے آگے ڈال دو اور اس کا ثواب اپنے والدین کو بخش دو تو تمہاری نذر پوری ہو جائیگی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، تو اس نے ہفتہ کی رات اپنے والدین کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے اس

سے معانقہ کیا یعنی گلے ملے۔ اور کہا: ﴿یا ولدنا عملت معنا کل شیء من وجوہ الخیر حتی اطعمتنا البیطخ وکنا نشتھیہ فرضی اللہ عنك﴾ اے ہمارے بیٹے تو نے ہمارے ساتھ نیکی کے تمام طریقہ اختیار کئے۔ حتی کہ تو نے ہمیں تربوز بھی کھلایا اور ہم اس کی خواہش بھی رکھتے تھے۔ اللہ پاک تجھ سے راضی ہو۔

فائدہ: ﴿ارواح کا گھروں میں واپس آنا﴾

خراسان کے امیر نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا تو اسے کہا: اے امیر، تو باپ نے جواب دیا تو مجھے امیر نہ کہہ کیوں کہ امارت ساری جاتی رہی۔ اب مجھے قیدی کہو، اس کے بعد کہنے لگا: ﴿یا بنی اذا اکلت اللحم فاطعمنا منہ﴾ اے بیٹا، جب تو گوشت کھائے تو مجھے بھی اس سے گوشت کھلایا کر۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ گوشت کو بلیوں اور کتوں کے آگے بھی ڈال دیا کرو۔ اس کا ثواب ہمیں بخش دیا کرو۔ کیونکہ میں اس کی خواہش رکھتا ہوں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ: ﴿ان الارواح یجتمعون فی کل لیلۃ جمعۃ فی منازلھم یرجون دعاء الاحیاء وصدقاتھم﴾ ہر جمعرات کو ارواح اپنے گھروں میں اکٹھی ہوتی ہیں اور زندہ لوگوں کی دعا اور صدقہ کی خواہش رکھتی ہیں۔

35: حکایت ﴿ایمان کامل اور مٹی کا آٹا بننا﴾

حضرت مالک بن دینار کے زمانے میں دو مجوسی تھے۔ جو آگ کی پوجا کرتے تھے۔ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا: اے بھائی تو نے آگ کی تہتر سال پوجا کی اور میں نے پینتیس سال پوجا کی ہے۔ آؤ ہم دیکھتے ہیں کہ کیا یہ ہمیں بھی اسی طرح جلاتی ہے جس طرح ہمارے غیر کو جلاتی ہے۔ اگر اس نے ہمیں نہ جلایا تو ہم اس کی پوجا جاری رکھیں گے ورنہ چھوڑ دیں گے۔ آگ جلا کر چھوٹے بھائی نے بڑے سے کہا: ﴿ھل تضع یدك قبلی ام انا قبلك﴾ کیا آپ مجھ سے پہلے آگ میں ہاتھ رکھیں گے یا میں اپنا ہاتھ رکھوں۔ بڑے بھائی نے کہا: ﴿ضع انت﴾ تم ہی رکھو۔ چنانچہ چھوٹے بھائی نے

اپنا ہاتھ آگ میں رکھ تو اس کی انگلی جل گئی۔ اس نے اپنا ہاتھ باہر نکال کر کہا؛ ﴿آہ عبدتك كذا و كذاسنة و انت توذيتني﴾ آہ میں نے تیری اتنے سال پوجا کی اور تو نے مجھے ہی جلا ڈالا۔ پھر اس نے اپنے بھائی سے کہا: اے بھائی آؤ ہم ایسی ذات کی عبادت کریں: ﴿لو اذنبنا و تركنا خمس مائة سنة لتجاوز عنا بطاعة واحدة و استغفار مرة واحدة﴾ کہ اگر ہم گناہ کریں اور ہم اسے پانچ سو سال تک چھوڑے رہیں اور وہ ایک لمحہ کی عبادت اور ایک مرتبہ استغفار کرنے سے ہماری مغفرت فرما دے۔ اس کے بھائی نے اس کی بات کو مان لیا اور کہا کہ ہم کسی ایسے شخص کے جائیں جو ہمیں سیدھا راستہ بتائے چنانچہ وہ اتفاقہ رائے سے دونوں حضرت مالک بن دینار کی مجلس کا ارادہ کیا تو انہوں نے حضرت مالک بن دینار کو بصرہ کے ایک دیہات میں دیکھا کہ آپ عام لوگوں کی مجلس میں بیٹھے وعظ کر رہے ہیں۔ جب دونوں بھائیوں کی نظر مالک بن دینار پر پڑی تو بڑا بھائی چھوٹے کو کہنے لگا: ﴿قد بدا لي ان لا اسلم و قد مضى اكثر عمري في عبادة النار فاذا اسلمت عيرني اهل بيتي و النار احب الي من ان يعيروني﴾ میرا پروگرام اسلام قبول کرنے کا نہیں ہے کیونکہ میں نے زیادہ زندگی آگ کی پوجا کی ہے اور جب میں اسلام قبول کروں گا تو میرے گھر والے مجھے ملامت کریں گے اس لئے مجھے ان کی ملامت سے آگ زیادہ پسند ہے۔ یہ سن کر چھوٹے بھائی نے اس سے کہا کہ تم ایسا نہ کرو کیونکہ لوگوں کی ملامت ایک ختم ہو جائے گی لیکن دوزخ کی آگ کبھی ختم نہیں ہوگی۔ بڑے بھائی نے اس کی حق بات کو نہ سنا تو چھوٹے نے کہا اے بدبخت بھائی تو اپنے مال اور ارادے کا مالک ہے جو تیرا دل کرتا ہے کرتا رہ۔ اس کے بعد بڑا بھائی واپس آ گیا اور چھوٹا بھائی اپنے بیوی بچوں سمیت حضرت مالک بن دینار کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھ گیا جب آپ مجلس وعظ سے فارغ ہوئے تو اس نے اٹھ کر آپ کو اپنا سارا واقعہ بیان کیا اور درخواست کی کہ ساری فیملی کو مسلمان کریں چنانچہ حضرت مالک بن دینار نے سب کو مسلمان کیا۔ اسلام قبول کرنے

کے بعد نو مسلم جوان نے اپنی فیملی سمیت واپس جانے کا پروگرام بنایا۔ تو حضرت مالک بن دینار اس کے لئے اپنے دوست احباب چندہ جمع کرنے لگے تو اس نے کہا مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ پھر وہ واپس آیا اور ایک ویران جگہ میں ایک آباد گھر دیکھا تو وہاں ٹھہر گیا جب صبح ہوئی تو اس کی بیوی نے کہا کہ بازار جا کر کوئی مزدوری کرو اور کوئی سامان خرید کر لاؤ تا کہ ہم کچھ کھا، پی سکیں۔ چنانچہ وہ بازار گیا لیکن کسی نے اس کو مزدوری پر نہ رکھا تو اس نے دل میں سوچا کہ اللہ پاک کا کام کیوں نہ کیا جائے۔ لہٰذا اس نے دوسرے دن ایک خالی جگہ میں جا کر مغرب تک نماز پڑھتا رہا۔ پھر وہ خالی ہاتھ اپنے گھر واپس آ گیا۔ بیوی نے پوچھا تم کوئی سامان نہیں لائے۔ اس نے کہا کہ میں نے آج بادشاہ کے ہاں کام کیا لیکن اس نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ اور کہا کہ کل دوں گا۔ چنانچہ سب گھر والے بھوکے سو گئے۔ جب صبح ہوئی تو وہ پھر بازار گیا۔ لیکن اس دن بھی کوئی کام نہ ملا۔ اس نے حسب معمول شام تک اللہ پاک کی عبادت کی اور پھر خالی ہاتھ گھر آ کر اپنے بیوی سے کہنے لگا کہ: ﴿ان الملك وعدني الى يوم الجمعة﴾ بادشاہ نے جمعہ کے دن کا وعدہ کیا ہے۔ جب جمعہ کا دن آیا تو وہ بازار گیا لیکن پھر بھی کوئی کام نہ ملا۔ اس نے حسب معمول عبادت میں مشغول ہو گیا جب سورج غروب ہو گیا تو اس دو رکعت نماز پڑھی اور آسمان کی ہاتھ اٹھا کر عرض کیا: ﴿یا رب اکرمتنی بالاسلام و توجتني بتاج الهدى فبحرمة هذا لدين وبحرمة هذا اليوم المبارك ارفع نفقة العيال عن قلبي وانا استحيي من عيالي و اخاف من تغير حالهم لحداثة عهدهم بالاسلام﴾ ترجمہ: اے میرے رب: تو نے مجھے اسلام کے ساتھ عزت بخشی، اور تو نے مجھے ہدایت کا تاج پہنایا، تو اس کی دین کی عزت اور اس دن کی برکت سے میرے دل سے میرے اھل وعیال کے خرچہ کا فکر دور فرمادے۔ کیونکہ مجھے اپنے بال بچوں سے اب شرم آتی ہے، اور ان (کے ایمان) کی حالت بدلنے کا مجھے خوف ہے، کیونکہ ان کے اسلام لانے کا نیا نیا زمانہ ہے۔ وہ ظہر کی نماز کے وقت جامع مسجد میں گیا اور اس کے

بچوں پر بھوک کا غلبہ تھا۔ تو ایک نے آدمی اس کے گھر پر آ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو اس کی بیوی نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک خوبصورت جوان ہے اور اس کے ہاتھ میں سونے کا طباق ہے۔ جو کہ سونے کے رومال سے ڈھانپا ہوا ہے۔ اس نوجوان نے اس کی عورت سے کہا: ﴿خذی هذا وقولی لزوجك هذا اجرة عملك فی یومین وان زدت زدناك﴾ اس طباق کو پکڑ لو اور اپنے خاوند سے کہنا یہ تیری دو دن کی اجرت ہے اور اگر تو زیادہ کام کرے گا تو تجھے اور زیادہ اجرت ملے گی۔

اس نے وہ طباق لے لیا اور دیکھا کہ اس میں ایک ہزار اشرفیاں ہیں۔ ان میں سے وہ ایک اشرفی لے کر صراف کے پاس گئی اور صراف نصرانی تھا۔ جب اس نے اشرفی کا وزن کیا تو وہ ایک مثقال (ساڑھے چار ماشے) یا دو مثقال سے زیادہ وزنی تھی۔ جب اس نے اس اشرفی کے نقش کی طرف دیکھا تو پتا چلا: ﴿انه من هدایا الاخرة﴾ کہ یہ تو آخرت کے تحفوں میں سے ایک تحفہ ہے۔ یہ دیکھا کر صراف نے اس عورت سے کہا: ﴿من این لك هذا و فی ای محل وجدت هذا﴾ کہ یہ اشرفی تو نے کہاں سے اور کیسے لی۔ عورت نے سارا قصہ بیان کیا تو صراف کہنے لگا: ﴿اعرضی علی الاسلام فعرضت فاسلم﴾ مجھ پر بھی اسلام پیش کرو تو میں نے اسلام پیش کیا تو وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر صراف نے اس عورت کو ایک ہزار درھم دیئے اور کہا اس کو خرچ کرو، جب یہ ختم ہو جائیں تو مجھے بتانا۔ اس عورت نے درہم لے کر کھانا تیار کیا جب خاوند مغرب کی نماز پڑھ کر خالی ہاتھ گھر واپس آنے کا ارادہ کیا تو اس نے رومال بچھا کر دو رکعت نماز بڑی عاجزی کے ساتھ ادا کی اور رومال کو مٹی سے بھر لیا اور اپنے دل میں سوچنے لگا: ﴿اذا سألتنی قلت لها هذا دقیق عملت به﴾ کہ اگر بیوی نے پوچھا تو کہوں کہ یہ آٹا ہے اور یہی میرے کام کی اجرت ہے۔ جب وہ گھر پہنچا تو اس کو کھانے کی خوشبو آ گئی۔ تو اس نے رومال کو دروازے کے پاس رکھ دیا تا کہ اس کی بیوی کو پتہ نہ چلے۔ پھر اسنے بیوی کے بارے میں پوچھا اور گھر کے حال احوال دریافت کئے تو بیوی

نے سارا ماجرا بیان کیا: ﴿فسجد للہ شکرا﴾ تو اس نے اللہ کے لئے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر بیوی نے پوچھا رومال میں کیا ہے۔تو اس نے کہا کہ اس کے بارے نہ پوچھو۔اس کے بعد وہ رومال کے پاس گیا اور رومال سے مٹی کو باہر پھینکنے کا پروگرام بنایا ﴿ففتحه فراه دقيقا باذن الله فسجد ثانيا شكر الله عزوجل على ما اكرمته به و عبدالله حتى توفاه رحمه الله تعالىٰ﴾ جب اس رومال کو کھولا تو دیکھا کہ وہ مٹی اللہ کی قدرت سے آٹا بن چکی ہے اس نے اس انعام پر پھر اللہ کے لئے سجدہ شکر ادا کیا۔اور مسلسل اللہ پاک کی عبادت میں مصروف رہا حتی کہ فوت ہو گیا، اللہ پاک اس پر رحم کرے۔

36: حکایت ﴿پنج تن پاک کی شان﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں پانچ افراد تھے۔حضرت علی، حضرت فاطمہ، امام حسن، امام حسین اور حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ایک دفعہ تین دن تک یہ بھوکے رہے اور کچھ نہ کھایا۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک چادر تھی وہ چادر حضرت علی کو دی کہ وہ اس کو فروخت کر دیں: ﴿فباعه بستة دراهم و تصدق بها على الفقراء﴾ آپ نے وہ چادر چھ درہموں میں فروخت کی اور درہم ایک فقیر کو صدقہ کر دیئے۔راستہ میں حضرت جبریل علیہ السلام ایک آدمی کی شکل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملے۔ ﴿و معه ناقته من فوق الجنته﴾ اس کے ساتھ جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی تھی۔حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: ﴿يا ابالحسن اشترمنى هذه الناقة﴾ اے ابوالحسن، اس اونٹنی کو مجھ سے خرید لو۔حضرت علی نے فرمایا: ﴿ليس معى ثمنها﴾ میرے پاس اس کی قیمت نہیں ہے۔حضرت جبریل نے کہا، کوئی بات نہیں بعد میں اس کی قیمت دے دینا۔آپ نے فرمایا: ﴿نعم بكم تبيعها﴾ ٹھیک ہے، اس اونٹنی کو کتنے میں فروخت کرو گے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: ﴿بمائة درهم﴾ سو

درہم میں، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سو درہم میں وہ اونٹنی خرید لی: ﴿واخذ بزمامھا و ذھب﴾ اور اس کی مہار پکڑی اور چل پڑے۔ راستہ میں حضرت میکائیل ایک دیہاتی کی شکل میں ملے تو کہنے لگے: ﴿اتبیع ھذہ الناقۃ یا ابا الحسن﴾ اے ابوالحسن، کیا آپ اس اونٹنی کو فروخت کرو گے؟۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ﴿نعم﴾ ہاں، حضرت میکائیل علیہ السلام نے پوچھا: ﴿بکم اشتریتھا﴾ کہ آپ نے اس کو کتنے میں خریدا ہے؟۔ آپ نے کہا: ایک سو درہم میں۔ حضرت میکائیل علیہ السلام نے کہا: ﴿انا اشتریھا بربح ستین درھما﴾ میں اسے ساٹھ درہم کے نفع کے ساتھ خریدتا ہوں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی قیمت میں فروخت کر دیا اور حضرت میکائیل علیہ السلام نے ایک سو ساٹھ درہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیئے اور اونٹنی پکڑی اور چل دیئے۔ اس کے بعد حضرت علی سے پہلے بیچنے والے حضرت جبرائیل کی ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا: ﴿قد بعت الناقۃ یا ابا الحسن قال نعم﴾ اے ابو الحسن، آپ نے وہ اونٹنی فروخت کر دی۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت جبرائیل نے کہا: ﴿فاعطنی حقی﴾ میرا حق مجھے دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سو درہم حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دے دیئے اور ساٹھ درہم بچ گئے۔ وہ گھر جا کر حضرت فاطمہ کے سامنے رکھ دیئے۔ خاتون جنت نے پوچھا: ﴿من این لك ھذا﴾ اے علی، یہ آپ کو کہاں سے ملے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿تاجرت مع اللہ بستۃ دراھم فاعطانی ستین درھما لکل درھم عشرہ دراھم﴾ میں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ چھ دراہم کی تجارت کی اس نے مجھے ہر درھم کے عوض دس درھم عطاء کیے۔ اس کے بعد حضرت علی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے اور سارا واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا: ﴿یا علی البائع جبرئیل و المشتری میکائیل والناقۃ مرکب فاطمہ یوم القیامۃ﴾ اے علی، اونٹنی بیچنے والے حضرت جبرئیل تھے اور خریدنے والے حضرت میکائیل تھے اور وہ اونٹنی قیامت کے دن فاطمہ کی سواری تھی۔

پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿یا علی اعطیت ثلثا لم یعطها غیرك لك زوجه سیدة نساء اهل الجنة ولك ولدان هما سید اشباب اهم الجنة ولك صهر هو سیدالمرسلین فاشکر اللہ تعالیٰ علی ما اعطاك و احمده فیما اولاك والله اعلم﴾ ترجمہ: اے علی! اللہ پاک نے تجھے تین چیزیں ایسی عطاء کی ہیں جو تیرے علاوہ کسی کو نہیں ملیں۔(1) تیری بیوی جنتی عورتوں کی سردار ہے۔(2) تیرے بیٹے جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔(3) تیرے سسر تمام رسولوں کے سردار ہیں۔اس لئے تو ان انعامات پر اللہ پاک کا شکر ادا کیا کرو۔حوالہ: الحاوی للفتاویٰ للسیوطی

37: حکایت ﴿والدین کے لئے دعا اور صدقہ کا فائدہ﴾

حضرت ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک ایسا قبرستان دیکھا کہ جس میں قبریں کھلی پڑی ہیں اور مردے باہر نکل کر قبروں کے کنارے بیٹھے ہوئے ہیں: ﴿وکان یدی کل واحد منهم طبق من نور﴾ اور ان میں سے ہر ایک کے سامنے نور کا طباق پڑا ہوا ہے۔اور ان میں ایک ایسا آدمی بھی دیکھا: ﴿لم یر بین یدیه نورا﴾ جس کے سامنے نور کا طباق نہیں تھا۔ابو قلابہ نے اس سے کہا: ﴿مالی لا اری نورا بین یدیك﴾ کہ کیا بات ہے کہ میں تیرے سامنے نور کا طباق نہیں دیکھ رہا۔اس نے جواب دیا کہ: ﴿ان لهولاء اولاد و اصدقاء یدعون و یتصدقون لهم و هذا النور مما بعثوا الیهم و ان لی ولد اغیر صالح لا یدعولی ولا یتصدق لاجلی فلا نور لی و انی اخجل من جیرانی﴾ ان لوگوں کی اولاد اور دوست ان کے لئے دعا اور صدقہ خیرات کرتے ہیں اور یہ نور اس دعا اور صدقہ کرنے کی وجہ سے ہے میرا بھی ایک بیٹا ہے لیکن وہ نیک نہیں ہے اور وہ میرے لئے دعا اور صدقہ خیرات نہیں کرتا۔اس واسطے میرے لئے نور نہیں ہے۔اور میں اپنے پڑوسیوں سے شرمندہ ہوتا ہوں۔

جب ابو قلابہ خواب سے بیدار ہوا تو اس مردے کے بیٹے کو بلایا اور خواب کا سارا واقعہ بتایا۔ تو وہ لڑکا فوراً تائب ہو گیا اور سیدھے راستے پر آ گیا۔ اور کہا، اے ابو قلابہ تو گواہ رہنا: ﴿ثم اقبل علی الطاعة و الدعاء لابیه و الصدقة لاجله﴾ پھر وہ اللہ پاک کی فرمانبرداری اور اپنے والد کے لئے دعا، صدقہ کرتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد پھر ابو قلابہ نے اس قبرستان میں اس قبر کو پہلی حالت میں دیکھا: ﴿و رای بین یدی ذلك الرجل نورا عظیما اضوء من الشمس و اکمل من نور غیره﴾ اور اس آدمی کے سامنے نور دیکھا جس کی روشنی آسمان کے سورج سے زیادہ تھی۔ اور دوسروں کے نور سے زیادہ مکمل تھا۔ اس آدمی نے کہا: ﴿یا ابا قلابة جزاك الله عنی خیرا بقولك نجا ابنی من النیران و نجوت انا من خجلتی بین الجیران و الحمد لله﴾ اے ابو قلابہ اللہ پاک تجھے مجھ سے بہتر جزاء دے کہ تیرے کہنے پر میرے بیٹے نے مجھے آگ سے نجات دی اور خود بھی نجات پائی اور میں اپنے پڑوسیوں کی شرمندگی سے بچ گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

38: حکایت ﴿باپ کی خدمت کا فائدہ﴾

ادن یمانی فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے چار بیٹے تھے۔ جب وہ شخص بیمار ہوا تو ان کے بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے اپنے بھائیوں سے کہا: ﴿ان تمرضوه و لیس لکم من میراثه شئی و اما امرضه و لیس لی من میراثه شئی﴾ اگر تم میں سے کوئی باپ کی بیمار پرسی کرے تو اس کے لئے وراثت سے کوئی چیز نہیں، یا پھر مجھے تیمار داری کرنے دو اور میں میراث سے کوئی چیز نہیں لوں گا۔ [سب بھائیوں نے کہا کہ تم ہی باپ کی خدمت کرو] اس بیٹے نے اس شرط پر باپ کی خدمت کی، ایک دن اسے خواب میں کہا گیا: ﴿ایت مکانا کذا و خذ منه مائة دینار و لیس فیها برکة﴾ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے سو دینار لے لو لیکن اس میں برکت نہیں ہے۔ اس نے صبح اٹھ کر

خواب اپنی بیوی کو بتایا تو اس نے کہا: ﴿خذھا﴾ اس کو لے لو۔ لیکن اس نے دینار لینے سے انکار کر دیا۔ پھر اس کو دوسری رات کہا گیا: ﴿ایت مکانا کذا و خذمنه عشرة دنانیر ولا برکة فیھا﴾ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے دس دینار لے لو لیکن اس میں برکت نہیں ہے۔ اس نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا: ﴿فحرضته علی اخذھا فابی﴾ تو اس نے دینار لینے کی خوب اسے ترغیب دی۔ لیکن اس نے دینار لینے سے انکار کیا۔ تیسری رات پھر اسے کہا گیا: ﴿اذھب الی مکان کذا و خذ منه دینارا وفیه البرکة فذھب الیه و اخذہ﴾ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے ایک دینار لے لو کیونکہ اس میں برکت ہے۔ جب وہ دینار لے کر نکلا تو دیکھا کہ ایک آدمی دو مچھلیاں بیچ رہا ہے۔ اس نے مچھلی والے سے کہا: ﴿بکم تبیعھما﴾ تم ان دو مچھلیوں کو کتنے میں فروخت کرو گے۔ اس نے کہا: ﴿بدینار﴾ ایک دینار میں۔ چنانچہ جب وہ ان مچھلیوں کو خرید کر گھر لایا اور ان کا پیٹ چاک کیا تو ہر ایک کے پیٹ سے ایک ایک نایاب موتی نکلا۔ وہ ان موتیوں کو لے کر بادشاہ کے پاس حاضر ہو گیا۔ تو بادشاہ نے اس کو ایک موتی کے بدلہ بہت ساری رقم عنائیت کی اور کہا ﴿ھذہ لا تصلح الا مع اختھا فاعطینھا ونعطیك بھا کذا و کذا﴾ یہ موتی اپنے دوسرے موتی کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ موتی بھی آپ مجھے دے دیں اور ہم آپ کو اس کے عوض کافی رقم دیں گے۔ چنانچہ وہ گھر گیا اور دوسرا موتی بھی لا کر حاضر کر دیا۔ بادشاہ نے جو مال دینے کا وعدہ کیا تھا وہ اس کو دیا: ﴿فحصل له برکة خدمة والدہ رحمه اللہ تعالیٰ﴾ اس کو یہ مال دولت باپ کی خدمت کی وجہ سے ملی تھی۔

39: حکایت ﴿ماں کے ادب کا فائدہ﴾

حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک دن زبور شریف کی تلاوت فرمائی تو زبور کی تلاوت کے وقت آپ کا دل نرم ہو گیا۔ تو آپ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ﴿لیس

فی الدنیا اعبد منی فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ﴾ اس وقت دنیا میں مجھ سے زیادہ عبادت کرنے والا کوئی نہیں۔ تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: ﴿یا داؤد اصعد الی جبل کذا الترى رجلا زرا عا یعبدنی سبع مائة عام و یعتذر من ذنب فعله و لیس بذنب عندی﴾

اے داؤد، فلاں پہاڑ پر چڑھو اور وہاں پر ایک کاشتکار کو دیکھو جو سات سو سال سے میری عبادت میں مصروف ہے اور پھر بھی اپنے گناہ پر شرمندہ ہے۔ جو اس سے ہوا ہے حالانکہ میرے نزدیک وہ گناہ نہیں ہے۔

وہ غلطی یہ ہے کہ ایک دن وہ اپنے گھر کی چھت سے گزرا اور اس کی ماں چھت کے نیچے تھی تو اس کے چلنے کی وجہ سے چھت سے تھوڑی سی مٹی نیچے ماں پر گری، اور وہ شخص تجھ سے زیادہ عبادت گزار ہے: ﴿فاذھب الیہ وبشرہ بالمغفرة منی﴾ پس تم اس کے پاس جاؤ اور اس کو میری طرف سے بخشش کی خوشخبری دے دو۔

حضرت داؤد علیہ السلام اس پہاڑ پر گئے تو دیکھا کہ ایک شخص بہت ہی کمزور اور عبادت کی وجہ سے اس کی ہڈیاں نظر آ رہی تھیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے نماز میں مصروف پایا جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے اسے سلام کیا اور اس نے سلام کا جواب دیا۔ اور اس نے آپ سے پوچھا: ﴿من انت﴾ آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ﴿انا داود﴾ میں اللہ تعالیٰ کا نبی داؤد ہوں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اگر مجھے آپ کا معلوم ہوتا تو میں کبھی بھی آپ کے سلام کا جواب نہ دیتا کیونکہ مجھ سے ایک گناہ ہو گیا ہے اور میں اس کی معافی کے لئے پہاڑ پر چڑھ گیا ہوں اور آپ نے میرے لئے بخشش طلب نہیں کی۔ اللہ عزوجل کی قسم۔ میں مکان کی چھت سے گزرا اور نیچے میری ماں بیٹھی ہوئی تھی تو تھوڑی سی مٹی ان پر گر پڑی۔ اس وجہ سے میں گھر سے نکلا اور سات سو سال ہو گئے ہیں اور مجھے نہیں پتا کہ میری ماں مجھ سے راضی ہے یا نہیں۔ لیکن میرا گمان ہے کہ وہ مجھ سے ناراض ہے اور میں مسلسل اللہ تعالیٰ سے استغفار کر رہا ہوں: ﴿لیرضی عنی ربی و

ترضی عنی والدتی﴾ تا کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے اور میری ماں مجھے سے خوش ہو جائے۔ اور میں اس حالت میں سات سو سال سے ہوں اور اللہ کے عذاب کے ڈر سے کھانے پینے کو بھی جی نہیں کرتا۔ آپ میرے پاس سے چلے جائیے۔ کیونکہ آپ نے مجھے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے روکے رکھا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: ﴿ان اللہ بعثنی الیک لاخبرک انہ غفرلک و ھو راض عنک و ان والدتک خرجت من الدنیا و ھی راضیۃ عنک﴾ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے تا کہ تجھے خوشخبری دوں، کہ اس نے تیری غلطی کو معاف فرما دیا ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے اور تیری والدہ دنیا سے چلی گئی ہے اور وہ بھی تجھ سے راضی تھی۔ اور وہ اس چھت کے نیچے نہیں تھی جس سے تیرا گزر ہوا تھا اور نہ ہی اس پر مٹی گری تھی۔ جب اس شخص نے یہ بات سنی تو کہنے لگا: ﴿و اللہ لا احب الحیوۃ بعدھذا فسجدہ و قال رب اقبضنی الیک فمات من ساعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ﴾ اللہ عزوجل کی قسم: میں اس کے بعد زندگی کو پسند نہیں کرتا۔ اس نے سجدہ کیا اور عرض کی: اے میرے اللہ عزوجل، میری جان قبض کر کے اپنے پاس بلا لے۔ چنانچہ وہ اسی وقت وصال فرما گیا۔

40: حکایت ﴿ماں کی بددعا کی سزا﴾

حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک قوم سفر کر کے ایک میدان میں ٹھہری تو وہاں انہوں نے مسلسل گدھے کی آواز سنی۔ جس سے وہ بیدار ہو گئے اور وہ اس آواز کی تحقیق کے لئے گدھے کی تلاش میں نکلے [لیکن گدھا نظر نہ آیا] تو انہیں ایک ایسا گھر نظر آیا جس میں ایک عمر رسیدہ عورت تھی تو ان لوگوں نے اس سے کہا: ﴿قد سمعنا نھیق حمارا اسھرنا و لم نر عندک حمارا﴾ ہم نے گدھا کی آواز سنی جس سے ہم بیدار ہو گئے ہیں۔ لیکن ہمیں گدھا نظر نہ آیا۔ اس عمر رسیدہ

خاتون نے کہا: ﴿ذلك ابنى كان يقول لى يا حمارة تعالىٰ ويا حمارة اذهبى و هكذا فدعوت الله ان يصير ه حمار ه فلذلك لم يزل ينهق فى كل ليلة الى الصباح﴾ یہ ایک میرا بیٹا ہے اس کی عادت یہ تھی کہ یہ مجھے کہتا تھا: اے گدھی ادھر آ۔ اور کبھی کہتا۔ اے گدھی ادھر جا۔ میں نے اس کو بد دعا دی اور عرض کیا اے اللہ اس کو گدھا [کھوتا] بنا دے۔ چنانچہ اب یہ رات سے لے کر صبح تک گدھے کی طرح آوازیں نکالتا رہتا ہے۔ اس مسافر قوم کے لوگوں نے اس عورت سے کہا، ہم اسے دیکھنا چاہتے ہیں ہمیں اس کے پاس لے چلو۔ جب یہ لوگ اس کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہیں؟ ﴿واذا هو فى القبر و عنقه كعنق الحمار﴾ کہ وہ قبر میں ہے اور اس کی گردن گدھے کی گردن کی طرح ہے۔

41: حکایت ﴿جنتی موتی﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار شخص تھا۔ اس پر معیشت یعنی روزی کی تنگی ہوگئی۔ ایک وہ جنگل میں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوگیا۔ وہ یہی سوال کرتا کہ مجھے کچھ دیا جائے ایک دن غیب سے آواز آئی: ﴿ايها العابد مد يدك و خذ فمد يده فوضع عليها درتان كانهما كو كبان ضياء﴾ اے عبادت گزار اپنا ہاتھ کھول اور لے لو۔ چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور اس پر دو موتی ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے رکھے گئے۔ وہ ان کو لے کر گھر واپس آیا اور اپنی بیوی سے کہنے لگا ﴿امنا من الفقر﴾ اب ہم فقر سے امن میں آگئے۔ پھر اس عابد نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کے ایک محل میں ہے اور اس سے کہا گیا کہ یہ تیرا ہے۔ پھر اس نے دو تخت دیکھے جن میں سے ایک سرخ سونے کا اور ایک چاندی کا ہے۔ اور دونوں کی چھت موتی سے بنی ہوئی ہے۔ اس سے کہا گیا ﴿احدهما مقعدك والاخرى مقعدك امرائك﴾ ایک تیرے بیٹھنے کے لئے اور دوسرا تیری بیوی کے

لئے ہے۔ جب اس نے چھت کی طرف دیکھا تو دو موتیوں کی جگہ خالی پائی۔ اس نے کہا: ﴿مابال هذا الموضع انه خال﴾ یہ جگہ کیوں خالی ہے؟ کہا گیا: ﴿لم یکن خالیا و انت تعجلت فی الدنیا الدرتین و هذا موضع هما﴾ یہ جگہ پہلے خالی نہیں تھی بلکہ تو نے دنیا میں دو موتیوں کی جلدی کی ہے ان کی جگہ ہے۔ اس کے بعد وہ اچانک خواب سے اٹھا اور اپنی بیوی سے کو خواب بتایا۔ بیوی نے کہا: ﴿علیك ان تدعو الله و تسالة حتی یردهما مکانهما﴾ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو یہاں تک کہ وہ موتیوں کو واپس کر دے۔ چنانچہ وہ پھر جنگل میں گیا اور دونوں موتی ہاتھ پر رکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگا کہ اے اللہ: ان موتیوں کو واپس لے لو۔ بالآخر ایک دن وہ موتی اس کی ہتھیلی سے غائب ہو گئے۔ اور غائب سے آواز آئی: ﴿ان رددنا هما الی مکانهما فحمد الله علی ذلك و اثنی علیه﴾ ہم نے ان دونوں موتیوں کو ان کی جگہ واپس کر لیا ہے۔ پس اس شخص نے اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور شکر ادا کیا۔

42: حکایت ﴿یزید لعین کی ہلاکت﴾

ایک دن یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے دوستوں سے کہنے لگا: ﴿انه لا یمکن ان یمر علی انسان یوم کامل بلا مکروه و غم﴾ کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اس پر سارا دن بغیر کسی پریشانی اور غم کے گزرے۔ اور میں یہ چاہتا ہوں: ﴿ان اجعل لی یوما لا اری فیه ذلك﴾ کہ میں ایک ایسا دن مناؤں جس میں ایسی کوئی پریشانی نہ ہو۔ چنانچہ اس نے ایک لہو ولعب کی ایسی مجلس سجائی جس میں پھولوں کے گلدستہ بھی پیش کئے گئے تھے۔ یزید کی ایک حنانہ نامی لونڈی تھی جو اس کی محبوبہ تھی وہ شکل وصورت اور آواز کے اعتبار سے سب سے زیادہ اچھی تھی۔ یزید نے اس لونڈی کو اپنے پیچھے پردہ میں بیٹھایا اور اپنے دوستوں کو اپنے سامنے بیٹھایا۔ یزید کبھی اپنی لونڈی کی طرف دیکھتا اور اس سے کھیلتا اور کبھی اپنے دوستوں کی طرف دیکھتا تھا۔ تاکہ اس کی آواز

سن سکے۔ یہ تماشا عصر تک جا رہا۔ اس کے بعد لوگوں نے یزید کو ایک انار دیا۔ جب اس نے انار کا دانہ نکال کر اپنے ہاتھ پر رکھا تا کہ اس کی لونڈی بھی کچھ کھائے چنانچہ لونڈی نے ایک دانہ لے کر کھایا: ﴿فوقعت حبة فی حلقها فماتت لوقتها فحصل له من الغم مالا مزيد عليه و استمر على ذلك اربعة ايام ثم مات على معاصيه﴾ تو وہ دانہ اس کی حلق میں پھنس گیا اور وہ اسی وقت مر گئی۔ تو یزید کو اس کے مرنے کا بڑا دکھ ہوا تو اس غم کی وجہ سے چار دن سے زیادہ دن بھی نہیں گزرے تھے کہ یزید پلید بھی ہلاک ہو گیا۔

43: حکایت ﴿عبادت میں لذت رزق حلال سے ہوتی ہے﴾

حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ میں نے کئی سال عبادت کی: ﴿فلم يجد للعباد طعما ولا لذة﴾ لیکن عبادت میں مزہ اور لذت نہیں پائی۔ آپ اپنی والدہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا، اے میری امی: ﴿انی لا اجد لـلعبادة ولا للطاعة حلاوة ابدا فانظری هل تناولت شيئا من الطعام الحرام حيث كنت فی بطنك او حين رضاعتی﴾ میں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرمانبرداری میں کوئی لذت نہیں پائی۔ آپ غور و فکر فرمائیں کہیں آپ نے کوئی ناجائز کھانا تو نہیں کھایا جب میں آپ کے بطن میں تھا یا دودھ پلانے کے دوران کوئی لقمہ کھایا ہو جو حلال نہ ہو۔ کچھ دیر آپ کی والدہ نے غور کیا تو فرمانے لگی: ﴿یا بنی لما كنت فی بطنی صعدت فوق سطح فرايت اجانة فيها اقط فاشتهيته فاكلت منه مقدار انملة بغير اذن صاحبه﴾ اے میرے بیٹا جب تو میرے بطن میں تھا تو میں ایک دن چھت پر چڑھی وہاں ایک مرتبان دیکھا اس میں پنیر تھا۔ میں نے اسے کھانا چاہا تو مالک کی اجازت کے بغیر میں نے تھوڑا سا پنیر کھا لیا۔ تو بایزید بسطامی نے فرمایا: ﴿ما هو الا هذا فاذهبی الى صاحبه واخبريه بذلك﴾ عبادت میں لذت نہ ہونے کی وجہ

یہی ہے۔ پس آپ اس کے مالک کے پاس جائیں اور اسے یہ بتائیں یعنی اس سے معاف کروائیں۔ چنانچہ آپ کی والدہ اس کے پاس گئی اور سارا ماجرا بیان کیا۔ مالک نے اسے کہا: (انت فی حل منه) تیرے لئے اس سے حلال ہے یعنی میں نے معاف کیا۔ پھر آپ نے اپنے بیٹے بایزید بسطامی کو یہ سارا واقعہ بتایا ﴿فعندها ذاق حلاوة الطاعة﴾ بت جا کے آپ کو عبادت میں لذت محسوس ہوئی۔

44: حکایت ﴿عیب دار چیز سے حاصل کردہ رقم صدقہ کرنا﴾

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور بصرہ کے ایک شخص کے درمیان کاروبار کی شراکت تھی۔ چنانچہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ستر ریشمی کپڑے اپنے پاٹنر کے پاس بھیجے ان میں ایک عیب دار کپڑا بھی تھا۔ آپ نے اسے لکھا: ﴿ان فی واحد منها عيبا وهو الثوب الفلانی فاذا بعته فبين العيب﴾ بے شک اس میں ایک کپڑا عیب دار ہے۔ جب تم اسے بیچو تو اسکا عیب بھی بیان کر دینا۔ چنانچہ اس پارٹنر نے بغیر عیب بیان کیے تیس ہزار درہم میں وہ کپڑا فروخت کر دیا۔ جب رقم لے کر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا تو آپ نے پوچھا کہ کیا تم نے اس کا عیب بیان کر دیا تھا۔ اس نے کہا: ﴿لقد نسيت فتصدق ابو حنيفه ثمنها المذكور﴾ میں اس عیب کو بیان کرنا بھول گیا تھا۔ تو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے وہ تیس ہزار درہم صدقہ کر دیئے۔

45: حکایت ﴿بچہ کی دعا سے باپ کی بخشش﴾

ایک قاضی فوت ہو گیا تو اس کی بیوی حاملہ تھی تو اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جب وہ جوان ہوا: ﴿بعثه امه الى الكتاب فلقنه المعلم التسمية فرفع الله العذاب عن ابيه﴾ تو اس کی ماں نے اسے قرآن پڑھنے کے لئے ایک استاد کے پاس بھیجا۔ جب استاد نے اس کو ﴿بسم اللہ﴾ پڑھائی۔ تو اللہ کریم نے اس بچہ کے

باپ سے عذاب اٹھالیا۔ اور فرمایا ﴿یا جبرئیل انه لا یلیق بنا ان یکون ابنه فی ذکرنا و هو فی عذابنا فاذهب الیه وهنئه بابنه فذهب الیه وهنا ہ به رحمه الله تعالیٰ﴾ اے جبریل ہماری رحمت کو یہ بات گوارہ نہیں کہ جس کا بیٹا ہمارا ذکر کرے اور ہم اس کے باپ کو عذاب دیں۔ پس تم اس کے پاس جاؤ اور اسے لڑکے کی خوشخبری دے دو۔ چنانچہ جبرئیل گئے اور بیٹے کی مبارک دی۔ اللہ پاک اس پر اپنی رحمت فرمائے۔

نوٹ: مشکوٰۃ کی روایت

46: حکایت ﴿ایک یہودی کا مسلمان ہونا﴾

حضرت حاتم اصم بغداد شریف میں تشریف لائے تو آپ کو بتایا گیا کہ یہاں ایک ایسا یہودی عالم ہے۔ جو علماء پر غالب ہے۔ حضرت حاتم اصم نے فرمایا: ﴿انا اکلمه﴾ میں اس سے بات کروں گا۔ چنانچہ وہ یہودی خود حضرت حاتم اصم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے چند ایک سوال پوچھنے لگا۔

۱: ﴿ای شئی لا یعلمه﴾ وہ کون سی ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نہیں جانتا۔

۲: ﴿و ای شئی لا یوجد عند الله﴾ وہ کون سی ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں ہے۔

۳: ﴿و ای شئی لیس فی خزائن الله﴾ وہ کون سی ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کے خزانے میں نہیں ہے۔

۴: ﴿و ای شئی یسالہ الله من العباد﴾ وہ کون سی ایسی چیز ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے نہیں پوچھا گا۔

۵: ﴿و ای شئی یعقدہ الله﴾ وہ کون سی ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے باندھ رکھا ہے۔

۶:﴿وای شئی یحله الله﴾ وہ کون سی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کھول رکھا ہے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے یہودی اگر میں تیرے سوالوں کا جواب دے دوں۔ تو تو اسلام قبول کر لے گا۔ اس نے کہا: ہاں، میں اسلام قبول کر لوں گا۔ حضرت حاتم اصم نے فرمایا تیرے سوالوں کا جواب یہ ہے۔

۱:﴿الذی لا یعلمه الله هو شریکه او ولده فان الله لا یعلم له شریکا ولا ولدا﴾ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نہیں جانتا وہ اس کا شریک یا اس کا بیٹا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے لئے شریک یا بیٹا نہیں جانتا۔

۲:﴿و الذی لیس عندالله هو الظلم ان الله لا یظلم الناس شیئا﴾ اللہ تعالیٰ کے پاس ظلم نہیں ہے کیونکہ وہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا۔

۳:﴿و الذی لیس فی خزائن الله الفقر هو الغنی و انتم الفقراء) اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں فقر نہیں ہے کیونکہ وہ غنی ہے۔ اور تم فقیر ہو۔

۴:﴿و الذی یساله الله من العباد هو القرض﴾ اور جس چیز کا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے سوال کرتا ہے وہ قرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿من ذا الذی یقرض الله قرضا حسنا﴾ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے۔

۵:﴿والذی یعقده الله هو الزنار الکفار﴾ اور وہ چیز جس پر اللہ تعالیٰ گرہ لگاتا ہے وہ کافروں کے لئے زنار ہے۔

۶:﴿والذی یحله الله هو ذلك الزنار عن احباءه فاسلم الیهودی باذن الله﴾ اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ کھولتا ہے وہ بھی زنار ہی ہے۔ وہ زنار کو اپنے محبوب بندوں سے کھولتا ہے۔ یہ سن کر یہودی ایمان لے آیا۔

47: حکایت آخرت کا ڈر

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن گھر سے باہر نکلے تو حالت یہ تھی کہ آپ پر گریہ زاری کے اثرات تھے۔ آپ سے کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: ﴿بلغنی ان عبدا یاتی یوم القیمة الی موقف الحساب مع خصم له فیقول یا رب انی کنت رجلا قصابا فجاء الی هذا الرجل و استام منی اللحم ووضع اصبعه علی لحمی حتی رسمت اصبعه و لم یشتر لحما فاحتجت الیوم الی ذلك المقدار﴾ مجھے تک یہ بات پہنچی ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ کھڑا ہوکوا پنے مخالف کے سامنے آئے گا۔ اور کہے گا: اے میرے رب عزوجل: میں قصاب تھا۔ تو اس شخص نے میرے پاس آ کر گوشت کا بھاؤ طے کیا اور اپنی انگلی گوشت میں ماری جس گوشت میں انگلی کا نشان پڑ گیا اور اس نے مجھ سے گوشت نہیں خریدا۔ آج مجھے اس کے برابر محتاجی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ﴿ان یعطی من حسناته بقدر حقه﴾ مدعا کی نیکیوں میں سے مدعی کو اس حق کے برابر نیکیاں دی جائیں۔ چنانچہ مدعی کا پلڑا ایک ذرہ کے برابر ہلکا تھا تو وہ نیکی اس کے پلڑے میں رکھی جائے جس سے اس کا پلڑا بھاری ہو جائیگا۔ اور اس کو جنت میں جانے کا حکم دیا جائے گا، اور اس کے مدمقابل مدعا علیہ کا پلڑا ہلکا ہو جائے گا اور اس کو دوزخ میں جانے کا حکم دیا جائے گا۔ اور مجھے پتا نہیں کہ اس دن میرا کیا بنے گا۔

48: حکایت ﴿اعمال کی قبولیت رزق حلال سے ہے﴾

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں رہائش پزیر تھے۔ آپ نے ایک شخص سے دو کھجوریں خریدیں اور دیکھا کہ دو کھجوریں پاؤں کے درمیان زمین پر گری پڑی ہیں۔ آپ نے گمان کیا ﴿انهما مما اشتراه فرفعهما و اکلهما﴾ کہ یہ دو کھجوریں بھی ان دو کھجوروں میں شامل ہیں۔ جو میں نے خریدی ہیں۔ انہیں اٹھایا اور کھا

گیا۔ جب بیت المقدس آئے اور صخرا [یہ ایک پتھر ہے جو ہوا میں لٹکا ہوا ہے] کے گنبد میں داخل ہوئے تو اس گنبد میں رسم تھی کہ جو بندہ بھی اس میں ٹھہرتا وہ عصر کے بعد باہر نکل جاتا تاکہ فرشتوں کے لئے خالی رہے۔ جتنے لوگ اس میں تھے وہ سب نکل گئے۔ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ اس میں چھپ گئے اور لوگوں کو نظر نہ آئے۔ جب فرشتے اس میں داخل ہوئے تو انہوں نے کہا کہ یہاں کوئی انسان ہے۔ ان میں سے ایک فرشتے نے کہا: ﴿هو ابراهيم بن ادهم عابد خراسان﴾ وہ ابراہیم بن ادہم ہے جو خراسان کا عبادت گزار ہے۔ دوسرے نے کہا: ﴿نعم﴾ ہاں۔ پھر دوسرے نے کہا: ﴿هذا الذی يصعد منه كل يوم عمل الى السماء متقبل﴾ یہ وہی ابراہیم بن ادہم ہے جس کا عمل ہر روز آسمان کی طرف چڑھتا ہے۔ اور قبول ہوتا ہے۔ پھر ایک نے کہا: ﴿نعم غير ان طاعته موقوفة منذ سنة و لم تستجب دعوته تلك المدة لمكان التمرتين﴾ ہاں، لیکن ایک سال سے اس کی اطاعت و فرمانبرداری موقوف کر دی گئی ہے۔ اور اس دوران اس کی دعا بھی قبول نہیں ہوئی۔ اس کی وجہ وہ دو کھجوریں تھیں جو اس نے کھائی تھیں۔ اس کے بعد فرشتے صبح تک عبادت میں مصروف رہے۔ صبح خادم نے آ کر دروازہ کھولا تو ابراہیم بن ادہم باہر نکلے اور سیدھے مکہ مکرمہ چلے گئے اور اس دکان پر آئے تو وہاں ایک نوجوان دیکھا کہ وہ کھجوریں بیچ رہا ہے۔ حضرت ابراہیم نے اس سے کہا: ﴿كان ههنا شيخ يبيع التمر فی العام الاول﴾ یہاں پر ایک بوڑھا آدمی پچھلے سال کھجوریں بیچتا تھا۔ اس دکاندار نے کہا کہ ﴿انه والده و انه فارق الدنيا﴾ وہ میرا والد تھا اور وہ انتقال کر گیا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم نے اسے سارا واقعہ سنایا۔ اس دکاندار نوجوان نے کہا: ﴿انت فی حل من نصيبی من التمرتين ولی اخت و والدة﴾ ان دو کھجوروں میں جو میرا حصہ ہے وہ میں نے معاف کیا اور ایک ایک حصہ اس میں میری بہن اور ماں کا بھی ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم نے پوچھا: ﴿این هما﴾ وہ کہاں ہیں؟ نوجوان نے کہا:

وہ دونوں نے گھر میں ہیں۔ حضرت ابراہیم نے گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو ایک عمر رسیدہ عورت لاٹھی کے سہارے باہر آئی۔ آپ نے اسے سلام کیا تو اس نے جواب دیتے ہوئے کہا: ﴿مـا حـاجتك﴾ آپ کی کیا حاجت ہے؟ حضرت ابراہیم بن ادہم نے سارا واقعہ سنایا۔ تو بوڑھیا نے کہا: ﴿انـت فـی حـل مـن نصيبی ثم فعل مع بنتها كــذلك﴾ میں نے اپنا حصہ معاف کیا اسی طرح بیٹی نے اپنا حصہ معاف کر دیا۔ پھر ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس کے اسی گنبد میں چلے گئے جب فرشتے وہاں داخل ہوئے۔ تو ایک فرشتہ دوسرے سے کہنے لگا کہ یہ ابراہیم بن ادہم ہیں جن کے دو کھجوریں کھانے سے سال بھر کی عبادت اور دعا قبول نہیں ہو رہی تھی۔ لیکن جب سے انہوں نے اپنی غلطی کی معافی مانگ لی ہے اس دن سے ان کی عبادت اور دعا قبول ہونے لگی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ان کو پہلے والا درجہ دے دیا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم یہ سن کر آب دیدہ ہو گئے: ﴿لا يفطر الا فی كل سبعة ايام لطعام حلال انتهی﴾ اور فاقہ کشی کی یہ حالت تھی کہ ہر سات دن کے بعد وہ رزق حلال کے بغیر افطار نہیں کرتے تھے۔

49: حکایت ﴿جنت اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے لئے ہے﴾

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مسجد حرام میں تشریف لائے تو وہاں: ﴿فرای رجلا مطروحا تحت اسطوانة و هو عريان ويذكر الله بقلب حزين﴾ آپ نے ستون کے نیچے ایک شخص کو دیکھا جو کہ ننگا پڑا ہوا تھا۔ اور غم زدہ دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کر رہا تھا۔ حضرت ذوالنون مصری نے اس کے قریب ہو کر سلام کیا۔ اور اس سے پوچھا: ﴿من انت؟﴾ تم کون ہو؟۔ اس نے کہا: ﴿انا رجل غريب﴾ میں غریب الوطن مسافر ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا: ﴿ما اسمك﴾ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: ﴿انا مطلوب الذی هربت منه﴾ جس کا میں طلب

ہوں اسی سے بھاگا ہوا ہوں۔ مراد اس کی یہ تھی کہ شیطان اور جنت دوزخ سے بھاگا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا: ﴿ما تقول فبکی فبکیت لبکاء ہ فما زال یبکی حتی مات من ساعتہ﴾ تم کیا کہہ رہا ہو؟ تو وہ رو پڑا اور اسی کے رونے کی وجہ سے میں بھی رو پڑا۔ وہ اتنا رویا کہ حتی کہ وہ فوت ہو گیا۔ میں نے اس پہ چادر ڈال کر اسے چھپا دیا اور کفن کی تلاش میں نکلا۔ جب میں واپس آیا تو اس کو وہاں نہ پایا۔ میں نے لوگوں سے بطور تعجب کے کہا: سبحان اللہ، مجھ سے پہلے یہاں کون آیا۔ تو مجھے پر نیند کا غلبہ ہو گیا تو ہاتف غیب سے آواز آئی: ﴿یا ذوالنون ھذا الذی یطلبہ الشیطان فی الدنیا فلایراہ و یطلبہ مالک خازن النار فلایراہ و یطلبہ رضوان الجنان فلا یراہ﴾ اے ذوالنون مصری یہ وہ شخص ہے جس کو شیطان دنیا میں تلاش کرتا رہا لیکن وہ بھی اس کو نہ ڈھونڈ سکا۔ اس کو مالک داروغہ تلاش کرتا رہا لیکن وہ اس کو نہ ڈھونڈ سکا۔ اس کو رضوان جنت تلاش کرتا رہا لیکن وہ بھی اس کو نہ پا سکا۔ میں نے غیب سے ندا کرنے والے سے کہا: ﴿فاین ھو بعد ھذا﴾ اس کے بعد اب وہ کہاں ہے؟ تو اس نے کہا کہ: ﴿فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر﴾۔

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ عبادت کے لحاظ سے لوگوں کی تین قسمیں ہیں: ۱: رہبانی ۲: حیوانی ۳: ربانی

۱: رہبانی: ﴿ھو الذی یعبد اللہ رھبۃ و خوفا﴾ وہ ہے کہ بندہ خوف اور ڈر سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے۔

۲: حیوانی: ﴿ھو الذی یعبد اللہ رجاء رحمتہ و عفوہ﴾ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی رحمت اور عفو درگزر کی امید پر کرتا ہے۔

۳: ربانی: ﴿ھو الذی یعبد اللہ ولا یعرف الدنیا ولا الاخرۃ ولا الجنۃ ولا النار ولا النفس ولا الروح﴾ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور اس علاوہ باقی سب دنیا، آخرت، جنت ودوزخ، نفس اور روح کو بھی نہ جانتا ہو۔

رہبانی کو کو قیامت کے دن جب قبر سے اٹھایا جائے گا تو اسے کہا جائے گا: ﴿قد نجوت من النار﴾ تو نے دوزخ کی آگ سے نجات پائی لی۔

حیوانی سے کہا جائے گا: ﴿دخل الجنة﴾ تو جنت میں داخل ہو جا۔

ربانی سے کہا جائے گا: ﴿انت محبوبی انت مطلوبی انت مرادی وعزتی وجلالی ما خلقت الجنان الا لمثلك﴾ تم تو میرے مطلوب ہو۔ اور تم ہی میری مراد ہو، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم: میں نے جنت کو صرف تیرے لئے ہی پیدا کیا ہے۔

50: حکایت ﴿اسلام ذریعہ نجات ہے﴾

ایک کافر بادشاہ کا مسلمان وزیر تھا۔ وزیر ہمیشہ بادشاہ کی نصیحت کا منتظر رہتا۔ ایک رات بادشاہ نے وزیر سے کہا: ﴿قم حتی نرکب و ننظر احوال الناس﴾ اٹھو ہم سوار ہو کر لوگوں کے حال احوال معلوم کریں۔ وہ دونوں سوار ہو کر ایک راستہ سے گزرے تو ایک محل دیکھا جو پہاڑ کی طرح تھا اس میں آگ روشن تھی۔ وہ اس کی طرف گئے تو دیکھا: ﴿فاذا هو بيت فيه اصوات غناء و اوتار﴾ وہ ایک ایسا گھر تھا جس سے سرود اور گانے بجانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اور اس میں ایک ایسا شخص بھی تھا جس کے کپڑے نہایت ہی پرانے اور وہ گوبر کے ڈھیر پر تکیہ لگائے گھوڑے پر بیٹھا ہے۔ اور اس کے سامنے مٹی کا ایک جگ پڑا ہوا اور ایک اسی یا پھر کمبل نما چیز پڑی ہوئی ہے۔ اور اس کی بیوی سامنے حاضر تھی جو بادشاہوں کی طرح سلام کرتی تھی۔ اور یہ شخص اپنی بیوی کو اس طرح سلام کرتا جس طرح خواتین کو سلام کیا جاتا ہے۔ بادشاہ نے سوچا: ﴿لعل هما يصنعان كل ليلة كذلك﴾ شائد یہ دونوں ہر رات اسی طرح ہی کرتے ہوں گے۔ وزیر نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے بادشاہ سے کہا: ﴿ايها الملك نخاف ان تكون في الغرور مثلهما﴾ اے بادشاہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں آپ بھی ان دونوں کی

طرح دھوکے میں رہیں۔ بادشاہ نے پوچھا: ﴿کیف ذلك﴾ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ وزیر نے کہا: ﴿ان ملك ك فی عین من یعرف الملکوت مثل هذه المزبله فی عینك و کذلك متکا ك و قصور ك و ان جسدك و ملبوسك عند من یعرف النظافة و النظارة مثل هذین فی عینك﴾ تیرا ملک اس ذات کی نظر میں ہے۔ جو عالم بالا کو جانتا ہے اس گھوڑے کی طرح ہے جو تیری نظر میں ہے۔ اور اسی طرح تیرا تکیہ اور محلات، جسم اور تیرا لباس اس شخص کے نزدیک جو پاکیزگی اور نظافت کو جانتا ہے ان دونوں کی مثل ہے جو تیری نظر میں ہے۔ بادشاہ نے کہا: ﴿و من هم اصحاب هذه الصفة﴾ ان صفات کے حامل کون لوگ ہیں؟۔ وزیر نے کہا: ﴿هما اهل المدینة التی فیها الفرح لا الحزن و النور لا الظلمة و الا من لا الخوف﴾ وہ مدینہ والے لوگ ہیں۔ ان میں خوشی ہے غم نہیں، نور ہے اندھیر نہیں، امن ہے، خوف نہیں۔ اس کے بعد بادشاہ نے وزیر سے کہا: ﴿ما منعك ان تخبرنی بهذا قبل الیوم﴾ تمہیں کس چیز کی وجہ رکاوٹ تھی کہ تو نے آج سے پہلے مجھے اس کی خبر نہیں دی۔ وزیر نے کہا: ﴿هیبتك﴾ تیرا خوف اور ھیبت۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا: ﴿لئن کان هذا الذی وصفت حقا فینبغی لنا ان نجعل لیلنا و نها ر نا فیه﴾ اگر یہ بات سچ ہے تو پھر ہمارے لئے بہتر ہے کہ ہم اپنی رات اور دن اسی میں صرف کریں۔ وزیر نے بادشاہ سے کہا: ﴿ا تامر ان اطلب لك ذلك﴾ کیا آپ حکم دیتے ہیں کہ میں آپ کے لئے اس کو تلاش کروں؟۔ بادشاہ نے کہا: ہاں۔ تو چند دنوں کے بعد بادشاہ سے کہا: ﴿ایها الملك وجدت مطلوب فی ابیات علی قبور آبائك﴾ اے بادشاہ میں نے آپ کا مطلوب آپ کے آباؤ اجداد کی قبروں پر لکھے ہوئے ان اشعار میں پایا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا وہ اشعار کیا ہیں؟ تو وزیر نے کہا وہ اشعار یہ ہیں۔

ا: ﴿اتعمی عن الدنیا و انت بصیر و تجهل ما فیها و انت خبیر﴾۔ ترجمہ: کیا تو دنیا سے اندھا ہوگیا ہے حالانکہ تیری آنکھیں ہیں۔ اور جو کچھ دنیا

میں ہے کیا تو اسے نہیں جانتا۔ حالانکہ تو جاننے والا ہے۔

۲: ﴿و تصبح تبنیها کانك خالد و ترفع فی الدنیا بناء مفاخرا﴾
ترجمہ: تو دنیا کو اس طرح آباد کرنے لگا ہے جیسا کہ تو نے ہمیشہ دنیا میں رہنا ہے۔ حالانکہ جو کچھ تو بڑی فخر کے ساتھ بنا رہا ہے اس کو تو نے دنیا میں چھوڑ جانا ہے۔

۳: ﴿و انت غدا عما بنیت تسیر و مثواك بیت فی القبور صغیر﴾ ترجمہ: اور تو بڑے فخر کے ساتھ بڑی بڑی کوٹھیاں بناتا ہے۔ حالانکہ قبروں میں تیرے رہنے کی جگہ چھوٹا سا گھر ہے۔

۴: ﴿و دونك فاصنع کلما انت صانع فان بیوت المیتین قبور﴾
ترجمہ: پس تو جو کام کرنے والا ہے اسے کر۔ بے شک مردوں کے گھر قبریں ہوا کرتی ہیں۔

جب بادشاہ نے یہ سنا تو: ﴿تاب الی اللہ و آسلم وحسن اسلامه وکان سببا لنجاته﴾ اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کی اور مسلمان ہو گیا اور یہ اس کا مسلمان ہونا اس کی نجات کا سبب بن گیا۔

۵۱: حکایت توکل کی برکت

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میں حج کے لئے گھر سے روانہ ہوا تو ایک بیابان میدان میں ایک کوا دیکھا کہ اس کی چانچ میں روٹی ہے۔ اور وہ اڑتا جا رہا ہے۔ میں نے سوچا کہ اس کے ساتھ ضرور کوئی معاملہ عجیب قسم کا ہے۔ میں اس کے پیچھے چل پڑا۔ وہ ایک غار میں داخل ہوا۔ میں بھی غار کی طرف چل پڑا تو دیکھا: ﴿فاذا رجل مشدود الیدین و الرجلین ملقی علی ظهره و الغراب یلقمه من الرغیف لقمة بعد لقمة فطار الغراب ولم یرجع﴾ وہاں ایک شخص جس کے دونوں ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں۔ اور اپنی پیٹھ کے بل پڑا ہوا ہے۔ اور وہ کوا اس کے منہ میں ایک

ایک کر کے روٹی کے لقمے ڈال رہا ہے۔ اس کے بعد وہ کوا اڑا اور واپس نہیں آیا۔ میں نے اس شخص سے پوچھا: ﴿این انت﴾ تو کہاں سے آیا ہے؟۔ اس نے کہا: ﴿انا من الحجاج اخذاللصوص جمیع ما لی وشدونی والقونی فی ھذا الموضع فصبرت علی الجوع مقدار خمسۃ ایام﴾ میں حاجیوں کے قافلے سے ہوں۔ چوروں نے مجھے پکڑ اکر سارا مال ومتاع چھین لیا اور مجھے باندھ کر اس جگہ پر چھوڑ دیا۔ میں یہاں پر پانچ دن سے بھوک پر صبر کیا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا۔ اے وہ ذات جس نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ﴿امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء﴾ ترجمہ:

میں پریشان حال ہوں مجھ پر رحم فرما۔ تو اس نے میرے پاس یہ کوا بھیجا جو مجھے روزانہ کھانا کھلاتا ہے۔

حضرت مالک بن دینا فرماتے ہیں میں نے اس حاجی کو کھولا اور ہم سے وہاں سے اکٹھے چل پڑے۔ اور ہمیں راستہ میں پیاس لگی تو ہمارے پاس پانی نہیں تھا۔ ہم نے میدان میں نظر دوڑائی تو ایک کنواں نظر آیا اس پر بہت سارے ہرن تھے۔ ہم نے کہا: ﴿الحمد للہ وقد جدنا البئر﴾ اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں کنواں مل گیا۔ جب ہم اس کے قریب گئے تو ہرن وہاں سے بھاگ گئے۔ جب کنوئیں کے پاس گئے تو پانی بھی نیچے چلا گیا۔ میں نے کنوئیں سے پانی نکال کر پیا اور عرض کیا: ﴿یا رب ان الظباء لا یرکعون ولا یسجدون فسقیتھم علی وجہ الارض و نحن احتجنا الی مسافۃ ذراع﴾ ترجمہ: اے میرے رب عزوجل یہ ہرن نہ تو رکوع کرتے ہیں اور نہ ہی سجدہ کرتے ہیں اس کے باوجود تو نے ان کو زمین کی سطح پر پانی دیا ہے اور ہم سو گز کی لمبائی سے پانی نکالنے کے محتاج ہوئے۔ تو ہاتف غائبی سے آواز آئی: ﴿یا مالک ان الظباء توکلت علینا فسقینا ھم و انت توکلت علی الحبل والدلو﴾ ترجمہ: اے مالک بن دینار: بے شک ان ہرنوں نے ہم پر بھروسہ کیا تھا اس لیے ہم نے انہیں پانی

پلایا تھا اور تم نے رسی اور ڈول پر بھروسہ کیا تھا۔

۵۲: حکایت ﴿من وسلویٰ کا آسمان سے اترنا﴾

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ﴿کانت لی ابنة اخت من اهل المعاملة مع الله تعالیٰ ففقدتها شهرا ولم اعرف محلها فتضرعت الی الله یوم و لیلة بصیام و قیام﴾ ترجمہ: میری ایک بھانجی اللہ والوں میں سے تھی۔ وہ ایک مرتبہ ایک مہینہ تک غائب رہی۔ اور مجھے اس کا کوئی ٹھکانا نہ ملا۔ میں نے ایک دن اور رات اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کی اور دن کو روزہ اور رات کو قیام کیا۔ اس کے بعد میں نے خواب میں ہاتف غیبی سے ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا تھا: ﴿ان التی تطلبها فی التیه الفلانی﴾ کہ جس کو تم تلاش کر رہو وہ فلاں میدان میں ہے۔ میں نے کہا ﴿سبحان الله کیف وقعت فی ذلك﴾ سبحان اللہ وہ وہاں کیسے پہنچ گئی؟ پھر میں نے اس کے لئے کھانے پینے کا سامان لیا اور وہاں گیا۔ لیکن میں نے اس کو وہاں نہ پایا۔ اور ناامید ہو گیا۔ کھانے پینے کا سامان مجھے پر بھاری ہو گیا۔ میں نے اگلے دن واپسی کا پروگرام بنایا۔ لیکن میں خواب کی حالت میں تھا کہ اچانک کسی نے مجھے پاؤں کی ٹھوکر مار کر جگایا: ﴿فانتبهت فاذا هی قائمة عندی نضحکت وقالت یا ضعیف القلب ما هذا الذی علی ظهرك﴾ میں اچانک بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہی میرے پاس کھڑی ہنس کر کہنے لگی: اے میرے کمزور دل یہ تمہاری پشت پر کیا ہے؟ میں نے کہا یہ میرے کھانے پینے کا سامان ہے۔ اور تم ایک مہینہ سے غائب ہو اور میں تمہاری تلاش میں ہوں۔ وہ میری بھانجی کہنے لگی: ﴿یا خالی والله قد کنت فی محرابی فخطر ببالی ان الله الارض و الله السمآء و الله البر الله البحر و الله الخراب و الله العمران واحد حتی رای اثار کرمه و قدرته فدخلت لی هذا التیه منذ اربعین یوما فرایت فیها معبودی عین الیقین و اغنانی

عن الخلائق اجمعین﴾ ترجمہ: اے میرے ماموں. اللہ کی قسم میں اپنی محراب میں تھی۔ میرے دل میں خیال وآیا کہ زمین کا رب، آسمان کا رب، خشکی کا رب، تری کا رب، ویران جگہوں کا رب، اور آباد جگہوں کا رب ایک ہے۔ حتی کہ میں نے اس کی قدرت اور بزرگی کے آثار دیکھے۔ اور میں چالیس دنوں سے اس میدان میں ہوں اور میں نے اپنے معبود کو عین الیقین سے دیکھا اور اللہ پاک نے مجھے تمام مخلوق سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اس کے بعد پھر وہ رو پڑی اور کچھ دیر کے بعد وہ چپ ہو گئی۔ حضرت ذو النون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے سخت بھوک لگی ہوئی تھی میں نے اس سے کھانا مانگنے کا ارادہ کیا۔ اس نے میری طرف دیکھا کر کہا۔ اے ماموں: ﴿کانك یا خالی جائع﴾ شائد آپ کو بھوک لگی ہے۔ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے آسمان کی نظر کر کے عرض کیا: ﴿یا مولای ان خالی جائع و یحب ان یری حالی عندك﴾ ترجمہ: اے میرے مولا: میرے ماموں کو بھوک لگی ہے اور تیرے پاس جو میرا مقام ہے اسے دیکھنا چاہتے ہیں۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ﴿فو اللہ ما استتمت الدعاء حتی رایت السماء امطرت منا ابیض کالثلج فاکلت﴾ ترجمہ: اللہ کی قسم: ابھی اس کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ آسمان سے سفید برف کی طرح کھانے کی بارش ہوئی۔ تو میں اسے کھایا۔ پھر میں نے کہا: ﴿یا ابنة اختی ھذا المن فاین السلوی﴾ اے بھانجی، یہ تو من ہے سلوی کہاں ہے۔ اس نے کہا: ﴿السلوی بعد المن﴾ سلوی کے بعد من ہوگا۔ حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں: (فرایت السلوی تقع علینا کثیرا) میں دیکھا کہ سلوی ہم پر کثرت سے گر رہا تھا۔

پھر آپ نے فرمایا: ﴿فو اللہ ما فاقتنی حتی صرت من الرجال رضی اللہ عنھما﴾ ترجمہ: اللہ کی قسم ابھی وہ مجھ سے الگ نہیں ہوئی تھی۔ کہ میں کامل مردوں میں سے ہو گیا تھا۔

53: حکایت ﴿عالم دین سے محبت فائدہ﴾

حضرت کعب احبار سے روایت ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ بندہ سے حساب۔ لے گا۔ جب اس کے گناہ اس کی نیکیوں پر غالب آ جائیں گے۔ تو اس کو دوزخ جانے کا حکم دیا جائے گا۔ جب فرشتے اس کو جہنم کی طرف لے جائیں گے۔

تو اللہ پاک جبرئیل سے فرمائے گا: ﴿ادرك عبدی و اساله هل جلس عالم فی الدنيا فاغفر له بشفاعته﴾ میرے بندہ کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو۔ کیا یہ دنیا میں کسی عالم کے پاس بیٹھا تھا تو میں اس عالم کی شفاعت سے اسے بخش دوں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے پوچھیں گے وہ آگے سے کہے گا۔ نہیں حضرت جبرئیل اللہ تعالیٰ کے دربار میں عرض کریں گے: (یا رب انك عالم بحال عبدك) اے میرے رب، تو اپنے بندے کے حال سے خوب واقف ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمایگا: ﴿سله هل احب عالما﴾ اس سے پوچھو۔ کیا یہ کسی عالم سے محبت رکھتا تھا؟۔ وہ کہے گا کہ نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ﴿سله هل جلس علی مائدة مع عالم﴾ اس سے پوچھو، کیا یہ کسی عالم کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھا تھا؟۔ وہ کہے گا کہ نہیں

۔ پھر اللہ پاک فرمایگا: ﴿سله هل سكن فی سلة فيها عالم﴾ اس سے پوچھو کہ کیا یہ کسی عالم کے گلی کوچہ میں رہا تھا؟۔ وہ کہے گا نہیں۔

پھر اللہ پاک فرمائے گا: ﴿سله هل وافق اسمه عالم او نسبه نسب عالم﴾ اس سے پوچھو کہ کیا اسکا نام یا نسب کسی عالم سے موافقت کرتا تھا؟۔ وہ کہے گا نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ﴿سله هل كان يحب رجلا يحب عالما﴾ اس سے پوچھو کیا یہ کسی ایسے شخص سے محبت رکھتا تھا جو کسی عالم دین سے محبت رکھتا تھا۔ وہ کہے

گا: ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ جبرئیل سے فرمائے گا: ﴿خذ بیده و ادخله الجنة فانی قد غفرت له بذلك انتهی﴾ اسکا ہاتھ پکڑو اور جنت میں داخل کر دو۔ اس واسطے کہ میں نے اس کو اسی لئے بخش دیا ہے۔

اضافہ: ﴿عالم دین کا مقام﴾

الحدیث: ﴿قال علیه السلام ان العالم و المتعلم اذا مرا علی قریة فان الله یرفع العذاب عن مقبرة تلك القریة اربعین یوما﴾ ترجمہ: نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: عالم دین اور طالب علم جب کسی بستی سے گزرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس بستی کے قبرستان سے چالیس دن کے لئے عذاب اٹھا لیتے ہیں۔ شرح عقائد نسفی: فی دعاء الاحیاء للاموات

54: حکایت ﴿لاحول ولا قوۃ کی برکت اور شیطان سے حفاظت﴾

مامون رشید نے ایک نصرانی کو پانچ سو درہم کے عوض قید کرنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ایک سوار کو بھیجا۔ تو سوار نے راستہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ جس کے سر پر گھاس کا ایک گٹھا تھا جو ایک طرف کو جھکا ہوا تھا۔ تو سوار نے وہ گٹھا سیدھا کر دیا۔ اس کے بعد وہ گٹھا دوسری طرف جھک گیا۔ تو سوار نے اس پر ﴿لاحول ولا قوة﴾ کہا۔ ﴿فاستعظم النصرانی هذه الکلمة﴾ تو نصرانی نے اس کلمہ کا احترام کیا۔ سوار نے یہ دیکھ کر کہا: ﴿حیث عظمت هذه الکلمة فلم لا یؤمن باالله تعالی﴾ جب تو نے اس کلمہ کا احترام کیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ پر ایمان کیوں نہیں لے آتے؟۔ نصرانی نے کہا: ﴿قد تعلمتها من ملائکة السماء﴾ میں نے یہ کلمہ آسمان کے فرشتوں سے سیکھا ہے۔ سوار کو یہ بات بڑی عجیب لگی۔ جب وہ خلیفہ کے پاس آیا تو اس نے نصرانی کا سارا واقعہ سنا دیا۔ خلیفہ نے نصرانی کو طلب کر لیا۔ اور پوچھا: ﴿کیف تعلمت هذه من الملائکة﴾ تو نے یہ کلمہ فرشتوں سے کیسے سیکھا؟ نصرانی نے کہا:

میرا ایک چچا تھا جو بہت دولت مند تھا۔ اور اس کی ایک نہایت خوبصورت لڑکی بھی تھی۔ میں نے اسے نکاح کا پیغام دیا۔ لیکن چچا نے میرا نکاح نہ کیا۔ اور دوسری جگہ اس کی شادی کر دی۔ جب شب زفاف آئی تو اس کو شوہر فوت ہو گیا۔ پھر میں اس سے نکاح کا پیغام دیا لیکن انکار ہو گیا۔ حتی کہ اس کا تین چار مرتبہ نکاح ہوا لیکن اس کے شوہر فوت ہو جاتے تھے۔ بالآخر اس کو نکاح میرے ساتھ ہو گیا۔ اس کی بھی یہ وجہ تھی باقی لوگوں نے اس سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا تھا: ﴿فلما خلوت بها استقبلني الشيطان مثل قطعة جبل و صاح علي صيحة﴾ جب میں نے اس سے خلوت کی تو شیطان میرے سامنے ایک پہاڑ کے ایک ٹکڑے کی شکل میں آیا۔ اور مجھ پر چیخ ماری۔ اور کہنے لگا، کہاں داخل ہوئے ہو۔ میں نے کہا کہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا ہوں۔ شیطان نے کہا: کیا تجھے ان کے پہلے شوہروں کے بارے میں علم نہیں ہے۔ میں نے ان کے ساتھ کیا کیا۔ میں نے کہا، ہاں مجھے معلوم ہے۔ اس کے بعد شیطان مجھے کہنے لگا: ﴿ان رضيت ان تكون هذه المراة لي بالليل ولك بالنهار و الاقتلتك﴾ اگر تو اس بات پر راضی ہے کہ یہ عورت ایک رات میرے لئے ہو اور ایک رات تیرے لئے ہو۔ تو یہ بہتر ہے ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ میں نے کہا: ہاں، میں اس بات پر راضی ہوں۔ چنانچہ اسی طرح وقت گزرتا رہا۔ ایک رات شیطان نے مجھ سے کہا: ﴿اريد ان اذهب الليلة الى السماء لاستراق السمع و هذه نوبتي فهل توافقني للصعود معي﴾ آج رات میں آسمان پر جاؤں گا تا کہ ملاءِ اعلیٰ کی باتیں چھپ کر سنوں۔ اور آج رات آسمان پر جانے کی باری میری ہے۔ کیا تو میرے ساتھ آسمان پر جانے کے لیے راضی ہے۔ میں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ وہ شیطان ایک بڑے اونٹ کی شکل اختیار کر گیا۔ اور مجھ سے کہنے لگا: میری پیٹھ پر بیٹھ جاؤ۔ میں اس کی پیٹھ پر سنبھل کر سوار ہو گیا۔ اس کے بعد وہ ہوا میں اڑا تو میں نے فرشتوں سے سنا کہ وہ [لاحول ولا قوة] پڑھ رہے تھے۔ جب شیطان یہ کلام سنا ﴿انقلب و سقط كالميت و سقطت

انا قریبا منه﴾ تو وہ مردہ حالت میں ہو کر گرا اور میں اسکے قریب گرا۔ جب تھوڑی دیر بعد ہوش آیا۔ تو شیطان نے مجھ سے کہا: ﴿غمض طرفك فغمضته فاذا انا على باب داری﴾ تم اپنی آنکھ بند کرو چنانچہ میں نے آنکھ بند کی۔ پھر جب میں نے آنکھ کھولی تو اپنے مکان کے دروازے پر تھا۔ پھر جب میں نے اپنی بیوی سے خلوت کی تو اس سے کہا: ﴿سدی کل ثقب و کوة فی هذا البیت فسدتها کلها﴾ اس گھر کے سارے سوراخ بند کر دو۔ لہٰذا اس نے سب سوراخ بند کر دیئے۔ رات کو شیطان آیا تو میں نے گھر کے دروازے پر منہ رکھ کر ﴿لا حول ولا قوة﴾ پڑھا۔ تو میں نے مکان میں ایک سخت آواز سنی۔ پھر میں نے دو، تین بار۔ ﴿لاحول ولاقوة﴾۔ پڑھا۔ تو میری بیوی نے زور سے آواز دے کر کہا: اندر آؤ۔ چنانچہ میں اندر داخل ہوا تو میری بیوی کہنے لگی۔ جب تم نے پہلی مرتبہ ﴿لاحول ولاقوة﴾ پڑھا۔ تو شیطان یہاں سے بھاگنے کا رستہ ڈھونڈ رہا تھا۔ لیکن اس کو رستہ نہ ملا۔ جب تم نے دوسری بار پڑھا تو آسمان سے آگ نازل ہوئی اور اس کو گھیر لیا۔ اور جب تیسری بار پڑھا۔ تو آگ نے اس کو جلا کر مٹی کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس لعین سے ہمیں نجات دی۔ جب خلیفہ مامون نے یہ سارا واقعہ اس نصرانی سے سنا۔ تو اس کو آزاد کر دیا اور پانچ سو درہم بھی اس کو معاف کر دیئے۔

اضافہ: ﴿عرش کا خزانہ﴾

تیسرے کلمہ کا ورد کثرت سے کرنا چاہیے کیونکہ یہ کلمہ عرش الٰہی کا خزانہ ہے۔

55: حکایت ﴿اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شوق﴾

حضرت حارثہ بن ابی اوفی کا ہمسایہ ایک نصرانی تھا۔ وہ مرض الموت میں بیمار ہو گیا۔ حارثہ بن ابی اوفی اس کی عیادت کے لئے گئے اور اس سے کہنے لگے ﴿اسلم و علیّ ان اضمن لك الجنة فان الجنة لا نظیر لها و فیها حور العین التی

صفتها کذا و فیها القصور التی صفتها کذا﴾ تم مسلمان ہو جاؤ اور میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ کیونکہ جنت بے نظیر چیز ہے اس کی نظیر کوئی نہیں۔ اس میں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہیں۔ جن کا حسن اس طرح کا ہے اور اس میں محلات ہیں جو اس طرح کے ہیں یعنی جنت کی ان چیزوں کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ حسن میں یہ اپنی مثال آپ ہیں۔ نصرانی نے کہا: ﴿ارید افضل من ھذا﴾ میں اس سے بھی افضل چیز کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تو حضرت حارثہ نے کہا: ﴿اسلم و علی ان اضمن لك برؤیة اللہ فی الجنة﴾ تم اسلام قبول کرو، میں جنت میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے دیدار کا ضامن ہوں۔ نصرانی نے کہا: ﴿الآن اسلم اذ لیس شئی افضل من الرؤیة فاسلم ثم مات﴾ اب میں اسلام لاؤں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے افضل چیز کوئی نہیں۔ پس وہ مسلمان ہوا اور پھر فوت ہو گیا۔ تو حضرت حارثہ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ایک سواری پر سوار ہے۔ حضرت حارثہ نے اس سے کہا: ﴿انت فلان﴾ تو فلاں شخص ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ: ﴿نعم﴾ ہاں۔ حارثہ نے پوچھا: ﴿فما فعل اللہ بك﴾ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ اس نے کہا: ﴿لما خرجت روحی ذھب بھا الی العرش فقال لی اللہ عزوجل اٰمنت بی شوقا الی لقائی. فلك الرضاء و البقاء و اللقاء﴾ جب میری روح پرواز کر کے عرش الٰہی کی طرف چلی گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تو نے میرے دیدار اور ملاقات کے شوق میں مجھ پر ایمان لایا ہے اس لئے تیرے واسطے میری رضا اور بقاء اور دیدار ہے۔ حضرت حارثہ نے فرمایا: ﴿الحمد للہ علی ما من به علیك﴾ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ جس کی مدد سے میں نے تجھ پر احسان کیا۔

56: حکایت ﴿ گناہوں کا حساب ﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک شخص نے اپنے نفس کا حساب لیا پھر جب اس نے اپنی عمر کا حساب کیا تو وہ ساٹھ سال کا ہو چکا تھا ﴿فحسب ایامی فاذا هی احد و عشرون الف یوم و ستمائة یوم﴾ پھر اس نے ساٹھ سال کے دنوں کا حساب کیا تو اکیس ہزار چھ سو دن ہوئے۔ تو اس نے ایک چیخ ماری اور کہا: ﴿یا ویلاہ اذا کان لی کل یوم دنیا کیف القی الله بهذا العدد منها فخر مغشیا علیه﴾ ہائے میری ہلاکت اگر میرے لیے ہر دن ایک گناہ ہوا تو پھر میں گناہوں کے سبب اللہ تعالیٰ سے کیسے ملاقات کروں گا؟ یہ بات کہہ کر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا جب اسے افاقہ ہوا تو اس نے کہا کہ اس شخص کا کیا بنے گا: ﴿له فی کل یوم عشرة الاف ذنب فخر مغشیا علیه فخر کوہ فاذا هو قد مات رحمه الله تعالیٰ﴾ جس کا روزانہ دس ہزار گناہ ہو گا۔ اس کے بعد وہ بے ہوش ہو کر گرا جب لوگوں نے ہلایا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔

57: حکایت ﴿ شیطان اور فرعون سے بھی زیادہ بُرا شخص ﴾

ایک دن شیطان لعین فرعون کے پاس آکر کہنے لگا: ﴿اتعرفنی﴾ کیا تو مجھے جانتا ہے؟ فرعون نے کہا: ﴿نعم﴾ ہاں۔ شیطان لعین نے فرعون سے کہا لگا: ﴿انك قد فقت علیّ بخصلة واحدة﴾ تجھ میں ایک خصلت مجھ سے زیادہ ہے فرعون نے کہا ﴿ماهی﴾ وہ کون سی؟ شیطان نے کہا وہ یہ کہ: ﴿جراتك علی الله بدعوی الربوبیة فانی اکبر منك سنا و اکثر منك علما و اعظم منك قوة ولم اتجاسر علی ذلك﴾ ترجمہ: تو نے خدائی کا دعویٰ کر کے اللہ تعالیٰ پر جرات کی ہے۔ حالانکہ میں تجھ سے عمر میں بڑا ہوں اور علم اور قوت میں بھی تجھ سے بڑا ہوں لیکن میں نے بھی یہ جرات نہیں کی کہ میں خدائی کا دعویٰ کروں۔ فرعون نے اس کو کہا ﴿صدقت ولکنی اتوب عنها﴾ تو نے سچ کہا ہے لیکن میں اس سے توبہ کرتا

ہوں۔ شیطان لعین فرعون سے کہنے لگا: ﴿مهلا لا تفعل ذلك فان اهل مصر قد سلوك بالربوبية فاذا رجعت عنها ادبرا عنك و اقبلو اعلى عدوك و سلبوا ملكافتصير ذليلا﴾ ابھی توبہ کرنے سے ٹھہرا جاؤ کیونکہ اہل مصر نے تیری خدائی کو تسلیم کرلیا ہے۔ جب تو اس سے رجوع یعنی توبہ کرے گا تو وہ لوگ تجھ سے بھاگ جائیں گے اور تیرے دشمنوں کی طرف پھر جائیں گے اور تیری سلطنت چھین کر تجھ کو ذلیل کریں گے۔ فرعون نے کہا: ﴿صدقت ولكن هل تعلم على وجه الأرض خبث منا﴾ تو نے سچ کہا ہے لیکن یہ بتاؤ کیا تو نے زمین میں مجھ سے زیادہ خبیث آدمی دیکھا ہے؟ شیطان نے کہا: ﴿نعم من اعتذر اليه فلم يقبل اشر منی و منك﴾ ترجمہ: ہاں، جس شخص سے معذرت کی جائے اور وہ اس معذرت کو قبول نہ کرے۔ وہ مجھ سے بھی اور تجھ سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ اس کے بعد شیطان فرعون کے پاس سے دفع ہو گیا۔

58: حکایت ﴿میری لاش کو جلا کر راکھ اڑا دینا﴾

ہشام بن عبدالملک نے دمشق کے منبر پر چڑھ کر کہا: ﴿يا اهل الشام ان الله قد رفع عنكم الطاعون بخلافتی فيكم﴾ اے شامیو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھے طاعون سے میری خلافت کی وجہ سے محفوظ رکھا ہے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ: ﴿ان الله ارحم بنا فلن يجمعك و الطاعون علينا﴾ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمانے والا ہے۔ وہ تجھے اور طاعون کو کبھی بھی ہم پر جمع نہیں کرے گا۔

کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ ایک شخص کی اولاد اور مال سب کچھ تھا جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے لڑکے سے کہا: ﴿يا بنی كيف كنت لكم﴾ اے میرے بیٹو! میں تیرا کیسا باپ ہوں۔ لڑکے نے کہا: ﴿خير اب﴾ تم اچھے باپ ہو۔ اس نے کہا کہ: ﴿اذا مت فاحرقونی ثم اهرسونی بالمهراس ثم ذرونی فی يوم ريح

عاصف لعل الله لا یعرف موضعی فلما مات فعلوا به ذلك﴾ ترجمہ: جب میں فوت ہو جاؤں تو میری لاش کو جلا دینا اور میری راکھ کو اکٹھا کر کے تیز و تند ہوا میں اڑ دینا۔ شائد اللہ تعالیٰ میرے مرنے کی جگہ کو نہ دیکھے۔ جب وہ فوت ہوا تو لوگوں ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو جمع کیا اور فرمایا: ﴿یا عبدی لم فعلت هذا﴾ اے میرے بندے تو نے ایسا کیوں کیا۔ اس نے عرض کیا: ﴿خوفا منك یا رب ولانك كا تجمع علی عبدك عذابین فی الدنیا و الاخرة انتهی﴾ ترجمہ: اے میرے رب عزوجل میں نے تیرے خوف اور ڈر کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ کیونکہ تو اپنے بندے پر دنیا اور آخرت میں دو عذاب جمع نہیں فرمائے گا۔

59: حکایت ﴿حضرت خضر علیہ السلام کی حکایت﴾

حضرت خضر علیہ السلام دریا کے کنارے تشریف فرما تھے تو ایک سائل آیا اور اس نے آپ سے کہا: ﴿اسئلك بالله ان تعطینی شیئا﴾ میں تم سے اللہ تعالیٰ کے لئے سوال کرتا ہوں مجھے کچھ دیں۔ حضرت خضر پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ جب ہوش آیا تو انہوں نے اس سے فرمایا کہ: ﴿لا املك الا نفسی وقد سالتنی بحق الله فقد بذلت لك نفسی فبعها و انتفع بثمنها﴾ میں تو صرف اپنی ذات کا مالک ہوں اور تو نے اللہ تعالیٰ کے لئے سوال کیا ہے۔ تحقیق میں اپنی ذات تیرے حوالے کرتا ہوں۔ تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ حاصل کر لے۔ چنانچہ سائل نے حضرت خضر علیہ السلام کو بازار لے جا کر ایک ساحم بن ارقم نامی شخص ہاتھ فروخت کر دیا۔ وہ خریدار آپ کو اپنے گھر لے گیا۔ اس کا ایک باغ تھا جو اسکے گھر کی بیک سائیڈ پر تھا۔ ساحم نے حضرت خضر علیہ السلام کو ایک کدال دیکر حکم دیا: ﴿ان ینحت من الجبل و یلقی فی البستان و ذلك الجبل فرسخ فی فرسخ﴾ پہاڑ سے مٹی لا کر باغ میں ڈالتے جاؤ۔ وہ پہاڑ ایک فرلانگ چوڑا اور ایک فرلانگ لمبا تھا۔ (ایک فرلانگ تین میل کا ہوتا

ہے] اس کے بعد ساحم کسی کام کی غرض سے غائب ہو گیا۔ حضرت خضر علیہ السلام پہاڑ سے مٹی لا کر باغ میں ڈالتے رہے۔ چنانچہ جب ساحم واپس آیا۔ تو اپنے گھر والوں سے پوچھنے لگا: ﴿هل اطعمتم الغلام﴾ کیا تم نے غلام کو روٹی دی ہے؟ گھر والوں نے کہا: ﴿اين الغلام لاعلم لنا به﴾ غلام کہاں ہے؟۔ ہم کو اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ پھر ساحم نے کھانا لیا اور غلام یعنی حضرت خضرؑ کے پاس آیا: ﴿فوجده قد فذع من الجبل كله و هو قائم يصلي﴾ تو دیکھا کہ آپ پہاڑ کو کاٹنے سے فارغ ہو کر کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ ساحم بہت حیران ہوا۔ قریب تھا کہ ساحم پر غشی طاری ہو جاتی۔ ساحم نے آپ سے پوچھا: ﴿اخبرني من انت﴾ مجھے بتاؤ تو سہی تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا: ﴿عبدالله و عبدك﴾ اللہ کا بندہ اور تیرا غلام۔ پھر ساحم نے کہا: ﴿اسالك بحق الله ان تخبرني من انت﴾ میں تجھے اللہ کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو؟ یہ سنکر ایک لمحہ کے لئے حضرت خضر پر غشی طاری ہوئی۔ کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو فرمانے لگے: ﴿انا الخضر﴾ میں خضر ہوں۔ تو یہ سن کر ساحم بے ہوش ہو گیا۔ جب اس کو افاقہ ہوا: ﴿تاب و اعتذر الى ربه و اعتقه وقال يا رب لا تو خذني بذلك لم اعلم به﴾ تو اس نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور رب سے معذرت کرتے ہوئے آپ کو آزاد کر دیا اور عرض کیا: اے میرے رب مجھ سے اس کا مواخذہ نہ فرمانا کیونکہ میں ان کو نہیں جانتا تھا۔

اس کے بعد حضرت خضر نے بھی سجدہ شکر ادا کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی: ﴿بحقك صرت رقيقا و بحقك صرت عتيقا﴾ کہ اے اللہ عزوجل میں تیرے حق میں غلام ہوا تھا اور تیرے حق سے ہی آزاد ہوا ہوں۔ پھر آپ نے رجوع کی اجازت طلب کی اور دریا کے کنارے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا کہہ رہا ہے: ﴿يا رب خلص الخضر من الرق و تب عليه﴾ اے رب عزوجل حضرت خضر کو غلامی سے آزاد فرما دے اور اس کی توبہ قبول فرما۔ حضرت خضر علیہ السلام نے پوچھا: ﴿من انت﴾ تو کون

ہے؟اس نے کہا کہ میں شادون ہوں۔ پھر شادون نے پوچھا: ﴿من انت﴾ تم کون ہو؟ آپ نے کہا: ﴿انا الخضر﴾ میں ہوں۔اس کے بعد شادون نے آپ سے کہا: ﴿یا خضر طلبت الدنیا فاخذتها مسکنا لنفسك﴾ اے خضر: تم نے دنیا کو طلب کیا ہے اسی لئے تو آپ نے اپنے لئے گھر بنایا ہے۔ حضرت خضر کا دریا کے کنارے ایک عبادت خانہ تھا۔اسی وقت آپ باہر نکل کر میدان میں عبادت میں مشغول ہو گئے۔ پھر آپ نے وہاں ایک درخت لگا اور اس کے سایہ میں عبادت کرنے لگے۔ پھر ایک غائبی آواز آئی: ﴿یا خضر حین سجدت فی ظلها اثرت الدنیا علی الاخرة فوعزتی وجلالی مالی فی جبهار ضی﴾ اے خضر: تو نے سایہ میں سجدہ کر کے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہے۔ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے کہ میری رضا دنیا کی محبت میں نہیں ہے۔ پھر حضرت خضر علیہ السلام نے شادون سے کہا: ﴿ادع الله حتی یقبل توبتی فدعا فقبل الله توبته بدعاء شادون﴾ کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ میری توبہ قبول کرلے۔ چنانچہ شادون نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر کی توبہ قبول فرمائی۔

نوٹ: ﴿رونے والی آنکھ کا مقام﴾

حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کیا جائے گا۔ جب اس کا حساب کیا جائے گا تو اس کے گناہ زیادہ ہوں گے۔ اور جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا۔ تو اس کی آنکھ کا ایک بال کہے گا: ﴿یا رب ان نبیك صلی الله علیه وسلم قال من بکی من خشیة الله حرم الله تلك العین علی النار فانزعنی من عینه ثم ابعثه الی النار﴾ اے میرے رب عزوجل: بے شک تیرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ جو شخص خوف خدا سے روئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ پر جہنم کی آگ کو حرام کر دے گا۔ پس مجھے اس کی آنکھ سے نکال دے پھر اس کو جہنم میں ڈال دے۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ﴿لم لا تستوهبه منی﴾ تو

نے مجھ سے بخشش کیوں نہیں مانگی؟ آنکھ عرض کرے گی: ﴿انی خشیت منك یا رب﴾ اے میرے رب عزوجل تیرے خوف کی وجہ سے میں نے بخشش نہیں مانگی۔ اللہ کریم فرمائے گا: ﴿قد اکرمته لاجلك اذهبی به الی الجنة﴾ میں نے تیری وجہ سے اس کو عزت (بخشش) دی۔ تو اس کو اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔

حکایت 60: ﴿نماز جمعہ کی برکت﴾

حضرت حامد لفاف رضی اللہ عنہ نے نماز جمعہ پڑھنے کیلئے جانے کا پروگرام بنایا۔ [اور ان کے تین کام رہتے تھے] ان کا گدھا گم ہو گیا تھا۔ ان کا آٹا چکی پر تھا، اور ان کی زمین کو پانی لگانے کی باری بھی تھی۔ آپ نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر جمعہ پڑھنے چلا گیا تو یہ تینوں کام رہ جائیں گے۔ پھر آپ نے کہا: (عمل الاخرة اولی) آخرت کا کام سب کاموں سے اچھا ہے۔ چنانچہ آپ جمعہ کے لئے چلے گئے۔ جب آپ جمعہ پڑھ کر واپس آئے تو دیکھا: ﴿وجد ارضه قد سقیت وحماره فی الاصطبل وامرائة تخبز﴾ کہ زمین کو سیراب پایا اور گدھا اصطبل میں موجود ہے اور بیوی روٹیاں پکا رہی ہے۔

آپ نے اپنی بیوی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ تینوں کام خود بخود ہونے کا سبب درج ذیل ہے۔

۱: ﴿اما الحمار فقد سمعت قرع الباب فخرجت فاذا الحمار یعدو والاسد حوله فلما فتحت الباب دخل الحمار الدار﴾ میں نے دروازے پر کھٹکھٹاہٹ کی آواز سنی تو میں باہر نکلی تو کیا دیکھتی ہوں کہ گدھا دوڑتا ہوا آ رہا ہے اور اس کے پیچھے شیر ہے، جب میں دروازے کھولا تو گدھا گھر میں داخل ہو گیا۔

۲: ﴿واما الارض فان الملاصق لارضنا اراد سقی ارضه فنام فانفجر الماء فسقی ارضنا﴾ ہمارے ہمسایہ نے اپنی زمین کو پانی لگا رہا تھا تو اس کو نیند آگئی

اور وہ سویا گیا تو پانی اس کی زمین سے نکل کر ہماری زمین کو سیراب کر گیا۔

۳: ﴿واما الدقيق فانه كان لجارنا دقيق فى الطاحون فذهب لياتى به فغلط فحمل جوالقنا فلما جاء الى بيته عرفه فدفعه لنا﴾ ہمارے ہمسایہ کا آٹا چکی پر تھا وہ گیا تو اس نے غلطی سے ہمارا آٹا اٹھا لایا۔ جب وہ اپنے گھر آیا تو اس کو پہچانا تو اس کو ہمارے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد حضرت حامد لفاف نے اپنا سر آسمان کی اٹھا کر عرض کیا: ﴿يا رب قضيت لك حاجة فقضيت لى ثلاث حاجات فلك الحمد﴾ اے میرے رب عزوجل میں نے تیرا ایک کام کیا اور تو نے میری تین ضرورتوں کو پورا کر دیا۔

61: حکایت ﴿یا حیی یا قیوم کی برکت﴾

جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو کشتی زمین و آسمان کے درمیان بلند ہوئی۔ تو پانی کی لہروں کی وجہ سے کشتی ہچکولے کھانے لگی۔ اور پانی بہت گہرا تھا۔ گرم پانی کی وجہ سے تارکول (لک) پگھل گئی اور قریب تھا کہ پانی کشتی میں داخل ہو کر اس کو تباہ کر دیتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ناموں میں سے ایک نام حضرت نوح علیہ السلام کو سکھایا تو آپ نے اس نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی: ﴿فجمد القا ببركة اسم الله تعالىٰ و هو اهيا اشراهيا و معناه يا حيى يا قيوم و هو فى التوراة يسلم به الغريق من الغرق﴾ تو اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے وہ تارکول یعنی لک جم گئی اور وہ نام ہے، اھیا اشراھینا، اس کا معنیٰ ہے یا حیی یا قیوم ہے اور یہ نام تورات میں ہے۔ اس کی برکت سے ڈوبنے والا ڈوبنے سے بچ جاتا ہے۔

یہ نام اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اس وقت سکھائے تھے ﴿القى فى النار فصارت عليه بردا و سلاما﴾ جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا تو آگ آپ پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی تھی یعنی گل و گلزار ہو گئی تھی۔ جب ابراہیم نے اپنے بیٹے

حضرت اسماعیل کو حرم شریف لے گئے تھے۔ اور ان کو تنہا وہاں چھوڑا تھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہ نام سکھائے تھے۔ اور حکم بھی دیا تھا کہ:

﴿ان یدعوبه اذا احتاج الیه فلما عطش و اصابه و امه الجهد دعا به فانبع الله له عین زمزم فبقی هذا الاسم فی افواه ولد اسماعیل الی یوم القیامة وفی افواه الملاحین انتهی﴾ جب کوئی مشکل اور محتاجی آجائے تو اس نام کے دعا کرنا، جب آپ کو پیاس لگی تو آپ کی ماں کو تکلیف ہوئی تو حضرت اسماعیل نے اس نام کے ساتھ دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے زمزم کا چشمہ جاری کر دیا اور یہ نام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد اور ملاحوں کے منہ میں قیامت تک جاری رہے گا۔

62: حکایت ﴿شہید نے زندہ ہو کر نصرانی کو قتل کر دیا﴾

خلیفہ ہارون رشید نے محمد بطال سے ایک عجیب و غریب واقعہ کے متعلق پوچھا جو ان کو روم کی شہروں میں سے کسی شہر میں پیش آیا۔ محمد بطال کہنے لگا کہ میں روم میں ایک چراگاہ سے گزر رہا تھا: ﴿والبرنس علی راسی والانجیل فی عنقی وانا مسطرق﴾ تو ٹوپی میرے سر پر تھی اور انجیل میری گردن میں تھی اور سر کو نیچے کر جا رہا تھا۔ میں نے اپنے پیچھے گھوڑوں کی قدموں کی آواز سنی تو ان کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ ایک سوار ہتھیار سے مسلح اور نیزہ اس کے ہاتھ میں ہے جب وہ میرے پاس آیا تو: ﴿وسلم علیّ فرددت علیه﴾ اس نے مجھے سلام کیا تو میں نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس نے مجھ سے کہا: ﴿هل رایت رجلا یقال له بطال﴾ کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس کو بطال کہتے ہیں؟۔ تو میں نے کہا کہ بطال تو مجھے ہی کہتے ہیں۔ ﴿فنزل عن فرسه و عانقنی و قبل رجلی﴾ تو وہ اپنے گھوڑے اترا اور مجھ سے معانقہ کیا اور میرے قدم چومنے لگا۔ میں نے اس کہا: ﴿لماذا تفعل هذا﴾ تو نے یہ ایسا کیوں کیا ہے؟۔ اس نے کہا: ﴿جئت لاخدمك فدعوت له فبینما نحن

کذلك اذا قبل علینا اربعة فرسان﴾ میں تمہاری خدمت کرنے کے لیے آیا ہوں تو میں اس کو دعا دی چنانچہ اسی دوران چار سوار آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ میری دوست نے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیتے ہیں ﴿ان اخرج الیھم﴾ کہ میں ان کی طرف نکلوں۔ میں نے اس کو اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ تھوڑی دیر تک ایک دوسرے کو ہٹاتے رہے۔ اس کے بعد ان سواروں نے میری ساتھی کو قتل کردیا۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر مجھ پر حملہ آور ہوئے۔ میں نے ان سے کہا: ﴿ان اردتم محاربتی فامھلونی حتی اتسلح بسلاح صاحبی و ارکب دابته﴾ اگر تم مجھ سے لڑنا ہی چاہتے ہو تو مجھے اتنی مہلت دو کہ میں اپنے ساتھی کے ہتھیاروں کے ساتھ مسلح ہو کر اور اس کی سواری پر سوار ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا تجھ کو اتنی مہلت ہے۔ اس کے بعد میں نے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ پھر میں نے ان سے کہا: ﴿انتم اربعة و انا واحد و ھذا لیس بانصاف فلیخرج لی واحد منکم فخرج واحد منھم﴾ تم چار ہو اور میں اکیلا ہوں انصاف تو یہ ہے کہ میرے لئے تم میں سے ایک آدمی نکلے۔ پس ان میں سے ایک ہی شخص نکلا۔

اے امیر المومنین، میں نے اس کو قتل کردیا۔ پھر دوسرا نکلا تو میں نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ پھر تیسرا نکلا تو میں نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ پھر اس کے بعد چوتھا نکلا تو ہم ایک دوسرے کو نیزوں سے دور کرتے رہے یہاں تک کہ میرا نیزہ اور اس کا نیزہ ٹوٹ گیا۔ پھر ہم اپنے گھوڑوں سے اترے اور اپنی اپنی ڈھال اور تلوار لی۔ چنانچہ ہم آپس میں لڑتے رہے اور ہماری تلواریں ٹوٹ کر زمین پر گر پڑیں: ﴿لم تصارعنا حتی امسینا و غربت الشمس فلم یقدر علی ولم اقدر علیه﴾ پھر ہم نے آپس میں کشتی لڑی یہاں تک کہ ہم نے شام کردی اور سورج ڈوب گیا۔ اور وہ مجھ کو نہ پچھاڑ سکا اور میں اس کو نہ پچھاڑ سکا۔ اس کے بعد میں نے اس کو کہا: ﴿یا ھذا قد فاتتنی الصلوٰۃ فی دینی الیوم فقال وانا کذلك﴾ اے شخص میرے دین نماز فرض ہے اور آج وہ فوت ہو

گئی۔ اس نے کہا میں بھی اسی طرح ہوں۔

﴿وکان اسقفا﴾ وہ نصاریٰ کا پیشوا تھا۔ میں نے اس سے کہا: ﴿فھل لك ان ننصرف حتی نقضی فوائتنا ولستریح اللیلة فاذا اصبحنا عدنا الی قتالنا﴾ کیا ایسا نہیں ہوسکتا۔ کہ ہم اپنی قضا نماز کو ادا کر لیں اور رات کو آرام کریں جب صبح ہو تو پھر لڑائی کریں گے۔ اس نے کہا، تجھے اس کا اختیار ہے۔ پھر ﴿فوحدت اللہ تعالیٰ وقضیت صلوتی﴾ میں نے اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی اور اپنی نماز قضا کی۔ وہ بھی جو کرنا چاہتا تھا اس نے کیا، جب سونے کا وقت ہوا تو اس نے مجھ سے کہا: ﴿انکم معشر العرب فیکم الغدرو فی اذنی جلجتان اعلق احدھما فی اذنك و تضع راسك علیہ فان تحرکت صلصلت جلجلتك فاستیقظ﴾ تم عرب کے لوگ ہو تم میں بے وفائی ہے اور میرے کانوں میں دو جھانجھریں [یعنی گنگرو نما زیور] ہیں ان میں سے ایک جھانجھر کو اپنے کان میں ہی پہنے رکھتا ہوں اور اس پر اپنا سر رکھ کر سو جاتا ہوں۔ اگر تم حرکت کرو گے تو تمہارا جھانجھر بجے گا اور میں بیدار ہو جاؤں گا۔

میں اس بات پر راضی ہو گیا۔ چنانچہ ہم نے اسی طرح سو کر رات بسر کر دی۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی اور نماز فجر ادا کی۔ اس کے بعد: ﴿ثم اصطرعنا فصرعتہ وقعدت علی صدرہ و اردت ان اذبح﴾ ہم نے باہمی کشتی لڑی تو میں نے اس کو بچھاڑ دیا اور اس کے سینہ پر بیٹھ کر اس کو ذبح کرنا چاہا۔ اس نے مجھ سے کہا ﴿عف عنی ھذہ المرة﴾ اس مرتبہ مجھے معاف کر دو۔ میں نے اسے چھوڑ دیا، پھر ہم نے آپس میں کشتی لڑی: ﴿فزلت رجلی فصرعنی وقعد علی صدری وھم بذبحی﴾ تو میرا پاؤں پھسل گیا اور اس نے مجھے بچھاڑ دیا اور میرے سینے پر بیٹھ کر مجھے ذبح کرنے کا پروگرام بنایا۔ تو میں نے اس سے کہا ﴿انا عفوت افلا تعف عنی﴾ میں نے تجھے معاف کیا تھا کیا تو مجھے معاف نہیں کرے گا؟ اس نے مجھے

چھوڑ دیا، پھر تیسری بار کشتی لڑی ﴿وقد انکسر قلبی فصرعنی وقعد علی صدری وھم یذبحی﴾ تو میرا دل ٹوٹ گیا تھا تو اس لئے اس نے مجھے بچھاڑ دیا اور اس نے میرے سینہ پر چڑھ کر مجھے ذبح کرنے کا پروگرام بنایا۔ تو میں نے ایک بار پھر اس سے کہا: ﴿فتفضتل بھذا المرة﴾ کہ اس بار بھی مجھ پر احسان کر کے چھوڑ دو۔ اس نے کہا تیرے لیے چھوٹ ہے۔ اسی طرح چوتھی بار بھی کشتی لڑی لیکن میں ہار گیا تو اس نے کہا کہ اب میں نے پہچانا ہے کہ تو بطال ہے۔ میں تجھے ضرور ذبح کروں گا۔ اور روم کی سرزمین کو تجھ سے ضرور نجات دوں گا۔ میں نے کہا: ﴿کلا ان شاء ربی﴾ اگر میرے رب نے چاہا تو تو مجھے کبھی بھی قتل نہیں کر سکے گا۔ اس نے کہا: ﴿قل لربك ان یمنعنی عنك و رفع الخنجر لیذبحنی به﴾ تم اپنے رب سے کہو کہ وہ مجھے روکے، اس نے خنجر اٹھایا تا کہ مجھے ذبح کرے۔ اے امیر المومنین: میرا مقتول ساتھی اٹھ کھڑا ہوا اور تلوار لے کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اور یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ﴾ ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں تم ان کو مردہ گمان نہ کرو۔

63: حکایت ﴿محرم کے روزوں کا فائدہ﴾

ابو یوسف یعقوب بن یوسف بیان کرتے ہیں کہ میرا ایک بہت متقی و پرہیز گار تھا۔ لیکن وہ لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو فاسق و فاجر اور بدکار ظاہر کرتا۔ وہ فاسق و فاجروں جیسا لباس پہنتا اور شکل کورندوں اور بے باکوں جیسا بنا رکھا تھا: ﴿وکان یطوف الکعبة معی منذ عشر سنین و کان یصوم یوما و یفطر یوما و انا صائم علی الدوا فیقول انك لا توجر علی صومك ھذا لان نفسك قد اعتادته﴾ اور وہ دس سال سے کعبہ کا طواف میرے ساتھ کر رہا تھا۔ اور وہ ایک دن روزہ رکھتا اور ایک دن افطار کرتا تھا۔ اور میں بھی ہمیشہ روزہ رکھتا لیکن وہ مجھے کہا کرتا تھا

کہ تم کو روزہ رکھنے پر ثواب نہیں ملے گا کیونکہ تیرا نفس عادی ہو چکا ہے۔

لیکن وہ خود محرم کے دس دنوں کے روزے رکھتا تھا۔ پہلے وہ جنگل میں رہائش پزیر تھا پھر وہ میرے ساتھ شہر طرطوس میں داخل ہوا: ﴿فمكثنا مدة ثم مات﴾ وہ وہاں تھوڑا عرصہ ٹھہرا پھر فوت ہو گیا۔ میں اس کیساتھ ایک ایسی ویران جگہ میں تھا کہ وہاں کوئی اور نہ تھا۔ میں باہر کفن اور خوشبو حاصل کرنے کے لئے نکلا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ﴿يتحدثون بموته ويأتون الى جنازته والصلوٰة عليه و يقولون قد مات رجل زاهد عابد من اولياء الله تعالىٰ﴾ وہ اس کے مرنے کی باتیں کر رہے ہیں۔ اور اس کے نماز جنازہ پڑھنے کے لئے آ رہے ہیں۔ اور ساتھ یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں میں سے ایک زاھد اور عبادت گزار بندہ فوت ہو گیا ہے۔ چنانچہ میں نے اس کے لیے کفن اور خوشبو خریدی جب واپس آیا تو لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے میں اس تک نہ پہنچ سکا۔ میں نے کہا: ﴿سبحان الله من اعلم الناس بموت هذا﴾ سبحان اللہ! لوگوں کو اس کے فوت ہونے کی خبر کس نے دی؟ لوگ کثیر تعداد میں اس کا جنازہ پڑھنے کے لیے آئے ہیں۔ اور رو بھی رہے ہیں۔ میں کافی کوشش سے اس ویرانے میں داخل ہوا: ﴿فوجدت عنده لا يرى مثله مكتوب عليه بخط اخضر هذا جزاء من اثره رضى الله على رضاء نفسه واجب لقائنا فاحينا لقاء﴾ تو میں نے اس کے پاس ایسا کفن پایا کہ اس طرح کا کفن نہیں دیکھنے میں نہیں آیا اس پر سبز خط سے لکھا ہوا تھا کہ یہ اس بندہ کی جزا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اپنے نفس کی رضا مندی پر ترجیح دی ہے اور اس نے ہمارے دیدار کو محبوب رکھا۔ اس کے لیے ہم نے اس کی ملاقات کو پسند کیا ہے۔ اس کے بعد ہم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور اس کو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کیا۔ اس کے بعد مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو میں سو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا: ﴿راكبا على فرس اخضر و عليه لباس اخضر و بيده لواء خلفه شاب حسن طيب الريح و خلفه شيخان و خلفهما شيخ و

شاب﴾ کہ وہ گھوڑے پر سوار ہے اور سبز لباس زیب تن کئے ہوئے ہے۔ اور ہاتھ میں جھنڈا ہے اس کے پیچھے ایک خوبصورت نوجوان ہے، اس سے بہت اچھی خوشبو آ رہی ہے۔ اس نوجوان کے پیچھے دو بوڑھے ہیں اور ان کے پیچھے ایک بوڑھا اور ایک جوان ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: ﴿من هو لاء﴾ یہ کون ہیں؟ اس نے جواب میں بتایا: ﴿اما الشاب فهو نبينا محمد صلى الله عليه وسلم و اما الشيخان فابوبكر و عمر واما الشاب فعثمان و علي و انا صاحب لوائهم بين ايديهم﴾ یہ نوجوان ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ دو شخصیات حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر ہیں اور یہ نوجوان حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں اور میں ان کے سامنے ان کا جھنڈا اٹھایا ہوا ہے۔

میں نے اس سے کہا یہ حضرات کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس نے کہا کہ کسی کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے دوست سے پوچھا: ﴿بما نلت هذه الكرامات﴾ یہ کرامت تجھے کیسے ملی؟ اس نے کہا: ﴿بايثاري رضى الله على رضائي و بصوم عشر المحرم﴾ میں نے ہمیشہ اپنی مرضی پر اللہ کی رضا کو ترجیح دی ہے۔ اور محرم کے دس دن کے روزے رکھے ہیں۔ اس کی وجہ سے یہ کرامت ملی ہے۔ میں اپنے خواب سے بیدار ہوا اور جب تک زندہ رہا محرم شریف کے روزوں کو کبھی بھی نہیں چھوڑا۔

64: حکایت ﴿بسم اللہ کی برکت سے زہر نے اثر نہ کیا﴾

حضرت ابو مسلم خولانی کی ایک ایسی لونڈی تھی جو ان سے دشمنی رکھتی تھی۔ اسی دشمنی کی بناء پر وہ آپ کو زہر پلاتی تھی لیکن زہر نے کوئی اثر نہ کیا اور یہ کام وہ طویل عرصہ تک کرتی رہی۔ ایک دن لونڈی نے آپ سے کہا ﴿اني سقيتك السم زمانا طويلا وهو لا يوثر فيك﴾ میں نے آپ کو ایک طویل عرصہ زہر پلایا لیکن اس نے آپ پر

کوئی اثر نہ کیا۔ ابو مسلم خولانی نے اس باندی سے پوچھا: ﴿لماذا﴾ تو ایسا کیوں کرتی ہے؟ اس نے کہا: ﴿لانک شیخا کبیرا﴾ کہ تم کافی بوڑھے ہو چکے ہو۔ حضرت ابو مسلم خولانی نے اس سے کہا کہ زہر کے اثر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ: ﴿لانی اقول عند الاکل و الشرب بسم الله الرحمان الرحیم﴾ میں کھانے اور پینے کے وقت ﴿بسم الله الرحمان الرحیم﴾ پڑھ لیتا ہوں۔ پھر آپ نے اس باندی کو آزاد کر دیا۔

65: حکایت ﴿فرشتوں کی امت مصطفےٰ کیلئے بخشش کی دعا﴾

حضرت مقاتل سے روایت ہے کہ کوہ قاف کے پیچھے ایک ایسی زمین ہے جو چاندی کی روشن، نرم ہے اور اس کی وسعت دنیا سے سات گناہ زیادہ ہے اور فرفرشتوں سے اس طرح بھری ہوئی ہے کہ اگر سوئی گرائی جائے تو وہ ان کے پروں کے اوپر گرے گی۔ ان فرشتوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ ایک جھنڈا ہے۔ جس پر لکھا ہوا ہے: ﴿لا اله الا الله محمد رسول الله﴾ اور وہ فرشتے اس پہاڑ کے گرد رجب کی ہر رات جمع ہوتے ہیں: ﴿یتضرعون الی الله ویدعون بالسلامة لامة محمد صلی الله علیه وسلم و یقولون یا ربنا ارحم امة محمد صلی الله علیه وسلم و لا تعذب امة محمد صلی الله علیه وسلم ویبکون و یتضرعون﴾ اور اللہ تعالیٰ سے گریہ زاری کرتے ہیں اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سلامتی کی دعا مانگتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ عزوجل امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب نہ دے اور وہ روتے اور گریہ زاری کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے کہ: ﴿ماذا تریدون﴾ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں ﴿نرید ان تغفر لامة محمد صلی الله علیه وسلم﴾ ہم امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿انی قد غفرت لھم﴾ بے شک میں نے ان کی بخشش فرما دی۔

66: حکایت ﴿اللہ تعالیٰ وارث﴾

حضرت رابعہ عدویہ کے گھر میں چور گھس گیا اور وہ خود آرام فرما رہی تھی۔ چور نے گھر کا سارا سامان جمع کر کے دروازے سے نکلنے کا پروگرام بنایا۔ مگر دروازہ چور پر مخفی ہو گیا یعنی چور کو دروازہ کا پتا نہ چل سکا۔ اس کے بعد وہ بیٹھ گیا اور دروازہ کے نظر آنے کا انتظار کرنے لگا۔ اس نے غائب سے آواز سنی: ﴿ضع الثیاب و اخرج من الباب فوضع الثیاب فظهر له الباب﴾ کہ کوئی کہہ رہا ہے کپڑے رکھ دے اور دروازے سے باہر نکل جا۔ اس نے کپڑے رکھ دیئے تو دروازہ ظاہر ہو گیا۔ پھر اس نے کپڑے پکڑے تو دروازہ پھر غائب ہو گیا۔ پھر اس نے کپڑے رکھ دیئے تو دروازہ ظاہر ہو گیا۔ پھر وہ کپڑے لے کر جانے لگا تو دروازہ پھر غائب ہو گیا۔ اس طرح تین مرتبہ ہوا۔ بالآخر ایک منادی نے غیب سے آواز دی ﴿ان کانت رابعة قد نامت فالحبیب لاینام ولا تاخذہ سنة ولانوم﴾ اگرچہ رابعہ عدویہ سو گئی ہے لیکن اس کا حبیب تو نہیں سویا کیونکہ اس کو نہ اونگھ آتی ہے اور نہ ہی نیند آتی ہے۔ چور نے کپڑے رکھے اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

67: حکایت ﴿حضرت علی المرتضیٰ کی کرامت﴾

حضرت علی المرتضیٰ کی خدمت میں ایک حبشی غلام پیش کیا گیا جس نے چوری کی تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ نے پوچھا: (سرقت) تو نے چوری کی ہے۔ اس نے عرض کیا: ﴿نعم﴾ ہاں۔ آپ نے اس بات کو تین مرتبہ دہرایا۔ وہ آگے سے کہتا رہا، ہاں میں نے چوری کی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے: ﴿فامر بقطع یدہ فقطع یدہ فاخذها و خرج﴾ اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹ لیا گیا۔ پھر اس نے کٹا ہوا ہاتھ لیا اور باہر نکل گیا۔

رستے میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے اس غلام کی ملاقات ہوئی تو آپ

نے پوچھا ﴿من قطع یدك﴾ کس نے تیرا ہاتھ کاٹا اس نے جواب دیتے ہوئے کہا ﴿قطعها عضد الدين و ختن الرسول و زوج البتول و ابن عم الرسول امير المومنين على ابن ابى طالب﴾ دین کے دست بازو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد، فاطمہ الزہراء کے شوہر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کاٹا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس سے کہنے لگے کہ حضرت علی المرتضیٰ نے تیرا ہاتھ کاٹا ہے اور تو ان کی تعریف کررہا ہے۔ اس حبشی غلام نے جواب دیا: ﴿نعم، بيده واحدة نجانى من العذاب الاليم﴾ ہاں، انہوں نے میرا ہاتھ کاٹ کر مجھے دردناک عذاب سے بچالیا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی خبر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو بلایا، وہ حاضر خدمت ہوا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ﴿فوضع يده فى محلها و غطاها بمنديل ودعا الله فبرئت باذن الله تعالىٰ﴾ اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی جگہ پر رکھ کر رومال کے ساتھ لپیٹ دیا، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی چنانچہ اللہ کے حکم سے اس کا کٹا ہوا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔

68: حکایت ﴿میزبان اور مہمان﴾

قیصر روم نے حضرت ابن عباس کو خط لکھا کہ میزبان کو یہ حق ہے کہ وہ مہمان کو گھر سے نکال دے یعنی حضرت آدم وحوا علیہم السلام کو جنت سے نکال دینے کے متعلق قیصر نے یہ خط لکھا تھا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ﴿انه لم يخرجهما و انه قال لهما ضعا لباسكما ثم اذهبا الى قضاء الحاجة كا لضيف الذى يخلع ثيابه و يذهب الى المستراح ليقضى حاجته ثم يعود الى المائدة﴾ ترجمہ: میزبان نے ان کو نکالا نہیں بلکہ ان سے فرمایا کہ تم اپنا لباس اتارو۔ پھر رفع حاجت

کے لیے جاؤ۔ جس طرح مہمان لیٹرین میں جاتے وقت اپنے کپڑے اتار کر جاتا ہے اور اپنی حاجت پوری کر کے پھر دستر خوان کی طرف واپس آ جاتا ہے۔

نوٹ: اسی طرح حضرت آدم و حوا علیہم السلام دنیا میں آئے اور اپنی حاجت پوری کرنے کے بعد پھر وہ جنت میں واپس چلے گئے۔

69: حکایت ﴿حقیقی بادشاہ کی مزدوری﴾

بنی اسرائیل کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ ایک مومن اور دوسرا کافر تھا اور وہ دونوں دریا میں شکار کرتے تھے۔ کافر بت کو سجدہ کرتا: ﴿ثم یطرح شبکته فی البحر فتمتلی من السمك حتی یثقل علیه اخراجها﴾ پھر دریا میں جال پھینکتا تو وہ مچھلیوں سے بھر جاتا تھا حتی کہ اس کا نکالنا مشکل ہو جاتا۔ اور جب مسلمان جال پھینکتا تو ﴿فیقع فیها سمکة واحدة و هو حامد لله و شاکر له صابر لقضاءه و قدره﴾ اس میں ایک مچھلی آتی تو وہ اللہ کی حمد کرتا اور اللہ کے فیصلہ اور قدرت پر صابر و شاکر رہتا۔ ایک دن اس کی بیوی اپنے مکان کی چھت پر چڑھی اور شوہر کے کافر بھائی کی بیوی کو دیکھا کہ وہ زیورات اور ملبوسات سے مزین ہے۔ اس کے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا چنانچہ کافر کی بیوی نے اس سے کہا کہ تو اپنے شوہر سے کہہ ﴿یعبدالله زوجی حتی یصیر لك مثل مالی﴾ کہ وہ میرے شوہر کے معبود کی عبادت کرے حتی کہ تیرے پاس بھی میری مثل مال آ جائے۔ وہ غمگین اور پریشان حالت میں چھت سے نیچے اتری۔ جب اس کا مومن شوہر گھر آیا تو اس نے بیوی کا رنگ بدلا ہوا دیکھا تو بیوی سے کہا: ﴿ما شانك﴾ تو نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔ بیوی نے شوہر سے کہا ﴿اما تطلقنی واما تعبد اله اخیك﴾ یا تم مجھے طلاق دے دو یا پھر اپنے کافر بھائی کے معبود کی عبادت کرو۔ مومن شوہر نے اپنی بیوی سے کہا: (یا امة الله اما تخافین الله ا تکفرین بعد ایمانك) اے اللہ کی بندی کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتی۔ کیا تو ایمان

کے بعد کافر ہونا چاہتی ہے۔ بیوی نے جواب دیا کہ: ﴿لا تکثر الکلام علیّ لا اکون عریانة و غیری با لحلی و الحلل﴾ تو مجھ سے زیادہ باتیں نہ کر، میں ننگی نہیں رہوں حالانکہ میرے علاوہ دوسری عورتیں زیور اور لباس سے مزین ہیں۔ اس کی مراد شوہر کے بھائی کی بیوی تھی۔ جب مسلمان شوہر نے اپنی بیوی کی ضد کو دیکھا تو کہنے لگا ﴿لا تجزعی و فی غدا انشاء اللّٰہ تعالیٰ امضی الی دار الفعلة اعمل کل یوم بدرھمین ارفعھما لك لتصلحی بھما شانك فرضیت بذلك و سکن مابھا﴾ تو پریشان نہ ہو، میں ان شاء اللہ کل فیکٹری جاؤں گا اور ہر روز دو درہم کماؤں گا۔ وہ تجھے لا کر دوں گا۔ تا کہ تو اپنی چاہت پوری کر لے۔ چنانچہ وہ بیوی اس بات پر راضی ہوگئی اور اس کو سکون آیا۔ اس کے بعد وہ مومن صبح سویرے فیکٹری میں آیا میں اور کاریگروں کے ساتھ بیٹھ گیا لیکن اس کو کسی نے کام نہ دیا۔ کام نہ ملنے کی وجہ سے وہ مایوس ہو کر دریا کے کنارے گیا: ﴿و عبد اللّٰہ الی اللیل ثم انصرف الی منزلہ﴾ اور رات بھر اللہ تعالیٰ کی عبادت پھر اپنے گھر واپس آیا۔ اس کی بیوی نے کہا: ﴿این کنت﴾ تم کہاں تھے۔ اس نے جواب میں کہا کہ: ﴿کنت عند الملك قد وعدنی و شارطنی علی عمل ثلاثین یوما﴾ میں بادشاہ کے پاس تھا، اس نے میرے ساتھ تیس دن کام کی مزدوری کروانے کا وعدہ کیا ہے۔ بیوی نے کہا: ﴿کم یعطیك﴾ بادشاہ تجھے کتنی اجرت دے گا؟۔ اس نے بیوی سے کہا کہ ﴿الملك کریم و خزائنہ ملآنة فیعطینی ما ارید﴾ بادشاہ بڑا مہربان ہے اور اس کے خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ اور وہ مجھے وہی دے گا جس کی میں خواہش کروں گا۔ یہ اس کی بات سچ نکلی اور کی عادت بن گئی کہ وہ ہر دن اپنے مقام میں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی تیسویں رات آگئی۔ اسکی بیوی نے کہا کہ ﴿ان لم تا تنی فی غد بالکراء فعلیك تطلیقی﴾ اگر تو کل مزدوری نہ لایا تو تجھے ہر صورت مجھے طلاق دینی پڑے گی۔ وہ مومن آدمی اس خوف کا مارا گھر سے نکلا اور ایک یہودی سے ملاقات

ہوئی تو اس کو کہنے لگا: ﴿انت تستعمل﴾ تم مجھے مزدوری پر رکھو گے؟۔اس نے کہا: ہاں۔لیکن ایک شرط ہے: ﴿ان لا یاکل عنده﴾ کہ وہ اس کے پاس کچھ نہیں کھائے گا۔اس مومن نے اس دن روزہ رکھ لیا۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا: ﴿ان اجعل تسعة و عشرين دينارا في طبق من نور و امض بها الى زوجة المومن فاوصلها اليها وقل لها انا رسول الملك اليك و هو يقول لك كان زوجك في عملنا فما تركناه حتى تركنا و[مضى] الى يهودى وهذا النقص بسبب ذلك و لو زادزدنا﴾ کہ یہ تیس اشرفیاں ایک نور کے طباق میں رکھ کر اس مومن کی بیوی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ میں بادشاہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔اس نے مجھ کو تیرے پاس بھیجا ہے۔اور وہ تجھ سے کہتا ہے کہ تیرا شوہر ہمارے کام لگا ہوا تھا اور ہم نے اس کو نہیں چھوڑا بلکہ وہ مجھے چھوڑ کر یہودی کے پاس چلا گیا ہے۔اور یہ ایک دن کی مزدوری میں کمی اس وجہ سے آئی ہے اگر وہ ہمارا کام زیادہ کرتا تو ہم اس کو زیادہ دیتے۔اس کی بیوی نے ان اشرفیوں میں سے ایک اشرفی لی اور بازار کو چلی گئی۔لوگوں نے اس کی ایک اشرفی کی قیمت ایک ہزار درہم لگائی۔کیونکہ اس پر لکھا ہوا تھا: ﴿لا اله الا الله وحده لا شريك له﴾

جب اس کا شوہر گھر آیا تو اس بیوی نے کہا: ﴿اين كنت يا هذا﴾ اے میرے شوہر! تم کہاں تھے؟۔اس نے کہا: ﴿كنت في عمل رجل يهودى﴾ میں نے ایک یہودی کے پاس مزدوری کی ہے۔بیوی نے کہا: ﴿يا مسكين كيف تترك خدمة الملك و تخدم غيره فاخبرته بما جرى﴾ اے مسکین شوہر، بادشاہ کی خدمت کو چھوڑ کر کسی غیر کی خدمت کیوں کرتے ہو۔پھر اس نے سارا ماجرا بیان کیا۔وہ مومن مرد اتنا رویا کہ اس پر غشی طاری ہوگئی۔جب اس کو ہوش آیا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا: ﴿خدمته ولم الزم حق عبوديته ثم فارقها وشا[ء] الى اطراف الجبال وعبد الله تعالى حتى مات فرحمة الله عليه﴾ میں نے اس ذات کی خدمت اور

بندگی کا حق اپنے اوپر لازم کیوں نہ کیا۔ پھر اس نے اپنی بیوی کو چھوڑا اور پہاڑوں کی طرف نکل گیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔

70: حکایت ﴿یوم عاشورہ کی برکت﴾

ایک فقیر عاشورہ کے دن قاضی کے پاس آ کر کہنے لگا: ﴿اعز الله القاضی و انی رجل فقیر و ذو عیال و قد جئتك مستشفعا بهذا الیوم ان تعطینی عشرة امنان خبز وعشرة امنان لحم و درهمین لا شبع اطفالی فی هذا الیوم ولك الجزاء علی الله﴾ اللہ تعالیٰ قاضی کو عزت دے۔ بے شک میں ایک فقیر اور عیال دار آدمی ہوں۔ اور میں اس دن کو تیرے پاس سفارشی لے کر آیا ہوں۔ آپ مجھے روٹی، گوشت اور دو درہم دیں تاکہ میں آج اپنے بچوں کا پیٹ بھر کر کھلاؤں اور اللہ تعالیٰ تجھے بہتر جزاء دے گا۔ قاضی نے اس سے ظہر تک کا وعدہ کیا۔ جب ظہر کا وقت آیا تو وہ فقیر قاضی کے پاس آیا۔ تو اس نے عصر تک کا وعدہ کیا۔ جب عصر کا وقت آیا تو فقیر پھر قاضی کے پاس آیا۔ لیکن گھر میں اس کے بچے بھوک سے بلک رہے تھے۔ قاضی نے اس سے مغرب کا وعدہ کیا۔ چنانچہ فقیر مغرب کے وقت پھر قاضی کے پاس آیا۔ اتنے چکر لگوانے کے بعد قاضی نے فقیر سے کہا: ﴿ما عندی شئی اعطیكه﴾ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو میں تمہیں دے سکوں۔ وہ فقیر ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ گھر کو واپس لوٹا اور پریشان تھا کہ بچوں کو کیا جواب دوں گا۔ وہ اسی پریشانی کی حالت میں روتا ہوا ایک نصرانی کے پاس سے گزرا۔ اور وہ نصرانی اپنے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا۔ نصرانی نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو پوچھا: ﴿ما بكاؤك یا هذا﴾ اے بندہ خدا تو کیوں رو رہا ہے؟ اس نے جواب دیا: ﴿لا تسال عن حالی﴾ تم میرا حال نہ پوچھو۔ نصرانی نے کہا: ﴿سالتك بالله ان تعلمنی بحالك﴾ میں اللہ کی قسم دے کر تجھ سے پوچھتا ہوں کہ تو مجھے اپنا حال تو بتا۔ فقیر نے اس نصرانی سے قاضی کا حال بیان

کیا۔اس کے بعد نصرانی نے اس سے کہا: ﴿ما هذا اليوم عند كم﴾ آج کا دن تیرے نزدیک کیسا ہے؟۔فقیر نے اس کو جواب دیا: ﴿هو يوم عاشوراء و وصفه ببعض بر كاته﴾ یہ عاشوراء کا دن ہے [اور ساتھ ہی فقیر نے] اس کی کچھ برکات بھی بیان کر دیں۔ نصرانی کو اس پر ترس آ گیا تو اس نے فقیر کو بہت ساری روٹی اور گوشت دیا۔اور دو درہم سے زیادہ بیس درہم دیئے۔اور کہا یہ درہم پکڑو اور ہر ماہ اپنے بچوں کے لئے اتنے درہم لے لیا کرو۔ یہ سب اس دن کی عظمت کی وجہ سے ہے۔ پھر فقیر ان چیزوں کو ہنسی، خوشی اپنے بچوں کے لیے گھر لے گیا۔ جب بچوں نے دیکھا تو بہت خوش ہوئے پھر انہوں نے بلند آواز سے دعا کی: ﴿اللهم من ادخل علينا السرور فادخل عليه الفرح عاجلا﴾ اے اللہ عزوجل: جس نے ہم کو خوش کیا ہے تو اس کو جلدی سے خوش کر دے۔ جب قاضی رات کو سویا تو اس نے غیبی آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے ﴿ارفع راسك فرفعها فاذا هو ينظر قصرين مبنيين من لبنة ذهب ومن لبنة فضة﴾ اپنا سر اٹھا، جب اس نے سر اٹھایا تو دو خوبصورت محل دیکھے۔ جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی تھی۔

قاضی نے عرض کیا: ﴿الٰهي لمن هذا ن القصر﴾ یا الٰہی: یہ دونوں محل کس کے لئے ہیں؟۔اس قاضی کو جواب دیا گیا ﴿بانهما كانا لك لو قضيت حاجة الفقير فلما رددته صار اللنصراني الفلاني﴾ یہ دونوں محل تیرے ہونے تھے اگر تو نے فقیر کی حاجت پوری کی ہوتی۔ جب تو نے اس فقیر کو خالی واپس لوٹایا تو اب یہ فلاں نصرانی کے ہو گئے ہیں۔اس کے بعد قاضی خوف کا مارا ہوا، واویلا کرتا ہوا خواب سے بیدار ہوا۔اور اس نصرانی کے پاس گیا۔اس سے پوچھنے لگا: ﴿ما فعلت البارحة من الخير﴾ تو نے گزشتہ دن کونسی نیکی کی ہے۔نصرانی نے کہا: ﴿لماذا سوالك﴾ تو یہ سوال کیوں کر رہا ہے؟۔ چنانچہ قاضی نے جو خواب میں دیکھا تھا وہ نصرانی کو بیان کیا اور کہا: ﴿بعني هذا الجميل الذي فعلته البارحة مع الفقير بمائة الف

درھم﴾ جو نیکی تم نے گزشتہ دن فقیر کے ساتھ کی ہے وہ مجھے ایک ہزار درہم کے عوض بیچ دو۔ نصرانی نے اس سے کہا ﴿انی لا ابیع ذلك بملئی الارض ذھبا﴾ میں اس کو زمین کے برابر سونے کے عوض بھی نہیں بیچوں گا۔

﴿ولکنی اشھد ك یا قاضی علی انی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمد اعبدہ و رسولہ﴾ اے قاضی: میں تم کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں، اور میں خود بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ گواہی اس بات کی دی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے نیکی اور زیادتی کے ساتھ اس کا خاتمہ کیا ہے اور اس [نصرانی] کو کلمہ شہادت پر موت عطاء فرمائی ہے۔

71: حکایت ﴿شیر اور اللہ والوں کی آزمائش﴾

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں گھر سے بیت اللہ کے حج کے ارادہ سے نکلا تو مجھے سخت سردی محسوس ہونے لگی تو میں نے ایک پہاڑ کی غار میں پناہ لی۔ تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک بڑا شیر غار کے اندر داخل ہوا جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھ سے کہنے لگا: ﴿من ادخلك مكانی بغیر اذنی﴾ تجھے میرے گھر میں میری اجازت کے بغیر کس نے داخل کیا؟۔ میں نے کہا: ﴿غریب و منقطع و قدا تیتك ضیفا فی ھذہ اللیلة﴾ میں مسافر ہوں اور سامان سفر ختم ہو چکا ہے اور میں اس رات تیرے پاس مہمان ہوں۔ چنانچہ شیر مجھ سے ہٹ کر میرے پہلو میں سو گیا: ﴿بت اتلو القران الی الصباح﴾ اور میں نے ساری رات صبح تک قرآن پاک کی تلاوت میں بسر کی۔ جب میں نے غار سے جانے کا پروگرام بنایا تو شیر نے مجھ سے کہا ﴿یا ابراھیم ایاك و العجب تقول نائم عند الاسد فسلمت منه و اللہ ان لی ثلاثة لم اطعم شیئا ولو لا انك ضیفی لا کلتك﴾ اے ابراہیم۔ تم تعجب کرتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ میں شیر کے پاس سویا تھا اور اس سے بچا رہا۔ قسم بخدا! میں نے تین دن

سے کچھ نہیں کھایا اور اگر تو میرے پاس مہمان نہ ہوتا تو میں تم کو ضرور کھا جاتا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور وہاں سے چل پڑا۔ جب میں نے حج ادا کیا اور اپنے عبادت خانے کی طرف آیا تو میرا نفس بیس سال سے انار کھانے کی خواہش کر رہا تھا۔ اور میں اس سے حیلے بہانے کر رہا تھا۔ ایک رات میرے نفس نے مجھ سے کہا: ﴿واللہ ان لم تقض شھوتی لا تکاسلن فی العبادۃ﴾ اللہ کی قسم: اگر تو نے میری خواہش کو پورا نہ کیا تو میں عبادت میں سستی پیدا کروں گا۔ میں نے نفس سے کہا کہ جب میں آبادی میں داخل ہوں گا تو تیری خواہش پوری کروں گا۔ چنانچہ میں ایک ویران میدان کی طرف نکل گیا تو وہاں ایک انار کا درخت دیکھا جس پر کثرت سے انار لگے ہوئے تھے: ﴿فاخذت منھا واحدۃ فوجدتھا حامضۃ﴾ میں نے اس سے ایک انار لیا تو اس کو کڑوا پایا۔ اسی طرح میں نے دوسرا، تیسرا اور چوتھا انار لیا لیکن سب کو کڑوا پایا۔ میرا نفس کہتا تھا: ﴿ما اشتھیت الا لحلو﴾ میں نے تو میٹھے انار کی خواہش کی تھی۔ پھر میں آبادی میں آیا اور باغ میں ایک آدمی کو دیکھ کر اس سے انار کا سوال کیا ﴿فاعطانیھا فوجدتھا حامضۃ﴾ اس نے مجھے انار دیا لیکن وہ بھی کڑوا تھا۔ جب میں نے اس کو سارا ماجرا بیان کیا تو اس نے مجھ کہا ﴿یا ابراھیم تطاوع النفس علی ماترید واللہ ان لی اربعین سنۃ فی ھذہ الحدیقۃ لا اعرف فیھا الحلو من الحامض﴾ اے ابراہیم: جو تمہارا نفس چاہتا ہے۔ تم اپنے نفس کی فرمانبرداری کرتے ہو۔ اللہ کی قسم: مجھے اس باغ میں چالیس سال رہتے ہوئے گزر گئے ہیں۔ لیکن میں آج تک میٹھے اور کڑوا پھل کو نہیں جان سکا۔ مجھے اس کی بات پر حیرانگی ہوئی اور میں چل پڑا۔ پھر میں ایک ایسے نوجوان کے پاس پہنچا جو مصائب میں مبتلا تھا اور اس کے جسم پر بھڑیں ڈنگ مار رہی تھیں۔ اور کیڑے اس کے ہاتھ، پاؤں سے گزر رہے تھے۔ اور وہ نوجوان کہہ رہا تھا: ﴿الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلی بہ کثیرا من خلقہ﴾ تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے جس نے مجھے [اس

بیماری سے] نجات دی جس میں بہت سارے لوگ مبتلا ہیں۔ میں نے تعجب کرتے ہوئے پوچھا﴿یا ھذا وای بّلاء اعظم من ھذا فنظر الیّ﴾ اے بندہ خدا: اس سے بڑی مصیبت اور کون سی ہے؟۔ اس نے میری طرف دیکھا۔ اور کہا﴿یا ابراھیم نھش الزنابیر فی الابدان خیر من شھوۃ الرمان لکنہ اعلم انك عبد معارج فبدل لك الحلو بالحامض﴾ اے ابراہیم بن ادھم جسموں پر بھڑوں کے ڈنگ کھانا انار کی خواہش سے بہتر ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ تو ایک ایسا شخص ہے۔ جس کو آزمایا گیا: ﴿فبدل لك الحلو بالحامض) کہ تیرے لئے میٹھے پھل کو بھی کڑواہٹ میں بدلہ گیا۔ یہ بات سن کر مجھ پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر جب مجھے آفاقہ ہوا تو میں نے اس سے کہا: ﴿یا ھذا حیث انك بھذا المقام فھلا سالتہ ان یعافیك من ھذا الالام﴾ اے نوجوان: جب تیرا مقام مرتبہ یہ ہے تو اللہ تعالیٰ سے تم دعا کیوں نہیں کرتے کہ وہ تمہیں ان مصائب سے نجات عطاء فرما دے۔ اس نے جواب دیا کہ ﴿یا ابراھیم ھو متصرف فی العبید یحکم علیھم بما یشاء و یفعل بھم ما یرید فکم عبید صابرین لبلاء ہ راضین بقضاء ہ﴾ اے ابراہیم: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے معاملات میں تصرف فرماتا ہے۔ جو وہ چاہتا ہے حکم کرتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ پس تم میں کتنے بندے جو اس کی آزمائش پر صبر کرتے ہیں اور اس کے فیصلہ پر راضی ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا: ﴿واللہ یا ابراھیم لو قطعنی اربا اربا ما ازددت فیہ الاحبا﴾ اے ابراہیم: اللہ تعالیٰ کی قسم، اگر اللہ تعالیٰ میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو پھر بھی میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت کروں گا۔ پس میں اس کے حالات سے حیران ہو کر چلا گیا۔

72: حکایت ﴿اللہ روزی رساں ہے﴾

حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ بعض سرداروں نے مجھ سے میری سیر و سیاحت کے دوران عجیب وغریب کاموں کے متعلق پوچھا۔ میں نے کہا کہ میں اپنی سیر و سیاحت میں دریا کے کنارے کئی دن اور کئی مہینے ٹھہرا بلکہ جتنا اللہ کو منظور تھا وہاں ٹھہرا رہا اور میں کھجور کی ٹوکریاں بنا کر دریا میں ڈال دیتا تھا۔ تو وہ ٹوکریاں نہر خلیج کی طرف چلی جاتی تھیں۔ ایک دن میں نے سوچا کہ یہ ٹوکریاں کدھر جاتی ہیں؟ تو میں ان کے ساتھ ساتھ دریا کے کنارے چل پڑا تو میں نے دیکھا کہ: ﴿و اذا بعجوز جالسة علی النهر تبکی فقلت لها ما یبکیك﴾ ایک بوڑھیا دریا کے کنارے بیٹھی رو رہی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تو کیوں رو رہی ہے؟۔ اس نے مجھے بتایا ﴿خمس من البنات مات ابوهن و اصا بتنا فاقة﴾ کہ میری پانچ بچیاں ہیں۔ اور ان کا باپ فوت ہو گیا ہے اور ہم فاقہ سے ہیں۔ اور میں نہیں جانتی تھی کہ میں کیا کروں۔ تو میں اس نہر کے کنارے آ بیٹھی تو میں نے یہاں ٹوکریاں پائیں ان کو فروخت کر کے میں اپنی بچیوں کے لئے کھانے پینے کا سامان خریدتی ہوں اور جب وہ ختم ہو جاتا ہے۔ تو میں پھر دریا کے کنارے آ جاتی ہوں اور ٹوکریاں لے جا کر فروخت کر کے اس سے کھانے پینے کا سامان خریدتی ہوں اب میری عادت یہ بن گئی ہے کہ میں اور میری بچیاں اسی سے اپنا گزر بسر کرتیں ہیں ﴿فلما اتیت فی هذا الیوم لم ار شیئا من القفف و بناتی ینتظرن عوری الیهن﴾ لیکن آج جب میں یہاں پر آئی ہوں تو ٹوکروں میں کوئی چیز یہاں نظر نہیں آئی اور میری بچیاں میری واپسی کا انتظار کر رہی ہوں گی۔ میں نے جب یہ بات سنی تو رو پڑا اور عرض کیا ﴿یا رب لو علمت ان لها خمس من العیال لازددت فی العمل ثم قلت لها لا تهتمی فانا صانع القفف﴾ اے میرے رب! اگر میں جانتا ہوتا کہ اس پانچ اہل وعیال ہیں تو میں کام زیادہ کرتا۔ میں نے اس

سے کہا کہ تو پریشان نہ ہو میں ہی ٹوکریاں بنانے والا ہوں۔ پھر ﴿ثم سرت معها الی منزلها و صنعت لهن القفف مدة﴾ پھر میں اس کے ساتھ اس گھر آیا اور ان کے لئے ایک عرصہ تک ٹوکریاں بناتا رہا۔

پھر میں نے ایک دن اللہ تعالیٰ کی صفات میں غور فکر کرتے ہوئے جنگل کی راہ لی اور ایک درخت کے نیچے سو گیا۔ تو میرے پاس شیطان نے آ کر کہا: ﴿قم من مهنا فقلت له اذهب عنی ساعة لا ستریح﴾ یہاں سے اٹھ۔ میں نے کہا تھوڑی دیر کے لئے مجھ سے ہٹ جا۔ تا کہ میں آرام کر لوں۔ شیطان نے مجھ سے کہا: ﴿یا خواص من وراء اطفال جیاع کیف ینام﴾ اے خواص جس کے بچے گھر میں بھوکے ہوں وہ کیسا سو سکتا ہے۔ میں نے سوچا کہ یہ میرا خیر خواہ بندہ ہے تو اس کی بات سن کر میری آنکھوں سے نیند ختم ہوگئی۔ اور میں فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پھر شیطان نے مجھ سے کہا: ﴿یا ابراهیم معی حلال و حرام فالحلال رمان من هذا الجبل مباح والحرام حیتان اخذتها من صیادین فخان احدهما صاحبه فخذ انت الحلال و دع عنك الحرام﴾ اے ابراہیم: میرے ساتھ حلال اور حرام دونوں ہیں۔ حلال تو اس پہاڑ کا انار ہے۔ جو جائز ہے اور حرام وہ مچھلیاں ہیں جن کو میں نے اپنے ان ساتھیوں سے لیا تھا جن میں سے ایک نے اپنے ساتھی کے ساتھ خیانت کی تھی۔ تم حلال کو پکڑ لو اور حرام کو چھوڑ دو۔ اس کے بعد میں انار لیا اور اس بوڑھیا کو جا کر دیا ﴿فاکلت مع بناتها و تعجبن من لطافته و حلاوته﴾ تو اس نے اپنی بچیوں کے ساتھ اس کو کھایا اور اس کی لطافت اور میٹھاس سے حیران ہوئی۔ اس کے بعد میں اس کی ہر روز صبح و شام اس کی خبر گیری کرتا تھا۔ ایک دن میں مسجد میں ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اچانک میں نے ایک ناپسندیدہ آواز سنی اور میں مسجد سے نکل کر گلی کے اس کونے پر چلا گیا جہاں سے وہ آواز آرہی تھی۔ تھوڑی دیر میں وہاں ٹھہر کر واپس آنے لگا تو میرے نفس نے مجھے پھیرا اور میں اس گلی میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں: ﴿واذا

کلب ینبح علیّ و قام علی وجھی﴾ کہ ایک کتا مجھ پر بھونکنے لگا۔ اور میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں پھر مسجد کی طرف واپس ہو گیا۔ تھوڑی دیر ٹھہر کر میں پھر اسی جگہ آیا: ﴿فلما نظر الیّ الکلب بصبص بذنبه﴾ اور جب کتے نے میری طرف دیکھا تو وہ اپنی دم ہلانے لگا۔ تو میں اس کے گھر کے دروازے کے قریب ہوا تو ایک خوبصورت نوجوان گھر سے نکلتا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے میری طرف دیکھ کر کہا: ﴿لا تعجب من نباح الکلب علیك فانه تادیب لمن یفهم و انی رجل فاسق وقد ارتکبت علی کذا و کذا من المعاصی و فعلت ما سطر علیّ و لکن خذ علیّ العهد ان لا اعود الی ما کنت علیه﴾ کتے کے بھونکنے سے تعجب نہ کرو۔ کیونکہ جو آدمی سمجھتا ہے اس کے لیے یہ تادیب ہے۔ اور کہنے لگا کہ میں ایک گناہگار آدمی ہوں اور میں نے فلاں فلاں گناہوں کا ارتکاب کیا ہے۔ اور جو جو میرے مقدر میں لکھا ہوا تھا وہ میں کر چکا ہوں۔ اب میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ جو میں پہلے کر چکا ہوں اس کی طرف نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ اس نوجوان نے توبہ کی تو اس کی توبہ قبول ہو گئی۔ پھر اس کی عادت یہ بن گئی کہ ﴿لا یستانس بغیر الله ولا یفتر عن ذکر الله ولا یقصر فی طاعته حتی اتاه الیقین ولحق برب العالمین بعد ان صار من اولیاء الله الطائعین و اصفیاءه المحبین رضوان الله علیهم اجمعین﴾ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے پیار نہیں کرتا تھا۔ اور اللہ کے ذکر سے تھکتا بھی نہیں تھا۔ اور اس کی عبادت میں کمی بھی نہیں کرتا تھا۔ حتیٰ کہ اس کو یقین ہو گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے والا ہے۔ تو وہ اس کے بعد اللہ کے اولیاء اور اصفیاء اور محبین میں شامل ہو کر فوت ہو گیا۔

73: حکایت ﴿انسان اللہ کے فضل سے بچتا ہے﴾

بنی اسرائیل کا ایک عبادت گزار تنہا ایک ویران عبادت خانہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ بستی کا ایک چوہدری ہر روز صبح و شام اس کے پاس آتا اور اس کی عبادت پر بہت سے لوگوں اس کی تعریف کرتے۔ پس لوگوں نے ﴿فرموہ بامرائۃ جمیلۃ لیس فی زمانہا اجمل منہا﴾ اس عابد پر ایک ایسی خوبصورت عورت کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی کہ اس عورت سے زیادہ کوئی عورت اس زمانے میں خوبصورت نہ تھی۔ واقعہ اسطرح ہوا کہ اس نے ایک رات عابد کے پاس آ کر بلند آواز سے پکارا ﴿یامن انفرد بعبادۃ الدیان علی الانس و الجان، سالتك بالواحد المنان و موسیٰ بن عمران و محمد المبعوث فی اخرزمان ۔الا تنقذنی ھذہ اللیلۃ من کل شیطان فاللیل اظلم و القریۃ بعیدۃ و اخاف من طوارق الحدثان﴾ اے مرد خدا! جنوں اور انسانوں سے بہت زیادہ اجر دینے والے کی عبادت کے لئے تنہا بیٹھنے والے، میں تجھے واحد ذات اللہ تعالیٰ اور بڑے احسان کرنے والے کا واسطہ دے کر عرض کرتی ہوں۔ اور موسیٰ بن عمران اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ آخری زمانے میں تشریف لانے والے ہیں ان کا وسیلہ پیش کر کے سوال کرتی ہوں۔ کہ مجھے اس اندھیری رات میں ہر طرح کے شیطان سے بچا کیونکہ رات بڑی تاریک ہے۔ اور گاؤں بڑا دور ہے اور میں رات کے حادثات سے بڑی ڈرتی ہوں۔ لہٰذا عابد نے اس کے لئے اپنا دروازہ کھولا۔ جب عورت اس کے عبادت خانے میں داخل ہوئی تو ﴿رمت ثوبہا بین یدیہ و وقفت عریانۃ تجلو نفسہا علیہ﴾ اس نے اپنے کپڑے اتار کر [عابد کے] سامنے رکھ دیئے۔ اور ننگی ہو کر اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ اور اپنا آپ اس کو پیش کر دیا۔ عبادت گزار شخص نے اپنی نظر کو بند کر اپنا نفس کو اس سے بچا لیا۔ اور اس سے کہا: ﴿الا تستحین ممن یراك و یعلم سرك و نجواك﴾

کیا تجھے اس ذات پاک سے حیاء نہیں آتی جو تجھ کو دیکھ رہا ہے اور تیرے ہر راز اور بھید جانتا ہے۔اس عورت نے جواب دیا کہ ﴿لا تطل علی المقال فا بدان تتمتع بالحسن و الجمال﴾ مجھ سے زیادہ باتیں نہ کرو، تم کو میرے حسن و جمال سے ضرور نفع حاصل کرنا ہوگا۔اس عبادت گزار شخص نے اس عورت سے کہا ﴿ویحك اتصبرين على سرابيل من قطران و نار تشتعل بالابدان و تذهبين عبادتي فيما مضى من الزمان اما تخافين من نار لا تطفى و عذاب لا يفني فاعادت عليه المراودة﴾ تو ہلاک ہو جائے۔کیا تو تار کول کا لباس پہننے کو اور آگ کے ان شعلوں کو جو جسموں کو جلا دیتے ہیں برداشت کر لے گی؟۔اور کیا تو میری عبادت کو برباد کرے گی؟ اس باوجود عورت نے اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لئے اپنے آپ کو عابد کے سامنے پیش کر دیا۔عابد نے کہا کہ میں تیرے سامنے چھوٹی آگ پیش کرتا ہوں:

﴿فملا السراج دهنا و خلط الفتيلة فيه و هي تنتظر فوضع ابهامه فيه فاكلته النار ثم مشت الى السبابة ولم تزل حتى اكلت كده و هو يقول هذه نار الدنيا فيكف نار الآخرة﴾ اس نے چراغ کو تیل سے بھرا اور اس میں بتی ڈالی۔عورت اس کو دیکھ رہی تھی پھر اس نے آگ جلا کر اپنا انگوٹھا اس پر رکھا تو آگ نے انگوٹھے کو جلا دیا۔پھر وہ آگ انگلی تک پہنچ گئی اور ختم نہ ہوئی۔حتیٰ کہ اس کی ہتھیلی کو بھی آگ نے جلا دیا۔عابد کہنے لگا کہ یہ دنیا کی آگ [اتنی سخت] ہے، آخرت کی آگ کا عالم کیا ہوگا۔

عورت نے یہ دیکھ کر زور دار ایک چیخ ماری اور مردہ ہو کر زمین پر گر پڑی۔تو عابد اس کی حالت سے پریشان ہو گیا۔اس نے عورت کو اس کے کپڑوں سے ڈھانپ دیا۔اور خود نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔اتنے میں شیطان نے سارے شہر میں شور مچا دیا کہ فلاں عبادت گزار نے فلاں عورت سے زنا کر کے اس کو اپنے عبادت خانہ میں قتل بھی کر دیا۔بستی کے چوہدری نے یہ سنتے ہی صبح بھی نہ ہونے دی تو وہاں اس عابد کے پاس پہنچ

کیا۔ بستی کے چوہدری نے اس عابد کو آواز دی تو اس نے جواب دیا۔ تو اس چوہدری نے کہا: (این فلانة) فلاں عورت کہاں ہے؟ اس نے کہا: ﴿ھا ھی عندی﴾ وہ تو میرے پاس ہے۔ چوہدری نے کہا: (قل لھا تنزل الینا) اسے کہو کہ وہ نیچے ہمارے پاس اترے۔ عابد نے کہا ﴿انھا میتة﴾ وہ تو مرگئی ہے۔ یہ خبر سن کر چوہدری کو گمان پکا ہوگیا کہ جو اس نے سنا ہے وہ سچ ہے۔ اس چوہدری نے کہا ﴿ایھا الزاھد نقضت ما کنت علیہ من العبادة وما خفت ممن یراك فی الزھادة کیف تجرئت علیہ بقتل امتہ وما خفت من ھذا الامر و عاقبتہ﴾ اے زاہد آدمی: تو عبادت کے جس منصب پر فائز تھا تو نے اس کو توڑ ڈالا یعنی ضائع کر دیا۔ اور زھد [اللہ کی بندگی] میں جو تو نے [لذت اور مقام] دیکھا اس کا تو نے ذرا بھی خوف نہ کیا۔ اور تو نے اس عورت کو قتل کرنے کی کیسے جرات کی؟ اس کام اور اس کے انجام سے تجھے کوئی خوف نہ آیا۔

عابد آدمی اس کے اس بیان سے خوف زدہ ہوگیا اور کوئی جواب نہ دے پایا۔ چوہدری نے اسکے عبادت خانہ کو توڑنے اور اس کے گلے میں زنجیر ڈالنے اور اس کو سزا کے مقام تک گھسیٹنے کا حکم دیا۔ اور وہ مردہ عورت بھی اس کے ساتھ لکڑیوں کے تختہ پر رکھی گئی۔ چوہدری نے حکم دیا ﴿ینشرہ بالمنشار علی عادة الزناة فی تلك الاقطار و ان لا احد یشفع فیہ و لا یمنعہ ولا یحمیہ﴾ کہ اس کو آرے سے چیر دیا جائے۔ اور اس زمانے میں زانیوں کی یہی سزا ہوتی تھی۔ اور کہا کہ کوئی اس کی سفارش کرے اور نہ ہی کوئی منع کرے اور نہ ہی اس کی حمایت کرے۔ جب عابد کے سر پر آرا رکھا گیا تو اس نے ایک آہ بھری۔ اور دل و زبان سے نداء دی: ﴿یا عالم الاسرار فاذا ھو یسمع نداء ان قلل من دعائی فقد بکی علیك اھل سمائی و انی الیك ناظر فی جمیع الحالات و ان تاوھت ثانیا زالت السموات﴾ اے رازوں کے جاننے والے، پس اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک اس نے آواز سنی کہ اپنی

دعا کو کم کر دو۔ کیونکہ آسمان کے فرشتے تم پر رو رہے ہیں۔ اور میں تیرے تمام معاملات دیکھ رہا ہوں۔ اگر تو نے دوسری مرتبہ آہ بھری تو آسمان اپنی جگہ سے ہٹ جائے گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس مردہ عورت میں جان ڈال دی اور وہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے کہا ﴿و اللہ انہ مظلوم وما زنی بی و انی الآن بکر بجاتم ربی﴾ اللہ کی قسم بے شک یہ عابد مظلوم ہے۔ اسنے میرے ساتھ زنا نہیں کیا۔ اور میں اب تک اپنے رب کی فضل سے باکرہ اور کنواری ہوں۔ پھر اس عورت نے لوگوں سے تمام ماجرا بیان کیا جو اس کے ساتھ عابد نے سلوک کیا تھا۔ پھر لوگوں نے اس عابد کا ہاتھ چیک کیا تو ویسا ہی پایا جس طرح اس عورت نے بیان کیا تھا ﴿فندم الامیر علی ما فعل باالعابدو قال ان ھذہ من اعظم المکائد﴾ تو چوہدری اپنے کیے پر بڑا شرمندہ ہوا۔ اور کہا کہ یہ بہت بڑا مکر ہے۔ اس کے بعد عابد نے زوردار ایک چیخ ماری اور فوت ہو گیا۔ اور وہ عورت بھی دوبار فوت ہو گئی ﴿فدفنو ہ مع المراۃ﴾ تو اس عابد کو عورت کیساتھ ایک جگہ پر دفن کر دیا۔ ﴿فلاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، و سبحان العالم الازلی القدیم﴾

74: حکایت ﴿راہ خدا میں خرچ کرنے کا ثواب﴾

ایک فقیر شخص اور اسکے بیوی بچے تین دن تک بھوکے رہے اور کچھ نہ کھایا۔ اس کی بیوی نے کہا ﴿یا ھذا اما تری ھولاء الا و لاد قد اصفرت منھم الو جوہ و ذابت الاکباد و لیس لھم صبر و لا قوۃ مثلنا﴾ اے بندہ خدا کیا تو ان بچوں کو نہیں دیکھ رہا کہ ان کے چہرے زرد ہو گئے اور ان کے جگر پھٹ گیا ہیں۔ ان میں ہماری طرح قوت برداشت اور صبر نہیں ہے۔ شوہر نے بیوی سے کہا۔ اللہ کی قسم میں نے کئی مرتبہ مزدوری کے لئے چکر لگائے ہیں۔ تا کہ کوئی کام مل جائے تا کہ میں بچوں کے لئے

روزی کما سکوں۔ لیکن مجھے نہ کوئی کام ملا اور نہ ہی کسی نے کام پر لگایا۔ ان بچوں کی بھوک کی وجہ سے میرے جگر میں آگ لگی ہوئی ہے۔ بیوی نے خاوند سے کہا: ﴿خذ قناعی هذا فبعه بما يكون و اشتر بمنه لهم ما يا كلون﴾ یہ میرا زیور پکڑو اور اس کو بیچ کر اس سے بچوں کے لئے کھانے کا سامان خرید لاؤ۔ اس نے زیور کو لیا اور دو درھم میں بیچا اور غلہ خریدنے کے لئے بازار کی طرف گیا۔ لیکن راستے میں ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا۔ جو کہہ رہا تھا ﴿اکرمونی لوجه الله ولمحبة رسول الله صلی الله عليه وسلم يامن يقرض الله الغنى فو الله ما معی من الدنيا شیء﴾ اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لئے مجھ پر احسان کرو۔ کیا اللہ بے نیاز کو کوئی قرضہ دینے والا ہے؟ اللہ کی قسم: میرے پاس دنیا کی کوئی شے نہیں ہے۔ فقیر نے وہاں سے گزرتے ہوئے یہ سنا تو اس نے کہا: ﴿خذ هذين الدرهمين لوجه الله و محبة رسول الله صلى الله عليه وسلم﴾ یہ دو درہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لئے لے لو۔ پھر کھانا لئے بغیر بیوی کے پاس گھر جاتے ہوئے ڈرنے لگا کہ بیوی اسے برا بھلا کہے گی۔ اس کے بعد وہ مسجد کی چلا گیا لیکن اپنے کام میں وہ متفکر تھا۔ جو اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا تھا۔ جب رات کو وہ اپنے بیوی بچوں کے پاس آیا۔ تو اس کے وعدہ کا ٹائم ختم ہو چکا تھا۔ بیوی نے اس سے کہا: ﴿ما فعلت بالقناع وقد تركت اولادنا وهم جياع﴾ تو نے میرے سونے کے زیور کا کیا بنایا؟ اور تو نے میرے بچوں کو بھوک کی حالت میں چھوڑا ہے۔ شوہر نے اپنے تمام معاملات، مسائل اور سوال کو قبول کرنے کا واقعہ اپنی بیوی کو بتایا۔ بیوی نے یہ سن کر اپنے شوہر سے کہا: ﴿ان كنت عاملت بالله فهو غنی ملی وفیّ نعم ما فعلت مع الملك العلی﴾ اگر تو نے یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کیساتھ کیا ہے تو وہ بے نیاز نعمت والا اور وفادار ہے۔ اور جو تو نے مالک حقیقی کے ساتھ معاملہ کیا ہے وہ کیا ہی اچھا معاملہ ہے۔ پھر اس نے شوہر سے کہا: ﴿خذ هذا العدل تماما فبعه واشترلنا به طعاما﴾ یہ سارا

زیور پکڑ واور اس کو بیچ کے ہمارے لئے غلہ خرید لاؤ۔اس نے زیور لیا اور بیچنے کے لئے نکلا لیکن کسی نے اس سے نہ خریدا۔وہ زیور لے کر واپس گھر بیوی کے پاس آنے لگا تو راستہ میں اس نے ایک شکاری دیکھا جو ایک مچھلی کی خریداری کے لئے لوگوں کو بلا رہا تھا۔اس فقیر نے شکاری سے کہا:﴿یا اخی خذ ھذا الذی کسدعلی الیك و اعطنی ھذہ التی کسدت علیك﴾ اے بھائی تم اس زیور کو مجھ سے لو جس کی قیمت بازار میں مندی ہو رہی ہے۔اور مجھے یہ مچھلی دے دو جو تم پر بے قیمت ہو رہی ہے۔شکاری نے فوراً اس کی بات مان لی اور اسے ایک مچھلی دے دی۔وہ مچھلی کو لے کر گھر بیوی کے پاس آیا﴾ فلما راتھا رضیت بھا فبادرت الی شق جوفھا فرات فیه صورة حجر لم تعرفھا فاخذھا زوجھا و ذھب بھا الی التجار فلما رائوھا قالو الیست من الاحجار و انما ھی جوھرة یتیمة لیس لھا ثمن ولاقیمة و تغالوا فیھا بالقیم﴾ تو بیوی نے جب اسے دیکھا تو راضی ہوگئی اور مچھلی کا پیٹ چاک کیا تو اس سے ایک پتھر نما ایک چیز نکلی جسے وہ نہیں پہچانتی تھی۔اس کا شوہر اس پتھر نما چیز کو ایک تاجروں کے پاس لے گیا۔جب انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے۔یہ پتھر نہیں ہے بلکہ یہ ایک نایاب موتی ہے جس کی بازار میں کوئی قیمت نہیں ہے۔یعنی یہ بہت قیمتی موتی ہے۔اور تاجروں نے اس کی قیمت میں مبالغہ آرائی کی ہے۔بالآخر اس کی قیمت چودہ ہزار درہم تک لگی۔اس نے اتنی بھاری قیمت میں فروخت کیا اور درہموں کو لے کر گھر آیا﴿ففرحو ابذلك کل الفرح وزال عنھم الھم والترح﴾ تو سارے اس سے خوش ہوئے اور ان کی پریشانی اور غم کافور ہو گیا۔اسی دوران ایک سائل دروازے پر آیا اور کہنے لگا:﴿یا اھل الله اعطونی مما اعطاکم الله﴾ اے اللہ والو۔جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ دے دو۔تو فقیر نے اس سے کہا:﴿لکلنا النصف ولك وحدك النصف کاملا فان کان ذلك یرضیك والا فنحن نزیدك نعطیك﴾ ہم ساروں کے لئے نصف مال ہوگا

اور تنہا تیرے لئے نصف مال ہوگا اگر تو اس تقسیم پر خوش ہے تو ٹھیک ورنہ ہم آپ کو اس سے بھی زیادہ دیں گے۔ سائل نے کہا: ﴿قد رضيت و ذهب ليالي يحمل ليحمل عليه فلم يعد﴾ میں خوش ہوں چنانچہ وہ سامان لادنے کے لئے سواری لینے گیا لیکن واپس نہ آیا۔ اور یہ آدمی اس کی انتظار میں کھڑا رہا۔ لیکن کچھ دیر کے بعد وہ شخص سو گیا۔ اور اسنے سائل کو خواب میں دیکھا۔ اور اس سے پوچھنے لگا تو اس نے جواب دیا کہ ﴿یاهذا اما انا بسائل انا ملك ارسلنی الله اليك ليعلم صبرك فيما اتاك و ابشرك بان الله قد قبل منك الدرهمين و اعطاك بدلهما هذه و اعدلك فی الأخرة مالا عين رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر لانك عاملته مخلصا لوجهه الكريم وهو كا يخيب من عامله﴾ اے خدا کے بندے: میں سائل نہیں ہوں بلکہ میں تو فرشتہ ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ نے تیری طرف بھیجا ہے تاکہ جو تجھے دولت دی ہے اس پر تیرے صبر کو جان سکے اور میں تم کو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دو درہموں کو قبول فرمالیا ہے۔ اس کے بدلے میں تم کو [چودہ ہزار] درہم بھی عطاء کئے اور آخرت کی ایسی نعمتیں بھی تیار کیں ہیں جس کو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں اور کسی کان نے سنا نہیں۔ اور کسی دل میں اس کا خیال بھی نہیں گزرا ہوگا۔ اور تجھے خوشخبری ہو کہ تو نے وہ معاملہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کیا تھا اور وہ پاک ذات کسی کے خلوص والے معاملہ سے اس کو محروم نہیں کرتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتب میں فرمایا ہے۔ جو اس نے اپنے انبیاء و مرسلین پر نازل فرمائی ہیں۔ اگر تین چیزوں کو تین پر مسلط نہ کرتا تو دنیا کے کام لٹکے رہتے۔

ا: ﴿فسلط الصبر علیٰ قلب المصاب ولو لاه لمات جزعا﴾ ترجمہ: مصیبت زدہ لوگوں کے دل پر صبر کو مسلط فرمادیا ہے اور اگر ایسا نہ کرتا تو مصائب میں مبتلاء لوگ جزع فزع کر کے مر جاتے۔

۲: ﴿وسلطت الرائحة على الميت ولو لا ها لما دفن ميت ابدا﴾
ترجمہ: میں نے بدبو کو میت پر مسلط کر دیا اور اگر ایسا نہ کرتا تو کوئی مردہ دفن نہ کیا جاتا۔
۳: ﴿وسلطت السوس على البر ولو لاه لكنزه الملوك كالذهب و الفضة﴾ ترجمہ: گندم پر کیڑوں کو مسلط کر دیا ہے اور اگر ایسا نہ کرتا تو سونے چاندی کی طرح یہ بھی بادشاہوں کے خزانوں میں جمع ہو جاتی۔
اور میں جو چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں اور میں کرم اور بزرگی والا بادشاہ ہوں۔

75: حکایت ﴿اللہ کے ولی کی دعا کا کمال﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ کسی اللہ والے کی ملاقات ایک عورت سے ہوئی تو نظر اس عورت پر پڑی تو ان کو اس بات کا بڑا دکھ ہوا تو انہوں نے دعا کی ﴿اللهم انك جعلت بصرى نعمة منك على وانى اخاف ان يكون نقمة على فاقبضه اليك فعمى لوقته﴾ اے اللہ عزوجل: بے شک تو نے نظر اپنی طرف سے ایک بڑی نعمت عطا فرمائی ہے۔ لیکن مجھے خوف ہے کہیں یہ نظر میرے لئے عذاب کا سبب نہ بن جائے۔ اس کو مجھ سے واپس لے لو۔ اسی وقت ان کی نظر چلی گئی۔

اس کے بعد جب انہیں مسجد جانا ہوتا تو ان کا ایک چھوٹا بھتیجا ان کا ہاتھ پکڑ کر لے جاتا تھا۔ لڑکا انہیں مسجد میں چھوڑ کر وہاں لڑکوں کے ساتھ کھیلنے لگ جاتا۔ جب انہیں کوئی حاجت ہوتی تو وہ اس لڑکے کو بلاتے تو وہ ناخوشی سے ان کی حاجت کو پورا کرتا۔ اور پھر کھیلنا شروع ہو جاتا۔ ایک دن وہ مسجد میں تھے تو انہوں نے اپنے گرد کوئی چیز گھومتے ہوئے محسوس کی تو ڈر گئے۔ اور لڑکے کو بلایا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر انہوں نے آسمان کی منہ کر دعا کی ﴿اللهم سيدى ومولائى قد كنت اعطيتنى بصرا انظر به نعمة منك على فخشيت ان يكون نقمة على فسالتك ان تقبضه فقبضته وانى قد احتجت اليه الان فاسئلك اللهم ان ترده على فرده عليه

فالبصر لوقته وذهب الى منزله بصيرا﴾ ترجمہ: اے میرے آقا ومولا، تو نے مجھے ایسی نظر عطا فرمائی تھی کہ میں اس سے تیری اس نعمت کو دیکھتا تھا جو مجھ پر تھی۔ لیکن میں خوف زدہ ہوا کہ کہیں یہ نظر والی نعمت میرے عذاب کا سبب نہ بن جائے۔ میں نے تجھ سے اس کے ختم کرنے کا سوال کیا تو تو نے اس کو واپس لے لیا۔ اب میں نظر کا محتاج ہوں اس لئے۔ اے اللہ عزوجل میں تجھ سے اپنی نظر واپس لوٹنے کا سوال کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو اسی وقت قبول فرما کر اس کی ختم شدہ نظر کو پھر واپس لوٹا دیا اور اس کی آنکھیں فوراً روشن ہو گئیں اور وہ اپنے گھر چلا گیا۔: ﴿و الله على كل شيء قدير﴾ اللہ ہر چاہے پر قادر ہے۔

76: حکایت ﴿اسرائیلی درندے کا انجام﴾

بنی اسرائیل میں ایک ایسا آدمی تھا جس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ جب بھی وہ گھر سے نکلتا اور کسی لڑکے کو دیکھتا تو اس کو دھوکہ دے کر اپنے گھر میں لاتا اور قتل کر دیتا اور اپنے مکان کے تہہ خانے دفن کر دیتا۔ اس کی بیوی: ﴿تنهاه عن ذلك﴾ اس کو اس کام سے منع کرتی۔ لیکن وہ باز نہ آتا اور یہ کہتا ﴿لو ان الله يواخذني على شيء لكان يواخذ لي في يوم فعلت كذا و كذا﴾ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کسی چیز کا کوئی مواخذ کرنا ہوتا تو ضرور اس وقت میرا مواخذ کرتا جب میں نے فلاں فلاں کام [گناہ] کیے تھے۔ بیوی نے اس سے کہا ﴿ان الله ليس بتارك ذلك لك وان صاعك الان لم يمتلئ ولو امتلا صاعك لاخذك﴾ بے شک اللہ تعالیٰ تجھ کو چھوڑنے والا نہیں ہے اور ابھی تیری زندگی پوری نہیں ہوئی جب تیری زندگی پوری ہو جائے گی تو وہ ضرور تجھے پکڑے گا۔

ایک دن وہ بے اولاد شخص گھر نکلا تو اس نے دو لڑکے دیکھے اور وہ دونوں بھائی تھے ان کے بدن پر قیمتی لباس تھا۔ اس نے ان دونوں کو دھوکہ دیا اور ﴿ذهب بهما الى

بیتہ و قتلہما و القاھما فی مطمورتہ﴾ اپنے گھر لا کر ان کو قتل کر دیا اور اپنے مکان کے تہہ خانے میں دفن کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد ان لڑکوں کا باپ ان کی تلاش میں نکلا لیکن لڑکے نہ ملے۔ چنانچہ وہ بنی اسرائیل کے ایک نبی کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ تو اللہ کے نبی علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ﴿ھل کان لھما لعبۃ یلعبان بھا﴾ کیا ان لڑکوں کا کوئی کھلونا ہے جس کے ساتھ وہ کھیلتے تھے۔ اس نے کہا: ﴿نعم ان لھما جروا صغیرا یلعبان بہ﴾ ہاں ان کا ایک چھوٹا سا کتے کا بچہ کھلونا تھا جس سے وہ کھیلا کرتے تھے۔ اللہ کے نبی علیہ السلام نے فرمایا ﴿فاتنی بہ فاتاہ بہ فوضع النبی خاتمہ بین عینیہ و ارسلہ و قال للرجل اذھب خلفہ و انظر الی ای ذار یدخلھا من دور بنی اسرائیل﴾ اس کھلونے کو میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ لایا گیا تو نبی علیہ السلام نے اپنی مہر اس کھلونے کی آنکھوں کے درمیان لگا کر چھوڑ دیا اور اس شخص سے کہا کہ تم اس کے پیچھے جاؤ اور دیکھو بنی اسرائیل کے جس گھر میں یہ داخل ہوگا۔ اسی میں تیرے لڑکے ہوں گے۔ چنانچہ وہ کھلونا چل پڑا اور بنی اسرائیل کے گھروں کے اندر گھسنے لگا لوگ بھی اس کے پیچھے گھروں کے اندر گھسنے لگے بالاخر وہ ایک گھر میں داخل ہوا اور ایک جگہ پر جا کر اس نے دم ہلانے لگا اور زمین کھودنے لگا۔ لوگوں نے اس جگہ کو کھودا تو دیکھا کہ اس جگہ سے دونوں لڑکوں کی لاشیں مل گئیں۔ جو کہ قتل کیے گئے تھے۔ پھر لوگوں نے نبی علیہ السلام کو اس بات کی خبر دی اور مجرم کو پیش کیا تو ﴿فامر بہ ان یصلب﴾ تو آپ نے اس کو سولی پر لٹکانے کا حکم دیا جب اس کو سولی دی جانے لگی تو اس کی بیوی اس کے پاس آئی اور اس کو کہنے لگی ﴿الم احذرك من ھذا و اقل لك ان اللہ لیس بتارکك وان ضاعك الان قد امتلا و اللہ علی کل شیء قدیر﴾ کیا میں تجھ کو اس کام سے نہیں ڈراتی تھی؟ اور تجھ کو نہیں کہتی تھی کہ بے شک اللہ تجھ کو نہیں چھوڑے گا اور تیری زندگی کا عرصہ پورا ہو چکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چاہے پر قادر ہے۔

77: حکایت ﴿حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ﴾

حضرت جابر بن عبد للہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر کیا تھا اور میں اپنے جس اونٹ پر سوار تھا وہ بہت ہی کمزور تھا: ﴿فجئت به الى النبى صلى الله عليه وسلم فدعا له و قال لى اركب فركبته فصار امام القوم﴾ تو میں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ اور مجھے حکم فرمایا: اس پر چڑھ جاؤ، پس میں اس اونٹ پر چڑھ گیا تو وہ ساری قوم [کے اونٹوں] سے آگے نکل گیا۔ پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ﴿كيف ترى بعيرك﴾ تمہارا اونٹ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا: ﴿اصابته بركتك يا رسول الله صلى الله عليه وسلم﴾ اے اللہ کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی برکت سے وہ طاقتور ہو گیا ہے۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا: ﴿اتبعنيه فاستحييت ولم يكن لى ناضح غيره﴾ کیا تم اس اونٹ کو میرے ہاتھ فروخت کرو گے تو میں شرمسار ہو کیونکہ میرے پاس اس کے علاوہ کوئی دوسرا اونٹ پانی نکالنے کے نہیں تھا۔ یعنی کنواں سے پانی اونٹ کے ساتھ نکال کر کھیتی کو سیراب کرتے تھے۔ تو میں عرض کیا ﴿نعم﴾ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل اس کی قیمت بڑھتے گئے اور مجھ سے فرماتے رہے: ﴿و الله يغفر لك حتى بلغ اوقية من الذهب﴾ اللہ تیری بخشش فرمائے حتی کہ آپ سے سونے کے ایک اوقیہ [اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے] کے ساتھ سودا ہو گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ﴿ولك ركوبه حتى تبلغ المدينة﴾ مدینہ منورہ تک اس پر سوار ہونے کا تجھے حق ہے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ﴿اعطه الثمن و زده ثم ردّ علىّ

جملی﴾ جابر کو قیمت بھی زیادہ عطا کرو اور یہ اونٹ بھی واپس کر دو۔

حضرت سہیلی فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اونٹ خریدنے اور زیادہ قیمت دینے اور پھر اسے واپس کرنے میں حکمت یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ اس فرمانا کی طرف اشارہ کرنا چاہتے تھے۔

﴿ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسهم﴾ ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں خرید لی ہیں۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف بھی اشارہ کیا ﴿الذین احسنوا الحسنیٰ و زیادة﴾ ترجمہ: جن لوگوں نے نیکی کی ان کے لئے بھلائی اور اضافہ ہے۔

اور اس فرمان کی طرف بھی اشارہ ہے ﴿ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا﴾ ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں ان کو مردہ نہ کہو۔ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

78: حکایت ﴿حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردہ زندہ کر کے پھر مار دیا﴾

بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا جس کی بیوی اپنے زمانے کی عورتوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھی۔ اور اس کا شوہر اس سے بہت پیار کرتا تھا۔ ایک دن وہ عورت رضاء الٰہی سے فوت ہو گئی تو اس کا شوہر اس کی قبر پر کافی عرصہ تک جاتا رہا۔ چنانچہ ایک دن وہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گزر ہوا تو آپ نے دیکھا کہ وہ آدمی قبر پر بیٹھا رو رہا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا: ﴿ما یبکیك فقص علیه خبره﴾ تم کیوں رو رہے ہو؟ تو اس نے سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿اتحب ان احییها لك﴾ کیا تو چاہتا ہے کہ میں اس کو تیرے لئے زندہ کر دوں۔ اس نے عرض کیا: (نعم) ہاں میں چاہتا ہوں: ﴿فدعا عیسی علیه السلام صاحب القبر فخرج له عبد اسود و النار تخرج من مناخره و عینیه وما فله﴾ تو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صاحب قبر کو بلایا تو وہاں سے ایک کالے رنگ کا غلام نکلا جس کے ناف، آنکھ اور کان کے سوراخوں سے آگ نکل رہی تھی۔ اس کالے غلام نے کہا: ﴿لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ﴾ اس کے بعد اس اسرائیلی شخص نے عرض کیا: ﴿یا نبی اللہ لیس ھذا القبر بل ھو ھذا و اشار الی قبر اٰخر﴾ اے اللہ کے نبی: یہ میری بیوی کی قبر نہیں ہے ایک دوسری قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ قبر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کالے غلام سے کہا: ﴿ارجع مکانك و الی ما کنت علیہ فسقط میتا فوارہ التراب﴾ تم واپس پہلی حالت میں اپنی قبر میں چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ مردہ ہو کر گرا تو اس پر مٹی ڈال کر اسے چھپا دیا گیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسری قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ﴿قم یا صاحب القبر ھذا القبر باذن اللہ فانشق القبر و خرجت منہ امرائتہ تنفض التراب عن راسھا﴾ اے قبر والے: اللہ کے حکم سے اٹھ جا۔ فوراً قبر پھٹی اور اس سے ایک عورت اپنے سر سے مٹی جھاڑتی ہوئی نکل آئی۔ اس کے شوہر نے دیکھ کر عرض کیا کہ اے روح اللہ: یہی میری بیوی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿فاخذھا﴾ اس کو پکڑ لے۔ پھر اسی وقت اس اسرائیلی آدمی پر نیند کا غلبہ ہوا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا: (انی قد قتلنی السھر علی قبرك قد ارید ان اخذلی راحۃ) تیری قبر پر جاگنے نے مجھے برباد کر دیا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی دیر آرام کر لوں۔ بیوی نے اس سے کہا ﴿افعل فوضع راسہ علی فخذھا و نام﴾ تو سو جا۔ تو اس نے بیوی کی ران پر سر رکھا اور سو گیا۔ اور وہ اسی حالت میں تھا۔ تو اچانک وہاں ایک حسین و جمیل شہزادہ گھوڑے پر سوار ہو کر آ گیا۔ جب اس عورت نے شہزادہ کو دیکھا تو ﴿تعلق قلبھا فالقت راس زوجھا علی الارض و قامت الیہ فلما راٰھا تعلق بھا﴾ اس کا دل اس پر فریفتہ ہو گیا اور اس نے اپنے شوہر کا سر زمین پر رکھا اور شہزادہ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ جب شہزادہ نے اس کو دیکھا تو وہ بھی اس پر فریفتہ ہو گیا۔ عورت نے شہزادہ سے کہا ﴿خذنی

فاردفها خلفه و سارا﴾ مجھے اپنے ساتھ لے چلو۔ شہزادہ نے اس کو اپنے پیچھے گھوڑے پر بیٹھایا اور لے کر بھاگ نکلا۔ جب اس کا شوہر بیدار ہوا تو بیوی کو وہاں نہ پایا۔ تو وہ اس کی تلاش کرنے لگا تو اس کے قدموں کے نشانات پر چلتے ہوئے اس نے تلاش کرلیا اور شہزادہ سے کہا: ﴿یا ابن الملك هذه زوجتي فخل عنها﴾ اے بادشاہ کے بیٹے ؛ یہ میری بیوی ہے اس کو چھوڑ دے۔ بیوی نے انکار کرتے ہوئے کہا ﴿انا جارية ابن الملك﴾ میں تو شہزادہ کی لونڈی ہوں۔ شہزادہ نے کہا ﴿اتريد ان تغير جاريتي﴾ کیا تو مجھ سے میری لونڈی لینا چاہتا ہے؟۔ اسرائیلی نے کہا: ﴿و الله انها زوجتي و ان سيدي عيسىٰ عليه السلام احياها لي بعد موتها فبينما هم كذلك و اذا عيسىٰ عليه السلام بازائهم﴾ اللہ کی قسم: بیشک یہ میری بیوی ہے اور اس کو مرنے کے بعد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے میرے لئے زندہ کیا تھا۔ اسی اثناء وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آ گئے۔ اس اسرائیلی نے عرض کیا ﴿یا روح الله اما هذه زوجتي التي احييتها لي﴾ یا روح اللہ: کیا یہ میری بیوی ہے جس کو آپ نے میرے لئے زندہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا ﴿نعم﴾ ہاں یہ وہی عورت ہے۔ عورت نے جواب دیا: ﴿یا روح الله: انه كذاب و انا جارية ابن الملك﴾ اے روح اللہ: یہ آدمی جھوٹا ہے۔ میں تو شہزادہ کی لونڈی ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿اما انت التي احييتك باذن الله﴾ [اے خاتون] کیا میں نے تجھے اللہ کی حکم سے زندہ نہیں کیا تھا۔ اس عورت نے عرض کیا: ﴿لا و الله یا روح الله﴾ اے روح اللہ: اللہ کی قسم میں وہ عورت نہیں ہوں۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿ردي علينا ما اعطيناك فسقطت ميتة﴾ جو میں نے تجھے زندگی دی ہے اس کو واپس کر دے۔ پس وہ مردہ ہو کر گر پڑی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ﴿من اراد ان ينظر الى شخص مات كافرا فاحيي فامن و مات مؤمنا فلينظر الى ذلك الاسود من اراد ان ينظر الى شخص مات مؤمنا فاحياه الله فكفر و مات فلينظر

الی ھذہ المراۃ﴾ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ ایسے آدمی کو دیکھے جو کافر مرا تھا اور اسکے بعد زندہ ہوا اور ایمان لا کر ایمان کی حالت میں فوت ہوا وہ اس کالے غلام کو دیکھ لے۔ اور جو ایسے آدمی کو دیکھنا چاہتا ہے جو مؤمن فوت ہوا اس کے اللہ تعالیٰ نے اس کو زندگی دی اور وہ کافر ہو کر فوت ہوا تو وہ اس عورت کو دیکھ لے۔

اس واقعہ کو دیکھنے کے بعد اسرائیلی نے قسم کھائی: ﴿انہ لا یتزوج بعد ذلك ابدا و خرج الی البرازی یعبد اللہ تعالیٰ فیھا حتی مات رحمۃ اللہ﴾ کہ وہ کبھی نکاح نہیں کرے گا اور وہ جنگل کی طرف نکل گیا وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا۔ حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمایا۔

79: حکایت ﴿ظلم کا بدلہ﴾

ایک کردی شخص ایک امیر کے ساتھ ایک دستر خواں پر بیٹھا تو دستر خواں پر بھنے ہوئے دو چکور بھی رکھے ہوئے تھے۔ کردی نے ایک چکور اٹھایا اور ہنسنے لگا۔ امیر نے اس سے ہنسنے کی وجہ پوچھی۔ تو اس نے کہا: ﴿قطعت الطریق مرۃ علی تاجر فلما اردت قتلہ تضرع الی فلم اقبلہ فلما رای منی الجد التفت فرای حجلتین علی جبل فقال لھما اشھد الی علیہ انہ یقتلنی ظلما ثم قتلہ فلما رایت ھاتین الحجلتین تذکرت حمقہ فی استشھاد ھما علی فضحکت﴾ میں نے ایک مرتبہ ایک تاجر کو لوٹا اور میں نے جب اس کو قتل کرنا چاہا تو وہ مجھ سے رو کر عرض کرنے لگا لیکن میں نے اس کو قبول نہ کیا۔ جب اس نے میرا پکا ارادہ دیکھا کہ یہ مجھے قتل کر دے گا۔ اس نے پہاڑ پر دو چکور دیکھے تو ان چکوروں سے کہا کہ تم میرے گواہ بن جاؤ کہ یہ مجھے ظلماً قتل کر رہا ہے۔ پھر میں نے اس کو قتل کر دیا۔ تو اب میں نے ان چکوروں کو دستر خواں پر دیکھا تو اس تاجر کی بے وقوفی یاد آ گئی کہ اس نے ان پرندوں کو گواہ بنایا تھا اس لئے ہنسا ہوں۔ جب امیر نے یہ بات سنی تو اس نے کہا: ﴿و

اللہ قد شھدا علیك عند من یا خذ القود فامر بان یضرب عنقه قود﴾ اللہ کی قسم: ان پرندوں نے تیرے خلاف ایک شخص کے پاس گواہی دی ہے جو بندہ قصاص لیتا ہے۔ چنانچہ امیر نے آڈر دیا کہ اس کی گردن اڑا دو۔ تو اس کی گردن اڑا دی۔ و لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

80: حکایت ﴿بھیڑیے کے انجام سے لومڑی نے سبق سیکھا﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ شیر، لومڑی اور بھیڑیا یہ تینوں شکار کے لئے نکلے، انہوں نے ایک گدھا، ہرن اور خرگوش شکار کیا۔ شیر نے بھیڑیے سے کہا: ﴿اقسم بیننا﴾ ہمارے درمیان اس کو تقسیم کرو۔ بھیڑیے نے کہا کہ: ﴿ھذا امر ظاھر الحمار لك و الارنب للثعلب و الظبی لی﴾ تقسیم کا معاملہ تو بالکل واضح ہے۔ کہ گدھا شیر کے لئے اور خرگوش لومڑی کے لئے اور ہرن میرے لئے۔ شیر نے اس کے سر پر طمانچہ مارا۔ پھر لومڑی سے کہا: ﴿اقسم انت بیننا﴾ تو ہمارے درمیان تقسیم کر۔ لومڑی نے عرض کیا تقسیم تو بالکل واضح ہے: ﴿الحمار لغداء الملك و الارنب لعشاء ہ و الظبی لما بین ذلك﴾ کہ گدھا بادشاہ (شیر) کے ناشتہ کے لئے اور خرگوش شام کے لئے اور ہرن ان کے درمیان کے اوقات کے لئے۔ شیر نے خوش ہو کر کہا: ﴿قاتلك اللہ من عرفك ھذہ القسمة﴾ اللہ تعالیٰ تجھے مارے [یہ جملہ اس نے پیار بھرے انداز میں کہے تھے] یہ تقسیم تو نے کہاں سے سیکھی۔ اس نے کہا کہ میں نے یہ تقسیم بھیڑیے کے انجام سے سیکھی۔ جب اس کو طمانچہ پڑا تو وہ بھاگا تھا۔

81: حکایت ﴿لومڑی کی عقل مندی﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ شیر بیمار ہو گیا تو سب جانور اس کی عیادت کے لئے آئے سوا لومڑی کے۔ بھیڑیے نے اس کی شکایت لگائی۔ تو شیر کو لومڑی پر بڑا غصہ آیا۔ جب لومڑی شیر کے پاس حاضر ہوئی تو شیر نے لومڑی سے پوچھا: ﴿ما غیابك

عنا﴾ تو ہم سے کہاں غیب ہوگئی تھی۔ لومڑی نے عرض کیا ﴿کنت فی طلب دوائك﴾ میں تیری دوائی کی تلاش میں تھی۔ شیر نے اسے پوچھا: ﴿فماذا رایت﴾ تو نے کون سی دوائی دیکھی ہے یعنی تجویز کی۔ تو لومڑی نے عرض کیا: ﴿جوزۃ فی ساق ذئب﴾ [تیری بیماری کی دوائی] بھیڑیے کی پنڈلی کی مخ ہے۔ ﴿فضرب الاسد مخلبه فی ساق الذئب فانسل الثعلب﴾ شیر نے پاس بیٹھے ہو بھیڑیے کی پنڈلی پر پنجہ مارا اور اس کی پنڈلی توڑ کر مخ نکال لی۔ بھیڑیا: ٹانگ سے خون بہتا ہوا زخمی حالت میں لومڑی کے پاس سے گزرا تو لومڑی نے بطور مزاق آواز دی ﴿یا صاحب الخف الاحمر اذا جلست عند الملوك فانظر ما یخرج من راسك﴾ ترجمہ: اے سرخ موزے والے جب بادشاہوں کے بیٹھو تو جو تیرے دماغ سے نکل رہا ہے اس پر غور کیا کرو۔ بھیڑیا نے لومڑی کی شیر سے شکایت لگائی تھی۔

82: حکایت ﴿لومڑی سے زیادہ چلاک شخص﴾

یہ مثال بیان کی جاتی ہے کہ قاضی شریح لومڑی سے بھی زیادہ چلاک آدمی تھا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ قاضی شریح ایک بیابان میں جا کر اللہ تعالیٰ عبادت میں مصروف ہوتا تھا۔ لومڑی اس کے سامنے آ کر اس کی نماز میں خلل ڈالتی تھی۔ یہ معاملہ کافی عرصہ تک جاری رہا ایک دن قاضی شریح نے ایک لکڑی پر کپڑا ڈال کر ایک آدمی کی شکل بنا کر اس لکڑی کو کھڑا کر دیا۔ [جس سے لومڑی نے سمجھا یہ قاضی ہے] لومڑی اپنی عادت کے مطابق آئی تو اس نے سمجھا یہ قاضی ہے۔ لیکن وہ پیچھے چھپا ہوا تھا۔ قاضی نے پیچھے سے آ کر اچانک اس کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ اس سے مثال مشہور ہوگئی کہ قاضی شریح تو لومڑی سے زیادہ چالاک ہے۔

83: حکایت تباہ ہونے سے بچ گیا

ایک شخص جنگل میں رہتا تھا: (لہ دیك یوقظه الی الصلوٰة و کلب یحرسه من اللصوص و حمار یحمل علیه ماء ہ و خباء ہ﴾ اس کے پاس ایک مرغا تھا جو اس کو نماز کے لئے جگاتا تھا۔ اور ایک کتا تھا جو اس کی چوروں سے حفاظت کرتا تھا۔ ایک گدھا تھا جس پر وہ اپنا پانی اور دیگر سامان لاتا تھا۔ اور اس کا خیمہ بھی وہاں تھا۔ وہ شخص اپنے قریبی قبیلوں میں سے کسی قبیلے کے پاس گپ شپ لگانے کے لئے آیا اس مجلس میں اس کے پاس یہ خبر آئی کہ ﴿ان الثعلب اکل الدیك﴾ لومڑی اسکے مرغ کو کھا گئی ہے۔ اس نے کہا: ﴿یکون خیر ان شاء اللّٰہ تعالیٰ﴾ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اسمیں ضرور کوئی بہتری ہوگی۔ پھر اسے خبر ملی: ﴿ان الکلب مات﴾ کہ اس کا کتا مر گیا ہے۔ اس نے کہا ﴿یکون خیر ا ان شاء اللّٰہ تعالیٰ﴾ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس میں کوئی بہتری ہوگی۔ پھر اس کو پہنچی: ﴿ان الذئب بقر بطن حمارہ﴾ کہ بھیڑیا نے اس کے گدھے کو پھاڑ دیا ہے۔ اس نے پھر اسی طرح کہا: ﴿عسی ان یکون خیرا ان شاء اللّٰہ تعالیٰ﴾ کہ قریب ہے کہ اس میں بھی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کوئی بہتری ہوگی۔ حالانکہ اس قبیلے کے لوگوں نے دھوکہ سے اس کے مرغ، کتا، اور گدھا کو غائب کیا تھا۔ جب رات آئی تو یہ شخص اپنی گھر واپس آیا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو اس نے ان قبائل کو دیکھا کہ دشمن نے ان کو قیدی بنالیا اور مال لوٹ لیا۔ اس نقصان کو سبب اس کے مرغ کا بولنا، کتے کو بھونکنا اور گدھے کا آواز نکالنا تھا۔ اس شخص نے اپنے خیمہ میں سلامتی کیساتھ رات بسر کی اور اس کے قریب مذکورہ جانوروں کی ہلاکت میں واقعہ ہی بہتری ہوئی۔

84: حکایت ﴿نفس کی مخالفت اور مردہ بکری﴾

بعض حضرات سے یہ حکایت بیان کی جاتی ہے۔ کہ ہم نے اپنے پڑوسی سے بھنا ہوا بکری کا ایک بچہ کھانے کے لئے خریدا تو اچانک ایک فقیر آ گیا۔ ہم نے اسے اپنے ساتھ کھانے میں شامل کرنے کے لیے بلایا: ﴿فاخذ لقمة و اهوى بها الى فمه ثم لفظها و اعتزل عنا﴾ تو اس نے ایک لقمہ لیا اور اس کو اپنے منہ کی طرف لے جا کر پھینک دیا اور ہم سے الگ ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ ایک وجہ ہے جس نے مجھ کو اس کھانے سے روکے رکھا۔ ہم اس سے کہا: ﴿لا نا كل الا ان تا كل﴾ کہ اگر تم نہیں کھاؤ گے تو ہم بھی نہیں کھائیں گے۔ اس نے کہا کہ: ﴿اما انا فقير فلا اكل وما انتم فبمراد كم﴾ میں فقیر آدمی ہوں میں نہیں کھاؤں گا۔ تمہاری تو یہی مراد تھی۔ پھر وہ فقیر وہاں سے چلا گیا۔ اس کی وجہ سے ہم نے بھی کھانے کو ناپسند کیا۔ پھر ہم اس کے مالک کو بلا کر پوچھا کہ اس کے ناپسند یعنی مکروہ ہونے کی کیا اصلیت کیا ہے۔ اس نے کہا: ﴿انه ميته و ان نفسه حرصت على بيعه لاجل ثمنه﴾ بے شک یہ مردار تھا اور اس کے نفس نے اس کو اس کی قیمت کی وجہ سے بیچنے پر اکسایا۔ چنانچہ ہم اس کو کتوں کے آگے پھینکا۔ اس کے بعد ہم نے فقیر کو دیکھا اور اس سے وہ کھانا نہ کھانے کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا ﴿و الله لی منذ سنين ما شرهت نفسى على اكل فلما قد متم الى هذا الشوى شرهت نفسى للاكل شرها قويا فعلمت ان له علة فتركت اكله فانظر يا اخى حماية الله لعبيده﴾ ترجمہ: اللہ کی قسم: کئی سال ہو گئے ہیں کہ میرے نفس نے کھانے پر کبھی لالچ نہیں کیا جب تم نے بھنا ہوا گوشت میرے سامنے پیش کیا تو میرے نفس نے کھانے کا بہت لالچ کیا۔ تو میں اس سے جان گیا کہ کوئی علت اور سبب ضرور ہے۔ تو میں نے کھانا چھوڑ دیا۔ اے میرے بھائی: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حمایت کس طرح فرماتا ہے۔

85: حکایت ﴿سانپ سے دوستی اچھی نہیں﴾

ایک دیندار اور نیک آدمی شکار کے لئے اپنے گھر سے نکلا تو اس نے دیکھا کہ ﴿واذا حیة فی غایة الوجل﴾ ایک سانپ انتہائی خوف کی حالت میں ہے۔ سانپ نے اس نیک شخص سے کہا ﴿اجرنی یا ھذا اجارك الله من عدو خلفی یرید قتلی﴾ اے خدا کے بندے: مجھے اس دشمن سے بچایئے جو میرے پیچھے لگا ہوا ہے اور مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے بچائے گا۔ اس نیک شخص نے سانپ کو اپنی چادر میں چھپانا چاہا تو سانپ نے کہا: ﴿ان اردت اصطناع المعروف فافتح لی فمك لادخل فی جوفك﴾ اگر تم نیکی کرنا ہی چاہتے ہو تو میرے لئے اپنا منہ کھولو تا کہ میں تمہارے پیٹ میں داخل ہو جاؤں۔ اس شخص نے کہا: ﴿اخشی منك﴾ میں تجھ سے ڈرتا ہوں۔ سانپ نے کہا: ﴿فعاھدته انھا لا تؤذیه و اخبرته انھا من امة محمد صلی الله علیه وسلم﴾ میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ تجھے تکلیف نہیں دوں گا۔ کیونکہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہے۔

اس نے اپنا منہ کھولا تو سانپ اندر چلا گیا۔ پھر اس کے پاس ایک آدمی آیا جس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس نے سانپ کے بارے میں پوچھا۔ اس نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا: ﴿لم ارھا ثم استغفر الله من قوله لم ارھا مائة مرة﴾ میں نے سانپ کو نہیں دیکھا پھر اس نے اس جھوٹ پر اللہ تعالیٰ سے سو مرتبہ توبہ استغفار کی۔ سانپ نے اپنا سر اپنے دشمن کو دیکھنے کے لئے باہر نکالا۔ اس شخص نے بتایا کہ وہ چلا گیا ہے اور سانپ کو باہر نکلنے کیلئے کہا۔ تو سانپ نے کہا: ﴿الآن یا ھذا اختر لنفسك احدی الموتتین واما افتت کبدك واما انقب فؤادك﴾ اب تو اپنی خیر منا۔ اے شخص اب تو دو موتوں میں سے کسی ایک کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جا۔ یا تو میں تیرا جگر ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا یا تیرے دل میں سوراخ کر ڈالوں گا۔ اس شخص نے

کہا ﴿سبحان الله این العهد الذی بیننا﴾ سبحان اللہ: ہمارے درمیان جو عہد ہوا تھا وہ کہاں گیا۔ یہ سن کر سانپ نے کہا ﴿ما رایت احمق منك انسیت عداوتی لا بیك ادم و انی اخرجته من الجنة وما حملك علی اصطناع المعروف مع غیر اهله﴾ میں نے تم سے زیادہ بیوقوف شخص کوئی نہیں دیکھا۔ کیا تو اپنے باپ آدم کے ساتھ میری دشمنی بھول گیا۔ کہ میں نے انہیں جنت سے نکالا تھا۔ اور نا اہل کے ساتھ نیکی کرنے کے لئے تجھے کس نے کہا تھا۔ اس نے سانپ سے کہا: ﴿ان کان لا بد من قتلی فدعنی حتی اصنع لنفسی موضعا عند هذا الجبل﴾ اگر میرا قتل کرنا ضروری ہے تو مجھے چھوڑ تا کہ میں اس پہاڑ کے پاس اپنے لئے کوئی ٹھکانا بنا لوں۔ چنانچہ اس پر سانپ نے کہا: ﴿شانك و ما ترید﴾ جو تو چاہتا ہے وہ کر لے۔ چنانچہ اس نے: ﴿فرفع طرفه الی السماء و قال یا لطیف الطف بلطفك الخفی یا لطیف یا قدیر اسئلك با لقدرة التی استویت بها علی العرش فلم یعلم العرش این مستقر یا حکیم یا علیم یا علی یا عظیم یا حیی یا قیوم یا الله الا ما کفیتنی من هذه الحیة﴾ اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے عرض کیا اے لطیف اپنے لطف کرم سے مجھ پر مہربانی فرما ﴿یا لطیف، یا قدیر﴾ میں تجھ سے تیری اس قدرت کا سوال کرتا ہوں۔ جس کے ساتھ تو عرش پر ہمیشہ غالب ہے۔ اور عرش نے تیری قیام گاہ کو نہیں جانا کہ وہ کہاں ہے ﴿یا حکیم، یا علیم، یا حیی، یا قیوم﴾ کیا تو مجھے اس سانپ سے نہیں بچا سکتا۔ اس کے بعد وہ پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ تو اسے ایک آدمی ملا جس کو حلیہ یہ تھا: ﴿شیخ صبیح الوجه طیب الریح نقی الثیاب فاعطانی ورقة خضراء وقال لی کل هذه الورقة فاکلتها فنزلت الحیة قطعا قطعا وسکن جزعی﴾ کہ وہ روشن چہرے والے بزرگ تھے۔ خوشبو دار اور پاک کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میرے پاس آئے اور مجھے ایک سبز پتی دے کر فرمانے لگے۔ کہ اسے کھا جاؤ۔ چنانچہ میں اس کو کھا گیا۔ جس سے وہ

سانپ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر میرے پیٹ سے باہر نکلا۔ میری بے قراری سکون میں بدل گئی۔ میں نے اس بزرگ سے پوچھا: ﴿من انت ایھا الرجل الذی من اللہ بك علی﴾ اے بندے خدا! تو کون ہے جس نے مجھ پر احسان کیا ہے؟۔ اس بزرگ نے فرمایا: ﴿انك لما دعوت اللہ بھذا الدعاء ضجت ملائکۃ السموات السبع الی اللہ تعالیٰ عزوجل﴾ جب تو نے اللہ تعالیٰ سے [اس مذکورہ بالا] دعا کے ساتھ دعا کی تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وعزتی جلالی رایت کل ما فعلت الحیۃ بعبدی و امرنی ان اذھب الی الجنۃ و اٰخذ ورقۃ من شجرۃ طوبیٰ و الحقك بھا و انا یقال لی المعروف و مقری فی السموات و علیك باصطناع المعروف فانہ یقی مصارع السوء وان ضیعہ المصطنع الیہ لم یضیع عند اللہ تعالیٰ﴾ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ جو سانپ نے میرے بندے کے ساتھ کیا میں نے اس کو دیکھا ہے۔ پھر مجھے حکم دیا کہ میں جنت جا کر درخت طوبیٰ سے ایک پتی لوں اور اس کو تمہارے پاس لے کر آؤں۔ اور تم سے ملاقات کروں۔ میں وہ آدمی ہوں جس کو آسمانوں میں معروف اور مقری کہا جاتا ہے۔ تم نیکی کو لازم پکڑے رہو۔ اس لئے کہ بے شک نیکی برے انجام سے بچاتی ہے۔ اگر وہ آدمی جس کے ساتھ نیکی کی گئی ہے اس نیکی کو ضائع کردے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ نیکی ضائع نہیں کی جاتی۔ واللہ اعلم

86: حکایت ﴿دین کو دنیا کی کمائی کا ذریعہ بنانا ہلاکت ہے﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک آدمی لوگوں سے حدیث بیان کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات بیان کی ہے۔ مجھ سے نجی اللہ نے یہ بات بیان کی ہے۔ اور صفی اللہ نے مجھ سے یہ بات بیان کی ہے۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو نہیں دیکھا تھا۔ پھر ﴿جاء رجل

﴿الی موسیٰ و معه خنزیر فی حبل اسود قال لموسیٰ یا نبی الله هل تعرف فلانا فقال اسمع به فقال هو هذا الخنزیر﴾ ایک آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور اس کے ساتھ خنزیر بھی تھا جو کالے رنگ کی رسی سے بندھا ہوا تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا: اے اللہ کے نبی، کیا آپ نے فلاں شخص کو پہچانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے اس کے متعلق سنا ہے اور وہ یہی شخص ہے جس کو تو نے رسی سے باندھا ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اس کو پہلی حالت میں کر دے تا کہ میں اس سے پوچھا سکوں کہ اس کے ساتھ یہ معاملہ کیوں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: ﴿یا موسیٰ لو دعوتنی بما دعانی به آدم فمن دونه ما اجبتك فیه ولکن انا اخبرك لما ذا صنعت به ذلك لانه کان یا کل الدنیا بالدین﴾ اے موسیٰ: اگر تم اس دعا کے ساتھ بھی دعا کرتے جو آدم اور ان ساتھ لوگوں نے کی تھی تو میں پھر بھی تیری دعا کو قبول نہ کرتا۔ لیکن میں تجھے یہ بتا دیتا ہوں کہ میں نے اس کے ساتھ ایسا کیوں کیا ہے؟۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آدمی دین کے بدلے دنیا کماتا تھا۔ واللہ اعلم

87: حکایت ہر چیز کے بنانے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک شخص نے گبر وندا دیکھا کر کہا: ﴿هذه خلق مشوه لا خلقها حسن و لا ریحها طیب فماذا یرید الله بخلقها﴾ یہ بری مخلوق ہے نہ اس کی شکل اچھی ہے اور نہ ہی اس کی بو پاک ہے۔ اس کو پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ پتا نہیں کیا حکمت تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ایسے زخم میں مبتلاء کر دیا کہ اس کے علاج سے تمام حکیم عاجز آ گئے۔ اور وہ مایوس ہو گیا۔ ابھی دوران اس نے ایک کاہن شخص کی آواز سنی جو گلیوں میں آواز دے رہا تھا۔ تو بیمار نے کہا: ﴿علیّ به حتی ینظر فی امری﴾ اس کو میرے پاس بلا کر لاؤ تا کہ وہ میرا زخم دیکھ سکے۔ لوگوں کہنے

لگے: ﴿ما تصنع بطرقی وقد عجز عنك حذاق الاطباء﴾ تو اس کاہن کو کیا کرے گا؟ جبکہ تیرے علاج سے بڑے ماہر طبیب عاجز آ گئے ہیں۔ اس بیمار نے کہا: ﴿لا بد من حضوره عندی﴾ اس کا میرے پاس آنا بہت ضروری ہے۔ بالآخر لوگ اس کو بلا لائے۔ جب اس نے زخم دیکھا تو کہنے لگا: ﴿بان یا توه بخنفساء﴾ ایک گبروندا لاؤ۔ لوگ ہنسنے لگے۔ لیکن اس بیمار کے دل میں گبروندے کے متعلق کہی ہوئی بات گردش کرنے لگی۔ اس نے لوگوں سے کہا: ﴿احضروا له ما طلب فان الرجل علی بصیرة فی امره فاحضروها له فحرقها و ذرله من رمادها علی القرحة فبرئت باذن الله تعالیٰ﴾ جو اس کاہن نے مانگا ہے وہ حاضر کرو۔ کیونکہ یہ آدمی اپنے کام میں بصیرت رکھتا ہے۔ چنانچہ لوگوں نے گبروندا اس کے سامنے حاضر کر دیا۔ اس نے اس کو آگ میں جلا کر اس کی خاک اس کے زخم پر لگائی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ تندرست ہو گیا۔ اس کے بعد بیمار حاضرین سے کہنے لگا ﴿اعلموا ان الله تعالیٰ اراد ان یعرفنی ان فی اخش مخلوقاته اعز الادویة وهو الحکیم الخبیر﴾ اے لوگو: یہ بات جان لو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بتانا چاہا ہے کہ اس کی حقیر سی مخلوق بھی بہترین شفاء دے سکتی ہے۔ اور اللہ حکمت والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

88: حکایت ﴿اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق﴾

حضرت ابو موسیٰ اشعری، ابو مالک اور ابو عامر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی اور دورانِ ہجرت ان حضرات سے زادِ راہ یعنی کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا۔ انہوں نے: ﴿فارسلوا قاصدا منهم الی النبی صلی الله علیه وسلم لیسئله عن زاد لهم فلما الیه سمعه﴾ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد بھیجا تاکہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے لیے زادِ راہ مانگے۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے سنا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں: ﴿وما من

دآبة فی الارض الا علی الله رزقها﴾ ترجمہ: زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں ہے مگر اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ قاصد نے سوچا کہ اشعریوں کا رزق بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کے حاضر ہوئے بغیر واپس آ گیا اور کہنے لگا: ﴿ابشروا فقد جاء کم الغوث﴾ تم کو خوشخبری ہو کہ تمہارے پاس غوث آ گیا۔ یعنی فریاد رس۔ اشعریوں نے سمجھا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی ہے۔ اسی اثناء میں ان کے پاس دو آدمی آئے ﴿و معهما قصعة مملوٴة خبزا ولحما فکلوا ما شاء﴾ جن کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ تھا جو روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ پس ان لوگوں نے جتنا چاہا وہ کھایا۔ ان میں سے بعض لوگوں نے کہا: ﴿ردوا بقیة هذا الطعام علی رسول الله صلی الله علیه وسلم﴾ کہ بقیہ کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیج دیا جائے۔ پھر وہ لوگ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا ﴿یا رسول الله صلی الله علیه وسلم ما راینا طعاما احسن و لا اطیب من الطعام الذی ارسلته الینا﴾ اے اللہ کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کھانا آپ نے ہمارے پاس بھیجا تھا اس سے اچھا اور بہتر کھانا کبھی نہیں کھایا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ما ارسلت علیکم شیئا﴾ میں نے تو تمہارے پاس کوئی چیز نہیں بھیجی۔ انہوں نے عرض کیا ﴿انهم ارسلوا قاصد امنهم الیه لیسأله فی طعام﴾ انہوں نے ایک قاصد آپ کی طرف بھیجا تھا تاکہ وہ آپ سے کھانا کے بارے میں سوال کرے۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قاصد سے پوچھا۔ تو اس نے سارا واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا ﴿هو رزق ساقه الله تعالی الیکم حتی اکلتم و شبعتم﴾ وہ ایسا کھانا تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے صرف تمہارے لئے بھیجا تھا تاکہ تم خوب پیٹ بھر کر کھاؤ۔

89: حکایت ﴿بیوقوف کی حماقت﴾

ا: حمزہ مدائنی کہتے ہیں کہ ایک بے وقوف آدمی تھا جس کا نام جحی تھا اس کی بے وقوفیوں میں سے ایک یہ بھی تھی ﴿انه کان یحفر فی صحراء﴾ کہ وہ ایک صحراء میں ایک جگہ کھودرہا تھا۔ ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا تو اسنے پوچھا ﴿لماذا تحفر﴾ یہ کیوں کھودرہے ہو؟۔ اس بے وقوف نے کہا: ﴿دفنت دراهم ولم اهتد الی مکانها﴾ میں نے اس میں درھم دفن کیے تھے وہ اس جگہ مجھے مل نہیں رہیں۔ اس نے بے وقوف سے پوچھا ﴿کنت اعلمت علیها علامة﴾ تو نے اس کی کوئی نشانی رکھی تھی۔ کہنے لگا، میں نے یہ یہ [نشانی] رکھی تھی۔ اس نے پوچھا یہ کون سی نشانی تھی۔ تو بے وقوف نے جواب دیا: ﴿سحابة کانت تظللنی وقت دفنها فضحك ذهب وترکه ومن حمقه﴾ بادل مجھ پر سایہ کیے ہوئے تھا جب میں نے درہموں کو دفن کیا تھا۔ وہ آدمی مسکرایا اور اس کو چھوڑ کر چلا گیا۔

۲: جحی کی بے وقوفیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ رات کے آخری پہر میں اندھیر میں گھر کے دالان سے نکلا تو اس نے ایک مقتول سے ٹھوکر کھائی۔ جو دالان میں پڑا ہوا تھا۔ تو اس بے وقوف نے اس کو اٹھا کر ایک کنواں میں ڈال دیا جو وہاں پر تھا۔ پھر اس کے باپ کو خبر دی تو اس نے مقتول کو کنواں سے نکالکر دفن کر دیا۔ پھر اس پاگل نے ایک مینڈھے کا گلا دبا کر کنوئیں میں ڈال دیا۔

اتنے میں اس مقتول کے وارث گھر سے نکل کر کوفے کی گلیوں میں اس پاگل کو تلاش کر رہے تھے۔ لوگ اس بے وقوف کے گھر پہنچے تو اس سے مینڈھے کے بارے میں پوچھا ﴿انا القیته فی البئر فانزلوه فی البئر لیخرج لهم فلما نزل ناداهم یا اهل القتیل هل لقتیلکم قرون فضحکوا منه وذهبوا﴾ تو اس نے کہا کہ میں نے اس کو کنواں میں پھینک دیا ہے۔ جب وہ کنواں میں اترے تو اس نے پیچھے سے آواز

دی۔ اے مقتول کے ورثاء کیا تمہارے مقتول کے سینگ تھے تو لوگ یہ بات سن کر ہنسے اور وہاں سے چلے گئے۔

۳: اس کی بے وقوفیوں میں سے ایک یہ بھی تھی۔ ابو مسلم خولانی نے ایک شخص کو جحی کے پاس بھیجا اس کا نام یقطین تھا۔

90: حکایت ﴿شیر کی عقل مندی﴾

ایک مرتبہ ایک انسان شیر سے بھاگ کر کنوئیں میں جا گرا تو شیر بھی اس کے پیچھے کنوئیں میں واقع ہو گیا تو شیر نے کنوئیں میں ایک ریچھ کو دیکھا تو اس سے پوچھنے لگا: تو کتنے عرصہ سے یہاں پر ہے۔ اس نے کہا کہ میں کئی دنوں سے اس کنوئیں میں گرا ہوں اور بھوک مجھے قتل کر رہی ہے۔ اگر ہمیں اجازت ہو تو ہم اس انسان کو کھا لیں یہ ہماری بھوک کے لئے کافی ہے۔ شیر نے کہا کہ اگر دوسری بار پھر بھوک لگی تو ہم کیا کریں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم انسان نے معاہدہ کرتے ہیں کہ ہم اسے کوئی تکلیف نہیں دیں گے اور یہ ہمیں باہر نکالنے کو کوئی حیلہ کرے کیونکہ یہ باہر نکالنے کا حیلہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ پس ان دونوں نے معاہدہ کیا حتی کہ انسان نے حیلہ کر کے خود بھی جان بچالی اور ان دونوں کی جان بھی بچائی۔ پس ریچھ نے مکمل شیر کی آنکھ سے دیکھا۔

91: حکایت ﴿انسان کی عقل مندی﴾

یہ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک انسان شیر سے بھاگ کر درخت پر چڑھ گیا۔ اور درخت پر پہلے سے ریچھ بیٹھا پھل توڑ رہا تھا۔ تو شیر بھی درخت کے نیچے بیٹھ کر انسان کے اترنے کا انتظار کرنے لگا۔ انسان نے جب ریچھ کی طرف دیکھا تو اسے اپنی انگلی سے اشارہ کیا کہ چپ ہو جا تا کہ شیر کو پتا نہ چلے کہ ہم یہاں پر ہیں۔ لیکن انسان ریچھ کو دیکھ کر بڑا پریشان تھا ﴿وکان معه سكين لطيف فاخذ يقطع الغصن الذى عليه الدب حتى ابهاه فوقع الدب على الارض فوثب عليه الاسد فتصا

فافترس الاسد الدب وکر راجعا و نجی باذن اللہ تعالیٰ﴾ اوراس کے پاس ایک چھوٹی سی چھری تھی جس سے اس نے وہ شاخ کاٹ ڈالی جس پر ریچھ بیٹھا تھا۔ تو ریچھ زمین پر گر پڑا تو شیر اس پر جھپٹا پڑا اور اس کو پھاڑ ڈالا۔ اور واپس چلا گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ حکم سے انسان بچ گیا۔

92: حکایت ﴿فقیر کو نہ دینے کا انجام﴾

ایک شخص کھانا کھا رہا تھا اور اس کے سامنے بھنا ہوا مرغ پڑا ہوا تھا۔ ایک مانگنے والے نے اس سے سوال کیا لیکن ﴿فرده خائبا﴾ اس نے فقیر کو خالی لوٹا دیا۔ حالانکہ وہ آدمی مالدار تھا: ﴿فوقع بينه و بين زوجته فرقة تزوجت بغيره فبينما الزوج الثاني يا كل و بين يديه دجاجة مشوية فوقف به سائل﴾ پس ان دونوں میاں بیوی کے درمیان جدائی واقعہ ہو گئی۔ اور اس کی بیوی نے دوسرا نکاح کر لیا۔ چنانچہ دوسرا شوہر ایک دن کھانا کھا رہا تھا تو اس کے سامنے ایک فقیر آ کر کھڑا ہو کر سوال کرنے لگا۔

اس نے اپنی بیوی سے کہا: ﴿ناوليه الدجاجة المشوية فدفعتها اليه فتاملته فاذا هو زوجها الاول﴾ اس مانگنے والے کو بھنا ہوا مرغ دے دو۔ اس نے مرغ فقیر کو دیا اور اس کو غور سے دیکھا کہ وہ مانگنے والا اس کا پہلا شوہر تھا۔ اس نے اپنے دوسرے شوہر سے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ اس کا پہلا شوہر تھا۔ اور اس عورت نے اپنے پہلے شوہر کا واقعہ بیان کیا کہ اس نے ایک فقیر کو خالی واپس کیا تھا اور اس کو کچھ نہیں دیا تھا۔ دوسرے شوہر نے اپنی بیوی سے کہا: ﴿وانا والله ذلك السائل قد خولني الله نعمه و اهله لقلة شكره الله تعالیٰ﴾ اللہ کی قسم وہ پہلا مانگنے والا فقیر میں ہی ہوں۔ بے اللہ تعالیٰ نے اس کی نعمتیں اور اس کی بیوی مجھے عطاء فرما دی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے شکر کرنے میں کمی کر دی۔

93: حکایت ﴿خاندانی لوگ﴾

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک اعرابی نے کہا کہ میں ایک دن سفر پر نکلا۔ اور میں رات ایک دیہاتی کے خیمہ میں بسر کی۔ تو اس کی بیوی نے مجھے دیکھ کر کہا تم کون شخص ہو۔ میں نے کہا: میں مہمان ہوں۔ اس نے کہا کہ اتنے بڑے صحرا میں ہمارے پاس مہمان نہیں آتا۔ پھر اُس نے: ﴿فطحنت برا و عجنته و جلست تاکل فبینما﴾ گندم کا آٹا پیسا اور گوندھ کر کھانا تیار کرنے کے لئے بیٹھا گئی۔ اسی دوران اس کا شوہر آیا اس کے پاس دودھ تھا۔ اس نے پوچھا: کون آدمی۔ میں نے کہا کہ میں مہمان ہوں۔ اس نے ﴿مرحبا اهلا وسهلا فسقانی من اللبن وقال لعلک ما اکلت شیئا﴾ مجھے مرحب کہہ کر مجھے دودھ پلایا اور کہا کہ شائد تم نے ابھی تک کوئی چیز نہیں کھائی۔ میں نے کہا ﴿لا واللہ﴾ اللہ کی قسم۔ میں نے ابھی تک کوئی چیز نہیں کھائی۔ پھر وہ اپنی بیوی سے غصے ہو کر کہنے لگا ﴿ویلک قد اکلت ولم تطعمی الضیف﴾ تیری بربادی ہو۔ تو نے خود تو کھا لیا لیکن میرے مہمان کو ابھی تک کچھ نہیں کھلایا۔ بیوی نے کہا: ﴿ما اصنع بہ واللہ لا اطعمہ عن طعامی﴾ اللہ کی قسم: مجھ سے کھانا نہیں بنتا اور میں اسے اپنی کھانے سے نہیں کھلاؤں گی۔ کافی دیر ان کے درمیان بحث ہوتی رہی۔ بالآخر شوہر نے اپنی بیوی کا سر پھاڑ دیا۔ اعرابی کہتا ہے کہ پھر اس نے میرے اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت پکا کر خود بھی اور مجھے بھی کھلایا۔ پھر کہنے لگا ﴿واللہ لا یبیت ضیفی عندی جائعا﴾ اللہ کی قسم: میرا مہمان میرے پاس بھوکا رات نہیں گزارے گا۔ اس کے بعد وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا کچھ دیر کے بعد واپس آیا اور اس کے ساتھ ایک اونٹ بھی تھا۔ جو وہ خرید کر لایا تھا اور مجھ سے کہنے لگا: ﴿خذ هذه فی ناقتک وزودنی خبزا ومن اللحم الباقی﴾ یہ اونٹ اپنے اس اونٹ کے عوض میں لے لو۔ جو میں نے تیرا اونٹ ذبح کیا تھا۔ اور مجھے روٹی، اور بچا ہوا گوشت بھی دیا۔

پھر میں وہاں سے چلا ایک اور دیہاتی کے خیمے میں رات گزاری۔ جب اس کی

بیوی نے مجھے دیکھا تو کہنے لگی۔کون شخص۔ میں نے کہا: میں مہمان ہوں۔اس نے کہا: ﴿مرحبا و اهلا و سهلا و عمدت الی بر فطحنت و عجنت و خبزت وروقه لبنا و زبد او قد مته بين يدى و معه دجاجة مشوية﴾ تمہارا آنا مبارک ہو۔پھر اس نے اٹھ کر گندم کا آٹا پیسا اور آٹا گوندکر اس سے روٹی پکائی اور دودھ مکھن کے ساتھ میرے سامنے رکھی اور ساتھ بھنا ہوا گوشت بھی تھا۔اور مجھ سے کہا: تم کھاؤ۔اور ساتھ معذرت بھی کی کہ جو ہمارے پاس تھا وہ خدمت کے لئے پیش کر دیا ہے۔اتنے میں اس کا شوہر بھی آ گیا۔اس نے کہا: ﴿من الرجل﴾ کون شخص ہے۔میں نے کہا: مہمان ہوں۔اس نے کہا: ﴿وما يصنع الضيف عندنا﴾ ہمارے پاس مہمان نہیں آتے۔پھر وہ اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے کہنے لگا: ﴿این طعامی﴾ میرا کھانا کہاں ہے؟۔بیوی نے کہا: ﴿قدمته للضيف﴾ میں نے مہمان کو کھلا دیا ہے۔کہنے لگا: ﴿ومن امرك باطعام طعامی الضيف﴾ تجھے میرا کھانا مہمان کو دینے کے لئے کس نے کہا تھا۔ان کے درمیان بات طول پکڑ گئی۔شوہر نے غصہ میں آکر بیوی کا سر پھاڑ دیا تو مہمان نے کہا: ﴿فجعلت اضحك﴾ میں ہنسنے لگا۔تو وہ آدمی میری طرف آیا اور مجھے کہنے لگا: ﴿ما يضحك فقصصت عليه قصتی بالامس﴾ تو کیوں ہنس رہا ہے۔تو میں نے اس سے کل والا واقعہ بیان کیا۔تو اس آدمی نے کہا ﴿يا هذا تلك المراه اختی و ذلك الرجل اخو زوجتی﴾ اے مہمان شخص۔وہ عورت میری بہن تھی اور اس کا شوہر میری بیوی کا بھائی تھا۔یہ معاملہ دیکھا کر مجھے بہت تعجب ہوا۔

94: حکایت ﴿درندے کا پیار کرنا﴾

ا: حکایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت شیبان کو لوگوں نے درندہ کے آگے پھینک دیا تاکہ وہ آپ کو نگل جائے۔ ﴿فجعل السبع يشمه و يبصبص﴾ درندہ نے آپ کو

سونگھا اور دم ہلانے لگا۔ آپ سے پوچھا گیا ﴿ماذا قلت حین القیت بین یدیه﴾ کہ جب آپ کو درندے کے آگے ڈالا گیا تو آپ نے کیا کہا تھا۔ حضرت شیبان نے جواب دیا: ﴿ما قلت له شیئا﴾ میں نے اس درندہ کو کچھ نہیں کہا۔ لیکن میں نے فقہاء کے قول میں غور وفکر کیا تھا۔ جو درندوں کے جھوٹے کے متعلق تھا۔ لیکن یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت شیبان نے سفیان ثوری کے ساتھ حج کیا: ﴿فعرض لهما سبع ففزع منه سفیان فاخذ شیبان باذن السبع وعرکها فخضع له السبع و حرك ذنبه وقال و الله لو لا خوف الشهرة لو ضعت ردائی علیه حتی اصل الی مكة المشرفة﴾ ان کے سامنے راستے میں ایک درندہ آیا تو حضرت سفیان درندہ کو دیکھ گھبرا گئے لیکن حضرت شیبان نے درندہ کا کان پکڑ کر مروڑا تو درندہ نے ان سے عاجزی کی اور اپنی دم ہلائی۔ حضرت شیبان نے فرمایا: اللہ کی قسم: اگر شہرت کا ڈر نہ ہوتا تو میں اس درندے کی پیٹھ پر چادر رکھتا حتی کہ سیدھا میں مکہ شریف پہنچا جاتا۔

۲: ﴿جاہل فقیہ﴾

ایک مرتبہ امام شافعی اور امام احمد حضرت شیبان کے پاس سے گزرے تو آپ بکریاں چرا رہے تھے۔ حضرت امام احمد نے فرمایا: ﴿لاسئلن هذا الراعی لاری جوابه﴾ میں اس چرواہے سے ضرور سوال کروں گا تاکہ اس کا جواب دیکھوں۔ حضرت امام شافعی نے فرمایا: ﴿لا تتعرض له﴾ اس سے چھیڑ چھاڑ نہ کرو۔ امام احمد نے فرمایا: یہ ضروری ہے چنانچہ وہ حضرت شیبان کے پاس گئے اور ان سے پوچھا: ﴿یا شیبان ما تقول فیمن صلی اربع رکعات فسها فی اربع سجدات فماذا یلزمه﴾ اس آدمی کے متعلق کیا فرماتے ہو جس نے چار رکعت نماز پڑھی اور چار سجدوں میں سہو کیا۔ ایسے نمازی کے لئے کیا حکم ہے؟۔

حضرت شیبان نے فرمایا: ﴿تسالنی عن مذهبنا ام عن مذهبکم﴾ تم مجھ سے میرے مذہب کے مطابق مسئلہ پوچھنا چاہتے ہو یا اپنے مذہب کے مطابق۔ امام

احمد نے فرمایا: ﴿اھما مذھبان﴾ کیا وہ دونوں دو مذہب ہیں۔ حضرت شیبان نے فرمایا: ﴿نعم﴾ ہاں۔ امام احمد نے فرمایا ﴿اخبرنی عنھما﴾ دونوں مذہبوں کے مطابق جواب دے دو۔

حضرت شیبان نے فرمایا: تمہارے مذہب میں اس نمازی پر دو رکعت لازم ہیں۔ اور وہ غلطی کی وجہ سے سجدہ سہو کرے گا۔ لیکن ہمارے مذہب میں اس نمازی پر لازم ہے کہ اپنے دل کو عتاب دے حتی کہ وہ دوبارہ غلطی کی طرف نہ جائے۔

پھر امام احمد نے اس سے پوچھا: ﴿ما تقول فیمن ملك اربعین شاة فحال علیها الحول﴾ اس شخص کے متعلق کیا کہتے ہو جو چالیس بکریوں کا مالک ہو اور اس پر سال گزر گیا ہو۔

حضرت شیبان نے جواب دیا: ﴿اما عند کم فیلزمه شاة واما عند نا فلا یملك العبد شیئا مع سیّده﴾ تمہارے نزدیک تو اس پر ایک بکری لازم ہے لیکن میرے نزدیک غلام اپنے آقا کیساتھ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ یہ سن کر امام احمد پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ جب ہوش آیا تو امام احمد اور امام شافعی واپس تشریف لے آئے۔ کیونکہ شیبان جاہل تھا جب ان کے جاہل کا مقام یہ ہے تو ان کے علم والوں کا مقام کیا ہوگا۔ اور حضرت شیبان کی دعا یہ تھی۔

﴿یا ودود یا ودود یا ذالعرش المجید یا مبدئی یا معید یا فعال لما یرید اسالك بعزك الذی لا یرام و بملك الذی لا یزول وبنور وجهك الذی ملاء ارکان عرشك و بقدرتك التی قدرت بها علی خلقك ان تکفینی شر الظلمین اجمعین﴾

ترجمہ: اے دوست، اے بزرگ عرش کے مالک، اے پیدا کرنے والے، اے دوبارہ زندگی دینے والے۔ اس کام کے کرنے والے جس کا ارادہ کرتے ہو۔ میں تیری عبادت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جس کا

ارادہ نہیں کیا جاتا۔ اور تیری اس بادشاہت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جس کو کبھی زوال نہیں۔ اور تیرے چہرے کے اس نور کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جس نے تیرے عرش کو پُر کر دیا ہے۔ اور تیری اس قدرت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جس سے تو اپنی مخلوق پر قادر ہے۔ عرض یہ ہے کہ تو تمام ظالموں کے شر سے میری حفاظت فرما۔

95: حکایت ﴿گمنام نوجوان﴾

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے نماز جمعہ کے لئے وضو کیا اور جامع مسجد گیا تو مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی تو میں لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا پہلی صف میں جا کر بیٹھ گیا: ﴿واذا عن یمینی شاب حسن الشکل و الهیئة فقال لی ما حالك یا سهل﴾ تو میری دائیں جانب ایک خوبصورت اور حسین وجمیل شکل والا نوجوان بیٹھا ہے۔ اس نے مجھے کہا: اے سہل تیرا کیا حال ہے؟۔ تو میں نے کہا: ﴿بخیر اصلحك الله و عجبت من معرفته بی﴾ میں خیریت سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ تیری بھی خیر فرمائے۔ لیکن میں حیران تھا کہ اس کو میری پہچان کیسے ہو گئی۔ مجھے پیشاب کی حاجت بڑی شدت سے محسوس ہونے لگی۔ تو میں وہاں سے نکلنے کے لئے فکر مند ہوا کیونکہ وہاں لوگوں کا ہجوم تھا۔ میں کیسے لوگوں کی گردنوں کا پھلانگتا۔ اور میں پیشاب کو روکنے کی سکت بھی نہیں رکھتا تھا۔ تو وہ خوبصورت جوان میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: (اخذك حرقان البول یا سهل) اے سہل: آپ کو پیشاب کی حاجت ہے؟ میں نے کہا: ﴿نعم﴾ ہاں۔ پس اس نے: ﴿فنزع حرامه عن کتفه و غطانی به و قال لی قم واقض حاجتك و اسرع لتلحق الصلوٰة فاغمی علی ثم افقت واذا باب مفتوح و مناد ینادی ادخل یا سهل واقض اربك﴾ ترجمہ اپنی چادر کندھے سے اتار کر میرے منہ پر ڈال دی اور مجھے کہا: اے

سہل اٹھ کر اپنی حاجت جلدی سے پوری کر لیجئے۔ کیونکہ نماز تیار ہے۔ منہ پر چادر لگنے سے مجھے پر غنودگی طاری ہو گئی۔ پھر میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس کے اندر سے آواز آئی۔ اے سہل اندر داخل ہو کر اپنی حاجت پوری کر لو۔

جب میں اندر داخل ہوا تو ایک عظیم الشان محل دیکھا۔ جس کے اطراف میں کھجوروں کے باغ اور پانی کی نہریں تھیں۔ جس کے ساتھ ہی ایک غسل خانہ بنا ہوا تھا جسمیں مسواک، تولیہ اور پانی کا کوزہ موجود تھا۔ وہاں میں نے بیت الخلاء میں حاجت پوری کی پھر غسل اور وضو بھی کیا۔ اتنے میں آواز آئی ﴿یا سہل قد قضیت حاجتك﴾ اے سہل: کیا تو نے اپنی حاجت پوری کر لی۔ میں نے کہا: ہاں میں نے حاجت پوری کر لی ہے۔ تو فوراً میرے منہ سے چادر اتار لی گئی تو میں نے دیکھا کہ میں اسی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اور میری صورت حال سے کسی کو بھی کوئی خبر نہیں ہوئی۔ تو میرا تجسس اور زیادہ ہو گیا۔ میں اسی کش مکش میں تھا کہ جماعت کھڑی ہو گئی۔ میں نے نماز ادا کی اور اس نوجوان کے پیچھے چل پڑا۔ لیکن میں اس کو جانتا نہیں تھا۔ تو وہ اسی محل میں داخل ہوا جس میں میں نے اپنی حاجت پوری کی تھی۔ پھر اس نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے سہل تو نے سچ دیکھا۔ میں نے کہا: ہاں۔ پھر اس نے میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو میں نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ وہاں کوئی بھی اس کے نشان نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو۔

96: حکایت ﴿عبداللہ بن جدعان کی حکایت﴾

عبداللہ بن جدعان [یہ کافر تھا] اپنے ابتدائی زمانے میں بڑے فقیر، شریر اور خون خار اور بہت سارے جرائم میں مبتلاء تھا۔ اس کی وجہ سے ان کے والدین اور قبیلے والے اس سے بغض اور دشمنی رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ ﴿و نفوہ و حلفوا ان لا یاووہ ابدا﴾ انہوں نے اس کو گھر سے نکال دیا اور قسم کھائی کہ اس کو کبھی گھر میں نہیں آنے دیں گے۔ وہ

پریشان اور غمگین ہو کر مکہ مکرمہ کی گھاٹیوں میں جا کر اپنی موت کی دعا کرنے لگا حتی کہ اس نے پہاڑ میں ایک سوراخ دیکھا: ﴿فدخل فیہ یرجو ان یکون فیہ حیۃ او شیء یقتلہ لیستریح من الحیوۃ﴾ ترجمہ: وہ اس میں اس امید سے داخل ہوا کہ اس میں کوئی سانپ یا کوئی اور چیز ہوگی جو اس کو ہلاک کر دے گی۔ اور وہ زندگی سے آرام پا جائے گا۔ چنانچہ: ﴿فرای فیہ ثعبانا عظیما لہ عینان یتوقد ان کالسراج﴾ اس نے سوراخ میں ایک بہت بڑا اژدھا دیکھا جس کی دونوں آنکھیں چراغ کی طرح چمک رہی تھیں۔ وہ سانپ اس کی طرف متوجہ ہوا۔ یہ اس سے ڈر کر بھاگنے لگا۔ لیکن سانپ اس کے پیچھے دوڑا۔ یہ دیکھ کر عبداللہ نے اس پر حملہ کر دیا بالآخر عبداللہ نے اس سانپ کو مار ڈالا ﴿فاذا ھو مصنوع من فضۃ و عیناہ یاقوتتان فکسرہ واخذ عینیہ﴾ عبداللہ نے دیکھا کہ اس سانپ چاندی کا بنا ہوا ہے اور اس کی دونوں آنکھیں دو یاقوت کی بنی ہوئی ہیں۔ اس نے سانپ کو توڑا اور اس کی دونوں آنکھیں نکال لیں۔ پھر اس کے پیچھے ایک کوٹھری نمودار ہوئی وہ اس میں داخل ہوا تو دیکھا کہ اس میں بڑی بڑی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ اور ان کے سروں کے پاس چاندی کی تختیوں میں ان کی تاریخ لکھی ہوئی ہے۔ یہ لوگ قبیلہ جرہم اور اس کے بادشاہوں میں سے تھے۔ ﴿ثم تقدم فرای فی وسط البیت کوما عظیما من الیاقوت و اللؤلؤ و الزبرجد والذھب فاخذ منہ ما قدر علیہ واغلق بابہ و اعلمہ﴾ ترجمہ: پھر عبداللہ آگے بڑھا تو اس نے گھر میں یاقوت، موتیوں، زبرجد اور چاندی کا بہت ڈھیر دیکھا اس نے اپنی ہمت کے مطابق اس میں سے لیا پھر اس کا دروازہ بند کر دیا۔ اور اس پر نشان لگا دیا۔

پھر اس نے ان میں کچھ جواہرات اپنے باپ کے پاس بھیجے تا کہ وہ اس پر راضی ہو جائے۔ اسکے بعد وہ اپنے قبیلے میں جا کر ان کا سردار بن گیا اور لوگوں کو کھانا کھلانے لگا اس خزانے سے رفاع عامہ کے کام کرنے لگا۔ حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا ﴿انی کنت استظل بجفنة عبد اللہ بن جدعان من الھجیر﴾ بے شک میں عبداللہ بن جدعان کے انگوروں کی شاخوں سے دوپہر کے وقت سایہ حاصل کرتا تھا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ﴿یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل نفع ذلك لا لانه لم یقل یوما یا رب اغفر لی خطیئتی یوم الدین﴾ ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا [عبداللہ بن جدعان] کو یہ کام [لوگوں کو کھانا کھلانا] نفع دے گا؟۔ آپ نے فرمایا: یہ کام اس کو نفع نہیں دے گا [کیونکہ وہ کافر تھا]۔ اس نے ایک دن بھی ایسا نہیں کیا۔ اے میرے رب عزوجل میری خطا کو قیامت کے دن معاف فرما دینا۔ واللہ اعلم

97: حکایت ﴿علم والے ہی قوم کے امیر ہیں﴾

حضرت زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عبدالملک بن مروان کے پاس گیا تو اس نے مجھے کہا ﴿من این قدمت﴾ تم کہاں سے آئے ہو؟۔ میں نے کہا: میں مکہ مکرمہ سے آیا ہوں۔ پھر اس نے کہا ﴿فمن خلفت بھا یسود اھلھا﴾ تیرے پیچھے ان کا امیر کون ہے؟۔ میں کہا: عطاء بن ابی رباح۔ ابن مروان کہا: ﴿من العرب ام من الموالی﴾ وہ عرب سے ہے یا غلاموں میں سے؟۔ میں نے کہا کہ وہ غلاموں میں سے ہے۔ ابن مروان نے کہا: ﴿فبما سادھم﴾ پھر وہ کیسے ان کی سرداری کرے گا۔ میں نے کہا: ﴿بالدیانه والامانة﴾ وہ امانت اور دیانت داری سے سرداری کرے گا۔ پھر ابن مروان نے کہا: کہ امین اور دیانت دار ہی لوگوں کا امیر بننا چاہیے۔ پھر کہنے لگا: ﴿فمن یسود الیمن﴾ یمن والوں کا امیر کون ہوگا۔ فرمایا: طاوس بن کیسان۔ ابن مروان نے پوچھا: مصر والوں کا امیر کون ہوگا؟۔ فرمایا: یزید بن ابی حبیب۔ پھر پوچھا: شام والوں کا امیر کون ہوگا؟۔ فرمایا: مکحول دمشقی۔ پھر پوچھا: اھل

جزیرۃ کا امیر کون ہوگا؟ فرمایا: میمون بن مھران۔ پھر پوچھا: اھل خراسان کا امیر کون ہوگا؟۔ میں نے کہا: ضحاک بن مزاحم۔ پھر پوچھا: اھل بصرہ کا امیر کون ہوگا؟۔ فرمانے لگے: الحسن بن ابی الحسن۔ پھر پوچھنے لگا: کوفہ والوں کا امیر کون ہوگا؟ فرمایا: حضرت ابراہیم بن نخعی۔ پھر عبدالملک بن مروان کہنے لگا: ﴿ویلك یا زھری قد فرجت عنی و الله لتسودن الموالی علی العرب حتی یخطب لھم علی المنابر و العرب تحتھم﴾ اے زھری تو ہلاک ہو جائے۔ تو نے مجھ سے پریشانی دور کر دی۔ اللہ کی قسم: موالی عرب کے امیر ہوں گے۔ حتیٰ کہ موالی ہی منبروں پر خطبہ دیں گے۔ اور عرب لوگ نیچے بیٹھے گے۔ میں نے کہا: ﴿یا امیر المؤ منین انما ھو امر الله و حقه و دینه فمن حفظه سادو من ضیعه سقط و ان الله حکیم خبیر﴾ ترجمہ: اے امیر المومنین۔ بے شک یہ اللہ تعالیٰ کا امر اور اسکا معاملہ ہے۔ جو اس کے دین کی خدمت کرے گا۔ وہی ان کا قائد ہوگا اور جس نے اس کے دین کی خدمت چھوڑ دی وہ ناکام ہوگا۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ حکمت والا اور باخبر ہے۔ و اللہ اعلم

98: حکایت ﴿حضرت سھل بن عبداللہ کی کرامت﴾

یعقوب بن لیث امیر خراسان ایک ایسی بیماری میں مبتلاء ہوا کہ حکیم لوگ اس کے علاج سے عاجز آ گئے۔ لوگوں نے کہا: یہاں ایک اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ہے۔ جس کا نام سھل بن عبداللہ ہے ﴿لو استحضر ته لیدعولك﴾ اگر آپ اس کو بلالیں تو شاید وہ آپ کے لئے دعا کرے۔ یعقوب بن لیث نے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا تو امیر نے اس سے کہا ﴿ادع الله لی ان یعافینی من ھذه العلة﴾ آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے اس بیماری سے صحت دے۔ حضرت سھل بن عبداللہ نے امیر خراسان سے فرمایا ﴿کیف ادعو لك و انت مقیم علی الظلم﴾ میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیسے کروں حالانکہ تم تو ظلم پر

ڈٹے ہوئے ہو۔ حضرت سہل کی یہ بات سن کر: ﴿فنوی یعقوب التوبة والرجوع عن الظلم وحسن السيرة في الرعية واطلق المسجونين﴾ یعقوب بن لیث نے ظلم سے توبہ کی اور قوم کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنے کا عہد کیا۔ اور قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد حضرت سہل بن عبداللہ نے دعا کی ﴿اللهم كما اريته ذل المعصية فاره عز الطاعة وفرج عنه ما يضره فنهض من وقته كانما نشط من عقال﴾ ترجمہ: اے اللہ عزوجل: جس طرح تو نے اس کو گناہ کی ذلت دکھائی ہے اسی طرح اس کو فرمانبرداری کی لذت بھی چکھا۔ اور جو مرض اس کو تکلیف دے رہی ہے۔ اس سے شفاء عطاء فرما دے۔ تو اسی وقت امیر خراسان ٹھیک ہو گیا۔ ایسے لگا کہ جس طرح پاؤں سے رسی کھل گئی ہو۔

امیر خراسان نے بہت سارا مال متاع حضرت سہل کو پیش کیا۔ لیکن انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن شہر کی طرف جاتے ہوئے کسی نے راستے میں کہا کہ اگر آپ مال قبول کر کے فقراء میں تقسیم کر دیتے تو یہ بہت اچھا ہوتا ﴿فنظر الى الارض فاذا حصاها جواهر﴾ حضرت سہل نے زمین کی طرف دیکھا تو زمین کی روڑے اور کنکر جواہرات بن چکے تھے۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا: ﴿خذوا ما شئتم وهل من اعطى مثل هذا يحتاج الى مال يعقوب ابن ليث﴾ ترجمہ: تم ان جواہرات میں سے جتنا چاہتے ہو لے لو۔ پھر فرمانے لگے۔ جس کو یہ کمال عطاء کیا گیا ہو اسے یعقوب بن لیث کے مال کی کیا محتاجی ہو گی۔ لوگوں نے یہ کمال دیکھا عرض کیا ﴿اعذرنا﴾ ہمیں معذور جانو یعنی معاف فرما دینا۔

99: حکایت شراب شہد اور گھی میں تبدیل

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ شیخ عیسیٰ ہتان ایک زانیہ عورت سے ملے تو اس سے کہنے لگے: ﴿الليلة اتيك﴾ آج رات میں تیرے پاس آؤں گا۔ وہ یہ بات سن کر

بہت خوش ہوئی اور اپنا میک اپ کر کے اپنے آپ کو خوبصورت بنایا۔ چنانچہ عشاء کے بعد ﴿جاء ها الشيخ فدخل فصلى ركعتين ثم خرج﴾ شیخ عیسیٰ اس عورت کے پاس آئے۔ اور اس کے گھر میں داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا کی پھر وہ واپس چلے گئے۔ بدکارہ عورت کہنے لگی۔ آپ یہاں سے باہر کیوں جا رہے ہیں؟۔ اس بزرگ نے کہا ﴿حصل المقصود ان شاء الله تعالىٰ﴾ اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے میرا مقصود حاصل ہو گیا ہے۔ اس بات سے اس عورت پر ایسا اثر ہوا کہ وہ پریشان ہو گئی۔ چنانچہ ﴿فتبعت الشيخ وتابت على يديه فزوجها ببعض الفقراء وقال اعملوا الوليمة عصيدة ولا تشتروا لها اداما ففعلوا﴾ ترجمہ: وہ عورت شیخ کے پیچھے چل پڑی اور اس کے ہاتھ پر توبہ کی۔ پھر شیخ نے ایک فقیر کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ اور فرمایا کہ حلوا نما چیز کے ساتھ ولیمہ کرو اور اس کے لئے سالن نہ خریدنا۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

جب یہ خبر اس عورت کے آشنا کو پہنچی ﴿فارسل قارورتين من الخمر الى الشيخ استهـزاء﴾ ترجمہ: تو اس نے دو بوتلیں شراب کی شیخ عیسیٰ کو بطور مزاق بھیجیں۔ اور قاصد سے کہا کہ شیخ سے کہنا جو تم نے کیا ہے اس کی خبر مجھے مل چکی ہے۔ ہمیں اس سے خوشی ہوئی ہے: ﴿وخذو هذا الادام و تادموا به﴾ ترجمہ: یہ سالن پکڑو اور اس سے سالن بناؤ۔ شیخ عیسیٰ نے کہا کہ تو ہمارے پاس آنے میں دیر کر دی ہے: ﴿واخذ احد القارورتين وخضها وصب منها عسلا ثم اخذ اخرى وخضها وصب منها سمنا﴾ ترجمہ: اس نے دونوں بوتلوں میں سے ایک کو پکڑا کر ہلایا تو اس سے شہد نکلا اور دوسری کو ہلایا تو اس سے گھی نکلا۔ قاصد سے کہا: ﴿اجلس وكل معنا فجلس واكل اداما لم ير مثله ورجع واخبر الامير بذلك﴾ تو بیٹھ جا اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ پس وہ بیٹھ گیا اور ایسا کھانا کھایا کہ اس جیسا کھانے اس نے کبھی نہیں کھایا تھا۔ پھر اس نے واپس آ کر امیر کو اس کی خبر دی ﴿فحضر الامير

لیری صحة ذلك فلما اکل من ذلك تعجب ثم اعتذر الی الشیخ وتاب علی یدیه وحسنت توبته ببرکة الشیخ رضی اللہ عنه ﴾ ترجمہ: تو امیر بھی حاضر ہوا تا کہ وہ بھی دیکھ سکے۔ [کہ واقعہ ہی شراب شہد اور گھی بن چکی ہے] پس جب اس نے کھا تو بہت حیران ہوا اور شیخ عیسیٰ سے معذرت کی اور اس کے ہاتھ پر توبہ کی۔ شیخ عیسیٰ کی وجہ سے توبہ قبول ہوئی۔

100: حکایت ﴿شاہی کے بعد گدائی﴾

محمد بن عبدالرحمان ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ عید کی دن میں اپنی والدہ کے پاس آیا تو میں نے ان کے پاس گرد آلودہ لباس والی ایک خاتون کو دیکھا تو میری والدہ نے مجھے پوچھا کہ اسے پہچانتے ہو۔ میں نے عرض کیا: نہیں، تو میری والدہ نے فرمایا کہ یہ ہارون الرشید کے وزیر جعفر برمکی کی ماں عتابہ ام جعفر برمکی ہے چنانچہ میں نے اسے سلام کیا اور کہا کہ اپنا مختصر حال بیان کرو۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں ایک ایسی بات بتاتی ہوں جو عقل مندوں کے لیے عبرت ہے۔ وہ یہ کہ ایک روز میری یہی حالت تھی جسے تم دیکھ رہے ہو اور میرے گرد چار سو (۴۰۰) کنیزیں خدمت کے لئے حاضر تھیں اور میرا گمان تھا کہ میرا بیٹا جعفر میرا نافرمان ہو گیا ہے۔ اور اس نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے اس لیے آج عید کے دن تمہارے گھر آئی ہوں تا کہ تم مجھے بکری کی دو کھالیں دے دو تا کہ میں ایک سے دوپٹہ اور دوسری سے بڑا کمبل بنا لوں تو میں نے اسے پانچ سو (۵۰۰) درہم دیئے اور میں نے کہا کہ جب تک تم زندہ ہو تو جب بھی تمہیں ضرورت پڑے ہمارے پاس آنا ہم تیری ضرورت کو پورا کریں گے چنانچہ وہ زندگی بھر آتی رہی۔

۱۰۱: حکایت ﴿دھوکہ کا نتیجہ﴾

ایک غازی مجاہد نے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک بے دین پر حملہ کیا تا کہ اسے قتل کر دے لیکن گھوڑے نے اسے گرا کر زخمی کر دیا۔ کافر نے مجاہد پر قتل کرنے کے لئے حملہ کر دیا

تو اس کے گھوڑے نے بھی اسے گرا کر زخمی کر دیا تین بار ایسا ہی ہوا۔ مجاہد غمزدہ ہو کر واپس لوٹ آیا اور بہت پریشان ہوا کہ آج سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا چنانچہ وہ اپنے خیمہ کے پاس پر سر کر سو گیا اور اس کا گھوڑا اسامنے کھڑا تھا۔ تو خواب میں اس نے دیکھا کہ گویا گھوڑا اسے کہتا ہے کہ تو مجھے جنگ کے وقت گرانے پر ملامت کرتا ہے حالانکہ کل تو نے میرے گھاس میں کھوٹا درہم خرچ کیا تھا۔ چنانچہ مجاہد بیدار ہو کر گھاس فروش کے پاس گیا اور اسے صحیح درہم دیا پھر اسی گھوڑے پر سوار ہو کر اس کافر پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

102: حکایت ﴿ابن زیاد کے سامنے کلمہ حق﴾

قیس بن خرشۃ ایک ایلچی بن کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: ﴿یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابایعك علی ما جاء ك من اللہ وعلی ان لا اقول الا الحق﴾ ترجمہ: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں۔ میں اس وجہ سے آپ کی بیعت کروں گا۔ اور میں حق بات کے سوائے کوئی بات نہیں کہوں گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿عسی ان یمر بك الدھر ان یبتلیك بعدی بولایۃ لا یستطیع ان تقول فیھا الحق﴾ ترجمہ: عنقریب تم پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے۔ جو تم کو ایسی سلطنت کے ساتھ آزمائے گا۔ کہ تم کو اس میں حق بات کہنے کی طاقت نہیں ہوگی۔ یہ سن کر حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: ﴿و اللہ لا ابایعك علی شیء الا وفیت بہ﴾ ترجمہ: اللہ کی قسم: جس چیز پر میں بیعت کروں گا۔ اس کو میں ضرور پورا کروں گا۔ پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿اذن لا یضرك احد بشر﴾ ترجمہ: اس وقت کسی چیز کا شر تم کو نقصان نہیں دے گا۔ چنانچہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ اسی وجہ سے زیاد اور اس کے بیٹے عبید اللہ کو برا بھلا کہتے تھے کہ وہ شرع کی مخالفت اور ظلم کرتے تھے۔ جب عبید اللہ ابن زیاد کو یہ خبر ملی تو اس نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ کے پیچھے آدمی

بھیجا۔اس نے ان کو ابن زیاد کے سامنے پیش کر دیا۔اس نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے کہا ﴿انت الذی تفتری علی اللہ و رسولہ﴾ ترجمہ: تو ہی وہ شخص ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگاتے ہو۔حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿لا ولکن ان شئت اخبرتك بمن یفتری علی اللہ و رسولہ﴾ ترجمہ: نہیں، لیکن اگر تو چاہتا ہے تو میں تم کو بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان کون لگاتا ہے۔ابن زیاد نے کہا: ﴿اخبرنی من ھو﴾ ترجمہ: مجھے بتاؤ وہ کون ہے؟ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿ھو من ترك العمل بکتاب اللہ و سنۃ رسولہ﴾ ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن اور سنت رسول پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ابن زیاد نے کہا: ﴿ومن ھو ذاك﴾ ترجمہ: وہ کون ہیں؟۔حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿انت و ابوك والذی جعلکما امراء علی الناس﴾ ترجمہ: تو اور تیرا باپ اور وہ شخص جس نے تم دونوں کو لوگوں پر امیر مقرر کیا تھا۔اور وہ مقرر کرنے والے یزید بن معاویہ تھے۔اس کے بعد ابن زیاد نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کے باوجود تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا؟۔آپ نے فرمایا: ہاں۔ابن زیاد نے کہا ﴿لتعلمن الیوم انك کاذب ایتونی بصاحب العذاب﴾ ترجمہ: آج تم کو پتا چل جائے گا کہ تم جھوٹ ہو۔پھر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ۔لوگ جلاد کو لینے گئے۔حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿و اللہ لا سبیل لك ان تضربنی ثم مال قیس الی الارض بعد ذلك فخر کوہ فاذا ھو مات فرحمہ اللہ و غفرلہ و صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم﴾ ترجمہ: اللہ کی قسم تو مجھے کسی طرح کی کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔یہ کہہ کر حضرت قیس رضی اللہ عنہ ان کے سامنے زمین کی طرف تھوڑے سے جھکے۔لوگوں نے آپ کو ہلایا تو آپ فوت ہو چکے تھے۔اللہ تعالیٰ پر رحم کرے اور بخشش فرمائے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کے ساتھ

سفر پر روانہ ہوئے۔ جب مقام صفین کے قریب پہنچے تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر تھوڑی دیر کے لئے سوچا پھر [لا الـــــــہ الا اللہ] پڑھ کر فرمانے لگے: ﴿لیهرقن فی هذه البقعة من دماء المسلمین مالم یهرق فی بقعة من الارض﴾ ترجمہ: زمین کے اس خطہ میں مسلمانوں کا اس قدر خون بہایا جائیگا۔ کہ اتنے خون زمین کے کسی اور خطہ میں نہیں بہایا جائے گا۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ یہ سن کر غضب ناک ہوئے اور فرمایا ﴿وما یدریك یا ابا اسحاق وما هذا الامر الا المغیب الذی استاثر الله بعلمه﴾ ترجمہ: اے ابو اسحاق یہ بات تجھے کس نے بتائی حالانکہ یہ تو غیب کا معاملہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ فرمایا ہے۔ تو حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿ما من شبر من الارض الا مکتوب فی التوراة التی انزلت علی موسیٰ بن عمران ما یقع فیه الی یوم القیامة﴾ ترجمہ: زمین میں ایک بالشت کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے۔ جس میں قیامت تک ہونے والے واقعہ کو تورات میں بیان نہ کیا گیا ہے۔ جو حضرت موسیٰ بن عمران پر نازل ہوئی تھی۔ یعنی قیامت تک ہونے والے واقعات اور اس کی جگہ کا بیان تورات میں لکھا ہوا ہے۔

103: حکایت ﴿حق کے متلاشی﴾

زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے دین ابراہیم کے طالب تھے۔ یہ بتوں کے لئے نہ جانور ذبح کرتے تھے اور نہ ہی مردار اور خون کھاتے تھے۔ ایک مرتبہ ورقہ بن نوفل کے ساتھ دین ابراہیم کی تلاش میں گھر سے نکلے۔ چنانچہ یہود نے ان دونوں پر اپنا دین پیش کیا تو زید کے علاوہ ورقہ بن نوفل یہودی ہو گئے۔ پھر یہ دونوں نصاریٰ سے ملے تو انہوں نے اپنا دین ان پر پیش کیا تو زید کے علاوہ ورقہ بن نوفل نصرانی

ہوگیا۔ تو زید نے کہا: ﴿ما هذه الادیان الا کدین قومنا یشرکون﴾ ترجمہ: یہ سب ادیان تو ہماری قوم کے دین کی طرح ہیں جو مشرک ہوگئی ہے۔ پھر زید ایک تارک الدنیا راہب کے پاس گئے تو راہب نے کہا ﴿انك تطلب دینا لیس علی وجه الارض الآن﴾ ترجمہ: تم ایسے دین کے متلاشی جو اس وقت روئے زمین پر نہیں ہے۔ زید نے پوچھا: ﴿وما هو﴾ وہ کون سا دین ہے؟۔ راہب نے کہا: وہ دین ابراہیم ہے۔ زید نے کہا: وہ دین ابراہیمی کیا ہے؟۔ راہب نے کہا: ﴿ان تعبد الله ولا تشرك به شیئا و تصلی الی الکعبة﴾ ترجمہ: تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور کعبہ کی طرف منہ کر نماز ادا کرتے رہو۔ چنانچہ زید نے اسی طریقہ پر قائم رہا حتی کہ فوت ہوگیا۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ زید بعثت سے پہلے ایک دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ابوسفیان کے ساتھ دستر خوان پر ابھی کھانا کھا نے لگے تھے۔ تو ابوسفیان نے زید کو کھانے کے لئے بلایا۔ لیکن زید نے کہا: ﴿یا ابن اخی انی لا اکل مما ذبح علی النصب﴾ ترجمہ: اے بھتیجے، میں اس جانور کو نہیں کھاتا جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہ سنا تو آپ نے بھی وہ کھانا نہیں کھایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ مذکورہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ ان دس صحابہ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ جن کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا ﴿قد بلغك ما کان علیه والدی افتستغفر له﴾ ترجمہ: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: آپ کو یہ خبر مل گئی ہے کہ جس پر میرے ماں باپ تھے۔ کیا آپ ان کے لئے بخشش کی دعا فرمائیں گے ؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا: ﴿انه یبعث یوم القیامة امة واحدة﴾ ترجمہ: بے شک وہ

قیامت کے دن ایک امت ہو کر اٹھیں گے۔

104: حکایت ﴿حضرت عمر بن عبدالعزیز کی نجات اور ایک اعرابی﴾

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں سخت قحط پڑا۔ تو عرب سے ایک وفد خلیفہ کو ملنے کے لئے آیا اور انہوں نے اپنے وفد میں سے ایک شخص کا انتخاب کیا۔ جو خلیفہ سے بات چیت کرے گا۔ چنانچہ اس شخص نے خلیفہ سے عرض کیا ﴿یا امیر المؤمنین انا اتیناك من ضرورة عظيمة وقد يبست جلودنا على اجسادنا لفقد الطعام﴾ ترجمہ: اے امیر المؤمنین: ہم آپ کے پاس ایک بہت بڑی مجبوری کی وجہ سے آئے ہیں۔ کہ کھانے نہ ملنے کی وجہ سے ہمارے جسموں پر چمڑے خشک ہو گئے ہیں۔ بیت المال سے ہماری ضرورت پوری کرو۔ کیونکہ یہ مال تین حال سے خالی نہیں ہے۔

۱: یا تو یہ مال اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ۲: یا پھر یہ مال آپ کا ہے۔ ۳: یا پھر اللہ کے بندوں کا ہے۔

۱: ﴿فان كان لله فان الله غنى عنه﴾ ترجمہ: اگر یہ مال اللہ تعالیٰ کا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس مال سے بے نیاز ہے۔

۲: ﴿ان كان لك فتصدق علينا منه فان الله يجزى المتصدقين﴾ ترجمہ: اگر یہ مال آپ کا ہے تو اسے ہم پر صدقہ کر دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو بہتر بدلہ دے گا۔

۳: ﴿وان كان لعباد الله فاعطهم منه حقهم﴾ ترجمہ: اگر یہ اللہ کے بندوں کے لیے ہے تو اس سے ان کا حق ان کو عطا کر دو۔

یہ گفتگو سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے شخص بات تو اسی طرح ہے۔ جس طرح تو نے بیان کی ہے۔ آپ نے

بیت المال سے ان کی ضروریات کو پورا کرنے کا حکم دیا۔ جب اس عربی وفد نے وہاں سے نکلنے کا پروگرام بنایا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ان کے خطیب سے فرمایا: ﴿ایھا الرجل الحر کما اوصلت الینا حوائج عباد اللہ و اسمعتنا کلامھم فاوصل کلامی و حاجتی الی اللہ تعالیٰ﴾ ترجمہ: اے آزاد مرد، جس طرح تو نے اللہ کے بندوں کی ضرورتوں کو ہم تک پہنچایا ہے اور ہم کو ان کا کلام سنا ہے۔ اسی طرح میرا کلام اور میری حاجت بھی اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے۔ اس عربی دیہاتی شخص نے آسمان کی چہرہ کر کے عرض کیا: ﴿الھی بعزتك و جلالك اصنع مع عمر کما صنع مع عبادك فما استتم کلامه حتی امطرت السماء مطرا غریزا ووقعت بردة کبیرة علی جرة فانکسرت فخرج منها کاغذ مکتوب علیه هذه برائة من الله العزیز الی عمر بن عبد العزیز من النار﴾ ترجمہ: اے الٰہی: اپنی عزت وجلال کے وسیلے سے عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ وہی معاملہ فرما جو اس نے تیرے بندوں کے ساتھ فرمایا ہے۔ اس نے ابھی اپنی بات پوری ختم نہیں کی تھی کہ آسمان سے بارش برسنا شروع ہو گئی تھی۔ اور ایک بڑا برف کا اولہ مٹکے پر پڑا تو وہ ٹوٹ گیا۔ تو اس سے ایک کاغذ نکلا۔ جس پر لکھا ہوا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ سے نجات پا گیا۔

105: حکایت ﴿نیت کا اثر﴾

نوشیرواں ایک عادل بادشاہ تھا جو ایک دن شکار کیلئے نکلا اور شکار کے پیچھے بھاگتے ہوئے وہ اپنے لشکر سے بچھڑ گیا۔ جب اس کو راستہ میں بھاگتے ہوئے پیاس لگی تو اس نے ایک زمین دیکھی اور وہ ایک شخص کے دروازے پر جا کر ٹھہرا اور اس سے پینے کے لئے پانی طلب کیا۔ یہ آواز سن کر گھر سے ایک لڑکی نکلی جب اس نے نوشیرواں بادشاہ کو دیکھا تو واپس گھر میں گئی اور ایک گنے کا رس نکال کر ایک پیالہ بھر کر بادشاہ کے لئے

لائی۔ بادشاہ نے پیالہ کی طرف دیکھا تو: ﴿فرای فیہ ترابا وقذی فشرب منہ شیئا فشیئا حتی انتھی الی اٰخرہ ثم قال نعم الماء لو لا ما فیہ من القذی﴾ ترجمہ: تو اس پیالہ میں مٹی اور تنکا تھا تو بادشاہ نے اس سے تھوڑا تھوڑا کر کے سارا پیالہ پی لیا۔ پھر فرمایا کہ کتنا اچھا پانی تھا اگر اس میں تنکا نہ ہوتا۔ لڑکی نے یہ سن کر کہا ﴿انا القیت القذی عمدا﴾ ترجمہ: میں نے جان بوجھ کر اس میں تنکا ڈالا تھا۔ بادشاہ نے اس سے کہا: ﴿ولم فعلت ذلك﴾ ترجمہ: تو نے ایسا کیوں کیا تھا ؟۔ لڑکی نے جواب دیا: ﴿لما رایتك شدید العطش خفت علیك ان تشربه فی مرة واحد فیضرك﴾ ترجمہ: جب میں نے تجھے سخت پیاسا دیکھا تو میں تجھ سے خوف زدہ ہوگئی کہ اگر آپ اس پیالہ کو ایک ہی سانس میں پی گئے تو یہ آپ کو تکلیف دے گا۔ تو نوشیروان نے لڑکی کی ذہانت وفطانت پر تعجب کیا۔ پھر بادشاہ نے اس لڑکی سے کہا ﴿کم عصرت فیه من قصبة﴾ ترجمہ: تو نے اس پیالہ میں کتنے گنے نچوڑے تھے ؟۔ لڑکی نے جواب دیا: ﴿عصرت فیه قصبة واحدة﴾ ترجمہ: میں نے اس میں صرف ایک گنا نچوڑا تھا۔ بادشاہ نے اس پر بھی تعجب کیا۔ جب بادشاہ واپس اپنے مقام پر آیا تو اس نے وہاں کی زمین کا ریکارڈ منگوایا۔ اور اس زمین کا خراج کم دیکھ کر اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس زمین کا خراج بڑھا دیا جائے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد بادشاہ تنہا اس زمین کی طرف گیا تو اسی دروازے پر جا کر ٹھہرا اور پینے کے لئے پانی طلب کیا۔ پھر وہی لڑکی باہر نکلی تو اس نے بادشاہ کو پہچان لیا۔ لڑکی بھاگ کر بادشاہ کے لئے پانی لینے گئی لیکن واپسی میں دیر کر دی۔ جب وہ پانی لے کر واپس آئی تو بادشاہ نے تعجب کرتے ہوئے اس سے کہا ﴿قد ابطات﴾ تو نے دیر کیوں کر دی ؟۔ لڑکی نے جواب دیا: ﴿لم تخرج حاجتك من قصبة واحدة بل من ثلاث قصبات﴾ ترجمہ: ایک گنے سے آپ کی ضرورت کا رس نہیں نکلا بلکہ تین گنے نچوڑنے پڑے۔ بادشاہ نے اس سے کہا: ﴿ما سبب ذلك﴾ ترجمہ: اس کا سبب کیا ہے ؟۔ لڑکی نے کہا ﴿من تغیر نیة

الحاکم.فقد سمعنا انه اذا تغیرت نیة السلطان علی قوم زالت برکاتهم وقلت خیراتھم﴾ ترجمہ:اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے حاکم کی نیت میں فتور آیا گیا ہے۔میں نے سنا ہے کہ جب کسی قوم کے بادشاہ کی نیت میں فتور آجاتا ہے تو اس سے [نحوست سے] برکتیں ختم ہو جاتی ہیں۔اوران کی بھلائیاں کم ہو جاتی ہیں۔یہ سن کر نوشیرواں مسکرایا اوراس کے دل میں خراج کے اضافہ کا جو خیال تھا اس کو دور کیا:﴿ثم تزوج بتلك الصبیة لتعجبه من فصا حتها﴾ ترجمہ:پھر بادشاہ نے اس کی ذہانت سے متاثر ہوکراس سے نکاح کرلیا۔

106:حکایت رشوت کا وبال

بادشاہ گشتاسپ کا ایک وزیر تھا جس کا نام راست روش تھا۔اس کے نام کی وجہ سے بادشاہ اس کو متقی پرہیز گار سمجھتا تھا۔:﴿و کان لا یسمع فیه مقالة احد بسوء ولم یکن بحاله صلاح﴾ ترجمہ:اوراس کے بارے میں کسی سے کوئی بری بات سننا پسند نہیں کرتا تھا۔حالانکہ اس میں حقیقتا کوئی صلاحیت نہیں تھی۔ایک دن وزیر نے بادشاہ سے عرض کیا﴿ان الرعیة بطرت من کثرة عدلنا فیهم و قلة تادیبنا لهم﴾ ترجمہ:کہ قوم ہمارے عدل کی زیادتی اور ہماری تادیب کی کمی کی وجہ سے نافرمان ہوگئی ہے۔کہا جاتا ہے﴿اذا عدل السلطان جازت الرعیة﴾ ترجمہ:جب بادشاہ عدل کرتا ہے تو رعیت ظلم کرتی ہے۔اب ان سے فساد کی بو پھیل گئی ہے۔ان کوادب اور جھڑکی دینا اور سرکشوں اور ظالموں کو دور کرنا اور بدکاروں اور فسادیوں کو نکالنا اور بدمعاشوں کو سزا دینا مجھ پرلازم ہو چکا ہے۔پھر حالت یہ ہوئی کہ بادشاہ جس کو سزا دینے کے لئے گرفتار کرتا تھا﴿یدفع رشوة لذلك الوزیر فیطلقه﴾ ترجمہ:وہ وزیر کو رشوت دیتا تو وزیر اس کو رہا کر دیتا۔اس کی نحوست یہ ہوئی کہ قوم کمزور ہوگئی اور حالات ان پر تنگ ہوگئے اور خزانے خالی ہوگئے۔جب بادشاہ کو وزیر کی غداری کا علم ہوا تو اس نے خزانے کو دیکھا

تو اس میں کوئی چیز نہ پائی۔ جس سے وہ اپنے لشکر کی ضروریات کو پورا کرے۔ بادشاہ اسی پریشانی کے عالم میں ایک دن سوار ہو کر جنگل کو نکل گیا ﴿فرای من بعید خیمة مضروبة فقصدها فرای اغنا ما نائمة و کلبا مصلو با و خرج منها شاب فسلم علیه وساله النزول و اکرمه و قدم الیه ماحضر کما وجب﴾ ترجمہ: اس نے دور سے ایک خیمہ دیکھا جب اس کے اندر گیا تو اس نے بکریوں کو سوتے ہوئے اور ایک کتا کو پھانسی پر لٹکے ہوئے دیکھا۔ پھر اس نے بادشاہ کو سلام کیا اور نیچے اترنے کی درخواست کی اور بادشاہ کی تعظیم اور عزت کی اور جو کچھ حاضر تھا اس کو پیش خدمت کر دیا۔

بادشاہ نے اس سے کہا: ﴿لا اکل طعامك حتی تخبرنی عن حال هذا الکلب﴾ ترجمہ: میں اس وقت تک تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ جب تک مجھے اس کتے کے متعلق نہ بتاؤ گے۔ یہ سن کر اس نوجوان نے کہا ﴿ان هذا الکلب کان امینا علی اغنامی فتصادق مع ذئبة و صار ینام معها ویقوم معها و صارت تاتی کل یوم و تسرق من الغنم راسا بعد راس﴾ ترجمہ: یہ کتا میری بکریوں کا امین تھا تو اس نے بھیڑیے کی مونث سے یاری لگالی اور اس کے ساتھ سونے، اٹھنے لگا اور وہ مونث ہر روز آتی اور ایک بکری چرا لے جاتی۔ مجھے اس بات کا علم نہیں تھا۔ جب میں نے بکریوں کو دیکھا تو اس میں سے ہر روز ایک بکری کم ہوتی جا رہی تھی ﴿ثم رایت الذئبة قد اخذت شاة والکلب ساکت عنها﴾ ترجمہ: پھر میں بھیڑیے کی مونث کو دیکھا کہ اس نے بکری اٹھائی اور کتا اس سے خاموش رہا۔ پھر مجھے یقین ہو گیا کہ بکریوں کے کم ہونے کا سبب کیا ہے۔ تو میں نے کتے کو پھانسی دے دی۔ جب بادشاہ نے یہ بات سنی تو دل میں غور فکر کیا کہ ہماری قوم ہماری بکریاں ہے۔ لہٰذا ہم پر لازمی ہے کہ ہم اس سے دریافت کریں۔ تاکہ اس کی صحیح حقیقت کا معلوم ہو سکے۔ اس کے بادشاہ اپنے محل میں آیا اور سوچ بچار کیا تو معلوم ہوا کہ ﴿ذلك من شناعة الوزیر﴾ ترجمہ: یہ خرابی اس کے

وزیر کی وجہ سے ہوئی ہے۔ پھر اس نے ایک مثال بیان کی اور کہا: ﴿من اغتر بالاسم من ذوی الفساد بغیر زاد و من خان فی الزاد عاد بغیر روح ثم امر بصلب الوزیر واللہ اعلم﴾ ترجمہ: جس نے فسادیوں کے نام سے دھوکہ کھایا وہ بغیر زاد اور توشہ کے واپس آیا اور جس نے زاد اور توشہ میں خیانت کی وہ بغیر روح کے واپس پلٹا۔ پھر اس نے وزیر کو پھانسی دینے کا حکم جاری کر دیا۔ واللہ اعلم

107: حکایت ﴿ظالم کا انجام﴾

سکندر بادشاہ نے دارا ابن دارا بادشاہ کے پاس ایک قاصد بھیجا جب وہ واپس آیا تو اس نے دارا کا جواب بیان کیا تو سکندر کو اس کے جواب میں ایک جملہ مشکوک لگا تو قاصد نے کہا: ﴿انھا قد سمعتھا باذنی ھا تین﴾ ترجمہ: میں نے وہ جملہ اپنے کانوں سے سنا تھا۔ چنانچہ سکندر نے فوراً جواب لکھا اور اسی وقت دارا کے پاس بھجوا دیا۔ جب دارا بادشاہ نے وہ خط پڑھا: ﴿دعا بسکین وقطع تلك الكلمة من الكتاب واعاده الیه و کتب له یقول ان حسن بیة الملك وصحة طبعه واساس قوته تدل علی الوقوف علی صحة مقال الرسول الامین و صدقه والآن قد قطعت تلك الكلمة لانها لم تكن كلامی و لم اجد سبیل الی قطع لسان رسولك﴾ ترجمہ: تو چھری منگوائی اور خط کا وہ جملہ کاٹ دیا اور وہ خط ایک قاصد واپس کر دیا۔ اور سکندر کو لکھا کہ بے شک بادشاہ کی اچھی نیت اور اس کی طبع کی اچھائی اور اس کی قوت کی بنیاد یہ دلالت کرتی ہے کہ وہ قاصد امین کی گفتگو کی صحت اور اس کی سچائی سے واقف ہے اور اس وقت میں نے وہ جملہ کاٹ دیا ہے۔ کیونکہ وہ میرا کلام نہیں تھا اور میں نے تیرے قاصد کی زبان کاٹنے کی کوئی راہ نہیں پائی۔ خط کر پڑھنے کے بعد سکندر نے قاصد کو بلایا اور اس سے کہا: ﴿ما حملك علی ان وضعت تلك الكلمة علی الملك﴾ ترجمہ: تمہیں یہ جملہ بادشاہ پر فٹ کرنے پر کس چیز نے ابھارا۔ قاصد نے

عرض کیا: ﴿لانہ قصر فی حقی و اسخطنی﴾ ترجمہ: کہ دارا بادشاہ نے میرے حق میں کمی کی اور مجھے ناراض کیا۔ سکندر بادشاہ نے کہا: ﴿ویلک هل ارسلناك فی صلاحنا او فی صلاح نفسك ثم امر به فسل لسانه من قفاه و قطع﴾ ترجمہ: تو ہلاک ہو جائے میں نے تجھ کو اپنی صلاح کے لئے بھیجا تھا یا تیری ذات کی صلاح کے لئے بھیجا تھا۔ پھر سکندر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کی زبان اس کی گدی سے نکال کر کاٹ دی جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

مؤرخین کا کہنا ہے کہ بادشاہوں کی اچھی عادات کو خراب اور ان کے حالات کو بدلنے والا سب سے پہلا شخص یزدجرد ہے۔

ایک مرتبہ اس کے گھر کے دروازے پر نہایت خوبصورت گھوڑا آیا۔ کسی نے اس سے زیادہ خوبصورت گھوڑا پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کے لشکر نے اس کو پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ اس قابو نہ پا سکے۔ چنانچہ وہ گھوڑا بھاگ کر شاہی محل کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ تو یزدجرد نے خیال کیا: ﴿ان هذا الفرس هدية من الله الينا خاصة﴾ ترجمہ: کہ یہ گھوڑا میرے لئے اللہ کی طرف سے خاص ھدیہ ہے۔ پھر وہ اس کے کھڑا ہوا اور اسکے سر اور پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ اس نے کوئی حرکت نہ کی پھر اس نے زین منگوا کر اس پر کسی اور لگام پکڑ کر اس کو تیار کیا۔ پھر وہ اس کی سرین کی طرف مائل ہوا تا کہ اس کی زین کو اونچا رکھے تو گھوڑے نے زور سے اس کے سینہ پر دولتی ماری جس وہ مر گیا: ﴿ولم يعلم احد من اين جائو ولا الى اين ذهب﴾ ترجمہ: اور کسی کو یہ علم نہ ہوا کہ وہ گھوڑا کہاں سے آیا تھا اور کہاں چلا گیا۔ تو لوگوں نے کہا: ﴿هذا ملك ارسله الله ليهلكه و يخلصنا من جوره و ظلمه فلله الحمد و المنة﴾ ترجمہ: یہ کوئی فرشتہ تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا تا کہ اس ظالم کو ہلاک کرے اور ہم کو اس ظلم سے خلاصی دے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے۔

108: حکایت ﴿امیر عمارہ حمزہ کی سخاوت﴾

امیر عمارہ بن حمزہ بادشاہ منصور کی خدمت میں آیا۔ بادشاہ نے اس کو اپنے پاس بیٹھا یا اور وہ دن قوم کے مقدمات اور مظالم کو دیکھنے کا تھا۔ تو ایک شخص نے آواز دی ﴿یا امیر المؤمنین انا مظلوم﴾ ترجمہ: اے امیر المؤمنین: میں مظلوم ہوں۔ بادشاہ نے اس سے کہا: ﴿ومن ظلمك﴾ ترجمہ: تجھ پر ظلم کس نے کیا ہے؟۔ اس نے عرض کیا: ﴿عماره بن حمزه هذا اخذ ضیاعی و عقاری﴾ ترجمہ: کہ عمارہ بن منصور نے میری زمین اور باغات اور دیگر سامان بھی لے لیا ہے۔ اس کے بعد بادشاہ منصور نے عمارہ کو حکم دیا: ﴿ان یقوم من مجلسه و یساری خصمه﴾ ترجمہ: کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے برابر کھڑا ہو جائے۔ عمارہ نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین: ﴿ان کانت الضیاع له فلا اعارضه فیها و ان کانت لی فقد وهبتها له، ولا اقوم من مجلس اکرمنی به امیر المؤمنین لاجل الضیاع﴾ ترجمہ: اگر وہ زمین اس کی ہے تو میں اس سے جھگڑا نہیں کرتا۔ اور اگر وہ زمین میری ہے تو میں نے اس کو عطا کردی اور میں اس جگہ سے باغات اور زمین کے لئے نہیں اٹھوں گا۔ جس سے امیر المؤمنین نے مجھے عزت بخشی ہے۔ چنانچہ عماہ کی سخاوت اور عزت اور ہمت سے تمام اکابرین متاثر ہوئے۔

109: حکایت ﴿نیک غلام کے ساتھ شہزادی کی شادی﴾

مرو شہر میں ایک شخص رہتا تھا جس کو نوح بن مریم کہا جاتا تھا۔ اور وہ شہر کا رئیس اور قاضی، صاحب نظر، اور وجاہت والا شخص تھا۔ اس کی ایک بیٹی بہت ہی خوبصورت اور حسن و جمال والی تھی۔ اس لڑکی کے نکاح کے پیغام بہت سے امراء اور دولت مند لوگوں نے بھیجے لیکن قاضی نے ان میں سے ایک کو بھی پسند نہیں کیا۔ اس معاملہ میں وہ بہت تعجب میں تھا۔ اس کا ایک سیاہ فام ہندی غلام تھا جس کا نام مبارک تھا۔ اور قاضی کی ملکیت میں

بہت سے درخت اور باغات تھے۔ ایک دن قاضی نے غلام سے کہا: ﴿اذهب الى البساتين و احفظ ثمارها فمضى اليها و اقام بها شهرين﴾ ترجمہ: تم باغات میں جا کر اس کے پھلوں کی دیکھ بھال کرو۔ چنانچہ وہ وہاں گیا اور دو مہینے باغات میں قیام پزیر رہا۔ ایک مالک اس کے پاس آیا اور اس سے کہا: ﴿يا مبارك ائتني بقطف من العنب﴾ ترجمہ: اے مبارک، انگور کا ایک گچھا میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ ایک گچھا لایا لیکن وہ کٹھا نکلا۔ پھر اسے کہا: ﴿انظر الى غير هذا﴾ ترجمہ: اس کے علاوہ کوئی اور پھل لاؤ۔ غلام دوسرا گچھا لایا لیکن وہ بھی کٹھا نکلا۔ قاضی نے غصے سے کہا ﴿لماذا اتيتني بالحامض و في البستان كثير﴾ ترجمہ: کیا بات ہے؟۔ کہ تم میرے لئے کٹھے انگور لاتے ہو حالانکہ باغ میں بہت سارے انگور ہیں۔ غلام نے عرض کیا: ﴿يا سيدي انا لا اعرف الحلو فيه من الحامض﴾ ترجمہ: اے میرے آقا: میں میٹھے اور کٹھے کو نہیں پہچان سکتا۔ قاضی نے فرمایا: ﴿سبحان الله لك شهر ان في البستان ولا تعرف الحلو من الحامض﴾ ترجمہ: سبحان اللہ: تجھے دو مہینے ہو گئے باغات میں رہتے ہوئے اور تم کو کٹھے اور میٹھے کی اب تک پہچان نہیں ہو سکی۔ غلام سن کر عرض کیا: ﴿وحقك يا سيدي ما ذقت منه شيئا﴾ ترجمہ: اے میرے آقا: تیرے حق کی قسم: میں نے اس باغ سے کچھ بھی نہیں چکھا۔ قاضی نے کہا: ﴿لماذا لم تاكل منه﴾ ترجمہ: تو نے اس میں کیوں نہیں کھایا؟۔ غلام نے عرض کیا: ﴿يا سيدي انما امرتني بحفظه لا باكل منه وما كنت اخون في مالك و اخالف امرك﴾ ترجمہ: اے میرے آقا: آپ نے مجھے اس کی رکھوالی کا حکم دیا تھا اور اس سے کھانے کا حکم نہیں دیا تھا۔ میں آپ کے مال میں خیانت اور آپ کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ قاضی کو اس کی امانت اور دیانت داری پر بڑا تعجب ہوا۔ قاضی نے اس سے کہا: ﴿قد وقع لي فيك رغبة و اني ذاكر لك شيئا ولا بد ان تفعل ما امرك به﴾ ترجمہ: تیرے ساتھ مجھے رغبت ہو گئی ہے اور میں تجھے ایک نصیحت کرتا ہوں اور تیرے لئے

ضروری ہے کہ تو اس پر عمل کرے۔ غلام نے اس سے عرض کیا: ﴿انا طائع لله تعالٰی ولك﴾ ترجمہ: میں اللہ کا اور آپ کا فرمانبردار ہوں۔ قاضی نے اس غلام سے کہا: ﴿ان لی بنتا جمیلة وقد خطبها منی ناس کثیر من الاکابر و الرؤسا ولم اعلم بمن ازوجها فاشر علی بما تری﴾ ترجمہ: بیشک میری ایک خوبصورت بیٹی ہے اور بہت سارے امیر کبیر لوگوں نے اس کے نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ اور میں ابھی تک اس کے بارے میں فیصلہ نہیں کر پایا کہ کس سے اس کا نکاح کروں۔ اس کے متعلق جو تیری رائے ہو۔ وہ مجھے بتانا۔

غلام نے عرض کیا: ﴿یا سیدی کان الناس فی زمان الجاهلیة یرغبون فی الاصل و النسب و الدین والحسب و الیهود والنصاری یرغبون فی الحسن و الجمال وفی زمن رسول الله صلی الله علیه وسلم یرغبون فی الدین والتقوی وفی زماننا هذا یرغبون فی المال و الجاه فاختر من هذه الاشیاء ما شئت﴾ ترجمہ: اے میرے آقا: زمانہ جاہلیت میں لوگ اصل ونسب، دین اور حسب میں رغبت رکھتے تھے۔ یہود ونصاری حسن وجمال میں رغبت رکھتے تھے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں دین اور تقوٰی میں رغبت کرتے تھے۔ اور ہمارے زمانے میں لوگ مال دولت میں رغبت رکھتے ہیں آپ ان چیزوں میں سے جس کو چاہتے ہیں اختیار فرمالیں۔ قاضی نے کہا: ﴿انی راغب ذی الدین والتقوی وانی ارید ان ازواجك بها لانی وجدت فیك الدین والصلاح والامانة﴾ ترجمہ: میں دین اور تقوٰی میں رغبت رکھتا ہوں۔ اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کردوں کیونکہ میں نے تجھ میں دین اور صلاحیت اور امانت کو بہت زیادہ پایا ہے۔ غلام نے عرض کیا کہ اے میرے آقا میں آپ کا زر خرید کالے رنگ کا ہندی غلام ہوں۔ آپ میرے ساتھ اس لڑکی کا نکاح کیسے کر سکتے ہیں؟ اور آپ کی بیٹی میرے ساتھ نکاح کے لئے کیسے راضی ہوسکتی ہے۔ قاضی نے کہا: ﴿قم بنا الی البیت لنظر

فی ھذا الامر﴾ ترجمہ: اٹھو ہمارے ساتھ گھر چلو اور ہم اس معاملہ میں غور وفکر کرتے ہیں۔ جب وہ دونوں گھر داخل ہوئے۔ تو قاضی نے اپنی بیوی سے کہا: ﴿ان ھذا الغلام صالح متدین تقی وانی ارید ان ازوجه بنتی فماذا تقولین﴾ ترجمہ: یہ نیک صالح اور دیندار اور متقی غلام ہے میں نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ تو اس میں کیا کہتی ہے؟۔ قاضی کی بیوی نے عرض کیا کہ معاملہ آپ کے اختیار میں ہے لیکن میں بیٹی سے پوچھ لیتی ہوں۔ جب بیٹی سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے ﴿وانی لا اعصیکما ولا اخالفکما﴾ ترجمہ: اور بے شک میں تمہاری مخالفت اور نافرمانی نہیں کرسکتی۔ اس کے بعد بیوی واپس اپنے شوہر قاضی کے پاس آئی اور بیٹی کی رضامندی کا بتایا تو: ﴿فزوجھا به واعطاھما مالا جزیلا فولد منھا سمی عبد اللہ واشتھر بعبد اللہ بن المبارک المعروف عند العلماء والاولیاء﴾ ترجمہ: قاضی نے بیٹی کا نکاح اس [کالے ہندی غلام] سے کر دیا۔ اور انہوں کو بہت سارا مال ومتاع بھی دیا۔ چنانچہ اس بیٹی سے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام: عبداللہ: رکھا جو بعد میں حضرت عبداللہ بن مبارک کے نام سے علماء اور اولیاء میں مشہور ہوا۔

﴿حضرت عبداللہ بن مبارک کا علماء کی مہمان نوازی کرنا﴾

حضرت عبداللہ بن مبارک کے پاس ایک دن دس علماء مہمان تشریف لائے تو آپ کے پاس ان کی مہمان نوازی کے سواء اپنی سواری کے کچھ نہیں تھا اور آپ اس سواری پر حج اور جہاد بھی کرتے تھے۔ آپ نے اس کو ذبح کیا اور پکا کر مہمانوں کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ کی بیوی کہنے لگی: ﴿لیس لك الا ھذا الفرس من الدنیا وقد ذبحته﴾ ترجمہ: آپ کے پاس دنیا کے مال میں صرف ایک گھوڑا تھا آپ اسے بھی ذبح کر دیا۔ آپ جلدی سے گھر گئے اور اپنے مال میں سے بیوی کے مہر کے برابر رقم لی اور بیوی کے حوالے کرتے ہوئے اسے طلاق دے دی۔ اور کہا کہ ایسی بیوی جو مہمان

نوازی کرنے کو ناپسند جانے وہ ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔

چند دنوں کے بعد ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: ﴿یا امام المسلمین لی بنت ماتت امها﴾ ترجمہ: اے مسلمانوں کے امام میری ایک بیٹی جس کی ماں فوت ہوگئی ہے۔ اور غم کی وجہ سے اپنے کپڑے پھاڑ دیتی ہے جس سے ہم پریشان ہیں۔ اسے آپ کی مجلس میں لانا چاہتے ہیں تاکہ آپ اسے کوئی تسلی دیں شاید اسے صبر آجائے۔ آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور کسی چیز کی نصیحت کی جس سے اس بچی کو اس کی ماں کے فوت ہونے سے تسلی ہوگئی۔ اس دل نرم ہوا اور اس نے توبہ کی اور کہنے لگی: ﴿لا اعود الی ذکرها ولا اسخط ربی ثم قالت یا ابی لی الیک حاجة﴾ ترجمہ: اب میں اس کی یاد کی طرف نہیں لوٹوں گی اور اپنے رب عزوجل کی نافرمانی نہیں کروں گی۔ پھر کہا: اے میرے باپ مجھے تیری طرف کوئی ایک حاجت ہے۔ باپ نے پوچھا ﴿وما حاجتك﴾ تجھے کون سی حاجت ہے؟۔ بیٹی نے عرض کیا کہ زمانے کے لوگ تجھ سے میرا رشتہ مانگتے ہیں۔ لیکن: ﴿وانی انا اشهدك بالله ان لا تزوجنی بغیر عبدالله ابن المبارك فان له دینا قویما﴾ میں تجھے اللہ کو حاضر جانتے ہوئے قسم دیتی ہوں کہ میرا نکاح عبداللہ بن مبارک کے سوا کسی سے نہ کرنا کیونکہ اس کا دین مضبوط ہے۔ اس کے باپ نے عبداللہ بن مبارک سے ہی اس کا نکاح کر دیا اور اس کو بہت سارا مال دیا اور ساتھ دس گھوڑے بھی دیئے جس پر وہ جہاد فی سبیل اللہ کرتا۔ ایک دن عبداللہ نے خواب میں کسی شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ کوئی اسے کہہ رہا ہے: ﴿ان کنت طلقت امرأة عجوز الاجلنا فقد اعطیناك بدلها صبیة بکرا وان کنت ذبحت لاجلنا فرسا واحدا فقد اعطیناك عشرة افراس لتعلم ان الحسنة بعشر امثالها وان الله لا یضیع اجر المحسنین﴾ ترجمہ [اے عبداللہ] اگر تو نے ایک بوڑھی عورت کو ہماری خاطر طلاق دی تو ہم اس کی جگہ تجھے ایک کنواری بچی عطا کر دی۔ تو نے ہماری لئے ایک سواری ذبح کی تھی ہم نے تجھے دس سواریاں عطا کر

دیں۔ تاکہ تو جان لے کہ ایک نیکی دس نیکیاں لاتی ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

110: حکایت ﴿نیک نیتی کا صلہ﴾

بنی اسرائیل میں سے ایک نیک شخص تھا اور اس کی بیوی بھی نیک تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے نبی علیہ السلام کو وحی کی کہ فلاں نیک شخص سے کہو کہ میں تجھے آدھی عمر مال عطا کرتا ہوں اور آدھی عمر فقیر کر دیتا ہوں۔ اگر جوانی میں مال دار ہونا چاہتا ہے تو اسے جوانی میں مال دے دیتا ہوں۔ اور بڑھاپے میں فقیر کر دوں گا۔ اور اگر مال کو بڑھاپے میں پسند کرتا ہے۔ تو اسے میں بڑھاپے میں مال عطا کر دیتا ہوں۔ اور جوانی میں فقیر کر دوں گا۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے اس نیک آدمی کو اس بات کی اطلاع دی۔ وہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس کو سارا واقعہ بتایا۔ اور اس سے کہا کہ اس بارے تیری کیا رائے ہے؟ بیوی نے عرض کیا کہ جس طرح تیری مرضی۔ شوہر نے اس سے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ﴿ان اختار الفقر فی الشاب فانی اقدر علی الصبر علی الفقیر القیام بعبادة ربی واذا صرت شیخا و عندی ما اتقوت به قدرت علی طاعة ربی وعبادته﴾ ترجمہ: میں جوانی میں غربت کو اختیار کر لیتا ہوں۔ کیونکہ اس وقت میں غربت اور اپنے رب کی عبادت پر کمر بستہ رہنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ اور جب میں بوڑھا ہو جاؤں گا اور میرے پاس مال ہوگا جس سے میں کھاؤں گا تو اپنے رب تعالیٰ کی عبادت پر قادر ہو جاؤں گا۔ بیوی نے سن عرض کیا اے اللہ کے بندے ﴿ان کنت فی الشاب لفقیر الم یقدر علی طاعة اللہ تعالیٰ لانا نشغل بالا قوات ولا نصل الی فعل الطاعات واعطاء الصدقات واذا اخترنا الغنی فیه قدرنا علی ذلک لقوة احتسامنا و ابداننا﴾ ترجمہ اگر تم جوانی میں فقیر ہو گئے تو اطاعت پر قادر نہیں ہو سکتے کیونکہ ہم رزق کے کمانے کھانے میں مشغول ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں

کر پائیں گے۔ اور نہ ہی صدقہ خیرات کر سکیں گے۔ ہاں، اگر جوانی میں مالداری کو اختیار کرو گے تو عبادت پر قادر ہوں گے کیونکہ اس وقت ہمارے جسموں میں طاقت ہو گی تو شوہر نے کہا کہ جس طرح تیری مرضی ہے وہ ہی اچھی ہے اور ہم ایسا ہی کریں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اس نیک شخص اور اس کی بیوی سے کہہ دو کہ جب تمہاری نیت ہماری عبادت کرنے میں خالص ہے۔ اور تم دونوں اس بات پر متفق ہو تو: ﴿فقد جعلت جميع عمر كما في الغني فكن انت و زوجتك علي طاعتي و تصدقا بما شئتما ليكون حظكما في الدنيا والاخيرة و الله هو الغني الحميد﴾ ترجمہ: میں نے تم دونوں کو ساری عمر کے لئے مالدار کر دیا۔ اب تم دونوں میری عبادت کرتے رہو۔ اور جو چاہو صدقہ کرتے رہو۔ تاکہ تم دونوں کا حصہ دنیا اور آخرت میں ہو اور اللہ ہی تمام خزانوں کا مالک ہے۔

111: حکایت ﴿امیری اور غریبی اللہ کی طرف سے﴾

دو اندھے آدمی جعفر برمکی کی ماں کے راستے میں بیٹھ گئے۔ اور جعفر کی ماں سخاوت کرنے میں بڑی مشہور تھی۔ ان اندھوں میں ایک صاحبِ اولاد تھا وہ کہتا تھا: ﴿اللهم ارزقني من فضلك الواسع﴾ ترجمہ: اے اللہ عزوجل: مجھے اپنے وسیع فضل سے روزی عطا فرما۔ اور دوسرا جس اولاد نہیں تھی وہ نابینا کہتا تھا: ﴿اللهم ارزقني من فضل ام جعفر﴾ ترجمہ: اے اللہ عزوجل: مجھے جعفر کی ماں کے فضل سے روزی عطا کر۔ جعفر کی ماں اس کے لئے دو درہم بھیجتی تھی جو کہتا تھا کہ اے اللہ مجھے اپنے فضل سے روزی عطا کر۔ اور جو جعفر کی ماں کے فضل کا طالب تھا اس کے لئے دو روٹیاں اور ان کے درمیان روسٹ مرغا اور اس کے پیٹ میں دس اشرفیاں بھیجتی تھی لیکن جعفر کی ماں نے اس نابینے کو اشرفیوں کا نہیں بتایا تھا۔ اور وہ نابینا روٹیاں اور مرغ کو ناپسند کرتا تھا۔ اس نے دوسرے نابینے سے کہا: ﴿خذ هذين الرغيفين والدجاجة واعطني

الدرهمین﴾ ترجمہ: یہ روٹیاں اور مرغ لے لو اور مجھے دو درہم دے دو۔ اور وہ روزانہ ایسا ہی کرتا تھا۔ جب اس پر ایک مہینہ گزر گیا۔ تو جعفر کی ماں نے ایک آدمی بھیجا اور کہا کہ اس نابینے سے پوچھو: ﴿فضلنا اما اغناك عطاء﴾ ترجمہ: کیا ہمارے فضل نے تجھ کو مال دار نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ جعفر کی ماں سے کہنا کہ تم نے کیا عطا کیا۔ تو اس کی ماں نے کہا: ﴿ثلاث مائة دينار﴾ تین سو دینار بھیجے تھے۔ نابینے نے کہا: ﴿لا والله بل كانت ترسل لي دجاجة و رغيفين كل يوم و كنت ابيعها لصاحبي بدرهمين﴾ ترجمہ: نہیں، اللہ کی قسم! تم نے میرے لئے ہر روز دو روٹیاں اور ایک مرغ بھیجا تھا اور میں اس کو اٹھا کر اپنے ساتھی نابینے کے ہاتھ دو درہم میں فروخت کر دیتا تھا۔ یہ سن کر جعفر کی ماں نے کہا: ﴿صدق الرجل انه طلب من فضل الله فاغناه الله من حيث لا يحتسب والاخر طلب من فضلنا فاحرمه الله من حيث يريد غناه ليعلم الناس ان الغنى والفقر من الله وانه ما قدر كائن والحمد لله﴾ ترجمہ: اس آدمی نے سچ کہا، جس نے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسی جگہ سے مالدار کر دیا کہ یہاں سے اسکا گمان بھی نہیں تھا۔ اور دوسرے نے میرا فضل مانگا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اس جگہ سے محروم کر دیا۔ یہاں سے وہ مال و دولت چاہتا تھا۔ تاکہ لوگوں کو پتا چل جائے کہ امیری اور غریبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو اس نے مقرر کیا ہے وہ ہو کر رہے گا اور تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کیلئے۔

112: حکایت ﴿فرشتوں کے حوالے﴾

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن سرسبز و شاداب باغ سے گزرا۔ ﴿فرايت شابا يصلي تحت شجرة تفاح ولم اعرف انه يصلي فسلمت عليه فلم يرد على السلام فكررت السلام عليه ولم يرد ثم اوجز في صلوته فلما فرغ منها كتب باصبعه على الارض شعر﴾

ترجمہ: تو میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان سیب کے درخت کے نیچے کھڑا ہے اور مجھے علم نہیں تھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس کو سلام کیا اور اس نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ پھر اسنے اپنی نماز کو مختصر کیا اور جب نماز سے فارغ ہوا تو اس نے زمین پر اپنی انگلی سے یہ شعر لکھا۔

ا: منع اللسان من الكلام لانه سبب الردى و جالب الآفات

۲: فاذا انقطعت فكن لربك ذاكرا لا تنسه واحمد فى الحالات

ترجمہ: ا: زبان کو کلام کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ ہلاکت کا سبب اور آفات کو کھینچ کر لانے والی ہے۔

۲: جب تو دنیا سے قطع تعلق ہو گیا تو اپنے رب کا ذکر اور اس کو نہ بھول اور تمام حالات اس کی حمد کرو۔

میں اس کو پڑھ کر کافی دیر تک روتا رہا۔ پھر میں اپنی انگلی سے لکھا۔

ا: وما من كاتب الا سيبلى و يبقى الدهر ما كتبت يداه

۲: فلا تكتب بكف الا شياء يسرك فى القيامة ان تراه

ترجمہ: ا: اور کوئی کاتب ایسا نہیں جو ختم نہ ہوا۔ صرف زمانہ اور اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا باقی رہتا ہے۔

۲: تم اپنی ہتھیلی سے ایسی چیز لکھو جس کو قیامت کے دن دیکھ کر تم کو خوشی ہو۔

جب اس نوجوان نے اس کو پڑھا تو زور سے چیخ ماری اور فوت ہو گیا۔ اسکے بعد میں اس کو دفن کرنا چاہا تو غائب سے آواز آئی: (لايتولى امره الا الملائكة) اس شخص کا معاملہ فرشتوں کے حوالے ہے۔ پھر میں ایک درخت کے نیچے گیا وہاں چند رکعات نماز ادا کی، اسکے بعد میں نے اس جگہ کی طرف دیکھا تو اس کا وہاں نام نشان بھی نہ تھا۔ اور نہ ہی اس کے بارے کوئی خبر ملی۔ تو میں نے کہا۔

فسبحان الله المنان على عباده بمراده

113: حکایت ﴿جسے اللہ رکھے اسے کون مارے﴾

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے کپڑے دھونے کے لئے دریائے نیل کے کنارے گیا۔ میں نے وہاں کھڑے ایک بہت بڑا بچھو دیکھا جو میری طرف آ رہا تھا۔ میں نے اس سے گھبرا کر اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی۔ کہ وہ مجھے اس بچھو کے شر سے بچائے۔ چنانچہ وہ بچھو دریائے نیل تک پہنچا تو ایک بڑا مینڈک دریا سے نکلا اور یہ بچھو اس کی پیٹھ پر سوار ہو گیا اور میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ میں اس کو مسلسل دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ایک درخت تک آیا جس کی شاخیں بڑی بڑی تھیں اور اس کا سایہ زیادہ تھا۔ میں دیکھا کہ اس کے نیچے ایک نوجوان نے ریش سویا ہوا ہے۔ اور وہ اپنی نیند کے نشہ میں مست اور بے ہوش ہے میں نے کہا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۔ وہ بچھو دوسری طرف سے اس نوجوان کو ڈسنے کے لئے آیا تو میں نے اپنے دل میں سوچا کہ جب یہ بچھو اس نوجوان کے قریب ہو گا تو میں اسے قتل کر دوں گا یہ خیال کر کے میں اس کے پاس کھڑا ہو گیا ﴿واذا بتنین عظیم قد اقبل یرید قتل الفتی فهمت العقرب الیه فظفرت به ولزمت دماغه ولم تزل به حتی قتلته ثم عادت الی النیل والضفدع ینتظرها فرکبت ظهره وانا خلفها انظرها و عادت الی الجانب الذی جاءت منه﴾ ترجمہ: اچانک میں نے بہت بڑا سانپ دیکھا جو سامنے سے آ رہا ہے اور نوجوان کو ڈنگ مارنے کا پروگرام بنا رہا ہے تو بچھو اس کے دماغ پر چڑھ گیا اور اس کو قتل کئے بغیر نہ اترا۔ پھر وہ بچھو دریائے نیل کی طرف واپس لوٹ آیا۔ اور مینڈک وہاں کھڑا دریا کے کنارے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ پھر وہ بچھو اس کی پیٹھ پر سوار ہوا اور میں بھی ان کے پیچھے انکو مسلسل دیکھ رہا تھا۔ وہ بچھو جدھر سے آیا تھا ادھر ہی چلا گیا۔ اور میں اس نوجوان کے پاس یہ اشعار پڑھتا ہوا آیا۔

یا راقد والجلیل یحفظك من كل سوء یكون فی الظلم

۲: كيف تنام العيون عن ملك يا تيك منه فوائد النعم

ترجمہ: اے سونے والے اٹھو: دوست ہر اس برائی سے حفاظت کرتا ہے جو اندھیرے میں ہوتی ہے۔

تیری آنکھ اس بادشاہ سے کیوں سوتی ہے جس کی طرف سے تیرے پاس نعمتوں کے فائدے آتے ہیں۔ جب وہ نوجوان میرا کلام سن کر بیدار ہوا تو میں نے اس کو بتایا جو کچھ میں نے دیکھا تھا۔ چنانچہ اس نے توبہ کی اور اپنے کھیل تماشے والا لباس اتارا اور سیر وسیاحت والا لباس زیب تن کیا اور اسی حالت پر قائم رہا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا۔

114: حکایت ﴿برائی ختم اور نیکی رد﴾

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے عبادت گزاروں میں ایک عابد تھا جو نہر کنارے واقع اپنی عبادت گاہ میں عبادت کرتا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک دھوبی کپڑے دھویا کرتا تھا۔ ایک دن ایک سوار آیا اس کے پاس تھیلی تھی اس نے کپڑے اتارے اور اپنی تھیلی نکال کر باہر رکھ دی۔ نہر میں کپڑے دھوئے پھر ان کو پہن کر چلا گیا لیکن وہ تھیلی بھول گیا۔ اس کے بعد ایک مچھلیوں کا شکاری آیا جو جال سے شکار کرتا تھا۔ اس نے تھیلی دیکھی اور اٹھا کر چل دیا۔ اتنے میں اس سوار کو تھیلی یاد آئی۔ وہ واپس آیا لیکن تھیلی نہ ملی۔ اس نے ساتھ ہی دھوبی سے پوچھا کہ میں یہاں تھیلی بھول گیا ہوں۔ اگر تجھے ملی ہے تو مجھے دے دو۔ دھوبی نے کہا: (ما رایته) میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ ﴿فسل الفارس سيفه وقتل القصار﴾ تو سوار نے اپنی تلوار نکالی اور دھوبی کو قتل کر دیا۔ جب عابد نے دیکھا تو قریب تھا کہ وہ فتنہ میں پڑ کر اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کوئی بدگمانی کرتا۔ اس نے عرض کیا ﴿الهي سيدى يا خذ الصياد الهميان و يقتل القصار﴾ ترجمہ: اے میرے اللہ عزوجل اے میرے مولا، تھیلی تو

شکاری نے لی تھی لیکن قتل دھوبی ہو گیا۔

جب رات عابد سویا تو خواب میں الہام ہوا ﴿ایها العبد الصالح لا تفتتن ولا تدخل فی علم ربك واعلم ان الفارس کان قتل اب الصیاد واخذ ماله فالهمیان من مال ابیه وان القصار کانت صحیفته مملوءه بالحسنات و لیس فیها الا سیئة واحدة وکانت صحیفة الفارس مملوءة بالسیئات ولیس فیها الا حسنة واحدة فلما قتل القصار محیت سیئته ومحیت حسنة الفارس وربك یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید﴾ ترجمہ: اے نیک صالح عابد: تم فتنے میں نہ پڑو اور اپنے رب عزوجل کے علم میں مداخلت نہ کرو۔ اور یہ بات جان لو کہ سوار نے شکاری کے باپ کو قتل کیا ہے اور اس کا مال لے لیا تھا۔ یہ تھیلی اس باپ کے مال میں سے تھی اور اس دھوبی کا نامہ اعمال نیکیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور اس میں صرف ایک ہی برائی تھی اور سوار کا اعمال نامہ گناہوں سے بھرا پڑا تھا۔ اس میں ایک نیکی کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ تو اس نے دھوبی کو قتل کر ڈالا تو دھوبی کا گناہ مٹ گیا اور سوار کی نیکی مردہ ہو گئی اور تیرا رب عزوجل جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس کام کا ارادہ فرماتا ہے اس کا حکم دیتا ہے۔

115: حکایت ﴿اللہ والوں کے شکر ادا کرنے کا انوکھا طریقہ﴾

اللہ والیوں میں کسی ولی کی ایک شخص سے دوستی تھی۔ تو بادشاہ نے اس ولی کو قید کر دیا تو اس کے دوست نے ولی کی طرف ایک آدمی بھیجا کہ وہ اس سے پوچھے: ﴿کیف حالك فی الحبس﴾ کہ قید میں تیرا کیا حال ہے۔ ولی نے کہا ﴿اشکر الله﴾ میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں۔ پھر جیل والے ایک مجوسی کو لائے جس کا پیٹ خراب تھا اور اس کو پیچس لگے ہوئے تھے۔ ولی کو اس مجوسی کے ساتھ ایک ہی بیڑی میں باندھ دیا گیا۔ جب مجوسی رفع حاجت کے لئے جاتا جب تک وہ اپنی حاجت سے فارغ نہ ہوتا تو

مجبوراولی کوبھی وہاں کھڑا ہونا پڑتا۔ولی اللہ کواس کی بدبواوراس کے ساتھ چلنے پھرنے سے تکلیف ہوتی تھی۔جب اس بات کا علم اس کے دوست کو ہوا تو اس نے پیغام بھیجا: ﴿کیف حالك﴾ تیرا حال کیسا ہے؟۔ولی اللہ نے کہا﴿اشکر اللہ﴾ میں اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتا ہوں۔اس کے دوست نے عرض کیا کہ ﴿الی متی الشکر وای بلاء اعظم مما انت فیہ﴾ یہ شکر کب تک جاری رہے گا؟۔کیونکہ جس مصیبت میں تم جاری مبتلاء ہواس سے بڑی مصیبت اور کیا ہوسکتی ہے؟۔ولی نے جواب دیا﴿لو اخذ الزنار من وسط المجوسی وشد فی وسطی لکان اعظم مما ان فیہ وانما انا اخی استحق اعظم من ھذا فان سامحنی ربی بھذا القدر اما کان الشکر واجبا علی﴾ اگر زنار مجوسی کی کمر سے لے لیا جائے اور میری کمر سے باندھ دیا جائے تو یہ اس سے بڑی مصیبت ہوگی جس میں میں گرفتار ہوں۔اے میرے بھائی: میں تو اس سے بھی بڑی مصیبت کا مستحق ہوں۔بے شک میرے رب عزوجل نے مجھ سے درگزر فرمایا ہے۔اس لئے مجھ پر شکر کرنا واجب ہے۔

کیا آپ اس بات کو نہیں جانتے کہ ایک بزرگ پر کوڑے کا طشت بھر کر پھینکا گیا تو انہوں نے سجدہ شکر ادا کیا۔جب ان سے اس کے متعلق پوچھا گیا۔تو انہوں نے کہا ﴿انی اخاف ان یصب علی طست من النار فاذا سومحت بھذا الطست من الرماد عنہ فھلا اشکر اللہ تعالیٰ﴾ ترجمہ۔بے شک میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھ پر آگ کا طشت نہ گرایا جائے۔جب ان کوڑے کے طشت کے بدلے میں مجھے آگ کے طشت سے بچایا گیا تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر کیوں نہ ادا کروں۔واللہ اعلم

116: حکایت ﴿اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو آزماتا ہے﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ﴿رب ارنی ولیا من اولیائك﴾ اے میرے رب عزوجل مجھے اپنے ولیوں میں سے کوئی ولی دکھا دے۔تو غائب سے آواز

آئی: ﴿یا موسیٰ اصعد هذا الجبل واهبط الی الوادی تری ما سالت﴾
اے موسیٰ اس پہاڑ پر چڑھو اور اس وادی کی طرف جاؤ۔ اور جو تم نے سوال کیا اس کا جواب دیکھو۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے وہاں ایک سرسبز شاداب میدان دیکھا جس میں زمین کے نیچے ایک مکان تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں ﴿واذا هو بانسان مجذوم كانه قطعة لحم ملقاة﴾ کہ وہاں ایک کوڑھی شخص ہے جس کو گوشت کے لوتھڑے کی طرح ڈال دیا گیا ہے۔ اس کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ: السلام علیک یا ولی اللہ: یہ سن کر اس نے کہا: ﴿وعليك السلام يا كليم الله﴾: پھر اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: ﴿من این عرفتنی﴾: تو نے مجھے کیسے پہچانا۔ اس نے جواب دیا: ﴿انی رجل لا یعودنی احد علی هذه الحالة وقد سالت الله منذ ليال ان يجمعنی بك وقد اجابنی﴾ میں ایک ایسا شخص ہوں کہ جس کی کوئی اس حالت میں عیادت کرنے کے لئے نہیں آتا ہے اور میں نے چند راتوں سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ مجھے آپ سے ملا دے تو میری دعا قبول ہو گئی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس ولی سے پوچھا: ﴿یا هذا من الذی یخدمك ومن این مطعمك و مشربك﴾
اے بندہ خدا، تیری خدمت کون کرتا ہے؟ تجھے کون کھلاتا اور پلاتا ہے؟۔ اس نے جواب دیا: ﴿ان لی ولدا یذهب كل يوم الی هذا وادی و یجتبنی لی شیئا من البردی فاكله وافطر عليه﴾ میرا ایک بیٹا ہے جو ہر روز اس وادی میں جاتا ہے اور میرے لئے اچھے اچھے خرمے چن کر لاتا ہے۔ میں اسے کھاتا ہوں اور اس سے روزہ افطار کرتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿انی احب ان اری ولدك﴾ میں تیرے بیٹے کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس نے اپنے بیٹے کا پتہ بتلایا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ﴿واذا هو ولد كالقمر﴾ اس کا بیٹا حسن جمال میں چاند کی طرح تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو دیکھا تو حیران ہوکر کہا ﴿تبارك الله احسن الخالقين﴾ اسی دوران ایک درندہ آیا اس نے لڑکے کا چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حیران ہوتے ہوئے عرض کیا: ﴿الٰهى وسيدى ولى من اولياءك مطروح على تلك الحالة و ليس له خادم فما السر فى هلاك هذا الولد﴾ ترجمہ: اے میرے الٰہ اور میرے مولا، تیرے ولیوں میں ایک کی حالت یہ ہے کہ اس کو کوئی پوچھنے والا کوئی نہیں۔ اس کی کوئی خدمت کرنے والا کوئی نہیں۔ اور اے میرے مولا، اس لڑکے کے ہلاکت میں کیا راز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وحی فرمائی ﴿ان ارجع الى والده وانظر الى صبرة و رضاه﴾ ترجمہ: کہ اس ولی کے والد کے پاس جاؤ اور اس کا صبر اور رضا دیکھو۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے باپ کے پاس گئے اور اس کو اس سارے واقعہ کی خبر دی: ﴿فضحك مسرورا وفرحا ورفع طرفه الى السماء وقال الٰهى وسيدى قد رزقنى هذا الغلام وكنت اظن انه يعيش بعدى فحيث ارحتنى منه فاقبضنى اليك ساجدا ثم فحر كه موسىٰ فاذا هو قد مات﴾ ترجمہ: وہ خوشی سے مسکرایا اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھائی اور عرض کیا کہ: اے میرے الٰہ اور میرے مولا: تو نے مجھے یہ بیٹا عطاء کیا، میں یہ خیال کرتا تھا کہ یہ میرے بعد زندہ رہے گا جب تو نے اس سے مجھے خوش کر دیا تو اب سجدہ کی حالت میں میری روح قبض کر لے۔ پھر اس نے سجدہ کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو ہلایا لیکن وہ اللہ کو پیارا ہو چکا تھا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ﴿الٰهى و سيدى ويكون وليك ملقى فى مثل هذا الموضع وولده ملقى فى الوادى فنزل جبرئيل اليهما فغسلهما ودفنهما ورجع موسىٰ عليه السلام﴾ ترجمہ: اے میرے الٰہ اور مولا، کیا یہ تیرا ولی اس جگہ پر اسی طرح پڑا رہے گا۔ اور اس کا بیٹا اس وادی میں اسی طرح پڑا رہے گا؟۔ پس حضرت جبرئیل ان کے پاس آئے ان کو غسل دیا اور دفن کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ سب منظر دیکھ کر واپس

تشریف لے آئے۔

117: حکایت ﴿دشمن کے ذریعے مدد﴾

ابو حمزہ خراسانی کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج سے واپس آ رہا تھا تو اچانک میں کنوئیں میں گر پڑا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ،، ان استغیث،، میں کسی سے مدد چاہوں۔ پھر میرے دل میں آیا کہ ﴿لا واللہ لا استغیث﴾ قسم بخدا: میں کسی سے مدد نہیں چاہوں گا۔ یہ خیال ابھی پورا نہیں ہوا تھا کہ دو آدمی اس کنوئیں کے قریب سے گزرے۔ ایک نے دوسرے سے کہا ﴿تعال نسد راس هذا البئر لئلا يقع احد فيها﴾ آؤ ہم اس کنوئیں کا منہ بند کر دیتے ہیں کہ اس میں کوئی گر نہ جائے۔ چنانچہ وہ بانس اور چٹائی لائے اور اس کنوئیں کا منہ بند کر دیا۔ میں نے یہ دیکھ کر چیخنے کا ارادہ کیا لیکن پھر دل میں خیال آیا کہ ﴿اصيح الى من هو اقرب الى منهما و سكت﴾ میں اس پاک ذات کی طرف چیخ کر فریاد کروں جو ان دونوں سے زیادہ میرے قریب ہے۔ یہ سوچ کر میں چپ رہا۔ اسی دوران کنواں کا منہ کھلا اور کسی نے اپنا پاؤں لٹکا اور گرجدار آواز سے مجھ سے کہا ﴿تعلق بها فتعلقت بها فاخرجني واذا هو سبع فتركني و ذهب واذا هاتف يقول يا ابا حمزة اليس هذا احسن نجاتك من التلف بالمتلف﴾ اس سے لٹک جاؤ، میں اس کے ساتھ لٹک گیا۔ جب اس نے مجھے باہر نکالا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک درندہ تھا اور وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ لیکن ہاتف غیبی سے آواز آئی کہ اے ابو حمزہ: کیا یہ ٹھیک نہیں ہوا کہ میں نے تجھے ضائع ہونے سے اس درندے کے ذریعے سے بچا لیا جو تیرا دشمن تھا۔

118: حکایت ﴿درویش نے نوے ہزار صدقہ کرنا﴾

خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے زمانہ میں قحط پڑ گیا اور لوگوں کو فاقہ کشی کرتے لگے۔ قوم کے سردار خلیفہ کے پاس حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ درواس بن حبیب عجمی

بھی تھا جو کہ جسم کو اونی جبہ اور چھوٹی سی چادر کے ساتھ ڈھانپے ہوئے تھا۔ خلیفہ ہشام نے غصہ سے اپنے دربان کی طرف دیکھا اور کہا کہ ﴿ایدخل علی کل من اراد الدخول﴾ جو میرے پاس آنا چاہے وہ آسکتا ہے۔ درواس سمجھ گیا کہ خلیفہ کی اس سے مراد وہی ہے۔ تو اس نے عرض کیا ﴿یا امیر المؤمنین اخل باب دخولی علیك وحصل لی شرف بدخولی الی مجلسك ولما رایت الناس دخلوا فی امروا جتمعوا علیه دخلت معهم وان اذنت لی فی الکلام تکلمت﴾ یا امیر المؤمنین: میں نے حاضر ہو کر آپ کے معاملہ میں خلل ڈالا ہے۔ مجھے آپ کے دربار میں حاضر ہونے سے شرف ملا ہے اور میں نے لوگوں کو داخل ہوتے ہوئے دیکھا کہ وہ ایک معاملہ کے سلسلے میں آرہے ہیں اور انہوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا ہے تو میں بھی ان کے ساتھ حاضر ہوا ہوں۔ اگر آپ بات کرنے کی اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں۔

یہ بات سن کر ہشام نے فرمایا ﴿لله ابوك تکلم فما رای افضل القوم غیرك﴾ کہ اللہ کے لئے تیرا باپ [کتنا اچھا ہوگا] یہ اس لئے کہا کہ میں قوم میں تجھ سے افضل کسی کو نہیں جانتا ہوں۔ اس نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین تین قحط سالی کے ہم بڑے سخت گزرے ہیں۔

ا: ﴿فالاولی قد اذابت الشحم﴾ پہلے سال نے ہماری چربی پگھلا دی۔

۲: ﴿والثانیة قد اکلت اللحم﴾ دوسرے سال نے ہمارا گوشت کھا لیا۔

۳: ﴿والثالثة مصت العظم﴾ تیسرے سال نے ہماری ہڈی چوس ڈالی۔

اللہ تعالیٰ کے لئے تیرے ہاتھ میں مال ہے ﴿فان تکن لله فاعطفوا بها علی عباده وان تکن لهم فعلی ما تحبسوا بها عنهم وان تکن لکم فتصدقوا بها علیهم فان الله یجزی المتصدقین ولا یضیع اجر المحسنین﴾ اگر یہ مال اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو اس کے بندوں عطا کر دو۔ اگر یہ مال ان لوگوں کا ہے تو پھر ان

سے یہ مال کیوں روکتے ہو۔ اگر یہ مال آپ کی ملکیت ہے تو پھر اس مال کو اللہ تعالیٰ کے بندوں پر صدقہ کر دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا ہے۔

خلیفہ ہشام نے یہ سن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے جزاء دے تو نے میرے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ پھر ہشام نے ایک لاکھ اشرفیاں لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ اور درواس کے لئے ایک لاکھ درہموں کا حکم دیا۔ درواس نے کہا کہ ﴿ھل حصل لکل رجل مثلھا﴾ کیا ہر کسی شخص کو ایک جیسا حصہ مل گیا ہے۔ خلیفہ نے کہا نہیں۔ کیونکہ بیت المال سب کو برابر حصہ دینے کا متحمل نہیں ہے۔ درواس نے کہا ﴿لا حاجة لی فیما یبعث علی ذمك وعاد الی قبیلة﴾ مجھے ایسے مال کی کوئی ضرورت نہیں جو لوگوں کو آپ کی مذمت پر ابھارے اور وہ اپنے قبیلہ کی طرف پلٹ آئے۔ پھر ہشام نے ان درہموں کو ان کے پیچھے بھیج دیا۔ جب وہ درہم اس کے گئے تو اس نے ان میں سے نوے ہزار درہم نو قبیلوں میں تقسیم کر دیئے۔ اور اپنے قبیلے کے لئے صرف نو ہزار درہم رکھے۔ چنانچہ جب یہ بات ہشام تک پہنچی تو اسنے حکم دیا ﴿للہ درہ ان الضیعة تبعث علی الطباع﴾ اللہ تعالیٰ کی طرف سے درواس کو اور عطاء ہو۔ بے شک زمین اپنی طبیعت کے موافق اگاتی ہے۔

119: حکایت ﴿حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیدائش کا واقعہ﴾

ہندا بنت عتبہ بہت خوبصورت اور مال دار تھی۔ اسکے پاس ہر نسل کا ایک ایک ہزار جانور تھا اور ایک ہزار غلام تھے۔ اور لکڑی کا ایک کجاوہ تھا جو موتیوں اور جواھرات سے مرصع تھا۔ اور اس کا شوہر فاکہ بن مغیرۃ قریش کے نو جوانوں میں تھا جو بہت مہمان نواز تھا۔ لوگ اس کے پاس آتے اور بغیر کسی روک ٹوک کے گھر میں داخل ہو جاتے۔ چنانچہ فاکہ ایک دن کسی ضروری کام کے سلسلہ میں گھر سے باہر گیا ہوا تھا۔ تو اس کے ملنے والوں میں ایک شخص اس کے گھر میں داخل ہوا۔ اس نے ہندہ کو تنہا دیکھا تو شرم سے واپس ہی

پلٹا تھا کہ اتنے میں فاکہ بھی آ گیا۔ اس نے گھر میں داخل ہو کر اپنی بیوی ہندا کو دیکھا تو شک میں مبتلا ہو گیا۔ اور ہندہ کو کہنے لگا کہ تو اپنے والدین کے گھر چلی جا۔ یہ بات لوگوں میں عام پھیل گئی حتی کہ یہ بات ہند کے باپ عتبہ تک جا پہنچی۔ باپ نے ہندہ سے تنہائی میں پوچھا کہ لوگ تیرے متعلق یہ باتیں کر رہے ہیں۔ اور کثرت سے یہ باتیں سنی جا رہی ہیں۔ تو مجھے سچ سچ بتا دے ﴿فان كان يقولون حقا بعثت من يقتل الفاكه سرا ونتخلص منه﴾ جو لوگ کہہ رہے ہیں اگر یہ سچ ہے تو میں خفیہ کوئی شخص بھیجتا ہوں جو فاکہ کو قتل کر دے اور اس طرح ہم اس سے خلاصی پا جائیں۔ اگر یہ بات جھوٹی ہے تو میں ان کے فال نکالنے والوں میں سے کسی کے پاس "فاکہ" سے محاکمہ کرتا۔ تاکہ تیری برات ظاہر ہو جائے۔ یہ بات سن کر ہندہ نے ایسی قسم کھائیں کہ عتبہ اپنی بیٹی پر مطمئن ہو گیا۔ کہ یہ ان باتوں سے پاک جو لوگ کر رہے ہیں۔ چنانچہ عتبہ نے فاکہ کے پاس آدمی بھیجا اور اس نے کہا کہ وہ اسی وقت فال نکالنے والے کو متعین کرے اور اس سے فیصلہ چاہے اور کہا ﴿قد رميتها بداهية﴾ کہ تو نے ہندہ کو ایک بہت بری تہمت لگائی ہے۔ اس لئے فال نکالنے والے کے پاس محاکمہ ضروری ہے۔ چنانچہ [فاکہ] بنی عبدالدار کی ایک جماعت کے ساتھ نکلا اور دوسری طرف سے ہندہ بنی امیہ کی عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نکل آئی۔ جب یہ لوگ شہر سے الگ ہوئے اور کاہن کے قریب ہوئے تو ہند کے باپ نے دیکھا کہ ہند کا رنگ بدل گیا ہے اور وہ پریشان ہے۔ عتبہ نے ہند سے کہا ﴿مالي اراك بهذا الحال﴾ میں تجھے پریشان حال میں دیکھ رہا ہوں۔ ہند نے عرض کیا ﴿والله ماذا المكروه عندي ولكني اني قد يخطئ وقد يصيب فلا امنه ان يرميني بداهية من غير اصل فيصير ذلك سبة علينا ابدا الدهر﴾ اللہ کی قسم: میں نے بدکاری نہیں کی۔ لیکن آپ جس شخص کے پاس مجھے لائے ہیں یہ کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی سچ بتاتا ہے۔ اس لئے میں اس پر مطمئن نہیں ہوں۔ کہیں یہ مجھ پر بغیر تحقیق کے بدکاری کی تہمت نہ لگا دے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ

بدکاری ہمارے گلے نہ پڑ جائے۔اس کے باپ نے کہا کہ پہلے ہم اس کاہن کا خفیہ امتحان لیتے ہیں۔اگر یہ اس میں سچا نکلا تو پھر ہم اس کے علم سے استدلال کریں گے۔اور اس سے معاملہ دریافت کریں گے۔ورنہ ہم اس کو چھوڑ دیں گے۔

چنانچہ عتبہ نے گیہوں کا ایک لے کر گھوڑے کے آلہ تناسل میں رکھا۔جب یہ لوگ کاہن کے پاس پہنچے تو اس نے ان کا بڑا احترام کیا۔انہوں نے کاہن سے کہا ﴿قد جئناك في امر وقد خبانا خبية نختبرك بها فانظر ماهي﴾ کہ ہم تیرے پاس ایک معاملہ لے کر آئے ہیں اور وہ ہمارا معاملہ پوشیدہ ہے۔پہلے ہم تیرا امتحان لیں گے۔تم بتاؤ کہ وہ پوشیدہ چیز کیا ہے؟۔کاہن نے جواب دیا ﴿ثمرة في كمرة﴾ وہ ایک پھل جو بچھڑے کے سوراخ میں ہے۔لوگوں نے کہا ﴿نريد ابين من هذا﴾ ہم اس سے بھی زیادہ واضح جواب چاہتے ہیں۔کاہن نے جواباً کہا ﴿حبة بر في احليل مهر﴾ گیہوں کا ایک دانہ بچھڑے کے آلہ تناسل کے سوراخ میں ہے۔لوگوں نے کہا کہ تو نے صحیح جواب دیا ہے۔اب تم ان عورتوں کے حال میں نظر کرو۔چنانچہ وہ ایک عورت کے پاس آتا گیا اور کہتا گیا: یہ نہیں ہے۔حتیٰ کہ وہ ھند کے پاس آیا تو اس نے ہند کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا ﴿و الله ما بزانية و انك بريئة مما يقولون و ستلدين ملكا اسمه معاويه﴾ اللہ تعالیٰ کی قسم تو زانیہ نہیں ہے، اور لوگ جو کہتے ہیں تو اس سے پاک ہے اور عنقریب تو ایک بچہ جنے گی جو بادشاہ ہوگا جس کا نام معاویہ ہو گا۔جب یہ خبر اس کے شوہر "فاکہ" تک پہنچی تو اس نے اٹھ کر ھند کے سر کو بوسہ دیا لیکن اس نے جھڑک دیا اور کہا کہ تم مجھ سے دور رہو ﴿فو الله لاجتهدن ان يكون هذا الملك من غيرك ولم تزل حتى طلقها﴾ اللہ پاک کی قسم: میں ضرور بر ضرور کوشش کروں گی کہ یہ بادشاہ بچہ تیرے علاوہ کسی اور سے جنم دوں۔وہ اس بات ڈٹی رہی حتیٰ کہ فاکہ نے اس کو طلاق دے دی۔جب کاہن کی یہ بات مشہور ہوئی کہ ہند کے بطن سے بادشاہ بیٹا ہوگا تو بڑے بڑے سرداروں نے ہند کے ساتھ نکاح کرنے کی

خواہش ظاہر کی۔ حتیٰ کہ ابوسفیان نے بھی ہند کو نکاح کا پیغام بھیجا اور اتنا مال خرچ کیا جس کا ذکر احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ بالآخر ہند ابوسفیان سے نکاح کرنے پر راضی ہو گئی۔ اس نکاح سے امیر معاویہ پیدا ہوئے۔ ان کی سلطنت کا یہ حال تھا کہ وہ مشرق و مغرب کے مالک ہوئے۔ واللہ اعلم

120: حکایت ﴿بادشاہوں کی کرم نوازی حیلہ کی محتاج ہوتی ہے﴾

فضل بن ربیع [ہارون رشید کا وزیر تھا] کہتا ہے کہ خلیفہ ہارون رشید نے ایک دن مجھے کہا ﴿اطلب لی حجاما اسکت من الحجر﴾ میرے لئے کوئی ایسا حجام تلاش کرو جو پتھر سے زیادہ خاموش ہو۔ میں نے عرض کیا ﴿ان لی غلاما سکیتا﴾ میرا ایک غلام ہے جو بہت خاموش طبع ہے۔ ہارون رشید نے فرمایا ﴿ابعثہ الیّ﴾ اس کو میرے پاس بھیجا دو۔ چنانچہ میں نے اس کو خاموش رہنے اور کوئی کلام نہ کرنے کی تاکید کر کے خلیفہ کے پاس بھیج دیا۔ اور یہ بھی کہا کہ خوب تیار ہو کے جاؤ۔ جب وہ خلیفہ کی خدمت حاضر ہوا تو خلیفہ غصہ کی حالت میں تھا۔ خلیفہ نے فرمایا: اے فضل یہ غلام کی عجب شان ہے۔ چلو اس کے متعلق بعد میں تم سے گفتگو کروں گا۔ میں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ خلیفہ کی خدمت کے لئے جو فراش مقرر تھا میں نے اس سے پوچھا: تو اس نے بتایا کہ جب حجام نے پچھنے لگانا شروع کیا۔

۱: تو اس نے کہا: اے امیر المؤمنین میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ خلیفہ نے فرمایا ﴿ما ھو﴾ وہ کیا بات ہے؟ حجام نے عرض کیا ﴿لم قدمت محمدا علی المامون والمامون اسن منہ﴾ آپ نے محمد کو مامون پر مقدم کیا حالانکہ مامون عمر میں محمد سے بڑا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ خلیفہ نے کہا کہ جب میں اس کام سے فارغ ہو جاؤں گا تو پھر آپ کو جواب دوں گا۔

۲: حجام تھوڑی بھی صبر نہ کر سکا اس نے پھر کہا: اے امیر المؤمنین میں آپ سے

دوسری بات پوچھتا ہوں۔ خلیفہ نے فرمایا ﴿ماھو﴾ وہ بات کیا ہے؟ حجام نے عرض کیا ﴿لم قتلت جعفر بن یحیی﴾ آپ نے جعفر بن یحیی کو قتل کیوں کیا؟ خلیفہ نے کہا کہ جب میں اس کام سے فارغ ہوں گا پھر آپ کو جواب دوں گا۔

۳: اس کے بعد حجام نے عرض کیا: میں آپ سے تیسری بات پوچھتا ہوں۔ خلیفہ نے فرمایا ﴿ماھو﴾ وہ کون سی بات ہے؟ حجام نے عرض کیا ﴿لم اخترت الرقة علی بغداد و بغداد اطیب منھا﴾ آپ نے کوفہ شہر کو بغداد پر ترجیح کیوں دی حالانکہ بغداد شہر کوفہ سے زیادہ صاف ہے؟ خلیفہ نے کہا کہ میں اس کام سے فارغ ہو کر تجھے جواب دوں گا۔

جب خلیفہ فارغ ہوا تو اس نے اپنے خادم خاص کو بلایا اور اس کو حکم دیا ﴿لاتشرب الماء البارد دون ان قتلته فانه یسالنی عن ثلاث مسائل لو سالنی عنه المنصور ما اجبته﴾ تو نے اس وقت تک ٹھنڈا پانی نہیں پینا جب تک تو اس حجام کو قتل نہ کر دے کیونکہ اس نے مجھ سے ایسے تین سوال پوچھے ہیں اگر وہ سوال مجھ سے منصور بھی پوچھتا تو اس کو جواب نہ دیتا۔ ہارون رشید کے وزیر فضل نے کہا کہ میں اسی انتظار میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ابودلامہ شاعر ہارون رشید کے پاس روتا ہوا حاضر ہوا [اور ایک ڈرامہ رچایا] کہنے لگا کہ میری بیوی ام دلامہ مر گئی ہے اور ام دلامہ ہارون رشید کی بیوی زبیدہ خاتون کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ ابودلامہ فوت ہو گیا ہے۔ چنانچہ ابودلامہ کو روتا ہوا دیکھ کر فرمایا تو کیوں رو رہا ہے؟ ابودلامہ نے شعر میں جواب دیا۔

۱ وکنا لدی زوجی فی مفازة من الامن فی عیش رخی وفی رغد

۲ فافردنا ریب الزمان بصرفه ولم ار شیئا قط اوحش من فردا

ترجمہ ۱: ہم دونوں میاں بیوی شادی کے وقت اس طرح رہتے تھے جس طرح مرغ سنگ خوار میدان میں رہتا ہے اس امن سے جو فراق زندگی میں اور خوش عیش کو نصیب ہوتی ہے۔

۲: حوادثاتِ زمانہ نے اپنی گردش کی وجہ سے ہم کو جدا کر دیا اور میں نے جدائی سے بڑھ کر کوئی چیز بھی وحشت ناک ہرگز نہیں دیکھی۔

اس کے بعد ابودلامہ نے رونا دھونا شروع کر دیا اور کہا کہ: اے امیر المؤمنین ام دلامہ فوت ہوگئی ہے اس کی کفن دفن کے لیے کوئی سامان دو۔ چنانچہ خلیفہ نے اس کو مال دینے کا حکم دیا۔ ادھر ام دلامہ روتی ہوئی ملکہ زبیدہ کے پاس پہنچ گئی اس نے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ ابودلامہ فوت ہوگیا ہے۔ چنانچہ ملکہ زبیدہ نے کفن دفن کے لیے بھی مال دیا۔ پھر وہ بھی وہاں چلی گئی۔ اتنے میں خلیفہ ہارون رشید حجام کے سوالوں اور ام دلامہ کے فوت ہونے کی خبر سن کر غصہ کی حالت میں گھر داخل ہوا تو بیوی زبیدہ نے کہا ﴿مالی اراك حزينا﴾ کیا بات کہ میں آپ کو پریشان دیکھ رہی ہوں؟۔ خلیفہ نے ابودلامہ کے فوت ہونے کی خبر دی تو ملکہ زبیدہ مسکرائی اور کہا کہ ابھی ام دلامہ مجھے ابودلامہ کے مرنے کی خبر دیکر مجھ سے کفن دفن کے لئے مال لے کر گئی ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ ابھی ابودلامہ مجھے ام دلامہ کے فوت ہونے کی خبر دیکر مجھے اس کی تجہیز تدفین کے مال لے کر گیا ہے۔

فضل بن ربیع کہتے ہیں کہ یہ ڈرامہ سن کر ہارون رشید ہنستا ہوا محل میں میرے پاس آیا تو مجھے بہت تعجب ہوا کہ خلیفہ پہلے پریشان تھا اور اب بڑا خوش ہے۔ میں نے اس سے وجہ پوچھی تو اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ میں اسی وقت حجام کی سفارش کی تو خلیفہ نے حجام کی سفارش قبول کر کے اس کو رہا کر دیا۔ پھر خلیفہ نے ابودلامہ کو بلا کر پوچھا ﴿ماحملك على هذا﴾ تجھے یہ ڈرامہ کرنے پر کس نے ابھارا۔ ابودلامہ نے عرض کیا ﴿يا امير المؤمنين لانه لم يتوصل الى عطاء امير المؤمنين الا بالحيلة فضحكنا جميعا من ظرافة حيلهما﴾ اے امیر المؤمنین بے شک میں امیر المؤمنین کی عطاء تک بغیر حیلہ سازی کرنے کے نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ہم ابودلامہ اور ام دلامہ کی حیلہ سازی کا کمال دیکھ کر ہنس پڑے۔

121: حکایت ﴿ اللہ تعالیٰ کے کرم سے وسیلہ ملتا ہے ﴾

حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج کے موسم میں مدینہ منورہ حاضر ہوا ہر طرف سے جنگل کے فقراء ہمارے پاس آئے تو میں نے وہاں نہایت خوبصورت ایک لڑکی دیکھی جو مردوں کے درمیان آتی جاتی تھی اور ایسے شیریں انداز میں گفتگو کرتی جو ہوا سے زیادہ نرم اور گرد وغبار سے زیادہ باریک تھا ﴿فنظرت الی وجهها يملا العيون حسنا وجمالا فغضضت عينى وتعوذت بالله من الشيطان ثم قلت يا جارية ايحل لك ان تسفرى عن هذا الوجه الجميل بين هولاء الخلق فى هذا الموسم فبكت وانشدت اشعار﴾

جب میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو اس کے حسن نے میری آنکھوں کو حسن وجمال سے بھر دیا۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی شیطان سے۔ پھر میں نے کہا: اے لڑکی۔ اتنے حسین وجمیل کا اس موسم میں مخلوق کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے؟ یہ سن کر وہ رو پڑی اور یہ اشعار پڑھے۔

۱: لم ابده حتى تقضت حيلتى فابديته وهو الاعز الاكرم

۲: ربعز اذذاك على لانه دهر يجور كما تراه ويظلم

۳: قد صنته وحجته حتى اذا لم يبق لى سند ومات الهيثم

۴: ابرزته من خدره مقهورة والله يشهد لى بذاك ويعلم

۵: كشف الزمان قناعه فى بلدة قل الصديق بها وعز الدرهم

۶: اصبحت فى ارض الحجاز غريبة وابو ربيعة نازح ومخيم

ترجمہ: ۱: میں نے اپنا حیلہ ٹوٹنے تک اپنے چہرے کو ظاہر نہیں کیا۔ میں نے اس چہرے کو ظاہر کیا حالانکہ وہ عزیز اور بزرگ ہے۔

۲: اس چہرے کو چھپانا مجھ پر مشکل ہو گیا تھا کیونکہ زمانہ جو جفا کرتا ہے جیسا کہ تم

اس کو دیکھتے ہو۔

۳: میں نے اس چہرے کو حجاب میں رکھا حتی کہ میرے لئے کوئی پناہ نہ رہی اور میرا باپ ہیثم بھی فوت ہو گیا۔

۴: تو میں نے مجبوراً اس کو پردے سے ظاہر کر دیا اور اس پر اللہ تعالیٰ مجھ پر گواہ ہے۔ جو خوب جانتا ہے۔

۵: زمانے نے اس چہرے کو ایسے شہر میں کھولا جس میں دوست کم اور درہم عزیز ہو گئے۔

۶: اور میں حجاز کی سرزمین میں مسافرہ ہو گئی اور ابو ربیعہ [شاعرہ کے شوہر کا نام] دور اور خیمہ والا ہو گیا یعنی مقیم ہے۔

حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس لڑکی کے پاس جا کر جو کچھ میسر تھا دیا اور اس سے پوچھا ﴿یا جاریة ما اسمك﴾ اے لڑکی تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا ﴿المتمناة بنت الهيثم قتل ابی فی المحاربة و بقيت فی القوم علی حالتی هذه﴾ میرا نام متمناۃ ہے میرا باپ ہیثم ہے جو جنگ میں مارا گیا اور میں اسی حالت میں قوم میں باقی بچ گئی ہوں۔

اصمعی فرماتے ہیں میں نے اس کو چھوڑ اور مسجد کے کھلے میدان میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ میں نے ابو کلثوم طوق بن مالک بن طوق سے اس کا واقعہ بیان کیا۔ پھر دوسرے سال ابو کلثوم کی مجھ سے ملاقات ہوئی۔ میں اس کے حاضر ہوا اور چند دن ٹھہرا تو میرے پاس خوبصورت چہرے والا ایک خادم آیا اور اس کے ساتھ کپڑوں کا جوڑا اور ایک تھیلا بھی تھا۔ اس نے ان کو میرے پاس رکھا۔ لیکن مجھے اس کے متعلق کوئی علم نہیں تھا۔ ابو کلثوم نے میری طرف دیکھ کر کہا ﴿یا العباس هذا حق دلالتك وهذه هدية المتمناة بنت الهيثم لالف الله بها بر كاتك فانك لما اخبرتنا بخبرها انفذت من جاء بها وتزوجها و اخبرتها بحديثك عنها فشكرت فعلك

وانا اشکر اضعاف شکرھا﴾ اے ابوالعباس[یہ حضرت اصمعی کی کنیت ہے] یہ تمہارے ایڈریس بتانے کا بدلہ ہے اور یہ متماہ بنت ہیثم کا ہدیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برکتوں کی وجہ سے ان پر لطف وکرم کیا۔ جب تم نے اس کے متعلق مجھے بتلایا تو میں اس شخص کو بھیجا جو اس کو لایا اور میں نے اس سے نکاح کرلیا اور میں نے تمہاری اس کی خبر دی تو اس نے تمہارا شکر ادا کیا اور میں اس سے بڑھ کر تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

122 : حکایت ﴿عقل مند لڑکی﴾

عرب کے عقل مندوں میں سے ایک شخص تھا جس کو [شن] کہا جاتا تھا۔ اسنے قسم کھا رکھی تھی کہ وہ صرف اسی عورت سے نکاح کریگا جو اس کے موافق ہوگی۔ وہ اسی عورت کی تلاش میں مختلف شہروں اور قبیلوں کا سفر کرتا تھا۔ ایک سفر میں ایک شخص اس کا رفیق سفر ہوا جب ان پر سفر مشکل ہوا تو [شن] نے اپنے ہمسفر ساتھی سے کہا ﴿اتحملنی ام احملك﴾ کیا تو مجھے اٹھائے گا یا میں تجھے اٹھاؤں؟ اسنے جواب دیا ﴿یا جاھل ایحمل الراکب الراکب﴾ اے جاہل آدمی کیا سوار شخص سوار کو اپنے اوپر اٹھا سکتا ہے؟ شن چپ ہوگیا اس کے بعد وہ دونوں ایک کھیتی کے پاس آئے جو ابھی کھڑی تھی۔ شن نے اس سے کہا "اتری ھذا الزرع اکل ام لا" کیا تم دیکھتے ہو کہ زراعت کھائی گئی ہے یا نہیں۔ اس آدمی نے شن سے کہا "اے جاہل کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ یہ کھیتی اپنی بالی میں ابھی باقی ہے۔ یہ سن کر شن پھر خاموش ہوگیا۔ پھر ان کے سامنے سے ایک جنازہ آیا۔ شن نے اپنے ہمسفر سے کہا ﴿اتری صاحب ھذہ الجنازۃ حی ام لا﴾ کیا تم دیکھتے ہو کہ جس صاحب کا یہ جنازہ ہے وہ زندہ ہے یا نہیں۔ اس کے ساتھی نے کہا اے شن میں نے تجھ سے بڑا جاہل آج تک نہیں دیکھا کہ وہ قبرستان کی طرف جارہے ہیں اور کیا وہ زندہ ہوگا۔ جب وہ دونوں اس شخص کے گاؤں کے پاس پہنچے تو شن کا ہمسفر اس کو اپنے گھر لے گیا۔ اس شخص کی ایک لڑکی تھی جس کا نام طبقہ تھا۔ باپ

نے شن کی باتیں اپنی بیٹی بتائیں۔ تو بیٹی نے کہا کہ اس نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ اس نے تم سے ایسی باتیں پوچھیں جو کسی ایسے ہی آدمی سے پوچھی جاسکتی تھیں۔ کیونکہ اس کا یہ کہنا کہ تم مجھے اٹھاؤ گے یا میں تم کو اٹھاؤں۔ اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ ﴿اتحدثنی ام احدثك حتی نقطع الطریق﴾ تم مجھ سے باتیں کرو گے یا میں تم سے باتیں کروں۔ اس سے ہم سفر جلدی طے کرلیں گے۔ پھر اس کا یہ کہنا کہ کھیتی کھائی گئی ہے یا نہیں اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ ﴿هل اصحابه استقلوا ثمنه ام لا﴾ آیا زراعت کے مالکوں نے اس کی قیمت طے کرلی ہے یا نہیں۔ پھر اس کا جنازہ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ زندہ یا نہیں۔ اس مراد یہ تھی کہ ﴿هل خلف عقبا یحییٰ ذکره بهم ام لا﴾ کیا اس نے پیچھے اولاد چھوڑی ہے جس سے اس کا ذکر زندہ رہے گا یا نہیں۔ جب وہ شخص گھر سے باہر نکلا تو اس نے اپنی لڑکی کی ساری باتیں شن کو بتائیں۔ جو اس نے وضاحت کی تھی۔ یہ سن شن نے اس سے نکاح کرنا پسند کیا۔ اور اسکے باپ کو اس کے نکاح کا پیغام دیا اور اس سے نکاح کیا پھر اس کو اپنے قبیلے میں لے آیا تو لوگوں نے ان دونوں کے حالات کو معلوم کیا کہ شن نے طبقہ سے موافقت کی ہے۔ چنانچہ یہ ان کی ضرب المثل بن گئی۔

123: حکایت ﴿لونڈی کے عوض جنتی حور﴾

بعض بزرگوں کی حکایات میں سے ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ انہوں نے ایک لونڈی فروخت کی اور وہ اس پر بڑے شرمندہ ہوئے۔ اور لوگوں پر اپنی یہ حالت ظاہر کرنے سے شرم محسوس کرتے ﴿فکتب علی کفیه حاجته وقال یا مجیب الدعاء انت تعلم ما ارید ولم یقل بلسانه شیئا ع رفع یدیه الی السماء فلما اسمع قارعا علی بابه﴾ چنانچہ اس نے اپنی ہتھیلیوں پر اپنی حاجت لکھ لی اور عرض کرنے لگا کہ اے دعا کو قبول کرنے والے جو میں چاہتا ہوں اس کو تو خوب جانتا ہے اور

اپنی زبان سے کچھ نہ کہا۔ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے جب صبح ہوئی تو اس نے کسی کو اپنا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے سنا۔ اور اس سے پوچھا تو کون ہے؟۔ اس نے جواب دیا کہ ﴿انا مشتری الجاریة قد جئت بها الیك ففرح فرحاشدیدا﴾ میں وہی ہوں جو کل تم لونڈی خرید کر لے گیا تھا۔ آج میں اس لونڈی کو واپس تمہارے پاس لایا ہوں۔ یہ سن وہ بہت خوش ہوا۔

اور لونڈی اس سے پکڑ کر فرمایا: ''اصبر حتی ادفع الثمن ''تم صبر کرو۔ میں تمہیں اس کی قیمت واپس دے دیتا ہوں۔ اس نے خریدار نے عرض کیا ﴿لست ارید منك الثمن وانی قد اخذت بدله خیرا منه فانی رایت فی المنام قائلا یقول یا هذا ان بائع الجاریة ولی من اولیاء الله وانه متعلق قلبه بها فان رددتها الیه بلاثمن ادخلتك الجنة واعطیتك بدلها من الحور فقد اثرت الثواب بذلك علی الثمن فلا اخذه ثم مضی﴾

ترجمہ: میں آپ سے اس کی قیمت نہیں لوں گا کیونکہ میں اس کا بدلہ اس سے بہتر لے لیا ہے۔ میں نے خواب میں ایک کہنے والے کو سنا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ اے شخص یہ لونڈی بیچنے والا اللہ تعالیٰ کے ولیوں میں سے ایک ولی ہے اور اس کا دل اس لونڈی سے لگ چکا ہے اگر تو اس لونڈی کو بغیر قیمت واپس کر دے تو میں تجھے جنت میں داخل کروں گا۔ اور اس کے بدلے میں جنتی حور بھی دوں گا۔ اس لئے میں نے اس کے ثواب کو اس کی قیمت پر ترجیح دی ہے۔ اس لئے میں اس کی قیمت نہیں لوں گا۔

124: حکایت ﴿موت سے کوئی بچ نہیں سکتا﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ پرانے زمانے میں ظالم بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے پاس موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے کیلئے آیا۔ بادشاہ نے اس سے کہا

﴿من انت ؟﴾ تم کون ہو؟ اس نے کہا ﴿انا ملك الموت جئت لقبض روحك﴾ میں ملک الموت ہوں اور تیری روح قبض کرنے آیا ہوں۔ بادشاہ نے کہا میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ تم مجھے سات سال کے لئے مہلت دو تا کہ میں موت کی تیاری کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اس سے کہو کہ اس کو سات سال کی مہلت دی۔ ملک الموت نے اس کو کہا اور اس کے پاس سے چلا گیا۔ بادشاہ نے آڈر دیا کہ میرے لئے ایک مضبوط قلعہ بنایا جائے اور اس کے سامنے سات خندقیں بنائی جائیں اور اس قلعہ کی چار دیواری پتھروں سے کی جائے اور اس پر لوہے اور جست کا دروازہ لگایا جائے۔ اس قلعہ میں ایک عظیم محل بنایا جائے تا کہ وہ اس محل میں ملک الموت سے اپنی حفاظت کر سکے۔ اس نے قلعہ کے دربانوں سے کہا کہ تم لوگ کسی کو بھی میرے پاس نہ آنے دینا جب مدت مقرر ختم ہوئی تو ملک الموت اس کے پاس آ گیا۔ جب بادشاہ نے اسے دیکھا تو کہنے لگا ﴿من این جئت و من این دخلت و من ادخلك﴾ تم کس راستے سے آئے ہو، تم کیسے اندر داخل ہوئے اور تم کو کس نے اندر آنے دیا؟ ملک الموت نے اس سے کہا ﴿ادخلنی صاحب الدار﴾ میں گھر کے مالک کی اجازت سے داخل ہوا ہوں۔ بادشاہ نے درباریوں کو بلا کر کہا ﴿لم ترکتم هذا حتی دخل علی﴾ تم نے اسے میرے پاس [محل میں] آنے سے کیوں نہیں روکا؟۔ درباریوں نے قسم کھا کر عرض کیا کہ ہم نے اس کو نہیں دیکھا اور نہ ہی انہوں نے اس کو اجازت دی اور نہ ہی کسی کو آتے ہوئے دیکھا۔ دروازے اسی طرح بند ہیں اور چابیاں محفوظ پڑی ہوئی ہیں۔ ملک الموت نے بادشاہ سے کہا ﴿ان صاحب الدار لا یلتفت الی حائط ولا یمنع رسله جدران ولا اسوار ولا خنادق﴾ صاحب خانہ اس دیوار کی طرف توجہ نہیں فرماتا اور اس کے قاصد یعنی ملک الموت کو دیواریں، قلعے اور خندقیں نہیں روک سکتی ہیں۔ بادشاہ نے ملک الموت سے کہا کہ ﴿فما ذا مرادك یا هذا﴾ اے شخص اس سے تیری مراد کیا ہے؟ ملک الموت نے کہا میں تیری روح قبض کروں گا۔ بادشاہ نے کہا کیا یہ

ضروری ہے؟۔ اس نے کہا: ہاں۔ بادشاہ نے کہا ﴿والی این اذهب اذا قبضت روحی﴾ جب تو میری روح قبض کرے گا تو میں کہاں جاؤں گا۔ ملک الموت نے جواب دیا اس گھر کی طرف جاؤ گے جس کو تم نے بنایا ہے۔ اس پنگھوڑے کی طرف جاؤ گے جس کو تم اپنے لئے تیار کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا: میں نے کوئی گھر اپنے لئے نہیں بنایا۔ فرشتہ نے جواب دیا: کیوں نہیں بنایا۔ یعنی لازمی گھر بنایا ہے۔ بادشاہ نے کہا: پھر وہ گھر کہاں ہے۔ فرشتہ نے کہا ﴿لظی، نزاعة للشوی، تدعوا من ادبر وتولی وجمع فاوعی، ثم قبض روحه ومضی﴾ اس آگ میں جو گوشت کو کھینچنے والی ہے اور اس آدمی کو بلاتا ہے جو اس سے بھاگتا ہے۔ مال کو اکٹھا کر کے محفوظ کرتا ہے پھر ملک الموت نے اس کی روح کو قبض کر لیا۔

۱۲۵ ﴿حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وسیلہ کے دعا﴾

حضرت وہب بن منبہ سے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ سامان سفر تیار کر کے زمین کی سیر کرو اور ہماری قدرت کے عجائبات دیکھو۔ چنانچہ آپ نے سامان سفر تیار کر کے سیر شروع کر دی اور ایک دریا کے کنارے پہنچے تو ایک حبشی غلام دیکھا کہ وہ بکریاں چرا رہا ہے۔ آپ نے اس سے کہا ﴿یا غلام اعندك ماء او لبن﴾ اے غلام کیا تیرے پاس پانی یا دودھ ہے؟

اس نے جواب دیا: کیوں نہیں، ان دونوں میں سے جو آپ پسند کریں گے میں وہ پلاؤں گا۔ آپ نے فرمایا ﴿اسقنی شربة من الماء﴾ مجھے پانی کا ایک گھونٹ پلا دیں۔ وہ غلام ایک لاٹھی لے کر ایک پتھر کے پاس گیا اور کہا ﴿عزمت علیك ایتها الصخرة بحق خلیل الرحمان الا ما تفجرت لی علینا من الماء ثم ضربها بالعصا فانفجرت بقدرة الله تعالی﴾ اے چٹان میں تجھے خلیل الرحمان یعنی ابراہیم علیہ السلام کے حق کی قسم دیتا ہوں، تو اسی وقت مجھ پر پانی چشمہ جاری

کردے۔ پھر اس نے عصا چٹان پر مارا تو اللہ کی قدرت سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ پھر وہ غلام پانی لایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے نوش فرمایا۔ پھر آپ غلام کی طرف دیکھنے لگے، غلام نے عرض کیا: کیا آپ اس سے حیران ہو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ﴿کیف لا اعجب منه ولم ار مثله﴾ میں حیران کیسے نہ ہوں میں نے اس کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔ غلام نے عرض کیا ﴿انا احدثك باعجب منه بلغني ان الله تعالیٰ اتخذ من الانبیاء خلیلا وانی سالت ربی شیئا بحق ذلك الخلیل الا اعطاه لی﴾ میں اس سے بھی حیران کن بات بیان کرتا ہوں، مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام میں سے ایک ہستی کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ میں نے اپنے رب تعالیٰ سے ان کے وسیلہ سے جو چیز بھی مانگی ہے۔ اس نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے غلام، وہ خلیل میں ہی ہوں۔ غلام نے سن کر عرض کیا: کیا آپ ہی وہ خلیل ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ (یہ سن کر) غلام ہچکی لے کر رویا اور چیخ ماری اور فوت ہو گیا۔ اس کے بعد آسمان سے نور کا ایک ستون اترا اور اس نے غلام کو اچک لیا۔ اس کے بعد معلوم نہیں کہ اس کو آسمان اٹھا لے گیا یا پھر زمین کھا گئی۔

﴿دنیا کے دھوکہ سے بچ جاؤ﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے واپس پلٹے اور ایک پہاڑ پر چڑھ گئے وہاں آپ نے ایک مکان دیکھا جس کے ایک دروازے کے دو کواڑ ہیں۔ جب آپ اس میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تخت پر مردہ لاش پڑی ہوئی ہے جس کے سر پر ستر حلے ہیں اور اس کے پاس ایک تختی ہے جس پر لکھا ہوا تھا کہ میں عاد کا بیٹا شداد ہوں۔ میں ایک ہزار سال زندہ رہا اور میں نے ہزاروں لشکروں کو شکست دی اور میں نے ایک ہزار کنواری لڑکیوں سے شادی کی اور میرے پاس ایک ہزار لڑکے پیدا ہوئے اور میں نے ستون والا شہر ارم بنایا۔ جب میری موت کا وقت قریب آیا تو میں نے اپنی تمام حیلے جوئی کی، اور میری سلطنت میں جتنے اطباء تھے سب کو اکٹھا کیا لیکن وہ مجھے موت

سے بچانے کی قدرت نہیں رکھ سکے۔ جو شخص بھی مجھے دیکھے اسے چاہیے کہ وہ دنیا سے دھوکہ نہ کھائے۔

اے لوگو: اس دنیا کو اپنی جانوں پر آسان نہ سمجھو۔ کیونکہ تم لوگ اتنی ملکیت کے مالک نہیں ہو سکتے جتنی کا میں مالک تھا اور مجھ جتنی زندگی نہیں گزار سکتے۔ مجھ سے زیادہ مال جمع نہیں کر سکتے۔ جتنا میں نے جمع کیا تھا۔ جتنی اولاد میں نے پائی اتنی تم نہیں پا سکتے۔ یاد رکھو: یہ دنیا بہت ہی مکار اور ہلاک کرنے والی ہے۔ دنیا داروں کے ساتھ کھیلنے والی ہے۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مکان سے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی اور آپ سے فرمایا ﴿ کیف رایت فقال یا رب رایت امور ا عجیبة فقال له الله تعالیٰ ارجع یا ابراهیم فان عجائبی کثیرة لا طاقة لك علی رؤیتها ﴾ [اے ابراہیم] کیسے اور کیا دیکھا، عرض کیا: اے میرے رب، میں نے عجیب وغریب معاملات کو دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیم واپس چلے جاؤ کیونکہ میرے عجائبات بہت زیادہ ہیں ان کو دیکھنے کی آپ کو ضرورت نہیں اور نہ ہی طاقت ہے۔

۱۲۶ ﴿ ابراہیم بن مہدی کی کہانی اسی کی زبانی ﴾

واقدی سے اس طرح کے واقعات منقول ہیں جن سے کتب تواریخ بھری ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے۔

ابراہیم بن مہدی جو ہارون رشید کا بھائی تھا اس نے اپنے بھائی ہارون کے فوت ہونے بعد اپنے بھتیجے امیر المومنین مامون رشید کے دورِ خلافت میں شہر میں خلافت کا دعویٰ کر کے تین ماہ تک حکومت کرتا رہا۔ [جب مامون کو پتا چلا تو] مامون رشید نے شہر میں داخل ہو کر اعلان کرا دیا کہ جو شخص اس کے چچا ابراہیم بن مہدی کو اس کے پاس تلاش کر کے لائے گا اس کو ایک لاکھ درہم یا دینار انعام دیا جائے گا۔

ابرہیم بن مہدی کہتا ہے کہ اس وقت مجھے اپنی جان پر خوف ہوا اور میں اپنے معاملے میں پریشان ہوگیا کیونکہ زمین مجھ پر تنگ ہوگئی تھی۔

میں نہیں جانتا تھا کہ میں کہاں جاؤں۔ بالآخر میں حلیہ بدل کر ظہر کے وقت اپنے گھر سے نکلا اور یہ سخت گرمی کا موسم تھا چنانچہ میں ایک ایسے راستہ میں داخل ہوا جو آگے سے بند تھا۔ تو میں نے ﴿انا للہ و انا الیہ راجعون﴾ پڑھا، اور کہا کہ میں نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا ہے۔ اگر میں اپنے قدموں کے نشانات پر واپس آتا ہوں تو میرا معاملہ مشکوک ہوگا۔ اور میں حلیہ بدلے ہوئے تھا۔ تو میں نے راستے کے درمیان ایک کالا غلام دیکھا جو اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا۔ میں اس کی طرف گیا اور کہا کہ ﴿ھل عندك موضع اقیل فیه ساعة من النهار﴾ کیا تیرے پاس کوئی ایسی جگہ ہے یہاں میں تھوڑی دیر کے لئے آرام کرسکوں۔ اس نے کہا: ہاں، چنانچہ اس نے دروازہ کھولا اور اندر آنے کا کہا، تو میں ایک ایسے صاف ستھرے کمرے میں داخل ہو اجس میں پاکیزہ بستر اور چمڑے کے تکیے موجود تھے۔ پھر وہ دروازہ بند کر کے چلا گیا۔ اس کے بعد مجھے یہ خیال گزرا کہ اس نے مجھے انعام کے لالچ میں یہاں قید کر دیا ہے اور آپ مامون کو میری خبر دینے چلا گیا ہے۔ [یہ سوچتے ہی] میں نے چنگاریوں پر لیٹنا شروع کر دیا۔ میں اسی حالت میں ہی تھا کہ وہ آگیا اور اس کے ساتھ ایک مزدور تھا جس کے پاس ہر وہ چیز تھی جس کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً روٹی، گوشت، ہنڈی، نیا گھڑا، نئے کوزے اور دہی وغیرہ تھا۔ اس نے وہ چیزیں مزدور کے سر سے اتاری اور وہ واپس چلا گیا۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا ﴿جعلنی اللہ فداك یا سیدی انا رجل حجام و انی اعلم انك تعرف لما اتولاہ من معیشتی و ربما لا تقبله لنفسك فشانك وھذا الاشیاء التی لم تقع علیها ید فافعل ما ترید فیها﴾ اے میرے سردار، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کردے۔ میں حجام آدمی ہوں اور میں جانتا ہوں کہ آپ میرے ذریعہ معاش کو اچھی طرح جانتے ہوں گے۔ لیکن ہوسکتا

ہے کہ آپ کی طبیعت اس کو قبول نہ کرے۔ ان اشیاء میں سے کسی پر ہاتھ نہیں لگا ہے۔ جو آپ کی پسند ہو وہ لیجئے۔ یہ کہہ کر وہ مجھ سے واپس چلا گیا، مجھے سخت بھوک لگی ہوئی تھی تو میں اپنے لئے ایک ہانڈی پکائی جس میں ایسا مزہ تھا کہ میں نے اس سے زیادہ مزہ دار کھانا کبھی نہیں کھایا تھا۔ جب میں کھانے سے فارغ ہو تو اس نے مجھ سے کہا ﴿یا مولای هل لك فی الشراب فانه یسلی الهم یطیب النفس ویذهب الغم﴾ اے میرے آقا: کیا آپ شراب کا شوق رکھتے ہیں کیونکہ شراب غم کو دور کرتی ہے اور طبیعت کو خوش کرتی ہے۔ میں نے کہا ﴿لا اکره ذلك رغبة فی موانسته﴾ میں اس کو ناپسند نہیں کرتا بلکہ اس کو پسند کرنے کی رغبت رکھتا ہوں۔

تو وہ شیشے کے نئے اور انچ برتن اور مٹی کے گھڑے میرے پاس لایا اور کہنے لگا ﴿یا مولای روق لنفسك کما تحب﴾ اے میرے آقا اپنے لئے جس طرح پسند ہو شراب کو صاف کر لو۔ چنانچہ میں نے بہت خوبی کے ساتھ شراب کو صاف کیا اور اس نے نئے پیالے اور مٹی کے طشت میں گلدستہ پیش کیا۔ اور عرض کرنے لگا: کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر آپ کو خوش کرنے کے لئے الگ سے شراب نوشی کروں۔ میں نے اس کو اجازت دے دی۔ میں نے اور اس نے شراب پی جب اس نے نشہ محسوس کیا تو وہ اٹھا اور اسباب کی کوٹھڑی میں جا کر ایک چوڑا بربط نکال لایا۔ پھر مجھ سے کہنے لگا: اے میرے آقا، میرا مقام یہ نہیں ہے کہ آپ پر بوجھ ڈالوں اور گانے کی فرمائش کروں۔ لیکن میرے حق کی عزت آپ کی مروت پر لازم ہے۔ اگر آپ اپنے غلام کو خوش کرنا چاہتے ہیں تو یہ آپ کے عالی ظرف ہونے کا ثبوت ہے۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ تمہیں کیسے معلوم ہے کہ میں اچھا گاتا ہوں۔ اس نے کہا ﴿سبحان الله یا مولای انت بذلك اشهر من کذا کذا انت مولای ابراهیم بن مهدی خلیفتنا جعل المامون لمن یدل علیك مائة الف من المال﴾ سبحان اللہ، اے میرے آقا آپ تو شہر میں فلاں فلاں سے

بھی زیادہ مشہور ہیں۔ آپ تو ہمارے خلیفہ اور میرے آقا ابرہیم بن مہدی ہیں اور خلیفہ مامون رشید نے اعلان کیا ہے کہ جو شخص آپ کا پتہ دے گا اس کو ایک لاکھ درہم انعام دیا جائے گا۔ لیکن میری طرف سے آپ کو امان ہے۔ جب حجام نے مجھے یہ کہا تو اس کی عظمت میری نظروں میں زیادہ ہوگئی، اور اس کی مروت ظاہر ہوئی۔

اس کے بعد میں نے بربط لیا اور اس کو درست کیا اور میرے دل میں اپنے بال بچوں اور وطن کی جدائی کا خیال آیا اور قسم بخدا: یہ ایسا مرحلہ تھا کہ کوئی شخص اس کو برداشت کرنے کا متحمل نہیں تھا۔

وعسى الذی اهدى لیوسف اهله ۔ واعزه فی السجن وهو اسیر
ان یستجیب لنا و یجمع شملنا ۔ والله رب العالمین قدیر

ترجمہ: وہ ذات قریب ہے جس نے یوسف علیہ السلام کے لئے ان کے گھر والوں کو ھدایت دی اور قید خانہ میں ان کو عزت عطاء فرمائی۔ اس حال میں کہ وہ قیدی تھے۔ وہی ذات ہماری دعا قبول فرمائی گی۔ اور ہماری پراگندگی کو جمع فرمائے گا اور وہ اللہ تمام جہانوں کا پالنے والا ہر چاہے پر قدرت رکھتا ہے۔

حجام پر کیف وسرور طاری ہوگیا بالخصوص شراب کی لذت کے ساتھ مستی کی کوئی حد نہ رہی۔ ابراہیم کی خوش الحانی کی یہ حالت تھی کہ جب وہ اپنے غلام سے کہتا، اے غلام خچر باندھ دے تو اس کے سننے والوں کو اس سے بھی سرور حاصل ہوتا۔ جب حجام کی طبیعت خوش ہوئی اور اس میں انبساط نے ڈھیرہ ڈال لیا، تو اس نے عرض کیا ﴿یا سیدی اتاذن لی ان اغنی بما سنح لی وان کنت غیر اهل لذلك﴾ اے میرے آقا کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ جو کچھ میرے دل پر گزری، میں اس کو گنگناؤں اگر چہ میں اس کی اہلیت نہیں رکھتا۔ میں نے اس سے کہا بے شک یہ کام مجھ پر تیری مروت کی زیادتی اور تیرے نفس کا کمال اور تیرے ادب کی خوبی سے ہوگا۔ چنانچہ

اس نے بربط پکڑا اور یہ شعر پڑھا۔

شکونا الی احبابنا طول لیلنا ۔۔۔ فقالوا لنا ما اقصر اللیل عندنا
وذاک لان النوم یغشی عیونهم ۔۔۔ سریعا ولا یغشی لنا النوم اعینا
اذا ما دنا اللیل المضر بذی الهوی ۔۔۔ جزعنا وهم یستبشرون اذا دنا
فلو انهم کانوا یلاقون مثل ما ۔۔۔ نلاقی لکانوا فی المضاجع مثلنا

ترجمہ: ہم نے اپنے دوستوں سے اپنی رات کے لمبے ہونے کی شکایت کی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ بہت چھوٹی رات تھی اور یہ نیند ان کی آنکھوں پر بہت جلد غالب آجاتی ہے۔ اور ہماری آنکھوں پر نیند غالب نہیں آتی ہے۔ جب وہ رات نقصان پہنچانے والی اہل محبت کے قریب آتی ہے تو ہم ڈر جاتے ہیں لیکن وہ لوگ خوش ہوتے ہیں۔ جب وہ رات ان سے قریب ہوتی ہے تو وہ ایسی چیز سے ملتے ہیں جس سے ہم ملے ہیں تو وہ لوگ بھی اپنی خواب گاہوں میں ہماری طرح ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد مجھ پر ایسا سرور طاری ہوا کہ اس سے زیادہ ممکن نہ تھا۔ یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ یہ سرور اور وجد مجھے لے اڑے گا۔ جو خوف مجھ پر تھا وہ سب جاتا رہا۔ پھر میں نے حجام سے کہا کہ کوئی اور (اشعار) بھی سنا۔ اس نے عرض کیا: اے میرے آقا، آپ کی محبت اور بزرگی کی وجہ سے یہ مجھے منظور ہے چنانچہ اس نے یہ اشعار پڑھے۔

تعیرنا انا قلیل عدادنا ۔۔۔ فقلت لها ان الکرام قلیل
وما ضرنا انا قلیل وجارنا ۔۔۔ عزیز وجار الاکثرین ذلیل
وانا لقوم لا نری القتل سبة ۔۔۔ اذا ما راته عامر وسلول
یقرب حب الموت اجالنا لنا ۔۔۔ وتکرهه اعمارهم فتطول

ترجمہ: میری محبوبہ مجھے یہ طعن دیتی ہے کہ ہمارا لشکر تھوڑا ہے۔ میں نے اس

سے کہا کہ بے شک عزت والے کم ہی ہوتے ہیں۔اور ہمیں ان سے نقصان نہیں پہنچا کہ ہم تعداد میں تھوڑے ہیں۔حالانکہ ہمارا ہمسایہ عزت دار ہے۔اور جو لوگ تعداد میں زیادہ ہوتے ہیں ان کے ہمسائے ذلیل ورسوا ہوتے ہیں۔ہم ایسی قوم ہیں جو قتل کو گالی نہیں سمجھتے۔جبکہ قبیلہ عامر اور سلول نے قتل کو گالی سمجھا اور تنگی خیال کیا۔موت کی محبت ہماری زندگیوں کو ہمارے اور قریب کر دیتی ہے۔وہ عمروں کے طویل ہونے کو ناپسند جانتے ہیں۔

ابراہیم کہتا ہے کہ اس سے مجھ پر مستی طاری ہوگئی اور میں سو گیا اور عشاء کے بعد میں بیدار ہوا اور اپنا منہ دھویا اور حجام کی نفاست،حسن ادب اور عقل مندی کے بارے فکر مند ہوا۔پھر میں نے اس کا بیدار کیا اور اشرفیوں کی ایک تھیلی نکالی جو میرے پاس تھی۔وہ سب اس کو دے دیں۔اور اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ دولت دی ہے اور میں تم کو اختیار دیتا ہوں کہ تم اس میں تصرف کرو اور جب مجھے خوف سے امن ہوگا تو تیرے لئے اس سے اور زیادہ [انعام] ہوگا۔لیکن حجام نے وہ تھیلی مجھے واپس کر دی اور عرض کیا ﴿یا سیدی ان الصعالیک مثلنا لا قدر لهم عندك اجذ علی وهبنی الزمان من قربك وحلولك عندی ثمنا واللہ لئن راجعتنی فی ذلك لا قتلن نفسی﴾ اے میرے سردار:بے شک ہم جیسے محتاجوں کی عزت آپ کے نزدیک ہیں ہے،کیا اس پر میں معاوضہ لوں۔حالانکہ زمانے نے آپ کی آمد پر مجھے قرب اور فخر بخشا۔قسم بخدا:اگر آپ نے اس تھیلی کو میری طرف واپس لوٹایا تو میں اپنے کو قتل کر دوں گا۔

کیونکہ اس کا واپس لینا میرے لیے بھاری ہے۔جب چند دن کے بعد میں حجام سے رخصت ہو کر روانہ ہوا تو مجھے بہت سارے خیالات اور خوف نے گھیر لیا اور مجھے تجربہ ہوا کہ جو شخص مجرم ہوتا ہے اس کو بہت زیادہ خوف رہتا ہے۔اس کا خوف اور وہم

اس کے ذہن میں بہت ساری باتیں ڈالتا رہتا ہے۔ ہر کوئی اس کی طرف دیکھتا ہے اور اس کو پہچانتا ہے اور اس کے مکان کو بھی جانتا ہوتا ہے۔ اس کا نفس کسی ایک جگہ نہیں ٹھہرتا اور پریشانی کے عالم میں تقریباً آٹھ راتیں فلاں فلاں مقام کی طرف رات کی تاریکیوں میں پھرتا رہا، جو تکلیفیں میں نے اٹھائیں وہ میرا خدا ہی جانتا ہے۔

ابراہیم کہتا کہ میں بالآخر دریا پر آیا تاکہ میں بغداد کا پل عبور کروں۔ یہ پل لوگوں کی سیر وتفریح کا مقام تھا اور اسی کے متعلق شاعر ابوجہم کہتا ہے

عیون المھا من الرصافة والجسر

اثرن الھوے من حیث ادرے ولا ادرے

جہان کی حسین وجمیل محبوبان نے محلہ رصافہ اور پل کے درمیان میں عشق کو ابھارا۔

اس پل بغداد پر اس قدر چھڑکاؤ کیا ہوا تھا کہ وہ پاؤں کو پھسلاتا تھا، ایک فوجی سپاہی نے میری طرف دیکھا جو میری خدمت کرتا تھا تو اس نے پہچان لیا۔ اس نے کہا یہ شخص تو امیر المومنین کو چاہیے۔ تو وہ مجھ سے چمٹ گیا۔ جان بچانے کی وجہ سے میں نے اس کو گھوڑے سمیت ایسا دھکا دیا کہ اس کا پاؤں زمین سے اکھڑ گیا اور میں نے اس کو پل کی پھسلن میں ڈال دیا۔ تو وہ اس کو عبور کرنے لگا تو وہاں لوگ جمع ہو گئے۔ میں نے پل کو طے میں جلدی کی حتیٰ میں کامیاب ہو گیا۔ اور میں ایک راستہ میں داخل ہو گیا پھر میں نے ایک گھر کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا اور اس کے دالان میں ایک عورت کو بیٹھے دیکھا اور اس سے کہا کہ اے خواتین کی سردار مجھ پر ترس کھا کر میری جان بچا۔ کیونکہ میں خوف زدہ شخص ہوں۔ اس عورت نے کہا خوش آمدید، خندہ پیشانی اور عزت کے ساتھ آ۔ وہ مجھے ایک بالاخانہ پر لے گئی وہاں اس نے میرے لئے فرش بچھایا اور کھانا لائی۔ اور کہا کہ اپنی جان کو یہاں آرام دو کیونکہ آپ کے متعلق یہاں کسی کو معلوم نہیں۔ اتنے میں اس کا دروازہ اس طرح کھٹکھٹایا گیا گویا کہ اس کو کوئی توڑ دے گا۔ وہ عورت باہر نکلی اور دروازہ کھولا تو ایک شخص اندر داخل ہوا یہ وہی شخص تھا جس کو اسے دریا پر گھوڑے سمیت دھکا دیا تھا اور یہ

اس عورت کا شوہر تھا۔ اس کے سر پر پٹی بندھی تھی اور کپڑوں پر خون بہہ رہا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ گھوڑا نہیں تھا۔ عورت نے اس سے کہا کہ کس چیز نے تم کو مصیبت میں ڈالا۔ شوہر نے جواب دیا کہ میں آج دولت حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکا لیکن وہ مجھ سے چھوٹ گیا۔ اس نے سارا قصہ اپنی بیوی کا بیان کیا۔

اس کے بعد بیوی نے اپنے شوہر کیلئے روئی نکالی اس کو جلا کر اس کے زخم کو بھرا اور اس پر پٹی باندھی اور خود اس کے لئے بستر بچھایا چنانچہ وہ کمزوری وجہ سے سو یا گیا۔ پھر وہ عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی شائد میرا شوہر کے ساتھ جھگڑا ہوا ہے تو میں نے کہا: ہاں۔ اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ تم خوف زدہ نہ ہونا سکون کرو جب تک میرا شوہر بیمار ہے اس وقت تک تم میری حفاظت میں ہو۔ چنانچہ میں تین دن تک اس کے پاس بڑے اعزاز کے ساتھ مہمان رہا، پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اب میرا شوہر ٹھیک ہو گیا ہے اور میں ڈرتی ہوں کہ کہیں اسے تیرا معلوم نہ ہو جائے اور وہ خلیفہ وقت کو تیری شکایت نہ کر دے۔ اس لئے تم یہاں سے نکل کر اپنی جان بچالو۔ میں نے رات تک صبر کیا اور عورتوں کا لباس پہن کر وہاں سے نکلا۔ اس کے بعد میں ایک عورت کے گھر آیا جو پہلے میری لونڈی رہ چکی تھی اور میں نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو آہ فغاں کرنے لگی اور میری سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے لگی۔ پھر وہ گھر سے باہر نکل کر بازار جانے کا پروگرام بنایا تا کہ میرے لئے کھانا لا سکے۔ تو مجھے پتا چلا کہ اس نے میرے متعلق بتا دیا ہے۔ اور ابراہیم موصلی اور اس کے سواروں اور پیدل لوگوں کو میرے پاس حاضر کر دیا ہے۔ اور وہ خود بھی ان کے ساتھ ہے۔ چنانچہ اس نے مجھے اس کے حوالے کر دیا ہے اب تو مجھے ہر طرف موت نظر آنے لگی اور میں جس حالت میں تھا اسی میں یعنی زنانہ لباس میں مامون رشید کے سامنے پیش ہو گیا۔

اس وقت مامون ایک عام مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابراہیم موصلی مجھے اس مامون کے پاس لے گیا۔ جب میں مامون کے سامنے حاضر ہوا تو السلام علیہ

بالخلافة﴾ میں نے اس کو خلیفہ کہہ کر سلام عرض کیا۔ تو اسکے جواب میں مامون نے کہا کہ ﴿لا سلمك الله ولا حياك﴾ خدا تجھے نہ سلامت رکھے اور نہ ہی زندہ رکھے۔

میں نے عرض کیا ﴿على رسلك ان ولي الثار محكم في القصاص و العفو وانت تعلم ان العفو اقرب للتقوىٰ وقد جعل عفوك فوق كل عفو كما جعل ذنبي فوق كل ذنب فان اخذت فبحقك وان عفوك فبفضلك﴾ بے شک بادشاہ بدلہ لینے اور معاف کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور تم کو علم ہے کہ معاف کرنا پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے پھر تمہارا معاف کرنا ہر معاف کرنے سے اعلیٰ ہے۔ جس طرح میرا گناہ سب گناہوں سے بڑا قرار دیا گیا ہے۔ اگر تم نے مجھے پکڑا تو اللہ تعالیٰ تم کو اپنے حق سے پکڑے گا اور اگر تم سے معاف کیا تو وہ اپنے فضل و کرم سے تمہیں بھی معاف کر دے گا۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا تھا۔

ذنبي اليك عظيم وانت اعظم منه

فخذ بحقك اولا فاصفح بحلمك عنه

ان لم اكن في فعالي من الكرام فكنه

ترجمہ: میرا گناہ تیرے نزدیک بڑا ہے لیکن تم [معاف کرنے میں] اس سے زیادہ بڑے ہو۔ کہ مجھے اس گناہ سے پکڑتے ہو۔ پہلے اپنے حق کیساتھ پکڑو۔ پھر اپنے حلم کے ساتھ اس گناہ کو معاف کرو۔ اگر میں اپنے کاموں کے ساتھ اچھا نہیں تو تم ان [کاموں] کے ساتھ اچھے ہو جاؤ۔

اس کے بعد مامون نے غصے کی حالت میں میری طرف اپنا سر اٹھایا، پس میں نے جلدی میں کہا:

اذنبت ذنبا عظيما وانت للعفو اهل

فان عفوت فمن وان جزيت فعدل

ترجمہ: میں نے بہت بڑا گناہ کیا اور تم معاف کرنے کے اہل ہو۔ اگر تم نے

معاف کیا تو تمہارا احسن ہوگا اور اگر بدلہ لیا تو یہ انصاف ہے۔

ابراہیم نے کہتے ہیں میری اس بات سے مامون کا دل نرم ہو گیا۔ میں نے اس کے کرم کی مہک سونگھی جو اس کے شمائل میں تھی۔ پھر مامون نے اپنے بیٹے عباس اور اس کے بھائی اسحاق اور بنی عباس کے جو خاص لوگ حاضر تھے ان کی طرف توجہ کی اور فرمایا کہ تم لوگ اس کے معاملہ میں کیا رائے رکھتے ہو۔ سب نے ابراہیم کے قتل کا مشورہ دیا۔ لیکن نیک دل لوگوں نے اس معاملے میں اختلاف کیا۔ جن کی عادت بنی ہوئی تھی کہ وہ بادشاہوں کے سامنے کلمہ حق کہنے سے نہیں ڈرتے تھے۔ جو لوگ اس شخص کی راہ پر نہیں چلتے جو اللہ تعالیٰ کو قرضہ حسنہ دیتا ہے وہ یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ زمانہ گردانیں بدلتا رہتا ہے۔ اور لوگوں سے ان کے اعمال کے مطابق بدلہ لینے والا ہے۔

مامون نے احمد بن خالد سے کہا: اے خالد تیری اس بارے کیا رائے ہے؟ چنانچہ احمد بہت ہوشیار [اور چالاک قسم کا مشیر] تھا۔ وہ خلیفوں کے ارادے اور مقصد کو بہت جلدی سمجھا جاتا تھا۔ احمد جان گیا کہ مامون کا پروگرام معاف کر دینے کا ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کی بات کی حمایت کرے۔

اس کے بعد احمد نے عرض کیا: اے امیر المومنین ﴿انك ان قتلته وجدت مثلك فعل مثله وان عفوت عنه لم اجد مثلك فعل ذلك مع مثله﴾ بے شک اگر آپ نے اس کو قتل کر ڈالا تو میں نے آپ جیسا کام کرتے ہوئے بہت سارے [خلفاء] کو دیکھا ہے۔ یعنی کسی بادشاہ کا کسی مجرم کو قتل کر دینے کی بہت مثالیں موجود ہیں۔ اگر آپ نے ان کا جرم معاف کر دیا تو میں آپ کی یہ مثال کہیں نہیں پاؤں گا۔ اس کے بعد مامون نے اپنا سر کافی دیر تک نیچے جھکائے رکھا اور یہ شعر پڑھتا رہا۔

قومی هم قتلوا امیم اخی ٭ فاذا رمیت اصابنی سهمی

ترجمہ: اے امیم! میری قوم نے میرے بھائی کو قتل کیا، اگر میں بدلہ لینے کے لیے تیر پھینکتا ہوں تو وہ مجھے ہی لگے گا۔

جب میں نے دیکھا تو اس نے میرے سر سے اپنا مقنعہ پھینک دیا۔اور نعرہ تکبیر لگایا اور اہل مجلس نے بھی نعرہ تکبیر لگایا۔اور میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کو معاف فرمائے۔پھر مامون میری طرف توجہ کی اور کہا: کہ اے میرے چچا آپکو کوئی خوف نہیں ہے۔میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین، میرا گناہ اس سے بہت بڑا ہے کہ اس کے ساتھ میں زبان کھولوں اور کوئی بات کہوں پھر میں نے یہ کہنا شروع کیا:

ان الذی خلق المکا رم حازھا فی صلب ادم للامام السابع

ملئت قلوب الناس منك مھا بة و تظل تكلؤھم بقلب خاشع

ما ان عصیتك والغواۃ تمدنی اسبا بھا الا بنیة طائع

فعفوت عن لم یکن عن مثلہ عفو ولم یشفع الیك بشافع

ورحمت افرا خا کا فراخ القطا وحنین والدۃ بقلب جازع

ترجمہ: بے شک جس ذات نے اچھے اخلاق کو پیدا کیا ہے اس نے ان ساتویں خلیفہ کے لئے آدم کی پشت میں جمع کر دیا تھا۔لوگوں کے دل تیرے ڈر سے بھر گئے ہیں اور تو نے خدا کے خوف سے زدہ دل سے ان کی حفاظت کرنا شروع کی ہے۔اور میں نے تیری حکم عدولی کی تھی فرمانبرداری کی نیت سے۔حالانکہ گمراہوں کے اسباب نے میری مدد کی۔پس تو نے ایسے شخص کا جرم معاف کیا ہے کہ جو معافی کے قابل نہیں ہے۔حالانکہ تیرے پاس کسی نے میری سفارش نہیں۔اور تو نے میرے ان بچوں پر جو مرغ سنگ خوار یعنی لوا کے چوزوں کی طرح ہیں رحم کیا اور میری والدہ کے دل بے چین کے نالہ اور گریہ زاری پر رحم کیا۔

اس کے بعد مامون نے کہا کہ اے میرے چچا آپ کو کوئی خوف نہیں ہونا چاہیے کیونکہ میں نے آپ کو اپنی خوشی کے ساتھ معاف کیا اور میں نے آپ کو اجازت دی کہ جب آپ چاہیں میرے ساتھ اور میری سنگت میں رہیں پھر فرمایا کہ اے چچا: آپ نے

اپنے عذر کی زندگی سے میرے سینہ کو کو مردہ کر دیا یعنی تو نے معذرت کر کے میرے دل کے کینہ کو ختم کر دیا۔ میں نے سفارش کرنے والوں کی تلخی پلائے بغیر تجھے معاف کر دیا۔ پھر مامون نے لمبا سجدہ کیا اور اپنا سر اٹھا کر کہا: اے چچا تجھے تمہاری دولت کے دشمن پر فتح دی۔ مامون نے کہا کہ میں نے [تمہیں معافی کا] دینے پروگرام نہیں بنایا تھا لیکن میں اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے تمہارے گناہ کی معافی کا خیال میرے دل میں ڈال دیا اور میرے دل کو تمہاری طرف سے صاف کر دیا۔ مجھے آپ وہ واقعہ بیان کیجئے جو آپ کو پیش آیا۔ چنانچہ میں نے اپنے ساتھ پیش آمدہ سارے واقعہ کی روئے داد سنائی۔ جو معاملہ حجام، فوجی اور اس کی بیوی اور اپنی لونڈی کے ساتھ ہوا تھا وہ بھی میں نے بیان کیا۔ پس مامون نے ان سب لوگوں کو حاضر ہونے کا آڈر دیا۔ اور میری آزاد کردہ لونڈی اپنے گھر میں اس انعام کی منتظر تھی جو میری گرفتاری پر مقرر کیا گیا تھا۔ جب مامون نے اس کو حاضر کر کے اس سے کہا جو معاملہ تو نے اپنے آقا کے ساتھ کیا اس پر کس چیز نے تجھ کو ابھارا۔ اس نے عرض کی ﴿الرغبة فی المال﴾ مال کی رغبت نے ابھارا تھا۔ مامون نے اس سے کہا ﴿هل لك ولدا و زوج﴾ کیا تیرا بیٹا اور شوہر ہے؟۔ اس نے کہا کہ نہیں ہے۔ مامون نے اس کو ہمیشہ قید کرنے اور دو سو کوڑے مارنے کا آڈر دیا۔ پھر وہ فوجی سپاہی کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا تو حجام ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے پھر اس پر ایک شخص کو مقرر کر دیا کہ حجام کی دکان میں وہ اس کے ساتھ اس وقت تک کام کرتا رہے جب تک وہ یتیموں کی نشست گاہ میں کام نہ سیکھ لے۔ اور اس کی بیوی کی عزت افزائی کی اور اس کو اپنے حرم کے محل میں داخل کیا اور فرمایا ﴿هذه امراة عاقلة تصلح للمهمات﴾ یہ عورت بڑی عقل مند اور بڑے کاموں کی صلاحیت رکھتی ہے۔ پھر حجام سے کہا کہ تیری مروت مجھ پر ظاہر ہوئی جو تیری اکرام اور عزت میں مبالغہ کو موجب بنی۔ پھر آڈر جاری کیا کہ فوجی سپاہی کا مکان اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب کچھ اس کے حوالے کیا جائے۔ اور اس کو خلعت دے کر ساتھ ہی بہت

سارا ساز وسامان بطورانعام کے دیا اور ہر سال ایک ہزار دینار زیادہ کیں تو اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے اور اگر وہ خطا کار ہیں تو ان کی خطاؤں کو معاف فرمائے۔

۱۲۷ حکایت ﴿حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بڑھیا﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حکایت بیان کی جاتی ہے۔آپ کو بڑی عزت بخشی گئی تھی۔ایک مرتبہ آپ ایک جگہ پر قیام فرما ہوئے۔جبکہ آپ شام سے حجاز کی طرف واپس آرہے تھے۔چنانچہ آپ نے اپنے غلام سے کھانا مانگا۔لیکن انہیں کھانا نہ مل سکا۔پھر آپ نے اپنے وکیل سے فرمایا کہ تم اس میدان میں جاؤ ہوسکتا ہے وہاں کوئی چرواہا یا کوئی قبیلہ مل جائے اور ان کے پاس کوئی کھانا یا دودھ وغیرہ ہو۔چنانچہ وہ وکیل غلاموں کو ساتھ لے کر گیا۔اتفاق سے وہ سب ایک بڑھیا کے پاس ایک قبیلہ میں چلے گئے۔اور اس سے کہنے لگے ﴿هل عندك طعامم نبتاعه﴾ کیا تیرے پاس ایسا کھانا ہے جس کو ہم خریدیں۔اس بڑھیا نے کہا ﴿اما طعام البيعة فلا ولكن عندى ما به حاجة لى و لا بنائى﴾ میرے پاس کھانے فروخت کرنے کے لئے تو نہیں ہے لیکن میرے پاس اتنا کھانا ہے جس سے میں اور میرے بیٹے اپنی ضرورت پوری کر سکتے ہیں۔ پوچھا:﴿فاين بنوك﴾ تیرے بیٹے کہاں ہیں؟اس نے جواب دیا کہ وہ اپنی چراگاہوں میں ہیں اور یہ ان کی واپسی کا وقت ہے۔انہوں نے کہا کہ تو نے اپنے اور اپنے بیٹوں کے لئے کیا کچھ تیار کیا ہے؟بڑھیا نے کہا کہ ایک روٹی ہے جو انگیٹھی کے نیچے گرم رہنے کے لئے رکھی ہوئی ہے۔انہوں نے کہا کہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں،بڑھیا نے کہا کہ نہیں۔انہوں نے کہا کہ ﴿فجودی لنا بشطرها﴾ پھر آدھی روٹی ہمیں دے دو۔بڑھیا نے کہا ﴿اما الشطر فلا اجود به واما الكل فخذوه﴾ میں نصف روٹی نہیں دوں گی بلکہ پوری دوں گی پھر اس نے ساری روٹی انہیں دے دی۔انہوں نے پوچھا ﴿تمتنعين الشطر وتجودين بالكل﴾ تم نصف روٹی سے انکار کرتی ہو اور

پوری روٹی دے دی۔ [اسکی وجہ کیا ہے؟] اس بڑھیا نے اس کی وجہ بیان کی اور کہا ﴿نعم لان اعطاء الشطر نقیصة واعطاء الكل كمال و فضيلة فانا امنع ما يضعني و امنح ما يرفعني﴾ ہاں، بے شک آدھی روٹی دینا عیب ہے اور پوری دینا کمال اور فضیلت کی بات ہے اور جو چیز مجھے گراتی ہے اس سے میں انکاری ہوتی ہوں اور جو مجھے بلند کرتی ہے اس کو میں اختیار کرتی ہوں۔ چنانچہ ان لوگوں نے پوری روٹی اٹھا لی۔ لیکن بڑھیا نے ان سے نہیں پوچھا کہ تم کون ہو، اور کہاں جا رہے ہو؟ جب وہ لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور بڑھیا کے سارے معاملے کی خبر دی۔ آپ نے تعجب کیا پھر فرمایا: اس کو ابھی میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ اس کے پاس واپس آئے اور اس سے کہا کہ ہمارے ساتھ ہمارے مالک کے پاس چلو کیونکہ وہ تم کو بلا رہے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ تمہارا مالک کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہمارے مالک ہیں۔ اس نے

کہا کہ میں اس نام والے کو نہیں پہچانتی۔ یہ عباس کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ یہ سن کر اس بڑھیا نے کہا ﴿وابيكم هذا اهو ذ والشرف العالي والذروة الرفيعة وما ذا يريد مني﴾ میرا باپ تم پر قربان ہو وہ تو عالی شرف اور بلند رتبہ کے مالک لوگ ہیں۔ وہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا ﴿مكافاتك وبرك﴾ وہ تمہیں تمہارے احسان کا بدلہ دینا چاہتے ہیں۔ بڑھیا نے کہا: آہ قسم بخدا! میں نے جو کام کیا ہے اگر وہ اچھا ہے تو میں اس کا بدلہ نہ لوں گی۔ اور میں اس کا عوض کیسے لے سکتی ہوں کیونکہ ایسے کام کرنا مخلوق پر لازم ہے اس میں کسی کی شرکت کیوں کرے۔ یہ لوگ وہاں سے نہ ہٹے یہاں تک کہ اس بڑھیا کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں لے آئے۔ جب وہ ان کے پاس حاضر ہوئی تو بڑھیا نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس کو مجلس کے قریب کیا۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتی ہو۔ اس

نے عرض کیا کہ میرا تعلق بنی کلب سے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ﴿کیف حالك﴾ تیرا حال کیسا ہے؟ اس نے بڑھیا نے عرض کیا کہ ﴿اسهر اليسير واهجع الكثير واری قرة العين في كل شيء فلم يك من الدنيا شيء الا وقد وجدته﴾ کم جاگتی ہوں اور زیادہ سوتی ہوں ہر چیز سے آنکھوں کو ٹھنڈی رکھتی ہوں اور دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں نے پایا نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تیرے بیٹے آئیں گے تو تو نے ان کے لئے کیا جمع کر رکھا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ ﴿ادخر لهم ما قاله حاتم طی حیث﴾ میں نے ان کے لئے وہ چیز جمع کر رکھی ہے جس کو حاتم طے نے کہا تھا جہاں اس نے شعر کہا ہے۔

ولقد اتيت على الطوى واظله حتى انال به كريم الماكل

ترجمہ: اور تحقیق میں مقام طوی میں آیا اور وہاں قیام کیا۔ یہاں تک کہ میں نے وہاں عزت سے کھانا پایا۔

یہ سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تعجب اور زیادہ ہو گیا۔ پھر آپ نے اس بڑھیا سے کہا کہ تیرے بیٹے بھوکے آئیں گے تو تو کیا کرے گی؟۔ بڑھیا نے عرض کیا: بے شک وہ روٹی آپ کے ہاں بڑی عظمت والی ہے۔ حتی کہ آپ نے اس بارے میں اپنی گفتگو کو اور زیادہ کیا۔ اور اپنے دل کو اس میں مشغول کیا کہ یہ بات نفس کو خراب اور نیکی میں اثر انداز ہوتی ہے۔ پس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ﴿احضروا الى اولادها﴾ اس کے بیٹوں کو میرے پاس حاضر کرو۔ پس خادموں نے انہیں حاضر کر دیا۔ جب اس کے بیٹے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے وہاں اپنی ماں کو دیکھا تو سلام کیا۔ پھر حضرت ابن عباس نے ان کو قریب بلا کر فرمایا کہ میں نے تم کو اور تمہاری ماں کو کسی برائی کے لئے نہیں بلایا۔ بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری حالت ٹھیک کروں اور تمہاری پریشانی کو دور کروں۔ بیٹوں نے کہا: یہ آپ کی کرم نوازی کسی سے کم نہیں ہے کہ سوال کی وجہ سے ہو یا اس کام کا بدلہ ہو جو پہلے ہو

چکا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان سے کوئی نہیں ہے لیکن چونکہ میں اس رات تمہارے پڑوس میں تمہارا پڑوسی بن کر قیام کیا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اپنے مال سے کچھ تمہیں عطا کروں۔ اس بڑھیا کے بیٹوں نے کہا کہ اے حضرت ہم عیش کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اور ضرورت کے مطابق ہمیں روزی مل جاتی ہے۔ اس لئے آپ اپنا مال کسی مستحق کو دیں بغیر اس ارادے کے جو پہلے ہو چکا ہے۔ اگر آپ بخشش کا ارادہ رکھتے ہیں تو یہ آپ کا کام اچھا ہے اور آپ کی نیکی مقبول ہے۔ پس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرا پروگرام تو یہی ہے۔ پھر آپ نے ان کے لئے دس ہزار درہم اور بیس اونٹ دینے کا آڈر فرمایا۔ اس کے بعد اس بڑھیا نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ تم میں ہر ایک اس کے بدلے ایک ایک شعر کہے اسکے بعد میں بھی اس کے متعلق کچھ کہوں گی۔

بڑھے بیٹے نے شعر کہا

شهدت عليك بطيب الكلام　　وطيب الفعال وطيب الخبر

ترجمہ: میں تم پر اچھے کلام اور اچھے کام اور اچھی خبر کی گواہی دیتا ہون

درمیان والے بیٹے نے شعر کہا

تبرعت بالجود قبل السؤال　　فعال عظيم كريم الخطر

ترجمہ: تم نے سوال کرنے سے پہلے بخشش سے احسان کیا اور یہ بڑا کام ہے اور کریم لوگوں کی شان ہے

چھوٹے بیٹے نے شعر کہا

حق لمن كان ذا فعله　　بان يسترق رقاب البشر

ترجمہ: جس کا یہ کام اسی کو زیب دیتا ہے کہ وہ لوگوں کی گرنوں کو غلام بنا لے۔

بڑھیا نے شعر کہا۔

فعمرك الله من ماجد　　ووفيت كل الردى والحذر

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بزرگی کے ساتھ تمہاری عمر دراز کرے اور ہر ہلاکت اور خطرہ سے تم کو محفوظ رکھے۔

۱۲۸حکایت ﴿غریب کی مدد کرنے کا صلہ﴾

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حج کے ارادہ سے چلا لیکن شہر کوفہ میں داخل ہوا۔ وہاں میں نے ایک عورت دیکھی جو مردہ بط کے پر اور بال اتار ہے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ بط تو مردہ ہے تو میں اس عورت کے پاس ٹھہر گیا۔ اور اس سے کہا: اے بی بی یہ بط مردہ ہے یا ذبح شدہ۔ اس نے جواب میں کہا کہ یہ بط مردہ ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ میں اور میرے بچے اس کو کھائیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو مردار کو حرام قرار دیا اور تو اسے اس شہر میں کھائے گی۔ عورت نے کہا کہ اے شخص ﴿انصرف عنی﴾ تم مجھ سے ہٹ جاؤ۔ لیکن میں اس سے مسلسل سوال و جواب کرتا رہا۔ بالآخر اس نے کہا ﴿ان لی اطفالا ولھم ثلاثۃ ایام لم اجد ما اطعمھم بہ﴾ میرے بچے ہیں اور ان کو تین دن ہو گئے ہیں اور میں کوئی ایسی چیز نہیں پایا سکی جو ان کو کھلا سکوں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک یہ سن کر وہاں گئے اور اپنی خچر پر کھانے کا سامان، کپڑا اور دیگر سامان لاد کر اس عورت کے دروازے پر لائے۔ اور وہاں دستک دی۔ جب عورت نے دروازہ کھولا تو سامان سمیت خچر کو میں نے اندر لے جا کر اس عورت سے کہا کہ یہ خرچہ، کپڑا اور سامان خورد و نوش سب کچھ تیرے لئے لایا ہوں۔ اس کے بعد میں نے قیام کی نیت کی اور حج کے سفر کا ارادہ ختم کر دیا۔ کیونکہ حج کا وقت گزر چکا تھا۔ جب حاجی لوگ حج سے واپس مڑ تو میں بھی ان کے ساتھ واپس اپنے شہر لوٹ آیا۔ تو لوگ حج کی مبارک دینے کے لئے میرے طرف دوڑے۔ آپ نے ان سے کہا کہ میں نے اس سال حج نہیں کیا۔ یہ سن کر ایک شخص نے کہا کہ [سبحان اللہ] میں نے تیرے پاس اتنا زادِ راہ ودیعت نہیں

رکھا تھا۔ اور ہم مکہ مکرمہ جا رہے تھے۔ پھر میں نے اپنا خرچ تم سے لے لیا تھا اور دوسرے شخص نے کہا کہ کیا آپ نے فلاں جگہ پر مجھے پانی نہیں پلایا تھا۔ آخری شخص نے کہا کہ کیا آپ نے میرے لئے فلاں فلاں چیز نہیں خریدی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مبارک فرمانے لگے میں نہیں جانتا ہوں کہ آپ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ ﴿وانا ما حججت فی هذه السنة﴾ کہ میں نے اس سال حج نہیں کیا۔ جب رات ہوئی تو حضرت عبداللہ بن مبارک نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ: اے عبداللہ بن مبارک: اللہ تعالیٰ نے تیرے صدقہ قبول فرمالیا ہے اور تیرے شکل کا ایک فرشتہ بھیجا، اس نے تیری طرف حج ادا کیا ہے۔

۱۲۹: حکایت ﴿حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا خواب﴾

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے ﴿قد حملت بسيد البريه و خير العالمين فاذا ولدته فسميه محمدا﴾ اے آمنہ: تو تمام جہانوں کے سردار اور سب سے بہتر ہستی کے ساتھ حاملہ ہوئی جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا۔ اور ان کے گلے میں تعویز لٹکانا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جب بیدار ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ میرے سر کے پاس ایک سونے کی تختی میں لکھا ہوا ہے۔

﴿اعيذه بالواحد من شر كل حاسد و كل خلق زائد من قائم وقاعد و كل جن مارد ياخذ بالمراصد فی طرق الموارد انها هم عنه بالعلی لا علی واحوطه منه باليد العليا والكف التی لا تری يد الله فوق ايديهم حجاب الله دون عاديهم لا يطرقونه ولا يضرونه فی ليل ولا نهار ولا مقعد ولا مقام فی اجزاء الليل واجزاء النهار مدی الليالی والايام﴾

ترجمہ: میں اس بچہ کو ہر حاسد کے اور ہر زائد مخلوق چاہے وہ کھڑی ہے یا بیٹھی ہوئی ہے اور ہر دیو اور سرکش جن جو آنے جانیکے راستوں میں گھات لگائے بیٹھا ہے اس کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ بلند وبالا ذات کے ساتھ اس بچہ سے ان کے شر کو روکتی ہوں اور اس کے دست بالا اور قدرت کے ساتھ جو دکھائی نہیں دیتا اس کو گھیرتی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ سب ہاتھوں سے بلند تر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا پردہ ان کے سامنے ہے جو حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ اور یہ سب اس کے پاس نہ رات کو آسکتے ہیں اور نہ ہی دن کو۔ اور نہ ہی بیٹھنے کی جگہ اور نہ ہی کھڑے ہونے کے مقام کو نقصان دے سکتے ہیں۔ جب تک دن رات کا سلسلہ جاری ہے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا وقت ولادت آواز سننا

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کے وقت کوئی منادی یہ ندا دے رہا تھا۔

﴿طوفوا بمحمد جميع الارضين ومولد النبيين واعرضوه على كل روحانى من الانس والجن والملائكة والطير والوحش واعطوه خلق آدم ومعرفة شيث وشجاعة نوح وخلة ابراهيم ولسان اسماعيل ورضى اسحاق وفصاحة صالح وحكمة لوط وبشرى يعقوب وجمال يوسف وشدة موسى وصبرت ايوب وطاعة يونس وجهاد يوشع وصوت داؤد حب دانيال ووقار الياس وعصمة يحيى وزهد عيسى واغمسوه فى جميع اخلاق النبيين عليهم الصلوة والسلام﴾

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری روح زمین اور تمام انبیاء کی جائے ولادت کی سیر کراؤ۔ اور تمام انسانوں، جنوں، فرشتوں، پرندوں اور وحشی

جانوروں پر حتیٰ کہ ہر جاندار مخلوق پر پیش کراؤ۔ حضرت آدم علیہ السلام کو خلق، حضرت شیث کی معرفت، حضرت نوح کی شجاعت، حضرت ابراہیم کی آزمائش، حضرت اسماعیل کی زبان، حضرت اسحاق کی رضا، حضرت صالح کی فصاحت، حضرت داؤد کی سریلی آواز، حضرت دانیال کی محبت، حضرت الیاس کا وقار، حضرت یحییٰ کی عصمت، حضرت عیسیٰ کا زہد تقویٰ عطا کر دیا ہے اور ہم نے تمام انبیاء کرام کی جمیع صفات واخلاق کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں جمع کر دیا ہے۔

۱۳۰: حکایت ﴿حضرت خضر علیہ السلام اور ایک شہر﴾

حضرت خضر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ آپ نے اپنی زندگی میں عجیب چیز کون سی دیکھی؟ آپ نے جواب دیا کہ میں عجیب وغریب چیز یہ دیکھی کہ میں ایک ایسے بیابان جنگل سے گزرا جہاں پر پانی نہیں تھا پھر میں اسی جگہ سے پانچ سو سال کے بعد گزرا تو میں نے وہاں پر ایک بہت بڑا آباد دیکھا جو درختوں اور نہروں سے بھرا ہوا تھا۔ جو لوگ وہاں رہتے تھے میں نے ان سے پوچھا: کہ یہ شہر کتنے عرصہ سے آباد کیا گیا۔ انہوں نے کہا، سبحان اللہ، ہم اور ہمارے آباؤ اجداد اس شہر کو اسی طرح پہچانتے ہیں چنانچہ پھر میں وہاں سے سو سال کے بعد گزرا تو میں نے وہاں ایک بڑا دریا دیکھا اور اس میں ایک شکاری کو دیکھا اور اس سے پوچھا کہ اے شخص: جو شہر یہاں پر تھا وہ کہاں ہے؟ یہ سن کر اس نے کہا کہ، سبحان اللہ، کیا یہاں پر کوئی شہر آباد تھا ہم نے اور ہمارے آباؤ اجداد نے بھی نہیں سنا کہ یہاں کوئی شہر تھا۔ ہم صدیوں سے یہاں شکار کرتے آ رہے ہیں۔ اس کے بعد میں پھر پانچ سو سال کے بعد وہاں سے گزرا تو میں نے وہاں ایک شہر آباد دیکھا جس طرح پہلی مرتبہ تھا تو اس پاک ذات کے لئے سب خوبیاں ہیں جس کو زوال اور تغیر وتبدل نہیں ہے۔

۱۳۱: حکایت ﴿حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک کا کمال﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچوں کو بتا دیا کرتے تھے جو ان کے والدین کھایا کرتے۔ پھر بچے وہی چیز والدین سے جا کر مانگتے تھے۔ جو انہوں نے کھا ہوتا تھا چنانچہ لوگ بچوں سے کہنے لگے تمہیں یہ کس نے بتایا ہے؟ بچے کہتے، ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بتایا ہے۔ یہ سن کر لوگوں نے بچوں کو آپ کے پاس جانے سے منع کیا۔ اور ان کو [کھیل کود کے لئے] ایک بڑے حال میں بند کر دیا تو ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے پوچھا ﴿این صبیانك ؟هل هم فی هذا البیت﴾ تمہارے بچے کہاں ہیں؟ کیا وہ اس گھر میں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا ﴿لیس فی البیت الا قردة وخنازیر﴾ اس گھر میں نہیں ہیں مگر بندر اور خنزیر ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ﴿هم یکونون كذالك، انشاء الله﴾ وہ ایسے ہی ہوں گے۔ اگر اللہ نے چاہا۔ [آپ کے کہنے کی شرط ہوئی)] جب انہوں نے دروازہ کھولا تو وہ سب بچے بندر اور خنزیر بن چکے تھے۔

نوٹ: انبیاء کرام اور علماء و اولیا اور دیگر بزرگان دین کی شان میں بے ادبی کرنا ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔

۱۳۲، ۱۳۳ حکایت

﴿ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کا صدقہ﴾

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی خریدی۔ تو جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ﴿یا محمد اخرج هذه الجاریة من بیتك فانها من اهل النار﴾ اے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس لونڈی کو اپنے گھر سے نکال دو کیونکہ یہ دوزخی ہے۔ حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا نے اسے کھجور دیکر گھر سے نکال دیا۔ راستہ میں جاتے ہوئے اس نے نصف کھجور کھائی اور اس قریب سے ایک فقیر گزرا، اس نے آدھی کھجور اس فقیر کو دے دی۔ اس کے فوراً بعد حضرت جبریل علیہ السلام دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا ﴿امره برد الجارية لانها صارت من اهل الجنة بتلك الصدقة والله اعلم﴾ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لونڈی کو، بس بلالو کیونکہ اب ہو صدقہ کرنے کی وجہ سے جنتیوں میں سے ہوگئی ہے۔

۱۳۴ حکایت ﴿امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا۔ ملک شام سے ایک قافلہ غلہ لے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو مدینہ منورہ کے تاجر لوگ غلہ خریدنے کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے ان تاجروں سے فرمایا ﴿كم تربحونني﴾ تم مجھے کتنا نفع دو گے؟ تاجروں نے عرض کیا ﴿نربحك درهمين لكل عشرة﴾ ہم ہر دس درہم پر دو درہم آپ کو نفع دیں گے۔ آپ نے فرمایا ﴿قد زادوني﴾ مجھے اس سے بھی زیادہ نفع دو۔ تاجروں نے عرض کیا ہم مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ ہم زیادہ نفع کون دے گا؟

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ﴿ان الله زادني بكل درهم عشرة قد جعلت هذا الطعام للفقراء﴾ بے شک اللہ تعالیٰ مجھے ایک درہم کے بدلے دس درہم نفع دے گا۔ تحقیق میں نے یہ سارا غلہ مدینہ منورہ کے فقراء کے لئے صدقہ کر دیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ﴿فرايت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام وهو راكب على برذون ابلق وعليه حلة حرير من نور وهو مستعجل فقلت له يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اني لمشتاق

الیک﴾ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، اس حال میں کہ آپ ابلق گھوڑے پر سوار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسم پاک پر نور کی ریشمی چادر ہے چنانچہ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: میں آپ کا مشتاق ہوں۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے وہ صدقہ قبول فرمالیا ہے۔ اور جنت میں ایک دلہن سے ان کا نکاح کیا ہے اور میں وہاں دعوت پر جارہا ہوں۔

۱۳۵ حکایت ﴿ڈوبتے کی مدد کرنا﴾

شیوخ میں سے ایک بزرگ اسکندریہ کے تاجر کے پاس تشریف لائے۔ تاجر نے انہوں خوش آمدید کہا اور ان کی عزت کی۔ تو اس بزرگ نے اس محل میں جہاں وہ تاجر بیٹھا تھا روم کی سلطنت کے قیمتی قالین دیکھے اور ان قالینوں کو دیکھ کر تاجر سے وہ قالین طلب کرلے۔ یہ معاملہ تاجر پر کافی گراں تھا تو اس نے کہا ﴿یاسیدی اعطیك عنهما ما ترید﴾ اے میرے سردار اس کے بدلہ جو چیز بھی آپ کو چاہیے میں آپ کو دے دیتا ہوں۔ بزرگ نے انکار کرتے ہوئے کہا ﴿ما اطلب شیئا غیرهما﴾ میں ان قالینوں کے علاوہ کوئی چیز نہیں طلب کرتا۔ تاجر نے کہا: اگر ضرور یہ ہی چاہیے تو ان میں سے کوئی ایک قالین لے لیں۔ بالآخر بزرگ ان دونوں میں ایک قالین لے کر باہر نکلا۔ اس تاجر کے دو بیٹے تھے جو ہندوستان کے شہروں میں سفر کررہے تھے۔ اور وہ دونوں الگ الگ کشتی پر سوار تھے۔ کافی عرصہ کے بعد کہ ان کو خبر ملی کہ ان میں سے ایک بیٹا اپنی کشتی اور سازوسامان سمیت ڈوب گیا ہے اور دوسرا لڑکا صحیح سلامت رہا وہ کچھ عرصہ کے بعد اسکندریہ کے قریب پہنچا۔ اس کا باپ اسے وہاں خوشی شہر کے باہر ملنے کے لیے گیا۔ جب وہ اس سے ملا تو اس کے پاس بعینہ اسی طرح کا قالین اونٹ پر لدا ہوا دیکھا۔ اور اپنے لڑکے سے اس قالین کے متعلق پوچھا کہ تم کو یہ کہاں سے ملا ہے؟ بیٹے

نے کہا کہ اے میرے باپ اس قالین کا عجیب وغریب قصہ اور عظیم نشانی ہے۔ تاجر نے کہا کہ بیٹا آپ مجھ سے بیان کریں۔ بیٹے نے کہا کہ میں نے اور میرے بھائی نے ہوا کے موافق ہندوستان کے شہروں کا سفر کیا اور ہم الگ الگ کشتی میں سوار تھے۔ جب ہم دریا کے درمیان میں پہنچے تو تیز ہوا چلی اور معاملہ سنگین ہو گیا اور دونوں کشتیاں ٹوٹ گئیں۔ اور ہر شخص اپنی کشتی کو ٹھیک کرنے میں مشغول ہو گیا۔ اور ان میں سے ہر ایک نے اپنا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد ﴿فظهر لنا شيخ وبيده هذا البساط فسد به مركبنا فسرنا مع السلامة﴾ ہمارے لئے ایک بزرگ ظاہر ہوا اور اس کے ہاتھ یہ قالین تھا انہوں نے اس قالین کے ساتھ ہماری کشتی کے سوراخوں کو بند کر دیا حتیٰ کہ ہم سلامت کے ساتھ [کنارے پہنچ] گئے۔ اور وہ کشتی ایک بندرگاہ میں لنگر دی گئی ہے۔ اور جو سامان میں تھا اس کو الٹ پھینکا اور اپنی حالت ٹھیک کی۔ تاجر نے اپنے بیٹے سے کہا ﴿یا بنی اتعرف الشيخ اذا رايته﴾ اے بیٹا تم اس بزرگ کو دیکھ کر پہچان لو گے؟ اس نے عرض کیا: ہاں۔ تاجر اپنے بیٹے کو بزرگ کے پاس لے گیا۔ جب اس نے بزرگ کو دیکھا تو زور سے سخت چیخ ماری۔ اور عرض کیا ﴿یا ابت هو هذا والله وخر مغشيا عليه﴾ اے میرے باپ، اللہ کی قسم یہ وہی بزرگ ہے۔ پھر اس لڑکے پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ پھر اس بزرگ نے اپنا ہاتھ اس پر پھیرا تو اس کو افاقہ ہو گیا اور اس کے دل کو سرور آ گیا۔ اس کے بعد تاجر نے بزرگ سے عرض کیا ﴿لم لا عرفتني يا سيدى بحقيقة الامر حتى كنت ادفع اليك البساطين﴾ اے میرے سردار: آپ نے اس واقعہ کی حقیقت مجھے کیوں نہیں بتائی؟ یہاں تک کہ میں دونوں قالین آپ کے حوالے کر دیتا۔ اس بزرگ نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہی کچھ ایسا تھا۔

۱۳۶ حکایت ﴿صدقہ کا نور قبر میں﴾

حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک جمعرات کو جامع مسجد میں نماز فجر پڑھنے کے ارادہ سے نکلا۔ تو میرا گزر ایک قبرستان سے ہوا تو میں دل میں سوچا کہ اگر میں طلوع فجر تک یہاں ٹھہر جاؤں تو بہتر ہے اس کے بعد میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور مجھے اونگھ آ گئی۔ تو میں کیا دیکھتا ہوں ﴿کان اهل القبور قد خرجوا منها و علیهم ثیاب بیض وجلسوا حلقا حلقا یتحدثون﴾ کہ قبروں والے اپنی اپنی قبروں سے نکلتے ہیں اور ان کے بدن پر سفید کپڑے ہیں اور وہ سب حلقہ کی شکل میں بیٹھا کر آپس میں باتیں کرنے لگے۔ ان میں میں نے ایک ایسا نوجوان بھی دیکھا جس کے کپڑے میلے کچیلے اور وہ پریشان الگ سے بیٹھا ہوا ہے۔ وہ قبروں والے وہاں زیادہ دیر نہیں بیٹھے یہاں تک کہ ان کے پاس رومالوں سے ڈھکے ہوئے طباق آئے۔ ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک طباق لیا اور اپنی اپنی قبروں میں داخل ہو گئے۔ لیکن وہ نوجوان اکیلا رہ گیا۔ اور اس کے پاس کچھ نہیں آیا۔ پس وہ پریشان اور غمگین حالت میں اٹھا اور اپنی قبر میں داخل ہونے لگا۔ میں نے اس سے کہا ﴿یا عبداللہ مالی اراك حزینا وماهذا الذی رایت﴾ اے اللہ کے بندہ یہ کیا بات ہے کہ میں تجھے پریشان دیکھا رہا ہوں۔ اور جو کچھ میں دیکھا رہا ہوں وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: اے صالح کیا تم نے طباق دیکھے ہیں۔ میں نے کہا، ہاں، لیکن وہ طباق کس لئے تھے۔ اس نوجوان نے جواب دیا ﴿هی طباق الاحیاء لموتاهم کلما تصدقوا عنهم ودعوا لهم جاءهم ذلك فی یوم الجمعة فی الاطباق کما رایت﴾ ترجمہ: کہ یہ وہ طباق ہیں جو زندہ لوگوں نے اپنے فوت شدہ حضرات کے لئے بھیجے ہیں جب وہ لوگ اپنے فوت شدہ حضرات کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ تو وہ جمعہ کے دن طباقوں میں رکھ کر ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

اور میں ہند کا غریب الوطن مسافر ہوں۔ میں حج کے ارادہ سے اپنی ماں کو لے کر بصرہ کی طرف جا رہا تھا کہ اسی جگہ پر پہنچ کر میں فوت ہو گیا۔ اور میری ماں نے دوسری شادی کر لی اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ مشغول ہو گئی، مجھے صدقہ اور دعائیں بھولا دیا۔ اس کی یہ حالت ہو گئی جیسا کہ اس کا کوئی بیٹا تھا ہی نہیں۔ دُنیا نے اس کو اپنے معاملہ میں مصروف کر رکھا ہے اور میرے بعد مجھے کوئی یاد کرنے والا بھی نہیں ہے اس لئے میں پریشان ہوں۔ میں نے اس سے کہا ﴿این منزل والدتك﴾ تیری والدہ کا مکان کہاں ہے؟ اس نے بتایا: تو میں صبح کی نماز پڑھ کر اس کے گھر کی تلاش میں نکلا حتیٰ کہ وہ مکان مجھے مل گیا۔ پس میں نے دروازہ پر دستک دی۔ اس نے کہا: کون دستک دے رہا ہے؟ میں نے کہا کہ میں صالح مرّی ہوں۔ اس نے اندر داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ تو میں اندر داخل ہوا۔ تو میں نے اس سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جو بات میں تم کہوں اس کو کوئی سننے نہ پائے۔ پھر میں پردہ کے قریب ہو کر اس سے کہا ﴿یرحمك الله هل لك من ولد﴾ کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت فرمائے۔ کیا تیرا کوئی لڑکا ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں پھر میں نے اس سے کہا ﴿هل کان لك ولد﴾ کہ کیا تیرا کوئی بیٹا تھا؟

اس نے ٹھنڈی آہ بھری اور کہا کہ ہاں میرا ایک بیٹا تھا اور وہ جوانی میں ہی فوت ہو گیا تھا۔ پھر میں نے اس سے سارا قصہ بیان کیا۔ یہ سن کر وہ اتنی روئی کہ اس کے آنسو اس کے چہرے پر آ گئے۔ پھر وہ کہنے لگی ﴿ذلك من کبدی والحشا کیف وقد کان بطنی له وعاء وثدیی سقاء وحجری له جواء﴾ وہ تو میرے جگر ہے اور میرے جسم کا حصہ ہے اور ایسا کیوں نہ ہو حالانکہ میرا پیٹ اس ٹھکانہ رہا اور میرا سینہ اس کیلئے دودھ کا چشمہ رہا اور میری گود اس کے لئے گہوارہ تھی۔ اس کے بعد اس نے ایک ہزار درہم میرے سپرد کیے اور مجھ سے کہا کہ میرے محبوب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے ان کو صدقہ کر دینا۔ قسم بخدا! دعا اور صدقہ کے بعد عمر بھر اس کو نہیں بھولوں گی۔

صالح مرّی علیہ الرحمہ نے کہا کہ میں وہاں سے چلا اور ایک ہزار درہم اس لڑکے کی

طرف سے صدقہ کیا، پھر جب دوسرا جمعہ آیا تو میں نے نماز فجر کے لئے جامع مسجد کا ارادہ کیا اور اس کی طرف متوجہ ہوا۔ پس میں اسی قبرستان کے پاس سے گزرا اور اپنی پہلی جگہ دو رکعت نماز ادا کی پھر سو گیا۔ اس کے بعد میں نے قبرستان والوں کو پہلی حالت میں دیکھا اور اس نوجوان کو بھی دیکھا کہ اس کے جسم پر صاف ستھرے کپڑے ہیں۔ اور وہ خوش خرم حالت میں میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا ﴿یا صالح جزاك الله عنی خیرا وقد وصلت الهدیة الیی﴾ اے صالح، اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے بہتر جزا دے۔ تحقیق وہ ھدیہ میرے پاس پہنچ گیا ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ ﴿هل تعرفون نهارا لجمعة﴾ کیا تم جمعہ کے دن کو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ [پھر کہنے لگا]۔ ﴿وان الطیور لتعرفها وتقول سلام سلام خشیة من القیامة فیها﴾ بے شک اس دن کو پرندے بھی پہچانتے ہیں اور قیامت کے خوف سے اس دن کو سلام سلام کہتے ہیں۔

لطیفہ: ﴿چار آسمانی برکتیں﴾

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا ﴿یا رسول الله صلی الله علیه وسلم ما الذی لا یحل منه﴾ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسی چیزیں ہیں جن کا منع کرنا حلال نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿الماء والملح والنار﴾ پانی، نمک اور آگ۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کو تو ہم پہچانتے ہیں۔ لیکن نمک اور آگ [میں کیا حکمت ہے] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ﴿من اعطی الملح فکانما تصدق بجمیع ما طیبه الملح ومن اعطی النار فکانما تصدق بجمیع ما انضجته تلك النار ومن سقی مسلما شربة ماء حیث یوجد الماء فکانما اعتق رقبة ومن سقی مسلما شربة ماء حیث لم یوجد الماء فکانما احیاه﴾ جس نے نمک دیا گویا کہ اس نے سارا کھانا صدقہ کیا جس کو نمک نے مزے دار

بنایا۔ اور جسنے آگ دی گویا کہ اس نے بھی سارا کھانا صدقہ کیا جس کو آگ نے تیار کیا اور یہاں پر پانی میسر ہو وہاں پر اگر کسی نے پانی کا ایک گھونٹ پلایا تو گویا کہ اس نے ایک غلام آزاد کیا اور یہاں پر پانی میسر نہ وہاں پر اگر کسی نے کسی کو ایک گھونٹ پانی پلایا تو گویا کہ اس نے زندگی بخشی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿اربع برکات انزلها الله من السماء الى الارض الماء والملح والنار والحديد﴾ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے چار برکات زمین کی طرف نازل فرمائی ہیں۔ پانی، نمک، آگ اور لوہا۔

فائدہ ﴿دنیا کا بہترین عمل﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک لاکھ چودہ ہزار کلمات تین دن میں بطور راز کے فرمائے۔ ان میں سے ایک یہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بناوٹ اور تصنع کے ساتھ نیک سیرتی حاصل کرنے والوں نے میرے نزدیک کوئی ایسی نیک سیرتی حاصل نہ کی جو دنیا میں زہد اور کم رغبتی کے برابر ہو [دنیا سے بے رغبتی کے برابر کوئی نیک نہیں] اور میرا قرب حاصل کرنے والوں نے ممنوعات شرعیہ سے اپنے آپ کو بچانے سے بڑھ کر کوئی قرب حاصل نہیں کیا۔ یعنی ممنوعات شرعیہ سے بچنے میں ہی قرب خداوندی ہے۔ اور میری عبادت کرنے والوں میں کوئی عبادت ایسی نہیں جو میرے ڈر سے رونے کے برابر ہو سکے۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ﴿یا رب فماذا اعددت لهم وبما ذا جزيهم﴾ اے میرے رب عزوجل: وہ کیا چیز ہے؟ جو تو نے ان کے لئے تیار کر رکھی ہے۔ جس کے ساتھ تو ان کو جزا دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿یا موسیٰ اما الزاهدون فقد ابحت لهم جنتی یبتون فيها حيث شاء وا واما الورعون فادخلهم الجنة بغير حساب واما لباكون فلهم الرفيق الاعلى لا يشاركهم احد فيه﴾ اے موسیٰ میں نے حرام

چیزوں سے بچنے والوں کے لئے اپنی جنت حلال کر دی ہے۔ وہ لوگ اس جنت میں جہاں چاہیں گے رہیں گے اور اپنے پرہیز گاروں کو میں بغیر حساب کے جنت میں داخل کیا ہے اور جو لوگ میرے خوف سے روتے ہیں ان کے لئے اپنی رفاقت رکھی ہے یعنی میری ذات میں ان کو کوئی شریک نہ ہوگا۔

نصیحت: ﴿شیطان کی تجارت﴾

بعض بزرگوں نے کہا کہ شیطان لعین ہر روز لوگوں پر دنیا پیش کر کے کہتا ہے کہ کوئی شخص ایسا ہے جو ایسی چیز خریدتا ہے جو اس کو نقصان دے لیکن نفع نہ دے۔ اور اسے غم و پریشانی میں مبتلا کرے۔ خوش نہ کرے تو اہل دنیا اور اس کے عشاق کہتے ہیں کہ ہم اس کے خریدار ہیں۔ تو شیطان لعین کہتا ہے کہ دنیا کی قیمت درہم و دینار نہیں ہے بلکہ اس کی قیمت وہ ہے جو جنت میں تمہارا حصہ ہے۔ اور میں نے دنیا کو جنت کے عوض خریدا ہے اور اس سے چار چیزیں حاصل کی ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ کی لعنت ۲- اس کا غضب ۳- اس کا غصہ ۴- اس کا عذاب۔

دنیا والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر راضی ہیں۔ اس کے بعد شیطان کہتا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اس پر نفع زیادہ دوں۔ اس پر دنیا والے کہتے ہیں۔ ہاں اس پر نفع بہتر ہے۔ وہ دنیا والوں کو دنیا کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ پھر بکتا ہے کہ یہ میری کتنی ہی بری تجارت ہے۔

۱۲۷ حکایت: ﴿عدل کرنیوالوں کے جسم کو زمین نہیں کھاتی﴾

خلیفہ مامون کو کسریٰ کے بادشاہ کے عدل و انصاف کی اطلاع ملی، اس نے کہا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ زمین عادل بادشاہوں کی جسموں کو نہیں کھاتی اور میں یہ عزم کیا ہے کہ کسریٰ کے بادشاہ کو امتحان لوں۔ چنانچہ خلیفہ مامون بذات خود بادشاہ کے شہر کی طرف گیا ﴿وفتح قبره ونزل اليه بنفسه و كشف عن وجهه فاذا هو في غاية

الجمال والثیاب التی علیه باقیة علی جدتها لم یتغیر ورای فی اصبعیه خاتما من الیاقوت الاحمر لیس فی خزائن الملوك مثله وعلیه کتابه بالفارسیه﴾ اوراس کی قبر کھولی اور خود اس میں اتر کر اس کا چہرہ کھولا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا چہرہ چمک رہا ہے اور وہ کپڑا جو اس کے جسم پر تھا وہ بھی بالکل نئے اپنی پہلی حالت میں باقی ہے۔ ان میں کوئی بھی تبدیلی نہیں آئی اور اس کی انگلی میں سرخ یاقوت کی ایک ایسی انگوٹھی تھی کہ اس طرح انگوٹھی بادشاہ کی خزانے میں بھی نہیں تھی۔ اور فارسی میں اس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔

خلیفہ مامون یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا اور کہنے لگا کہ یہ آدمی تو مجوسی تھا جو آگ کو پوجتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے عدل وانصاف کو ضائع نہیں فرمایا جو یہ اپنی قوم کے ساتھ کرتا تھا۔ پھر مامون نے حکم دیا کہ اس [لاش کو] دیباج کے ایسے کپڑے کے ساتھ دفن کیا جائے جو سونے وغیرہ سے مرصع اور مزین ہو۔ اور پہلے کی طرح اس کی قبر کو بند کر دیا۔ مامون کے ایک خسرہ خادم بھی تھا اس نے خلیفہ مامون کو غافل پا کر وہ انگوٹھی اس میت کے ہاتھ سے اتار لی۔ جب خلیفہ مامون کو اس بات کو پتا چلا۔ تو اس نے اس غلام کو ہزار کوڑے مارے اور سندھ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اور وہ انگوٹھی کسریٰ کے بادشاہ کی انگلی میں پہلے طرح دوبارہ پہنا دی۔ اور کہنے لگے کہ اس خسرے غلام نے مجھے عجم کے بادشاہوں کے سامنے بے عزت کرنا چاہا وہ بادشاہ کہیں گے کہ مامون قبروں کو کھود کر مردوں کے کفن چوری کرتا تھا۔ پھر اس نے کسریٰ بادشاہ کی قبر پر سیسا پگھلانے کا حکم دیا کہ وہ قبر دوبارہ کھولی نہ جا سکے۔

۱۳۸: حکایت ﴿قصہ الف لیلہ﴾

ایران کا ایک بادشاہ جب بھی کسی عورت سے نکاح کرتا تو ایک رات گزار کر اگلے دن اسے قتل کر دیتا ایک بار اس نے ایک بادشاہ کی بیٹی سے شادی کی جو عقل ودانش والی

تھی جب رات کو وہ اس کے کمرے میں آیا تو اس نے ایک بے مقصد طویل کہانی سنانی شروع کر دی اور اتنی طویل کر دی کہ رات گزر گئی لیکن کہانی کا کچھ حصہ باقی رہ گیا بادشاہ کو کہانی مکمل سننے کا شوق ہوا (وہ قتل سے بچ گئی) جب اگلی رات آئی بادشاہ نے کہانی کا بقیہ حصہ سننے کا شوق ظاہر کیا اور کہا کہ سناؤ چنانچہ اسنے کہانی سنانی شروع کی مگر آج رات بھی کہانی پوری نہ ہو سکی حتی کہ ہزار رات وہ اکھٹے رہے یہاں تک وہ لڑکے سے حاملہ ہو گئی تو اسنے بادشاہ کو اس کی اطلاع کر دی اور اب اسنے بتایا کہ کہانی والا بہانہ میں نے اس لیے بنایا تھا۔ بادشاہ نے اسے بڑی دانا وذہین شمار کیا اور اس میں رغبت کا اظہار کیا اور اسے باقی رکھا (اور قتل نہ کیا) پس اس سارے واقع کو کسی نے جمع کر کے کتاب بنا دی اور اس کتاب کا نام الف لیلہ رکھ دیا اور یہ سب من گھڑت جھوٹ تھا کئی لوگوں کا خیال ہے کہ فارس میں بے مقصد داستان گوئی کا بنیاد یہی ہے۔

۱۳۹: حکایت ﴿رب تعالیٰ کی رضا اور حضرت علی المرتضیٰ﴾

حضرت علی المرتضیٰ نے کسی ایک جنگ میں کسی شخص کو پچھاڑ کر اس کے سینہ پر بیٹھ گئے تا کہ اس کو قتل کر دیں۔ تو اس شخص نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ اس کو چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ اس شخص نے آپ سے اس کی پوچھی تو آپ نے فرمایا ﴿انه بصق وجهي فخفت ان يكون قتلي له غيظا مني عليه بذل ک وما كنت اقتل الا خالصا لوجه الله تعالیٰ﴾ بے شک تو نے میرے چہرے پر تھوک دیا۔ میں اس بات سے ڈر گیا کہ کہیں اس کو قتل کرنا میرے غصہ کی وجہ سے نہ ہو۔ میں تو اس کو قتل صرف اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے کرنا چاہتا تھا۔

۱۴۰: حکایت ﴿دودھ اور شہد دینے والی بکری﴾

بعض بزرگوں میں سے کسی نے فرمایا کہ میری عادت تھی کہ میں عورتوں سے ملاقات نہیں کرتا تھا پس میں نے فلاں شہر میں ایک صاحب کرامت ولیہ خاتون کی

شہرت سنی ہے۔ پس میرے دل میں ان کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ مجھے ان کی کرامت پر مطلع کیا گیا کہ اس کے پاس ایک بکری ہے جو دودھ اور شہد دیتی ہے۔ پس میں نے اس کے شہر میں پہنچ کر ایک نیا پیالہ لیا۔ اور اس کے پاس جا کر اسے سلام کیا اور کہا کہ میں تیری کرامت دیکھنا چاہتا ہوں جو بکری تیرے پاس ہے۔ اس ولیہ خاتون نے خوش آمدید کہتے ہوئے بکری حاضر کر دی۔ میں نے اس سے دودھ اور شہد نکال کر نوش کیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو حیران ہو کر پوچھا: یہ بکری تو نے کہاں سے لی ہے۔ اس کا واقعہ بیان فرمائے گی۔ اس ولیہ نے بیان کیا کہ، ہاں، ہمارے پاس ایک بکری تھی جس کا ہمارے بچے دودھ پیتے تھے اس کے علاوہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ پس عید کا دن آیا تو میرے شوہر نے کہا کہ کیا اس بکری کی قربانی نہ کر دیں؟ میں نے اس سے عرض کیا ﴿لا تفعل فان الله قد رخص لنا فی الترك وهو يعلم حاجتنا اليها﴾ تو ایسا نہ کر [کیوں کہ ہم غریب ہیں، اس لئے ہم پر قربانی فرض نہیں] اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بارے میں رخصت دی ہے حالانکہ وہ پاک ذات ہماری حاجت کو خوب جانتی ہے۔ میرا خاوند نیک شخص تھا اس نے میری بات مان لی اور قربانی نہ کی۔ اسی دن ہمارے گھر میں ایک مہمان آیا۔ تو میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مہمان کی خدمت تواضع کرنے کا حکم دیا ہے۔ اب اس کے لئے بکری ذبح کرنی چاہیے۔ بکری کے ذبح کرنے پر بچوں کے رونے کا خطرہ تھا اس لئے میں نے کہا کہ اس کو گھر سے باہر دیوار کے پیچھے لے جا کر ذبح کیا جائے۔ تاکہ بچے نہ دیکھیں۔ شوہر دیوار کے پیچھے بکری ذبح کرنے لگے تو میں نے کچھ دیر بعد دیکھا کہ ایک بکری دیوار پر کودی اور ہمارے گھر کے اندر آ گئی۔ میں نے خیال کیا کہ شائد بکری قابو سے نکل کر دیوار پر چڑھ گئی ہے۔ میں نے دیوار کے پیچھے دیکھا تو شوہر بکری کی کھال اتار رہا تھا۔ تو میں نے دوسری بکری کا اس سے ذکر کیا۔ اس نے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے اچھی بکری عطا فرمائی ہو۔ حقیقتاً ایسا ہی ہوا کہ وہ بکری دودھ دیتی تھی۔ لیکن یہ بکری دودھ کے ساتھ شہد بھی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

مہمان کی مہمان نوازی کا ہمیں یہ صلہ عطا کیا۔

۱۴۱ حکایت: خلوص کے بغیر عمل فضول ہے

ایک شخص خراسان سے حج کے ارادہ سے بغداد آیا اور اس کے ساتھ بہت سارا مال تھا۔ اس کا مال زاہدوں میں سے ایک شخص کے پاس بطور امانت رکھا ہوا تھا۔ اس سے کہا کہ میرے حج سے واپس آنے تک اس کی حفاظت کرنا اور وہ خود حج پر روانہ ہو گیا۔ جب وہ شخص حج سے واپس آیا تو وہ زاہد شخص فوت ہو چکا تھا۔ اس نے اس زاہد کے عزیز و اقارب سے اس امانت کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ کسی کے متعلق زاہد نے مال وصیت کی تھی ﴿اسکے جواب میں گھر والوں نے کہا﴾ کہ نہیں۔ پھر وہی خراسانی حاجی نے اپنے مال کے متعلق بعض علماء سے پوچھا۔ کہ اس کے مال ملنے کا کوئی طریقہ ہے؟ علماء نے جواب دیا کہ تیرے لئے ضروری ہے کہ تو واپس مکہ مکرمہ جا اور آب زمزم کے پاس کھڑے ہونا۔ اس لئے کہ وہاں مومنوں کی ارواح جمع ہوتی ہیں۔ تم نے اس فوت شدہ زاہد کا نام لے کر آواز دینا اگر وہ جواب دے تو اس سے اپنے مال کے متعلق پوچھ لینا ورنہ شہر حضر موت میں واقع کنائیں برہوت پر جانا وہاں کھڑے ہو کر اس کا نام لے کر آواز دینا۔ کیونکہ وہاں فساق فجار لوگوں کی روحیں جمع ہوتی ہیں۔ چنانچہ وہ شخص مکہ مکرمہ آب زمزم کے پاس جا کر اس نے اس زاہد کا نام لے کر آواز دی تو اس زاہد نے جواب دیا پھر اس سے پوچھا کہ میرا مال کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ فلاں جگہ پر ہے تم میرے بیٹوں کے پاس جاؤ اور انہوں کو وہ جگہ بتاؤ۔ وہ تم کو تمہارا مال دے دیں گے۔ اسکے بعد اس شخص نے اس سے کہا کہ تم عبادت گزار نہیں تھے۔ کس چیز نے تم کو اس کنوئیں میں گرایا ہے۔ زاہد نے جواب دیا کہ میرے اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نہ تھے اور نہ ہی اعمال میں اخلاص تھا۔

۱۴۲ حکایت: ﴿درود شریف کی برکت سے سیاہ چہرہ چمک اٹھا﴾

ایک شخص سے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ سفر پر تھا اور اس کے ساتھ اس کا باپ بھی تھا۔ اس کا باپ دوران سفر کسی شہر میں بیمار ہوا اور فوت ہو گیا۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس کا چہرہ اور سارا جسم سیاہ ہو چکا ہے اور اس کا پیٹ سارا پھول گیا ہے تو میں نے استرجع پڑھی ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾ کچھ دیر بعد نیند نے گھیر لیا جس کی وجہ سے مجھے اونگھ آ گئی تو میں نے خواب میں دیکھا ﴿رجلا حسن الصورة طیب الرائحة جاء الی انی مسح وجهه وجسده فزال بلك فقال انا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وان اباك كان مسرفا علی نفسه الا انه كان یكثر الصلوٰة علی﴾ ایک خوبصورت چہرہ والا شخص تھا اس کے جسم سے خوشبو آ رہی تھی۔ وہ ہستی میرے باپ کے پاس آئی اور اس کے چہرے اور جسم پر اپنا ہاتھ پھیرا اس کے چہرے کی سیاہی جاتی رہی۔ یعنی چہرہ چمک اٹھا [میں نے اس سے عرض کیا آپ کون ہیں؟] انہوں نے فرمایا: میں اللہ کا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ تیرا باپ گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اپنے نفس پر اسراف کرنے والا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ وہ مجھ پر درود پاک کثرت سے پڑھتا تھا۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو اپنے باپ کے چہرے کو نور علی نور دیکھا تو میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور اس کو کفن دے کر میں نے دفن کر دیا اور اس کے بعد بذات خود میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے سے کبھی غافل نہیں ہوا۔

۱۴۳ حکایت ﴿حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس کا فائدہ﴾

ایک شخص امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو اس نے دیکھا کہ آپ لوگوں کو وعظ فرما رہے ہیں۔ وہ شخص بھی وعظ سننے کے لیے بیٹھ گیا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم سے کوئی قضائے حاجت کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی ناک پر

ہاتھ رکھ لے۔ اس آدمی نے وہ مسئلہ یاد کر لیا۔ اور وہاں سے چل دیا۔ ایک دن وہ سفر میں تھا اس کو پیشاب کی حاجت ہوئی تو اس نے ایک جگہ دیکھی اور اس میں داخل ہوا تا کہ وہ اپنی حاجت پوری کرے۔ چنانچہ اس کو امام اعظم رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ مسئلہ یاد آ گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ اپنی ناک پر رکھ لیا۔ اس جگہ اس شخص کا ایک دشمن اس کی تاک میں بیٹھا ہوا تھا۔ تا کہ وہ تیر مار کر اس کو قتل کر دے۔ لیکن اس کو شک ہوا کہ شائد وہ شخص نہ ہو کوئی اور نہ ہو۔ اسی شک کی بناء پر وہ رک گیا اور سوچ بچار کرنے لگا۔ اس کے ناک پر ہاتھ رکھنے کی وجہ وہ دشمن اس کو پہچان نہ سکا۔ پھر وہ واپس آ گیا اور اس سے کوئی کلام نہ کیا اور وہ مسئلہ اس کی نجات کا ذریعہ بن گیا۔

۱۴۴ حکایت ﴿حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا تقویٰ﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہوا تا کہ آپ سے وہ بچہ علم حاصل کرے۔ ایک دن ایک آدمی فوت ہو گیا لوگوں نے امام اعظم کو نماز جنازہ پڑھانے کے لئے بلایا۔ جب آپ تشریف لائے تو لوگ جمع ہو چکے تھے۔ سخت گرمی کا دن تھا لوگوں نے ایک جگہ کے علاوہ کوئی ایسی جگہ نہ پائی جہاں دھوپ سے بچاؤ کیا جا سکے۔ لوگوں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ اس جگہ بیٹھیں۔ آپ نے پوچھا کہ جگہ کس کی ہے؟ بتایا گیا کہ یہ جگہ اس لڑکے کے باپ کی ہے جو آپ کا شاگرد ہے تو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اس جگہ بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ شائد میرے بارے یہ گمان کیا جائے کہ میں اس لڑکے کو اس سایہ کے عوض پڑھاتا ہوں۔

۱۴۵: حکایت ﴿ماں کا حق ادا نہیں ہو سکتا﴾

ایک بزرگ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک عمر رسیدہ خاتون کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے گھوم رہا ہے۔ بزرگ نے اس شخص سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اس نے کہا

کہ ﴿ھی امی و انا احملھا مدۃ سبع سنین فھل ادیت حقھا یا سیدی﴾ یہ میری ماں ہے اور میں اسے سات سال سے اٹھائے ہوئے ہوں۔ اے میرے آقا: کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ﴿لا ولو کان الف سنۃ لا یساوی ذلک قیامھا لک لیلۃ من اللیالی وسقیھا لک سقیا من ثدیھا﴾ نہیں، اگرچہ تیری عمر ایک ہزار سال بھی ہو اور تو اسے اٹھائے پھرے تب بھی اس کی ایک رات کے اٹھانے کا بدلہ نہیں ہو سکتا اور اس نے اپنی چھاتی سے جو دودھ پلایا ہے اس کا حق نہیں دے سکتا۔ پس وہ شخص رویا اور واپس آ گیا۔

۱۴۶: حکایت ﴿پریشانی اور مصیبت کو دور کرنے کی دعا﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ کتنی کتابیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام پر نازل فرمائی ہیں۔ حضرت وہب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چار سو کتابیں نازل فرمائی ہیں۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ ان میں سے کچھ کتابیں اٹھالی گئیں ہیں۔ حضرت وہب نے جواب دیا کہ ہاں، ان میں سے بارہ کتابیں اٹھالی گئیں ہیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ آپ نے ان میں سے کتنی کتابیں پڑھی ہیں؟ حضرت وہب نے جواب دیا کہ جو باقی بچ گئیں میں نے ان سب کا مطالعہ کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کیا آپ نے ان کتابوں میں کوئی دعا بھی پڑھی ہے جو پریشانی اور مصائب کو دور کرنے میں فائدہ مند ہو۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، میں نے ان کتب میں نافع مند اور کافی شافی دعا اس شخص کے لئے پائی ہے جس کی نیت صاف ہو

﴿وھو اللھم یا من یملک حوائج السائلین ویعلم ضمائر الصامتین فان لک فی کل مسالۃ سمعا حاضرا وجوابا عتیدا

وان لك بكل صامت علما محيطا مواعيدك الصادقة وايا ديك الفاضلة ورحمتك الواسعة﴾

اے اللہ عزوجل اور اے وہ ذات جو سوال کرنے والوں کی حاجتوں کی مالک ہے اور خاموش اور بے زبان جانوروں کے دلوں کے بھیدوں کو جانتی ہے۔ بے شک تیرے لیے سوال میں شنوائی حاضر ہے اور جواب موجود ہے اور بے شک تیرے لیے ہر خاموش کے لئے علم محیط ہے اور تیرے وعدے پکے اور تیرے احسانات بزرگ ہیں اور تیری رحمت وسیع ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس دعا کو کئی مرتبہ آزمایا لیکن کامل پایا۔ میں اس دعا کی حسن وخوبی کے برابر کسی دعا کو نہیں پایا۔

﴿چار شخصیات پر مکڑی نے جالا تنا﴾

کہا جاتا ہے کہ چار ہستیوں پر مکڑی نے جالا تنا ہے۔ ان میں سے ایک ذات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار میں تھے۔

اور دوسرے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بعض مشرکین کو قتل کرنے کے لئے روانہ کیا تھا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان مشرکین کو قتل کیا۔ جب کفار نے ان کو پایا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک غار میں گھس گئے اور مکڑی نے ان پر جالا تن دیا، اور وہ کفار کو نظر نہ آئے۔

تیسرے حضرت زید بن زین العابدین بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم پر مکڑی نے جالا تنا تھا جب حضرت زید رضی اللہ عنہ کو ننگے کر کے ''۱۲۱ھ'' میں سولی دیا گیا تھا چار سال تک وہ اسی حالت میں رہے۔ جب ان کے چہرے کو قبلہ سے پھیرا جاتا تو لکڑی گھوم کر پھر قبلہ کی طرف ہو جاتی تھی۔ اسکے بعد کفار نے ان کو سولی سے اتار کر انکی لاش مبارک کو جلا دیا تھا۔

بہت سارے لوگ حضرت زید رضی اللہ عنہ سے بیعت بھی تھے اور کوفیوں کی ایک جماعت ان سے یہ کہتی تھی کہ آپ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بیزاری کا اظہار کریں تا کہ ہم آپ کی بیعت کریں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اس بات سے انکار کیا۔ تو کوفیوں نے کہا کہ ﴿نرفضك﴾ ہم آپ کو چھوڑتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس جماعت کا نام رافضی پڑ گیا [اسی لئے شیعہ کو رافضی کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بغض و عداوت رکھتے ہیں حتیٰ کہ ان کی صحابیت اور خلافت کا بھی انکار کرتے ہیں]

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عراق کی والی عمرو ثقفی سے جو حجاج بن یوسف کو بھتیجا تھا، ان سے جنگ کی تھی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ پر عمرو ثقفی غالب آ گیا تھا۔ اسی لئے ان حضرت زید کے ساتھ وہ سلوک کیا جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ ہشام بن عبد الملک کے زمانے میں ظاہر ہوئے تھے۔ حضرت زید کے تبعین کو زیدیہ کہا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اپنا ولی مانتے ہیں۔ اور جو لوگ ان پر تبرا کریں ہم ان سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر وہ لوگ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے جس کی وجہ وہ لوگ زیدیہ کہلائے۔

چوتھی ہستی حضرت داؤد علیہ السلام تھے جن پر مکڑی نے جالا تنا تھا۔ جبکہ ان کو جالوت نے تلاش کیا تھا۔

﴿حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء کے کمالات﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق سوال کیا گیا۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوا۔ وہ قول یہ ہے ﴿ولی فیھا مآرب اخری﴾ میرے لئے اس میں اور کام بھی ہیں یعنی اس عصا سے میں بہت سارے کام لیتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے

عصا سے تیرہ کام لیتے تھے۔

۱۔حضرت موسیٰ علیہ السلام ﴿اذا امطرت السماء نصبها علی راسه کالترس و جلس تحتها لتقیه المطر﴾ جب بارش ہوتی تو اس عصا کو اپنے سر پر ڈھال کی طرح کھڑا کر دیتے تھے اور خود اس کے نیچے بیٹھ جاتے تھے تاکہ بارش سے بچ سکیں۔یعنی آپ کا عصا چھتری کا کام دیتا۔

۲۔﴿و کان اذا غمت الشمس و التبس علیه معرفة الوقت اضاء ت له مثل شعاع الشمس﴾ بادلوں کی وجہ سے جب سورج چھپ جاتا اور ٹائم معلوم کرنے میں دشواری ہوتی تو وہ عصا سورج کی طرح روشن ہو جاتا۔

۳۔﴿و کان اذا اشتد علیه الحر و هو یرعی الغنم نصبها فتصیر شجرة عریضة الاوراق یتبرد بها﴾ سخت گرمی کے موسم میں جب بکریاں چراتے ہوئے گرمی لگتی ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس عصا کو کھڑا کر دیتے ہیں۔تو وہ چوڑے پتوں والا درخت بن جاتا ہے۔اور آپ اسکے نیچے آرام فرما لیتے تھے۔

۴۔حضرت موسیٰ علیہ السلام ﴿اذا اراد ان یسقی غنمه صارت حبلا طویلا علی قدر بعد البئر و یصیر راسها کالدلو﴾ جب بکریوں کو پانی پلانے ارادہ کرتے تو وہ عصا ایک لمبی رسی بن کر کنوئیں کی لمبائی تک چلا جاتا۔حتیٰ کہ اس کا سر ڈول نما ہو جاتا۔

۵۔حضرت موسیٰ علیہ السلام ﴿اذا رقد فی محل مخوف رماها من یده فتصیر فی الیوم اسد مضرسا﴾ جب کسی خوف زدہ مقام پر ٹھہرتے تو عصا اپنے ہاتھ سے پھینک دیتے تو دن میں خوف ناک شیر بن جاتا۔

۶۔﴿فی اللیل تصیر ثعبانا کالنخلة﴾ رات کو وہ عصا کھجور کی درخت کی طرح سانپ بن جاتا یعنی رات کو سانپ بن کر چوکیداری کرتا۔

۷۔جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک جگہ سے دوسری جگہ سامان خرد و نوش لے کر

جاتے تو وہ عصا تھیلا بن جاتا وہ سامان اس میں ڈال دیتے۔

۸- جب آپ کو سخت پیاس لگتی تو اس عصا کے ایک کنارے پانی پی لیتے۔ یعنی وہ عصا پانی کی بوتل بن جاتا۔

۹- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب سردی محسوس ہوتی تو اس عصا کو رکھ دیتے تو وہ عصا بند رضائی بن جاتا۔

۱۰- جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کسی دشمن سے سامنا ہوتا تو آپ اپنے عصا کو سامنے کر دیتے تو وہ عصا اس دشمن کو نگل جاتا۔

۱۱- جب آپ کو بکریوں کے لئے پتے جھاڑنے کی حاجت ہوتی تو وہ عصا ڈانگی بن جاتا جس کے ذریعہ درخت سے پتے جھاڑتے اور اس کی شاخوں کو نیچے کرتے۔

۱۲- جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پھل کھانے کی خواہش ہوتی تو وہ عصا اپنی شاخ نکالتا تھا تو وہ اس کو کھاتے تھے۔

۱۴۷: حکایت ﴿حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ﴾

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کی خدمت پر مامور تھا اور ایک قدم بھی انکی اجازت کے بغیر نہیں اٹھاتا تھا۔ ایک دن اپنی ماں سے عرض کیا اے میری ماں، میں چاہتا ہوں کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیارت کروں تو والدہ نے اجازت دی لیکن یوں کہا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ان گھر میں کر کے جلدی واپس آ جانا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کا سفر کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر جا کر کھڑا ہو گیا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں نہ پایا۔ چنانچہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ﴿ما حاجتك يا شيخ﴾ اے شیخ، تجھے کیا حاجت ہے؟ عرض کرنے لگے کہ میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے حاضر ہوا تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، مسجد میں

جا کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لو۔ حضرت اویس قرنی نے عرض کیا: میری والدہ نے مجھے صرف گھر میں زیارت کرنے کی اجازت دی تھی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیے بغیر واپس اپنی والدہ کے پاس آ گئے۔

حضرت امام جلال السیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ اویس وہ ہے جس کا نسب یہ ہے، اویس بن عامر قرنی جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا لیکن زیارت نہ سکے اور یہ کوفہ کے رہنے والے ہیں اور تابعین میں سب سے بڑے ہیں۔

اسیر بن جابر، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تابعین میں سب سے بہتر آدمی جو ہے اس کو اویس کہا جاتا ہے وہ تمہارے پاس یمن کے ایک لشکر کے ساتھ ہوگا۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر کوئی قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو ضرور پورا فرمائے گا۔ پھر فرمایا: اے عمر و علی رضی اللہ عنہما جب تم ان سے ملاقات کرو تو ان سے اپنے حق میں دعا و استغفار کرانا۔ راوی نے کہا کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور وہاں شہید ہو گئے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف روایتیں ان کے وصال کی ہیں۔

احمد نے حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبیلہ ربیعہ اور مضر میں سے اکثر لوگ میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے۔

حسن بصری کہتے ہیں وہ شخص حضرت اویس قرنی ہیں جن کو قرن کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

۱۲۸: حکایت ﴿چوتھے آسمان میں دو فرشتوں کا واقعہ﴾

چوتھے آسمان پر دو فرشتے کی ملاقات ہوئی ایک نے دوسرے سے کہا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ ایک عجیب کام ہے اور وہ کام یہ ہے کہ فلاں شہر میں

ایک یہودی شخص ہے جس کے مرنے کا وقت نزدیک آچکا ہے لیکن اس نے مچھلی کھانے کی تمنا کی ہے اور دریا میں مچھلی نہیں ہے۔

مجھے میرے اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے کہ ﴿ان اسوق لحیتان الیہ لیصطادوا لہ سمکۃ منہا وذلک لانہ لم یعمل حسنۃ الا کافاہ اللہ علیہا فی الدنیا ولم یبق لہ الا حسنۃ واحدۃ فاراد اللہ ان یبلغہ شہوتہ لیخرج من الدنیا ولیس لہ حسنۃ﴾ میں مچھلیوں کو دریا کی طرف ہانکوں تاکہ لوگ ان میں سے ایک مچھلی یہودی کے لئے شکار کرلیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہودی کی کوئی نیکی ایسی نہیں جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں نہیں دیا۔ اب اس کی صرف ایک نیکی باقی رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی خواہش کی چیز اس تک پہنچادے تاکہ وہ دنیا سے اس حال میں جائے کہ اس کے کھاتے میں کوئی نیکی باقی نہ ہو۔

پھر دوسرے فرشتے نے کہا کہ میرے اللہ عزوجل نے مجھے بھی ایک عجیب کام کے لئے بھیجا ہے اور وہ کام یہ ہے کہ فلاں شہر میں ایک نیک آدمی ہے اس نے دنیا میں جو بھی برائی کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ اسے دنیا میں ہی دے دیا ہے۔ اب اس کے فوت ہونے کا وقت نزدیک آچکا ہے۔ اس نے روغن زیتون کھانے کی آرزو کی ہے اور اس کے کھاتے میں صرف ایک گناہ باقی ہے۔ میرے رب عزوجل نے مجھے آڈر دیا ہے ﴿ان اریق الزیت حتی یعلم بذلک فیحرق قلبہ فیکفر اللہ عنہ ذلک الذنب حتی یلقی اللہ ولیس علیہ ذنب اصلا﴾ میں زیتون کو نیچے گرادوں تاکہ اس زیتون کے گرنے سے جو اس کو تکلیف پہنچے گی اللہ تعالیٰ اس سے اسکے گناہوں کو مٹادے گا حتی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہ ہو۔

محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ ارشاد خداوندی ہے ﴿فمن یعمل مثقال ذرۃ خیر یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شر یرہ﴾ اس کا مطلب یہ ہے کہ کافر دنیا میں ذرہ برابر

نیکی کرے گا تو اس کا بدلہ دنیا میں ہی اس کو مل جائے گا اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اور ایمان والا دنیا میں جو ذرہ برابر گناہ کرتا ہے تو اس کی سزا دنیا میں ہی دیکھ لیتا ہے۔

۱۴۹: حکایت ﴿حضرت سلیمان علیہ السلام کا چیونٹی سے مکالمہ﴾

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا چیونٹیوں کی ایک وادی سے گزر ہوا تو آپ نے ایک چیونٹی کو سنا جو خوف کی وجہ سے اپنی ساتھ والی چیونٹیوں کو کہہ رہی تھی۔ ﴿یا ایھا النمل ادخلوا۔﴾ اے چیونٹیوں اپنی بلوں میں داخل ہو جاؤ۔ یہ سننے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس چیونٹی کو سلام کیا۔ پھر اس چیونٹی نے بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو جواب میں سلام عرض کیا۔ پھر کہا: اے فنا ہونے والے اور اپنی مملکت میں مشغول ہونے والے، اللہ کی قسم: میں کمزور چیونٹی ہوں اور میرے چالیس ہزار سپہ سالار ہیں اور ہزار افسروں کے کنٹرول میں چالیس صفیں ہیں۔ ہر صف اتنی بڑی ہے جتنا مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ ہے۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿لما تلبسون السواد﴾ تم نے کالے کپڑے کیوں پہن رکھے ہیں؟ چیونٹی نے جواب دیا ﴿لان الدنیا دار مصیبة والسواد لباس اھل المصائب﴾ بے شک یہ دنیا مصائب کا گھر ہے اور کالا لباس مصائب میں مبتلا لوگوں کا ہوتا ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿فما ھذا الحز الذی فی اوساطکم﴾ یہ کالی لکیر تمہاری کمر میں کیسی ہے؟ چیونٹی نے عرض کیا ﴿ھو منطقة الخدمة للعبودیة﴾ یہ عبادت کے لئے کمر باندھنے کا پٹکا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿لما لکم تبعدون عن الخلق﴾ یہ کیا بات ہوئی کہ تم سب مخلوق سے دور رہتی ہو؟ چیونٹی نے عرض کیا ﴿لانھم فی الغفلة فالبعد عنھم اولی﴾ کہ مخلوق غفلت میں ہے یعنی غفلت کا گھر ہے تو غافلوں سے دور رہنے ہی بہتر ہے۔ حضرت سلیمان علیہ

السلام نے پوچھا ﴿فلم انتم عراة﴾ تم سب ننگی کیوں رہتی ہو؟ چیونٹی نے عرض کیا ﴿هكذا اوردنا الى الدنيا وهكذا نخرج منها﴾ ہم اسی حالت میں دنیا میں آئے تھے اور اسی طرح ہم یہاں سے جائیں گے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا ﴿فكم تاكل نملة منكم﴾ تم میں ایک چیونٹی کتنی خوراک کھاتی ہے؟ جواب دیا ﴿حبة او حبتين﴾ کہ ایک دانہ یا دو دانے۔ آپ نے پوچھا ﴿ولم﴾ ایسا کیوں ہے؟ جواب دیا ﴿لانا على سفر والمسافر كلما خف حمله خف ظهره﴾ کیونکہ ہم مسافر ہیں اور جب مسافر کا بوجھ ہلکا ہو تو اس کو اٹھانے میں اس کی پیٹھ آسان رہتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿هل لك من حاجة﴾ کیا تجھے کوئی حاجت ہے؟ چیونٹی نے عرض کیا ﴿انت عاجز والطلب من العاجز غير جائز﴾ کہ آپ عاجز ہیں اور عاجز سے مانگنا جائز نہیں ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿لابد ان تطلبي مني حاجة﴾ یہ ضروری ہے کہ تو مجھ سے کوئی حاجت مانگے۔ چیونٹی نے عرض کیا ﴿زد في رزقي او في عمري﴾ کہ میرے رزق یا میری عمر میں اضافہ کر دیں۔ آپ نے فرمایا ﴿اطلبي شيئا تكون في يدي﴾ تو مجھ سے ایسی چیز مانگ جو میرے ہاتھ میں ہو۔ چیونٹی نے کہا ﴿ان قضاء الحوائج من الله﴾ کہ حاجتوں کو پورا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ آپ نے اس سے نام پوچھا کہ تیرا نام کیا؟ اس نے کہا ﴿منذره انذر اصحابي من الدنيا الساحرة﴾ کہ میرا نام منذرہ ہے اور میں اپنے دوستوں کو جادوگر دنیا سے ڈراتی ہوں۔ پھر چیونٹی نے سوال کیا ﴿يا سليمان ما افخر ما اوتيت في الملك﴾ اے سلیمان علیہ السلام سلطنت میں جو چیز آپ کو دی گئی ہے اس میں سے سب زیادہ قابل فخر کونسی چیز ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جواب دیا ﴿الخاتم لانه من الجنة﴾ کہ وہ انگوٹھی ہے اور وہ جنت میں سے ہے۔ چیونٹی نے عرض کیا ﴿تعلم معناه﴾ آپ اس کا معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ چیونٹی نے عرض کیا کہ اس کا معنی ہے کہ ﴿ان

الذی ملکت من الدنیا فی یدك بقدر فص الخاتم﴾ بے شک دنیا سے جو چیز تیرے ہاتھ کے قبضہ میں ہے وہ انگوٹھی میں نگینہ کی مقدار ہے۔ اس کے بعد چیونٹی پھر بولی اور کہنے لگی کہ اس انگوٹھی کے علاوہ کوئی اور چیز قابل فخر ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿بساط من الجنة علی الظهر الریح﴾ وہ جنت کا بچھونا ہے جو ہوا کی پشت پر رہتا ہے۔ چیونٹی نے عرض کیا ﴿هذا دلیل علی ان جمیع ما معك مثل الریح الیوم معك وغدا یكون مع غیرك﴾ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بے شک یہ سب کچھ جو تیرے پاس ہے یہ اس ہوا کی طرح ہے جو آج تیرے پاس اور کل تیرے علاوہ کسی اور کے پاس ہوگا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿وان زمان غدوها بذلك البساط مسیرة شهر وزمان رواحها كذلك﴾ بے شک اس فرش کے ساتھ ہوا پر صبح کی سیر کا زمانہ ایک ماہ کی راہ ہے۔ چیونٹی نے جواب دیا ﴿هذا دلیل علی ان عمرك قصیر وانت مستعجل بالمسیر﴾ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تیری عمر تھوڑی ہے اور آپ چلنے میں جلدی کرنے والے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿علمت منطق الطیر﴾ میں پرندوں کی بولی جانتا ہوں۔ چیونٹی نے عرض کیا ﴿اشتغل بمناجاة الله عن مناجاة الغیر﴾ آپ کی مناجات میں مشغول ہو جائیں اور غیر کی مناجات کو چھوڑ دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿یخدمنی الجن والانس﴾ جن وانس میری خدمت کرتے ہیں۔ چیونٹی نے عرض کیا ﴿فیه اشارة الی ان الله یقول اشغلت الخلق بخدمتك فاشتغل انت بخدمتی﴾ اس بات میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں مخلوق کو تمہاری خدمت میں لگا دیا ہے اس لیے تم میری خدمت میں مشغول ہو جاؤ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿انی استانس بالخاتم لان علیه اسم الله﴾ بے شک میں انگوٹھی سے مانوس ہوتا ہوں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ چیونٹی نے عرض کیا ﴿استانس

بالمسمی لا بالاسم ﴿ مسمی یعنی جس ذات کا نام ہے اس ذات سے پیار کرنہ کہ صرف اسم سے۔

﴿عرش الٰہی کی شان﴾

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو کرسی سے دو ہزار سال پہلے بنایا اور عرش کے لئے تین سو برج بنائے۔ اور ہر دو برجوں کے درمیان تین سو سال کی مسافت ہے۔ ہر برج کی لمبائی ایک ہزار سال کی راہ ہے اور دو برجوں کے درمیان میں انسانوں اور جنوں کی طرح فرشتے ہیں۔ جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گناہ گار اور نافرمان امت کے لوگوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ عرش کے لئے تین سو ساٹھ پائے پیدا کیے گئے ہیں ہر پایا دنیا کے برابر ہے۔ اور ہر دو پایوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح کو کرسی اور عرش کے درمیان پیدا کیا۔ اور اپنے نور سے کچھ انوار پیدا کیے۔ ان میں سے ایک نور سے عرش پیدا کیا اور اس کے لئے ساٹھ ہزار تین سو ستون ہیں ہر ستون کی لمبائی ہزار برس کی مسافت ہے اور ہر دو ستون کے درمیان ستر ہزار شہر ہیں اور ہر شہر میں ستر ہزار محل ہیں اور ہر محل میں فرشتوں کی ستر ہزار صفیں ہیں اور اس کے لمبائی اور چوڑائی کی کوئی حد نہیں ہے۔ اور ستر ہزار انوار کی کپڑے ہر روز پہنائے جاتے ہیں اور کوئی اس کی طرف دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس کی صورت کی قبہ کی طرح ہے اور اس کے دائرہ میں اتنی قندیلیں لٹک رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ان کی تعداد کو نہیں جانتا اور اس میں تمام مخلوقات کی خواہ وہ جاندار ہوں یا غیر جاندار ہوں۔ ان تمام صورتوں کو چار فرشتے اٹھائیں گے اور آخرت میں آٹھ فرشتے

ایک روایت یہ بھی ہے کہ عرش کے لئے ستر ہزار زبانیں ہیں وہ ان زبانوں سے طرح طرح کی بولیوں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق عرش سرخ یاقوت کا بنا ہوا ہے اور دوسری روایت میں سبز

یاقوت سے بنا ہوا بھی ملتا ہے۔ عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کے کان اور اس کے کندھے کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

ایک روایت میں سات سو سال ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ چار فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک فرشتہ ان کی شکل پر دوسرا بیل کی صورت میں، تیسرا گدھ اور چوتھا شیر کی شکل میں ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا تو وہ بطور فخر حرکت میں آ گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بڑی کوئی مخلوق پیدا نہیں فرمائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ایسا سانپ کا طوق پہنا دیا کہ جس کے ستر ہزار بازو ہیں اور ہر بازو میں ستر ہزار پر ہیں اور ہر پر میں ستر ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں اور ہر زبان سے ہر روز بارش کے قطرات، درختوں کے پتوں، کنکریوں، دنیا کے دنوں اور سب فرشتوں کی تعداد اور ان تمام چیزوں کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے تو وہ سانپ عرش کو لپٹ گیا تو عرش اس کے نصف تک ہوا۔

﴿لوح محفوظ کی شان﴾

لوح محفوظ سفید موتی اور یاقوت اور سبز زمرد سے آراستہ ہے۔ اس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کے برابر ہے اور اس کی لمبائی کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ لوح محفوظ عرش اور کرسی کے درمیان میں ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر روز اس کی طرف تین سو ساٹھ مرتبہ دیکھتا ہے اور ہر نظر سے پیدا کرتا ہے۔ رزق دیتا ہے، مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور عزت و ذلت دیتا ہے اور معزول کرتا ہے۔ مالک بناتا ہے مٹاتا ہے اور ثابت کرتا ہے۔

اسی طرح بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ اس کی لمبائی اتنی ہے جتنی زمین و آسمان کے درمیان مسافت ہے اور اس کی چوڑائی اتنی ہے جتنی مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ ہے اور فقط دس [۱۰] لائنیں اس میں لکھی ہوئی ہیں۔

قلم کی شان

اللہ تعالیٰ نے لوح سے پہلے قلم کو نور سے پیدا کیا۔ اور اس کی لمبائی زمین وآسمان کے درمیان فاصلہ جتنی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف اپنی ہیبت سے دیکھا تو وہ شق ہو گیا اور اس سے ایک قطرہ لوح محفوظ پر ٹپکا اور وہ الف ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا ﴿اکتب﴾ تو لکھ۔ تو اس نے عرض کیا ﴿وما اکتب﴾ میں کیا لکھوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اکتب ما کان وما یکون الی یوم القیامۃ﴾ جو کچھ ہو چکا ہے اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب کچھ لکھ۔

کرسی کی شان

اللہ تعالیٰ نے کرسی کو سفید موتی سے بنایا ہے اور اس کی لمبائی اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اس کے تین سو ستون ہیں، ہر ستون کی لمبائی بارہ ہزار سال کی مسافت ہے۔ اس کی بلندی دس ہزار سال کی راہ ہے۔

اور ایک حدیث پاک میں ہے کہ ﴿ان السموات السبع والارضین السبع فی الکرسی کحلقات ملقاہ فی ارض فلاۃ﴾ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کرسی میں اس طرح سمائے ہوئے ہیں جیسا کہ چٹیل زمین میں چند حلقے ڈالے ہوئے ہیں یعنی بہت ہی چھوٹے لگتے ہیں۔

بیت المعمور کی شان

بیت المعمور سرخ سونے سے بنی ہوئی ایک مسجد ہے اور اس کے تین سو ستر دروازے ہیں اور ہر دو دروازے کے درمیان ایک ہزار سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ اور ہر دروازے کی چوڑائی پانچ سو سال کی راہ ہے اور اس کی لمبائی بھی اتنی ہی ہے۔ ملائکہ بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں اور اولادِ آدم کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں اور سب اولادِ آدم کے گناہ گاروں پر روتے ہیں۔ اس کے اوپر ایک بلند چھت ہے جو

پانی سے بھر ہوا دریا ہے۔ بیت المعمور فرشتوں سے بھرا پڑا ہے جو فرشتہ ان پر موکل اور نگران ہے اس کا نام کلکیائیل ہے اور اس کے اوپر ستر ہزار لوہے کے حجاب ہیں۔ ہر حجاب کے طول کی بھی کوئی حد نہیں اور اس کی چوڑائی کی بھی کوئی حد نہیں۔ اس کی بلندی ہزار سال کی راہ ہے اور اس کے اوپر سرخ یاقوت کے ستر ہزار حجاب ہیں اور اس کے اوپر ستر ہزار زینت کے حجاب ہیں اور تمام حجابات فرشتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو اولاد آدم کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں اور ایک لمحے کے لئے بھی سستی نہیں کرتے۔

حوض کوثر کی شان

حوض کوثر جنت کا حصہ ہے، اس کی چوڑائی سو سال کی مسافت ہے اور اس کی لمبائی تین ہزار سال کی مسافت ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محل کے نیچے بلا حدود جاری ہے اور اس محل کے چار ستون ہیں۔ ان میں سے ایک پر لکھا ہوا ہے۔ میں ابو بکر ہوں، صدیقین اور فرمانبرداروں کے لئے۔ اور دوسرے پر لکھا ہوا ہے، میں عمر ہوں، شہداء اور صالحین کے لئے۔ تیسرے پر لکھا ہوا ہے، میں عثمان ہوں، فقراء کے لئے شب بیدار اور عبادت گزار ہیں اور وہ اللہ والے ہیں اور اس کے خاص بندے ہیں۔۔ چوتھے پر لکھا ہوا ہے، میں علی ہوں، مجاہدوں، غازیوں اور اللہ تعالیٰ کے دین کے مدد گاروں کے لئے۔

حوض کوثر کی مٹی خالص مشک اور تیز خوشبو کی ہے اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں اور اس کے دونوں کناروں پر موتی اور مونگے کے قبے ہیں۔

صور پھونکنا اور قیامت کے حالات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: ﴿خلق اللہ الصور له فم كا لقصبة كسعة الدنيا وله اربعة شعب شعبة منها في المشرق وشعبة في المغرب وشعبة تحت الارض الى السابعة وشعبة فوق السماء الى السابعة﴾ اللہ تعالیٰ نے صور کو پیدا کیا اور اس کا منہ بانس کی طرح بنایا اور اس کی وسعت دنیا کی طرح ہے اور اس کی چار شاخیں ہیں۔ ان میں سے ایک شاخ مشرق میں ہے، دوسری شاخ مغرب میں ہے تیسری شاخ ساتویں زمین کے نیچے ہے اور چوتھی شاخ آسمان کے اوپر ہے۔

اس صور میں ارواح کی تعداد کے برابر دروازے ہیں۔ اس میں سے ایک دروازہ انبیائے کرام کی ارواح مقدسہ کے لئے ہے۔ ایک دروازہ فرشتوں کے ارواح، ایک جنات کی ارواح اور ایک دروازہ انسانوں کے ارواح کے لئے ہے اور اسی طرح شیاطین، درندوں، جنگلی جانوروں اور حشرات الارض کی ارواح کے لئے دروازے ہیں۔ حتیٰ کہ کیڑے مکوڑے یہاں تک کہ یہ ستر قسم تک جا کے پورے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور عطا فرمایا ہوا ہے اور وہ اس پر منہ رکھے ہوئے اسی انتظار میں ہے کہ کب اسے صور پھونکنے کا حکم دیا جائے گا۔ اور وہ اس کو تین پھونکیں گے۔

پہلی بار جب صور پھونکا جائے گا تو وہ ڈرانے کے لئے ہوگا۔ جس سے تمام زمین و آسمان والے ڈر جائیں گے سوا ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو پھونکنے کا حکم دیں گے۔ اس سے پہاڑ چمکدار ریت کی طرح ہو جائیں گے۔ آسمان موج میں آجائے گا اور شدید گردش کرے گا اور زمین اس طرح حرکت میں آجائے گی، جس طرح کشتی دریا میں ہچکولے کھاتی ہے۔ حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے اور دودھ پلانے والی عورتیں بچوں کو دودھ پلانا بھول جائیں گے۔ لڑکے بوڑھے ہو جائیں گے اور شیاطین بھاگنے لگیں گے، یہاں تک وہ زمین کے کناروں میں آئیں گے تو فرشتے ان سے ملاقات کریں گے اور ان کے منہ پر ماریں گے اور واپس

لے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ﴿یوم التناد یوم تولون مدبرین﴾ آج کا دن تو ندا کا دن ہے [یعنی قیامت کا دن ہے] جس دن سے تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے۔ (آخر آیت تک) اور زمین پھٹ جائے گی اور لوگ آسمان دیکھیں گے تو اس سے ستارے جھڑنے لگیں گے۔ سورج کو گہن لگا ہوگا چاند کو گرہن ہوگا اور آسمانوں کو علیحدہ علیحدہ کر کے پوست کھینچے جائیں گے۔ مردے اس دوران غافل رہیں گے اور یہ حالت چالیس سال یا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا رہے گی۔

پھر اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل کو آڈر دے گا کہ وہ بے ہوشی اور مرنے کا صور پھونکے۔ اس وقت حضرت اسرافیل علیہ السلام ارواح کو مخاطب کر کے فرمائے گا ﴿ایتها الارواح اخرجی بامر الله تعالیٰ فیصعق ای یموت اهل السموات والارض الا من شاء الله وهم الشهداء وهم ثلاث عشرة نفسا، جبریل و میکائیل واسرافیل وعزرائیل وحملة العرش الثمانية وابليس لعنه الله تعالیٰ فتمکث الدنيا بلا انس ولا جن ولا وحش﴾ اے روحو: اللہ تعالیٰ کے حکم سے باہر نکل آو۔ تو زمین وآسمان والے سب بے ہوش ہو جائیں گے اور مر جائیں گے سوا ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ نہیں مرنے دیں گے اور وہ شہداء ہیں اور وہ تیرہ قسم کے لوگ ہوں گے۔ حضرت جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل علیہم السلام اور آٹھ وہ فرشتے جنہوں نے آسمان کو اٹھایا ہوا ہے اور شیطان اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ ان کے علاوہ باقی سب دنیا انسان، جنات اور وحشت ختم ہو جائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرمائے گا۔ میں نے تیرے اولین وآخرین کی تعداد کے برابر معاون پیدا کیے تھے اور میں نے آسمان اور زمین والوں کی طاقت تجھ میں رکھی تھی اور آج میں تجھ کو غضب کا لباس پہنتا ہوں اور اگلے اور پچھلے لوگوں اور جنوں کی تلخی اور موت کی طاقت زیادہ دیتا ہوں اور تیرے ساتھ دوزخ سے ستر ہزار فرشتے ہوں اور ہر

فرشتہ دوزخ کیساتھ آگ کے شعلے کی زنجیروں میں سے ایک ایک زنجیر ہو اور مالک داروغہ کو آواز دے کہ وہ دوزخ کے دروازے کھول دے۔ پس ملک الموت ایک ایسی شکل میں آئیں گے کہ اگر اس شکل میں ان کی جانب زمین وآسمان والے دیکھ لیں تو ضرور مرجائیں تو وہ شیطان کی طرف آئیں گے اور اس کو شدت سے ساتھ دھمکی دیں گے جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو جائے گا اور اس کے گلے سے خرخر کی ایسی آواز آئے گی کہ اگر اس کو زمین وآسمان والے سن لیں تو ضرور بے ہوش ہو جاتے۔ اس کے بعد ملک الموت شیطان لعین سے کہیں گے ﴿قف یا خبیث لاذیقنك الموت کم من عمر ادرکت وکم من قرون اضللت فیهرب الی المشرق﴾ اے خبیث، ٹھہر، میں تجھے موت کا مزہ چکھاؤں کہ تو نے کتنی زندگی پائی اور کتنی صدیوں کے لوگوں کو گمراہ کیا تو وہ ملعون مشرق کی طرف بھاگے گا۔ جب ملک الموت اس کی آنکھوں کے درمیان دیکھیں گے تو وہ مغرب کی طرف بھاگے گا اس وقت پھر ملک الموت اس کی آنکھوں کی درمیان دیکھیں گے اس کے بعد وہ دریاؤں میں غوطہ لگائے گا تو دریا اس کو قبول نہ کریں۔ چنانچہ وہ مسلسل بھاگتا رہے گا اور اس کے لئے جائے پناہ کوئی نہ ہو گی۔ یہاں تک کہ وہ دنیا کے درمیان حضرت آدم علیہ السلام کی قبر انور پر جا کر کھڑا ہو گا۔ اور کہے گا اے آدم علیہ السلام تمہاری وجہ سے میں مردود وملعون ہوا۔ پھر وہ شیطان لعین ملک الموت سے کہے گا کہ تم مجھے کس پیالہ سے پلاؤ گے اور کس عذاب سے میری روح قبض کرو گے تو ملک الموت اس سے کہیں گے کہ آگ کا شعلہ اور گرم آگ کے پیالہ سے اور ابلیس خاک پر لیٹنا شروع ہو جائے گا اور کبھی چلائے گا اور کبھی بھاگے گا حتیٰ کہ جب وہ اس جگہ ہو گا جہاں وہ اتارا گیا تھا اور ملعون ہوا تھا دوزخ کے فرشتے اس کے زنبورے اور آرے قائم کریں گے۔ زمین چنگاری کی طرح ہو جائے گی اور زبانیہ فرشتے اس کو گھیر لیں گے اور زنبوروں اور آروں سے اس کو چیریں گے جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا اس وقت تک حالت نزع اور موت کی سختی کا شکار رہے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ دریاؤں کو آڈر دے گا کہ وہ فنا ہو جائیں بے شک ان کی مدت گزر چکی۔ دریا کہیں گے کہ ٹھہرو ہم اپنی جانوں پر توجہ کر لیں۔ ہائے ہائے وہ خزانے اور وہ عجائبات کدھر گئے۔ اس کے بعد ملک الموت اس پر سخت چیخ مارے گا تو ان کے نشانات بھی ختم ہو جائیں گے گویا کہ وہ تھے ہی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ملک الموت کو آڈر کرے گا کہ پہاڑوں کو حکم دے کہ وہ فنا ہو جائیں۔ اس لیے کہ ان کی مدت ختم ہو چکی ہے۔ چنانچہ وہ کہیں گے ذرا ٹھہرو، ہم اپنی جانوں پر رولیں۔ کہ ہمارے خرمے کے درخت اور درختوں کے جھنڈ کہاں ہیں اور ہمارے تودے کہاں ہیں؟ اس کے بعد ملک الموت ان پر بھی سخت چیخ مارے گا تو وہ پگھل جائیں گے۔ پھر وہ زمین کو حکم دے گا کہ وہ فنا ہو جائے۔ کیونکہ اس کی مدت بھی پوری ہو چکی ہے۔ تو زمین کہے گی کہ ٹھہرو، ہم اپنی جانوں پر رولیں۔ ہائے ہمارت بادشاہ اور ہمارے درخت اور ہماری نہریں کہاں ہیں؟ تو ملک الموت اس پر بھی ایک چیخ مارے گا تو اس کی بھی دیواریں گر جائیں گے اور اس کے پانی جوش ماریں گے پھر ملک الموت آسمان پر چڑھے گا اور اس پر بھی سخت چیخ مارے گا تو اس کے سورج اور چاند میں گہن لگے گا اور ستارے تاریک اور بے نور ہو جائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ﴿یاملك الموت من بقي من خلقي فيقول بقي جبرئيل وميكائيل واسرافيل وعزرائيل﴾ اے ملک الموت؛ اب میری مخلوق میں سے کون باقی بچا ہے۔ ملک الموت عرض کرے گا کہ جبرئیل و میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام ہی بچیں ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرمائے گا ﴿اقبض روح جبرئيل فيقبضها فيقع كالطود العظيم﴾ جبرئیل کی روح قبض کرو۔ جب اس کی روح قبض کرے گا تو وہ ایک طودے کی گر پڑیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا ﴿اقبض روح ميكائيل فيقبضها كذلك ثم يقول له اقبض روح اسرافيل فيفعل كذلك﴾ میکائیل کی روح قبض کرو جب اس کی روح قبض کرے گا تو پھر اسی طرح فرمائے گا کہ اسرافیل کی روح قبض کرو تو اس کی بھی روح قبض کرے گا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ پھر ملک الموت سے فرمائے گا کہ اے ملک الموت تو بھی جا اور جنت دوزخ کے درمیان مر جا تو ملک الموت بھی وہاں پہ جا کر فوت ہو جائیں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ﴿لمن الملك اليوم﴾ آج کس کی بادشاہت ہے۔ تو کوئی اس کا جواب نہیں دے گا پھر دو تین بار فرمائے گا تو اس کا کوئی جواب نہیں دے گا تو اللہ تعالیٰ خود ہی فرمائے گا ﴿لله الواحد القهار﴾ اللہ واحد وقہار کی بادشاہت ہے۔ پھر فرمائے گا ﴿این الملوك واین الجبابرة﴾ بادشاہان دنیا کہاں ہیں؟ متکبر اور جابر کہاں ہیں؟ اس کے پہاڑ روئی کی طرح کر دیئے جائیں گے پھر وہ زمین جس پر گناہ کیے جاتے تھے وہ ملا دی جائے گی۔ اور اس پر جہنم کھڑی کر دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اس زمین کے مقابلے نہایت سفید زمین پیدا کرے گا اور اس پر جنت قائم فرمائے گا۔ جس پر تمام مخلوق جمع کی جائے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جبرئیل ومیکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام کے زندہ ہونے کا حکم جاری فرمائے گا۔ چنانچہ سب سے پہلے اسرافیل علیہ السلام زندہ ہوں گے اور عرش سے صور پکڑیں گے اور رضوان داروغہ جنت کے پاس جائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کے لئے جنت کو مزین کرو۔

پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام جنتی براق کے ساتھ تشریف لائیں گے جس پر زین کسا ہوگا اور لگام دی ہوگی۔ اس کے ساتھ حمد کا جھنڈا ہوگا اور جنت کی چادروں میں سے دو چادریں بھی ہوں گی اور وہ ہموار زمین سے گزریں گے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کو نہیں دیکھیں گے ﴿فیظھر من قبرہ عمود من نور الی عنان السماء﴾ پس روضہ انور سے ایک نور کا ستون ظاہر ہوگا جو آسمان کے کناروں تک پہنچ رہا ہوگا۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام کہیں گے اے اسرافیل، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارو۔ بے شک تمہاری پکار سے تمام مخلوق جمع ہو جائے گی۔ پھر اسرافیل علیہ السلام کہیں گے ﴿انت جبرئیل علیه السلام خلیله فی الدنیا فناداہ انت﴾ اے

جبرئیل تم دنیا میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیل تھے تم ہی آپ کو پکارو۔ جبرئیل علیہ السلام کہیں گے ﴿انا استحی منہ﴾ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرماتا ہوں۔ پھر اسرافیل علیہ السلام بار بار اصرار کریں گے کہ تم ہی پکارو۔ چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام عرض کریں گے۔ ﴿السلام علیك یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم﴾ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو۔ لیکن آگے سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ اس کے بعد جبرائیل اور عزرائیل علیہما السلام کہیں گے کہ تم پکارو تو عزرائیل علیہ السلام کہیں گے ﴿ایها الروح الطیب قم الی فصل القضاء والحساب والعرض علی الرحمان فینشق القبر فاذا هو جالس فیه ینفض التراب عن راسه ولحیته﴾ اے پاک روح، حساب کے فیصلہ کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے اٹھیے چنانچہ قبر انور شق ہوگی اور آپ اس میں بیٹھے سر انور اور ریش مبارک سے خاک جھاڑ رہے ہوں۔ پھر جبرئیل علیہ السلام آگے بڑھ کر دونوں حلے پیش کریں گے۔ پھر آپ فرمائیں گے ﴿یا جبرئیل ما هذا الیوم﴾ اے جبرئیل، آج کون سا دن ہے؟ جبرئیل علیہ السلام عرض کریں گے۔ ﴿هذا الیوم القیامة هذا یوم الحسرة والندامة﴾ یہ قیامت کا دن ہے، حسرت اور ندامت کا دن ہے۔ اس کے بعد سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ اے جبرئیل ﴿بشرنی﴾ مجھے خوشخبری دو۔ جبرئیل علیہ السلام عرض کریں گے، میرے پاس براق، لوائے الحمد اور تاج ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ میں تم سے یہ نہیں پوچھ رہا۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام کہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جنت سجائی گئی ہے اور دوزخ کی آگ بند کر دی گئی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے، میں نے اس کے متعلق بھی تم سے سوال نہیں کیا۔ بلکہ میں تو اپنی گناہگار امت کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔ شائد تم نے انہیں پل صراط پر چھوڑا ہوگا۔ اس کے بعد اسرافیل علیہ السلام نے کہا ﴿وعزة ربی یا محمد ما نفخت فی الصور فیقول الآن طابت نفسی وقرت عینی

فیاخذ التاج ویدنو من البراق فیقول وعزۃ ربی لا یرکبنی الا محمد بن عبد اللہ النبی التہامی صاحب القرآن﴾ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے رب عزوجل کی عزت کی قسم: کہ اب تک صور نہیں پھونکا۔ پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ اب میرا دل خوش ہوا اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تاج لیں گے اور براق کے پاس جائیں گے تو براق عرض کرے گا کہ مجھے اپنے رب عزوجل کی قسم: محمد بن عبد اللہ نبی تہامی اور صاحب القرآن کے علاوہ کوئی دوسرا مجھ پر سوار نہیں ہوگا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے، میں ہی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اس کے بعد آپ سوار ہوں اور جنت کے دروازے کی طرف تشریف لے جائیں اور سجدہ میں گر پڑیں گے تو ایک منادی ندا دے گا ﴿ارفع راسك لیس هذا یوم رکوع وسجود بل یوم حساب و عذاب فارفع راسك وسل تعط﴾ اپنا سر اٹھایئے یہ رکوع اور سجود کا دن نہیں ہے بلکہ حساب اور عذاب کا دن ہے۔ سر اٹھاؤ اور مانگو (جو مانگو گے) دیئے جاؤ گے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے ﴿الٰهی وعدتنی فی امتی فیقول له اللہ اعطیك ما ترضی به﴾ اے میرے اللہ عزوجل: تو نے میری امت کے بارے میں مجھ سے ایک وعدہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تم کو اتنا دوں گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے کہ وہ صور پھونکیں اور کہیں گے کہ اے گلی سڑی ہڈیو اور اے ریزہ ریزہ ہوئے جسمو اور کھالو۔ اور گرنے والے بالو، حق اور باطل کے درمیان میں فیصلہ کے لئے اٹھو تو لوگ اس کے حکم سے اٹھیں گے اور جب آسمان کی طرف دیکھیں گے کہ وہ ریزہ ریزہ ہو گیا ہے پھر زمین کی طرف نظر کریں گے تو وہ بھی تبدیل ہو چکی ہوگی۔ سورج کو دیکھیں گے تو اس میں گہن لگا ہوگا اور دس ماہ کی گابھن اونٹیوں کی نظر کریں گے تو وہ چھوڑ دی گئی ہیں اور ان کی کوئی دیکھ بھال نہیں کرتا۔ میزان عمل قائم کی گئی اور جنت قریب کی گئی اور اسی طرح کی باتیں جب کافر دیکھیں گے تو کہیں

گے ﴿یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا﴾ ہائے ہلاکت ہمیں کس نے ہماری خواب گاہ سے اٹھایا۔ پھر ایمان والے ان سے کہیں گے ﴿ھذا ما وعد الرحمان وصدق المرسلون فیخرجون من القبور جیاعا فیرسل اللہ علیھم نارا تسوقھم الی المحشر فیقیمون ثلثمائۃ عام یبکون ﴾ یہ وہ دن ہے جس کا رحمان نے وعدہ فرمایا تھا اور رسولوں نے حق سچ کہا تھا چنانچہ کافر قبروں سے باہر بھوکے پیاسے نکلیں گے اور اللہ تعالیٰ ان پر آگ بھیجے گا جو ان کو میدان محشر کی طرف ہانک لے جائیگی تو وہ آہ زاری کرتے ہوئے تین سو سال تک کھڑے رہیں گے۔

﴿فرعون کا محل﴾

جب فرعون کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ اس کی قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گی تو اس نے ایسا حربہ استعمال کرنا چاہا کہ جس سے اس کی سلطنت مستحکم اور اس کے ارکان مضبوط ہوں۔ بالآخر فرعون نے اپنے وزیر ہامان کو محل بنانا کا حکم دیا تو ہامان نے اینٹوں کے پکانے اور چونہ تیار کرنے کا کام شروع کر دیا۔ اور ہر وہ چیز جس سے عمارت تیار کرنے کے لئے ضرورت پڑتی ہے اس کا انتظام کیا اور سارے دنیا کے کاریگر اکٹھے کیے۔ لیبر کے علاوہ صرف کاریگروں کے تعداد پچاس ہزار تھی۔ سات سال کی عرصہ میں وہ محل تیار ہوا اور اس کی اونچائی اس قدر بلند تھی کہ جب سے آسمان اور زمین پیدا ہوئے ہیں اس وقت سے اس کی مثال نہیں ملتی۔ اور وہ محل فرعون کی خواہش کے مطابق تیار ہوا تھا۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر شاق گزرا۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اس کو ترک کر دو۔ کیونکہ میں اس کو ایک لمحہ میں برباد کر دوں گا۔ فرعون اور اس کے خاص لوگ محل پر چڑھ کر آسمان کی طرف تیر پھینکنے لگے۔ جب وہ تیر واپس آئے تو وہ خون آلودہ تھے یہ دیکھ کر فرعون اور اس کے حواری کہنے لگے ﴿قد قتلنا الہ موسیٰ فامر اللہ جبرئیل فضربہ بجناحیہ فقطعہ ثلاث قطعات فوقعت قطعۃ منہ فی البحر وقطعۃ فی الھند وقطعۃ

فی المغرب﴾ تحقیق ہم موسیٰ علیہ السلام کے رب کو قتل کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے پر مار کر اس کے تین ٹکڑے کر دیئے ان میں سے ایک ٹکڑا سمندر میں گرا ایک ٹکڑا ہندوستان میں اور ایک ٹکڑا مغرب میں گرا۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ان ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا قوم فرعون پر گرا تھا جس دس لاکھ فرعونی لوگ ہلاک ہو گئے اور یہ بھی روایت ہے کہ جو لوگ اس محل کے بنانے میں شریک تھے ان میں سے ہر ایک ڈوب کر یا جل کر یا کسی آفت سے تباہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے فرعون کا محل صبح سویرے یعنی طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیانے وقت میں تباہ کیا تھا۔ جب فرعون نے دیکھا اور اپنے کام کا باطل ہونا معلوم ہوا تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جنگ شروع کر دی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو معجزوں سے آزمایا اور وہ یہ ہیں۔

۱-عصائے کلیمی ۲- ید بیضا ۳-طوفان ۴-ٹڈی ۵- جوئیں ۶ -مینڈک ۷-خون ۸-صورتوں کو بدل جانا ۹ -دریا کا پھٹ جانا۔

یہ تمام معجزات کتب تفسیر میں بھی موجود ہیں۔

﴿پھونک کی پانچ قسمیں ہیں﴾

پھونک مارنا پانچ طرح کا ہے۔(۱) قیامت کے دن حضرت اسرافیل علیہ السلام کا صور پھونکنا (۲) حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حضرت مریم علیہا السلام کے چاکِ پیراہن میں روح پھونکنا (۳) پرندوں کے زندہ کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مٹی میں پھونکنا (۴) اللہ تعالیٰ کا حضرت آدم علیہ السلام کے خمیر میں روح پھونکنا (۵) سکندر ذوالقرنین کا لوہے میں پھونک مارنا، جو یاجوج و ماجوج کی دیوار میں پھونکا تھا۔

فائدہ ﴿دس چیزوں کا دلچسپ بیان﴾

دنیا میں دس چیزوں پر فخر کیا جاتا ہے جو آخرت میں کوئی فائدہ نہیں دیں گی اور

چیزیں یہ ہیں

(۱) مال (۲) اولاد (۳) حسن (۴) فصاحت (۵) عزت (۶) دوست (۷) تابعین (۸) حسب (۹) سفارش (۱۰) حیلہ

﴿اور دس چیزیں میں سب شامل ہیں﴾

(۱) موت (۲) حشر (۳) اعمال نامے کا پڑھنا (۴) حساب (۵) میزان (۶) پل صراط (۷) سوال (۸) جزاء (۹) مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنا (۱۰) صور کی آواز سے تمام لوگوں کا بے ہوش ہو جانا۔

﴿شہروں کی بربادی کے اسباب﴾

مکہ مکرمہ بے رونق حبشیوں کی وجہ سے ہوا۔ بخارا کی ویرانی بھوک سے ہوئی۔ کوفہ اور عراق ترکوں سے، یمن ٹڈیوں سے، ہمدان کی اہل ویلم سے، آرمینہ کی بجلیوں سے، حلوان کی ہوا سے، بلخ کی پانی سے، ترمذ کی طاعون سے، مرو کی ریت سے، ہرات کی مچھلیوں کی برسات سے، کرمان کی ہلاک کر دینے والے لشکر سے ہوئی، بجستان کی بربادی کندھک کے پہاڑ سے ہوگی جب اس میں آگ لگ جائے گی۔ سندھیوں اور ہندوں کو زنگی لوگ اس لیے قتل کریں گے کہ یہ آزاد لوگوں کو فروخت کرتے تھے۔ سمرقند، فرغانہ، ایلاق اور خوارزم کو بنو قنطورا نے قتل کیا تھا کہ اور سب گدھے کی لاش کی طرح نیست و نابود ہو گئے اور بنو قنطورا حبشی ہیں یا پھر قنطورا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی لونڈی کا نام تھا اور اسی کی نسل سے ترک قوم چلی۔

فائدہ: ﴿پیدائش آدم علیہ السلام پر جانوروں کا تعجب﴾

جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو اس صورت میں پیدا فرمایا تو تمام وحشی جانوروں، پرندوں اور مچھلیوں نے حیرانگی کا اظہار کیا اور ایک دوسرے سے کہا کہ تم سب علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ۔ اس لیے کہ انسان تمام پر غالب ہوگا آپس میں جانوروں میں

دوستی تھی اور مچھلیاں دریا کے عجائبات سے خشکی کی جانوروں کو خبریں دیتیں تھیں اور یہ جانور ان کو خشکی کے حالات سے آگاہ کرتے تھے۔ ان جانوروں نے اپنا باہمی تعلق ختم کر دیا تھا۔ درندے جنگل کی طرف دوڑے، وحشی جانور پہاڑوں کی جانب دوڑے، زمین پر چلنے والے کیڑے زمین کی سوراخوں کی طرف بھاگے، پرندے گھونسلوں کی جانب اور مچھلیاں دریاؤں کی گہرائیوں میں چلی گئیں۔

فائدہ: ﴿کوہ قاف کے پیچھے رہنے والا جانور﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿ان الانسان خلق ھلوعا﴾ بے شک انسان بے صبر پیدا کیا گیا ہے۔

علامہ تبری نے فرمایا: ھلوع کوہ کاف کے پیچھے رہنے والا ایک جانور ہے جو ہر روز سات میدانوں کی گھاس کھاتا ہے اور سات دریاؤں کا پانی پیتا ہے۔ دوسرے دن کی روزی کی فکر میں رات بسر کرتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ جانور ہر روز تین چراگاہیں جو دنیا کے برابر مشرق سے مغرب تک ہیں ان کو کھا جاتا ہے۔ اور اسی کی مقدار پانی پیتا ہے۔ اور عشاء کے وقت اپنے دو ہونٹوں میں سے ایک دوسرے پر مارتا ہے اور بند کرتا ہے۔

﴿نمک امت محمدیہ کی ضیافت کے لئے ہے﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پروگرام بنایا کہ امت محمدیہ کے لئے قیامت تک کے لئے کوئی چیز بطور ضیافت کے ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انك لا تقدر علی ذلك﴾ اے ابراہیم، تم ایسا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا ﴿الھی انت اعلم بحالی وقادر علی اجابة سوالی﴾ اے میرے اللہ عزوجل: تو میرے حال سے خوب واقف ہے اور تو ہی میرے سوال کو قبول کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے سوال کو قبول فرما کر جبرئیل علیہ

السلام کو حکم دیا کہ ﴿ان یاتی الیہ بکف من کافور الجنۃ ویصعد بھا الی جبل ابی قبیس وینفخہ فی الجو﴾ وہ ایک مٹھی بھر کافور جنت سے لے جائیں اور اس کو کوہ ابو قبیس پر چڑھا دیں اور اس کو آسمان اور زمین درمیان میں پھونک دیں۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ جس سے کافور زمین میں پھیل گیا اور جس جگہ میں اس کافور کا کچھ حصہ گرا وہ قیامت تک کے لئے نمک ہو گیا۔ تمام زمین جتنا بھی نمک ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ضیافت سے ہے۔

﴿رزق کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے﴾

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کا رزق پیدا فرمایا اس کی مقدار اور اسباب بھی بیان کیے۔ ایک قسم کا رزق پانی میں پیدا کیا اور اگر وہ اس سے باہر نکلے تو مر جائے۔ اور جنس کا رزق خشکی میں پیدا کیا اگر وہ پانی میں چلی جائے تو مر جائے۔ ایک جنس کا رزق شہد کو بنایا جیسے شہد کی مکھیاں۔ ایک جنس کا رزق گوبر کا بنایا جیسے گوبر کے کیڑے، ایک کا رزق سرکہ کو بنایا جیسے سرکہ کا کیڑا، اور ایک جنس کا رزق سونگھنے کو بنایا جیسے جنات وہ ہمارے کھانوں کی خوشبو سونگھ کر زندہ رہتے ہیں اور ان کے جانور ہمارے جانوروں کی لید سونگھ کر زندگی پاتے ہیں اور ایک جنس کا رزق انسان کے جسم میں بنایا جیسے جوئیں، مچھر اور ایک جنس کا رزق پتھروں کو بنایا جسے پتھر کھانے والے مرغ اور ایک جنس کا رزق خون سے بنایا جیسے پیٹ کے بچے اور جنس کا رزق گھاس کو بنایا جیسے گھوڑے، ایک جنس کا رزق اللہ تعالیٰ کی محبت کو بنایا اور وہ عارفین ہیں اور ایک جنس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بنایا اور وہ فرشتوں کے لئے ہے، ایک جنس کا رزق کیڑے ہیں جیسے ھد، ھد، فسبحان اللہ العظیم۔

﴿دسویں محرم کے واقعات﴾

جب پہلی بار حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو وہ دسویں محرم کا دن تھا۔ اسی دن کو زمین و آسمان، لوح و قلم جبرئیل، باقی

فرشتے، پہاڑ، ستارے، براق، حور العین، شجرے طوبیٰ، رحمت، قسمت، حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو پیدا فرمایا گیا اور ان کو جنت میں داخل فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی اسی دن قبول ہوئی اور حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر بھی اسی دن اٹھائے گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی کشتی کا جودی پہاڑ پر ٹھہرنا، حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ کا قبول ہونا، ملک سلیمان، ولادت یونس علیہما السلام اور اندھیروں سے نجات، اپنی قوم سے مصائب کا دفع کرنا، جدالانبیاء حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے بدلے میں دنبہ کی قربانی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس واپس آنا، اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کنوئیں اور قید خانہ سے نکلنا اور حضرت زلیخا سے نکاح کرنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور ان کا آسما کی طرف اٹھایا جانا بھی دسویں محرم کو ہوا تھا۔

ایک روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمانا اور ایک روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے داخل ہونا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش اور حسنین کریمین کی ولادت باسعادت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رب تعالیٰ سے ہمکلام ہونا اور ان کو دریا میں ڈالا جانا اور حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کا ان سے نکاح ہونا، فرعون کا تباہ ہونا اور بنی اسرائیل کو نجات پانا مصریوں کا جشن منانا یہ تمام واقعات دسویں محرم کو ہوئے ہیں۔

ان واقعات کو بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے تو اس کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ مصریوں کے ہاں کئی دانوں کو ملا کر پکانے کا رواج ہے اس کی اصل یہ ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام طوفان سے فارغ ہوئے تو ان کے پاس کچھ دانے باقی تھے جو سات طرح کے دانے تھے۔ باقلا، جو، گیہوں، پیاز، مسور، چنا اور چاول۔ ان سب کو حضرت نوح علیہ السلام مکس کر کے پکایا تھا تو وہ دن دسویں محرم کا تھا۔

دسویں محرم کو روزہ رکھنا (نویں اور دسویں دونوں کا روزہ رکھنا)، صدقہ دینا، غسل کرنا، سرمہ لگانا، یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور علماء سے ملاقات کرنا، نماز پڑھنا اور اپنے اہل وعیال پر کھانے میں کشادگی کرنا اور ناخن کٹوانا اور ایک ہزار بار سورہ اخلاص کی تلاوت کرنا مستحب عمل ہے۔

صاحب کتاب فرماتے ہیں میں نے ان چیزوں کو اپنے ایک شعر میں ذکر کیا ہے۔

زرعا لما وصم تصدق واكتحل وسع على العيال وصل واغتسل

راس اليتيم امسح وقلم ظفرا وسورة الاخلاص الفا تقرا

ترجمہ: عالم دین کی زیارت کرو، روزہ رکھو، صدقہ کرو، سرمہ لگاؤ، اپنے اہل وعیال پر کھانے میں فراوانی کرو، نماز پڑھو، غسل کرو، یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو، ناخن کاٹو، اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص تلاوت کرو۔

﴿دسویں محرم کا روزہ﴾

حضرت نوح اور موسیٰ علیہما السلام نے دسویں محرم کا روزہ رکھا۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس دن کا روزہ زمین پر چلنے والے کیڑوں نے بھی رکھا تھا۔ اسی حوالہ سے بیان کیا جاتا ہے کہ ایک قیدی عاشورہ کے دن کافروں سے بھاگ گیا۔ کافر کی تلاش میں نکلے اور اس کو پکڑ لیا تو اس قیدی اور کافروں درمیان رات داخل ہوئی جب بھاگے ہوئے شخص کو پتا چلا کہ وہ تو گرفتار ہو گیا ہے۔ تو اس قیدی نے آسمان کی منہ کر کے عرض کیا ﴿اللهم بحرمة هذا اليوم المبارك نجني منهم فاعمى الله ابصارهم عنه حتى نجا منهم﴾ اے اللہ عزوجل: اس مبارک دن کے وسیلہ سے مجھے ان کافروں سے نجات دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ اور وہ قیدی ان سے بچ گیا۔

وہ شخص اس دن روزے سے تھا اس نے روزہ افطار کرنے کے لئے کوئی چیز نہ پائی۔ اسی حالت میں وہ سو گیا خواب میں اس کے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس کو پانی پلایا۔ اس کے بعد وہ شخص بیس سال تک زندہ رہا مگر اس کو کھانے اور دوسری کسی چیز کی

کوئی ضرورت نہیں ہوئی۔

﴿جمعہ کی دن درود شریف پڑھنے کی فضیلت﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿من صلی علی فی یوم الجمعة مائة مرة قضی اللہ له مائة حاجة سبعین من حوائج الاخرة وثلاثین من حوائج الدنیا ویؤکل اللہ لصلوته علی ملکا حتی یدخلها علی قبری کماتدخل علی احدکم الهدایا ویخبرنی باسمه فاثبته عندی فی صحیفة بیضاء واکافئه بها یوم القیامة﴾ جس نے مجھ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود شریف بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا، ستر حاجتیں آخرت میں اور تیس دنیا کی ہوں گی اور جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے۔ جو اس کے درود شریف کو میری خدمت میں پیش کرتا ہے جس طرح تم کو ہدیہ پیش کیا جاتا ہے۔ اور وہ فرشتہ درود پڑھنے والے آدمی کا نام بھی بتاتا ہے تو میں اس کو ایک صحیفہ میں اپنے پاس لکھ لیتا ہوں اور قیامت کے دن اس کی جزا اس کو دلاؤں گا۔

﴿قیامت کے دن عالم دین کا مقام ومرتبہ﴾

حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علماء میں سے ایک عالم دین کو لایا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایگا، اے جبرئیل ﴿خذ بیده واذهب به الی محمد صلی اللہ علیه وسلم﴾ اس شخص کا ہاتھ پکڑو اور اس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام اس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہو جائیں گے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر کے کنارے تشریف فرما ہوں گے۔ اور لوگوں کو پانی کے بھر بھر کر جام پلا رہے ہوں۔ پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

خود کھڑے ہو کر اس عالم دین کو اپنے چلو سے پانی پلائیں گے۔ تو لوگ عرض گزار ہوں گے ﴿تسقی الناس بالانیة وتسقی هذا بكفك﴾ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کو بھر بھر کر پانی کے پیالے پلا رہے ہیں اور اس شخص کو خود اپنی ہتھیلی سے چلو بھر پانی پلایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے ﴿نعم، لاجل ان الناس كانو امشتغلين فى الدنيا بالتجارة وكان هذا مشتغلا بالعلم﴾ ہاں، اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ دنیا میں تجارت میں مشغول تھے اور یہ علم کے مشغول تھا۔ پھر اس عالم دین کو پل صراط سے گزرنے کا حکم دیا جائے گا۔ تو پل نیچے سے ایک پکارنے والا پکارے گا ﴿يافلان اغثنى فيقول من انت فيقول انا من جملة اصدقئك فيقول يا رب صديقى فيرفع اليه﴾ اے فلاں، تو میری مدد کر۔ وہ کہیں گے کہ تو کون ہے؟ تو کہے گا میں تمہارے دوستوں میں سے ایک دوست ہوں۔ اسکے بعد وہ عالم دین کہے گا، اے میرے رب عزوجل: یہ میرا دوست ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی عالم دین کے ساتھ جنت میں بھیج دے گا۔ واللہ اعلم

فائدہ: ﴿جنت مقام ملاقات ہے﴾

ابو محمد ہروی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنتی لوگ جنت میں جا کر ہفتہ کے دنوں میں آپس میں ملاقات کریں گے۔ ہفتہ کے دن کو اولاد اپنے والدین سے ملاقات کرے گی۔ اتوار کو والدین اپنی اولاد سے ملاقات کریں گے۔ سوموار کو مرید اور تلامذہ اپنے علماء اور اساتذہ سے ملاقات کو شرف حاصل کریں گے۔ منگل کو علماء اپنے شاگردوں سے ملیں گے اور بدھ کو امتیں اپنے نبیوں کی زیارت کریں گی۔ جمعرات کو انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں سے ملاقات کریں گے اور جمعہ کے دن تمام مخلوق اپنے اللہ کے دیدار سے مشرف ہوگی۔

فائدہ ﴿مچھر کے خون کا مسئلہ﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی شخص نے آپ سے مچھر

کے خون کے متعلق مسئلہ پوچھا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں عراق والوں سے ہوں۔ حضرت عبداللہ عنہ نے اپنے ہم مجلس لوگوں سے فرمایا: ﴿انظروا الی هذا الرجل يسئلني عن دم البعوض وقد قتلوا ابن النبی صلی الله علیه وسلم وقد سمعته صلى الله عليه وسلم يقول هما ريحانتا ی من الدنیا﴾ اس آدمی کی طرف دیکھو، یہ مجھ سے مچھر کے خون کا متعلق پوچھتا ہے حالانکہ ان عراق والوں نے ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان شہزادوں کے متعلق فرماتے ہوئے سنا ہے، کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما دنیا میں میرے پھول ہیں۔

فائدہ: ﴿قبر میں دس آدمیوں کے جسم محفوظ ہونگے﴾

حدیث پاک میں ہے کہ دس آدمیوں کے جسم قبر میں بوسیدہ نہیں ہوں گے۔ اور وہ خوش نصیب لوگ یہ ہیں۔ (۱) غازی (۲) عالم دین (۳) موذن (۴) حافظ قرآن (۵) انبیاء کرام (۶) شہید (۷) اور وہ عورت جو حالت نفاس میں فوت ہو جائے (۸) اہل سنت (۹) اور وہ شخص کو ظالم کو قتل کر دے (۱۰) اور جو شخص جمعہ کے دن فوت ہو جائے

فائدہ ﴿: شہداء کا رتبہ﴾

حدیث پاک میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے پانچ امور کے ساتھ شہداء کو مخصوص کر رکھا ہے انبیاء کرام میں سے کسی ہستی کو بھی ان امور کے ساتھ خاص نہیں فرمایا اور وہ پانچ امور یہ ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ شہداء کے ارواح کو قبض کرنے کے لئے خود والی ہوتا ہے۔

(۲) شہداء کو غسل کی حاجت نہیں ہوتی اور نہ ہی ان پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔

(۳) وہ آخرت کے لباس میں دفن کیے جاتے ہیں۔

(۴) وہ اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔
(۵) وہ ہر روز شفاعت کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ یہ مقام کسی اور کو نصیب نہیں ہے۔

فائدہ: ﴿چار کا عدد﴾

حکماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چار مہینوں کو بزرگی بخشی ہے جس طرح چار بزرگ فرشتے ہیں۔
(۱) حضرت جبرئیل علیہ السلام (۲) حضرت میکائیل علیہ السلام (۳) حضرت اسرافیل علیہ السلام (۴) حضرت عزرائیل علیہ السلام
مقدس کتابیں بھی چار ہیں۔(۱) تورات (۲) انجیل (۳) زبور (۴) قرآن مجید
وضو کے فرض بھی چار ہیں: (۱) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا۔(۲) چہرے کا دھونا (۳) سر کا مسح کرنا۔(۴) دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا
تسبیح کے الفاظ بھی چار ہیں: ﴿سبحان اللہ، الحمد للہ، ولا الہ اللہ، واللہ اکبر﴾
عدد کے اصول بھی چار: (۱) اکائی (۲) دہائی (۳) سیکڑا (۴) ہزار
اوقات بھی چار ہیں: (۱) گھڑی (۲) دن (۳) مہینہ (۴) سال
فصلیں بھی چار ہیں: (۱) ربیع (۲) خریف (۳) گرمی (۴) سردی
مزاج بھی چار ہیں: (۱) گرمی (۲) سردی (۳) تری (۴) خشکی
بدن کی اخلاط بھی چار ہیں: (۱) صفراء (۲) سوداء (۳) بلغم (۴) خون
عناصر بھی چار ہیں: (۱) ہوا (۲) آگ (۳) پانی (۴) مٹی
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یار بھی چار: (۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (۴) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

پہاڑوں کے سردار بھی چار: (۱) طور سینا (۲) کوہ لبنان، جو شام میں ہے اور وہ فقراء کا مسکن ہے (۳) احد (۴) جودی

انبیاء کرام کی زینت چار ہستیاں ہیں: (۱) جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۴) تاجدار ختم نبوت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آسمان کی زینت چار ہیں: (۱) عرش (۲) کرسی (۳) جنت (۴) فرشتے

دنیا کی زینت چار ہستیاں ہیں: (۱) علماء (۲) شہداء (۳) اولیاء (۴) اہل تقویٰ

نفوس کی زینت چار چیزیں ہیں: (۱) وضو (۲) نماز (۳) روزہ (۴) حج

دل کی زینت چار چیزیں ہیں: (۱) معرفت (۲) علم (۳) عقل (۴) توحید

اعضاء کی زینت چار چیزیں ہیں: (۱) آنکھ (۲) کان (۳) ہاتھ (۴) پاؤں۔

اللہ تعالیٰ جو فرشتے مسلمان کے جنازہ کو اٹھانے سے لے کر قبر تک ساتھ جانے کے لئے بھیجتے ہیں۔ وہ بھی چار ہیں۔

ان میں سے ایک آواز دیتا ہے کہ زندگی کی مہلت ختم ہو چکی ہے۔ اعمال اور ساری تمنائیں ختم ہو چکی ہیں۔ دوسرا فرشتہ آواز دیتا ہے کہ مال و متاع جاتا رہا اور اعمال باقی رہ گئے ہیں۔ تیسرا آواز دیتا ہے کہ دنیا کی مصروفیت جاتی رہی اور وبال باقی رہ گیا۔ چوتھا فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس شخص کے لئے بشارت ہے جس کا کھانا حلال کا تھا اور اس کی مشغولیت اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت میں تھی۔

فائدہ: ﴿پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں میں چھپا رکھا ہے﴾

جان تو کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں مخفی رکھا ہے۔

(۱) اس نے اپنی رضا کو اطاعت میں مخفی رکھا تاکہ لوگ اس کو حاصل کرنے کے لئے سب اطاعتوں میں کوشش کریں۔

(۲) اس نے اپنے غضب کو گناہوں میں سے ایک گناہ میں مخفی رکھا ہے تاکہ لوگ

اس ڈر سے باقی گناہوں سے پرہیز کریں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کو ماہ رمضان میں مخفی رکھا تا کہ لوگ اس کو حاصل کرنے کے لئے تمام راتوں میں عبادت کریں۔

(۴) اس نے اسم اعظم کو اپنے تمام ناموں میں مخفی رکھا ہے تا کہ لوگ اس کو حاصل کرنے کے لئے تمام اسماء گرامی کا اپنی دعا میں ورد کرتے رہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو اپنی ساری مخلوق میں چھپا رکھا ہے تا کہ لوگ کسی کو حقیر نہ جانے اور ہر مسلمان سے دعا کرواتے رہیں۔ تا کہ اولیاء کی دعا کی برکت سے اپنے مقاصد کو حاصل کرسکیں۔

بعض علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن دعا کی قبولیت کی گھڑی کو مخفی رکھا ہے تا کہ لوگ جمعہ کی تمام ساعتوں میں دعا کرنے کی کوشش کریں اور درمیانی نماز کو پانچ نمازوں میں چھپا رکھا ہے تا کہ لوگ سب نمازوں کی حفاظت کرتے رہیں۔

فائدہ ﴿رزق کی تقسیم﴾

بے شک بھیڑیا لومڑی کو کھا جاتا ہے اور لومڑی خادار چوہا (کانٹوں والی سیہہ) کھاتی ہے اور سیہہ سانپ کھاتی ہے۔ سانپ چڑیا کو کھاتا ہے اور چڑیا ٹڈی کھاتی ہے۔ ٹڈی بھڑوں کے بچوں کو کھاتی ہے، بھڑیں شہد کی مکھی کو کھاتی ہیں۔ شہد کی مکھی عام مکھی کو کھاتی ہے، عام مکھی مچھر کو کھاتی ہے اور مچھر کو جو چیز مل جائے اس کو سونگھ کر زندہ رہتا ہے۔

﴿ٹڈی دس بڑے جانوروں کی ہم شکل ہوتی ہے﴾

کہنے والوں نے کہا ہے کہ ٹڈی کی شکل بڑے بڑے دس حیوانوں کے ساتھ ملتی ہے اور وہ حیوان یہ ہیں۔ گھوڑے کا منہ، ہاتھی کی آنکھ، بیل کی گردن، بارہ سنگھا کا سینگ، شیر کا سینہ، سانپ کا پیٹ، اونٹ کی رانیں، شتر مرغ کے پاؤں اور بچھو کی دم۔ کسی شاعر نے ان چیزوں کو ایک شعر میں یوں بیان کیا۔

لھا فخذا ابل وساقا نعامة وقادمتا نسر وجوء جوء ضیغم

حکتھاافاعی الارض بطنا فانعمت علیھا جیاد الخیل بالوجه والفم

حکت غین فیل عینھا ثم قرنھا یحاکی قرون الابل یا ذا التفھم

وعنق کعنق الثور یبد ولنا ظر وذنب کذنب العقرب الحی فافھم

ترجمہ: ٹڈی کیلئے شتر کے دورانیں، شتر مرغ کے دو پاؤں ہیں اور گدھ کے دو بازو کی طرح ہیں اور سینہ شیر کی طرح ہے۔ پیٹ زمین کے سانپ مشابہ ہے تو باریک بال والے گھوڑوں نے چہرہ اور منہ سے اس پر بخشش کی اور ہاتھی کی آنکھ اس کی آنکھ کی طرح ہے پھر ٹڈی کا سینہ بارہ سنگھا کی سینگوں کی مثل ہے۔ اس کی گردن بیل کی گردن کی طرح ہے جو دیکھنے والے کے لئے ظاہر ہوتی ہے اور دم زندہ بچھو کی طرح ہے۔ تم اس بات کو سمجھو۔

بعض شعراء نے کہا ہے کہ

فسد الزمان وقد نشافیه الریا بین الخلائق فالجمع مرائی

مثل الجرادیعف عن اھل الغفا ویلف ما یلقاہ للفقراء

ترجمہ: زمان خراب ہو گیا اور مخلوق کے درمیان دکھلاو پیدا ہو گیا۔ سب دکھلاو ہی کرتے ہیں۔ جس طرح ٹڈی کرتی ہے۔ کہ وہ مال دار سے تو اجتناب کرتی ہے لیکن غریبوں کی جو چیز ہوتی ہے اس میں سے جو کچھ بچتا ہے اس کو اکٹھا کرتی ہے۔ یعنی زمیندار لوگ کی کھیتی کا نقصان پہنچاتی ہے۔

اولادِ آدم کے لئے سات قلعے

بعض عرفاء نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد کے لئے سات قلعے بنا رکھے ہیں اور وہ ان قلعوں کے اندر داخل ہیں اور شیطان ان سے باہر ہے اور وہ کتے کی طرح بھونکتا ہے۔ جب انسان ان قلعوں میں کسی ایک کو چھوڑتا ہے تو اس میں شیطان داخل ہو جاتا ہے۔ اس لئے ان قلعوں کی حفاظت اور نگرانی لازمی ہے بالخصوص پہلے قلعہ کی۔ جب تک

سیکنڈ لائنسٹ قلعہ آباد ہے تو کوئی فکر نہیں۔ پہلا قلعہ تروتازہ موتیوں کا ہے اور وہ ادب النفس ہے۔اس کے اندر زمرد کا قلعہ ہے اور وہ سچ اور خلوص ہے اس کے اندر کنکریوں کا قلعہ ہے۔اور وہ اوامر ونواہی پر مبنی ہے۔اسکے اندر شکر و رضائے الٰہی پر مبنی قلعہ ہے۔اس کے درمیان لوہے کا قلعہ ہے اور وہ توکل ہے اس کے درمیان چاندی کا قلعہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿انه ليس سلطان على الذين امنوا وعلى ربهم يتوكلون﴾

ترجمہ: بے شک ان لوگوں پر شیطان کو کوئی زور نہیں جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔

﴿بداخلاق عورت اور برا پڑوسی﴾

ابو مسلم خولانی کی خدمت میں ایک قیمتی گھوڑا پیش کیا گیا تو آپ نے رہنما قسم کے لوگوں سے پوچھا: یہ گھوڑا کس کام کی صلاحیت رکھتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یہ جہاد کے لئے کام آتا ہے۔ابو مسلم علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ نہیں۔پھر پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ گھوڑا دشمن سے مقابلے کے کام آتا ہے۔ابو مسلم نے کہا کہ نہیں۔ان رہنمائے قسم کی لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بھلا کرے خود ہی فرما دیں کہ گھوڑا کس کام کی صلاحیت رکھتا ہے۔ابو مسلم خولانی نے فرمایا: انسان اس پر سوار ہو کر بداخلاق عورت اور بُرے ہمسائے سے بھاگ جائے۔

﴿نبوت کی علامت کیا ہے﴾

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب بھی کسی نبی کو بھیجتا ہے تو اس کے سیدھے ہاتھ پر ایک چمک دار خال ہوتا تھا اور یہ اس کی نبوت کی علامت ہوتا تھا لیکن ہمارے آقا مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انگوٹھی مشہور تھی۔یعنی مہر نبوت تھی جو دونوں کندھوں کے درمیان تھی اور اس پر کلمہ شریف لکھا ہوا تھا۔

﴿سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے مردہ چیل کو زندہ کر دیا﴾

سیدی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کرسی پر بیٹھے لوگوں کو وعظ فرما رہے تھے۔ اوپر سے اڑتی ہوئے چیل گزری جو شور مچائی رہی تھی جس سے تمام حاضرین مجلس کو تشویش اور پریشانی ہوئی۔ حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ نے ہوا کو حکم دیتے ہوئے فرمایا ﴿یا ریح خذی راسھا﴾ اے ہوا اس کا سر پکڑ لے، تو اس چیل کا سر ایک طرف اور جسم دوسری طرف اڑ گیا۔ اس کے بعد حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کرسی سے اترے اور مردہ چیل کے سر اور جسم کو اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا ﴿بسم اللہ الرحمان الرحیم﴾ تو وہ چیل زندہ ہو گئی۔ ہم لوگ سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت دیکھتے ہی ان کی برکتوں سے نفع اٹھانے لگے۔

﴿شیخ شبل مروزی کا دلچسپ واقعہ﴾

اسی طرح کی ایک حکایت شبل مروزی رحمہ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے۔ وہ اس طرح کہ ایک مرتبہ انہوں نے نصف درہم کا گوشت خریدا تو چیل ان کے ہاتھ وہ گوشت چھین کر لے گئی اس کے بعد وہ بزرگ مسجد میں حاضر ہو کر نماز میں مصروف ہو گئے پھر جب وہ اپنے گھر واپس گئے تو ان کی بیوی نے گوشت پیش کیا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ گوشت کہاں سے آیا ہے؟ بیوی نے عرض کیا: ﴿تنازع حداتان علی بیتنا فسقط ھذا من بینھا فطبختہ﴾ کہ ہمارے گھر کے اوپر دو چیلیں آپس میں لڑ رہی تھیں اور یہ گوشت ان درمیان سے نیچے گرا، میں نے اس کو اٹھا کر پکا لیا تو شیخ شبل رحمہ اللہ فرمانے لگے۔ ﴿الحمد للہ الذی لا ینسی شبلا وان کان شبل ینساہ﴾ تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے جو شبل کو نہ بھولا اگرچہ شبل اس کو بھول گیا تھا۔

۱۵۰: حکایت ﴿بچہ کی حاضر جوابی﴾

داناؤں میں سے بعض نے کہا کہ میں اپنے دوست کے گھر داخل ہوا اور میرا پروگرام واپسی کا بھی تھا۔ اسی وجہ سے میں نے اپنی سواری اس کے دروازے پر چھوڑ دی اور میرے ساتھ کوئی خادم اس کی دیکھ بھال کرنے والا بھی نہیں تھا۔ جب میں اپنے دوست کے گھر سے باہر نکلا تو دیکھ کہ اس پر ایک بچہ سوار ہو گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو بغیر میری اجازت کے میری سواری پر سوار ہو گیا ہے۔ اس بچہ نے کہا کہ مجھے اس کے بھاگ جانے کا خطرہ تھا تو میں نے تیرے لئے اس کی حفاظت کی ہے۔ تو میں نے اس سے کہا کہ اس کا بھاگ جانا اس کے رکے رہنے سے زیادہ میرے لئے آسان معاملہ تھا۔ تو اس بچہ نے کہا کہ اگر آپ کی یہی رائے ہے کہ یہ بھاگ جاتی تو یہ میرے لئے زیادہ بہتر تھا تو اس سواری کا مجھے ہبہ کر دو۔ تا کہ میں تمہارا شکریہ ادا کروں۔ تو اس بچہ کی اس بات کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

۱۵۱: حکایت ﴿بچہ کا بادشاہ کو خوبصورت جواب﴾

خلیفہ ہارون رشید کا بیٹا معتصم باللہ جو عباسی خلفائے میں سے آٹھواں خلیفہ تھا۔ وہ خاقان نامی ایک شخص کی عیادت کے لئے گیا۔ تو خاقان کے پاس اس وقت اسکا بیٹا فتح بیٹھا ہوا تھا۔ تو خلیفہ معتصم باللہ نے کہا کہ اے فتح: امیر المؤمنین کا گھر اچھا ہے یا تیرے باپ کا؟۔ اس بچہ نے جواب دیا کہ میرا باپ کا گھر امیر المؤمنین کے گھر سے اچھا ہے۔ پھر معتصم باللہ نے اس کے ہاتھ میں انگوٹھی پہنائی اور پوچھا: اے خاقان کے بیٹا فتح: کیا تو نے اس انگوٹھی سے زیادہ کوئی خوبصورت چیز دیکھی ہے؟ تو اس بچہ نے جواب دیا: ہاں۔ وہ ہاتھ جس میں یہ انگوٹھی ہے وہ اس انگوٹھی سے زیادہ خوبصورت ہے۔

فائدہ: ﴿حضرت انس رضی اللہ عنہ کا جنازہ﴾

محمد بن سیرین بزاز جو تھے وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے دوستوں میں سے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ جب میں انتقال کر جاؤں تو ابن سیرین ان کو غسل دیں اور ان کا جنازہ بھی پڑھائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ علم و فضل اور خواب کی تعبیر بیان کرنے میں بڑے مشہور تابعی تھے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے وصال کے سو دن بعد ایک سو دس سال میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر اور ان کے صدقہ ہم سب پر رحمت فرمائے۔

فائدہ ﴿بحتری اور بختری﴾

بحتری [ح بغیر نقطہ کے] ایک مشہور شاعر ہے اور بختری [خ کے نقطہ کے ساتھ] قبیلہ طے کے پدر کی طرف منسوب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ کے قاضی تھے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کے بعد وہ قاضی بنائے گئے۔ اور ایک سو اسی ہجری میں خلیفہ مامون کے دورِ خلافت میں انتقال کر گئے۔

۱۵۲: حکایت: نکتہ ﴿ہر چیز اپنی ہم جنس سے پیار کرتی ہے﴾

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دو شخص معاشرت میں اس وقت تک متفق نہیں ہو سکتے جب تک ان میں کوئی وصف مشترک نہ ہو۔ اور نہ ہی دو قسم کے پرندے متفق ہو سکتے ہیں جب تک ان میں کوئی وصف مشترک نہ ہو۔ ایک دن اس نے ایک کبوتر اور کوے کو اکٹھا دیکھا تو بہت حیران ہوا۔ اس کے بعد جب وہ دونوں چلے تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ دونوں لنگڑے ہیں۔ حضرت مالک بن دینار نے فرمایا اسی وجہ سے ان میں اتفاق ہے۔ اسی ہر انسان اپنی ہی جنس کے ساتھ مانوس ہوتا ہے اور ہر پرندہ اپنی ہی

جنس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ ورنہ ان میں جدائی ضروری ہے۔ کسی شاعر خوب کہا

وقائل کیف تفرقتما فقلت قولا فیه انصاف

لم یکن من شکلی ففارقته والناس اشکال والاف

ترجمہ: اور کسی کہنے والے نے کہا کہ تم دونوں کیسے جدا ہوئے تھے؟ پس میں نے کہا کہ ایک ایسی بات کہی تھی جس میں انصاف ہے اور وہ بات یہ ہے کہ وہ میرے ہم جنس سے نہ تھا۔ تو میں نے اس کو چھوڑ دیا اور لوگ ہم جنس سے مانوس ہوتے ہیں۔

۱۵۴: حکایت ﴿اعوذ باللہ کی برکت﴾

دوستوں میں سے کسی نے کہا کہ میں نے ایک دوست کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ جب رات ہوئی تو ایک چرواہے نے ہمیں رات گزارنے کے لئے جگہ دی اور ہم رات کو اس کے پاس ٹھہرے جب آدھی رات ہوئی تو بھیڑیے نے اس کی بکری کا بچہ اٹھالیا۔ چرواہا ایک دم اٹھا اور کہنے لگا۔ ﴿یا عامر الوادی اذانی جارك فنادی منادیا سرحان ارسلیه فجاء الخروف یشتد عدوا حتی دخل فی الغنم﴾ اے جنگل کو آباد کرنے والے تو نے اپنی پڑوسی چرواہے کو تکلیف دی ہے۔ اتنے ایک منادی نے آواز دی، اے بھیڑیے اس بکری کو چھوڑ دے چنانچہ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا آیا اور بکریوں میں داخل ہوگیا۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿انه کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن﴾

ترجمہ: بے شک انسانوں میں کچھ لوگ تھے جو بعض مردان سے پناہ مانگتے تھے یعنی اعوذ باللہ کہتے تھے۔

۱۵۴: حکایت ﴿مچھلی اور گدھ کی جدائی﴾

جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو زمین پر گدھ اور پانی میں مچھلی کے علاوہ کوئی چیز زمین پر موجود نہ تھی اور گدھ رات کو مچھلی کے پاس قیام کرتی تھی۔ جب گدھ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ مچھلی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ آج میں نے زمین پر دو پاؤں پر چلتا ہوا ایک انسان دیکھا ہے۔ جو دو ہاتھ سے پکڑتا ہے۔ مچھلی نے یہ سن کر کہا کہ اے گدھ اگر تو سچا ہے تو ہمارے لئے اس سے نہ زمین میں پناہ ہے اور نہ ہی پانی میں کوئی ٹھکانا ہے۔ چنانچہ وہ اسی وقت جدا ہو گئے۔

۱۵۵: حکایت ﴿اللہ تعالیٰ جہت وسمت سے پاک ہے﴾

امام الحرمین کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا کہ مجھ پر ایک ہزار اشرفیاں قرض ہے۔ اور وہ امام صاحب کے پاس بیٹھ گیا۔ کسی شخص نے حرم پاک کے امام سے سوال کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی جہت ہے؟ امام صاحب نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ جہت اور سمت سے پاک ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اس کی دلیل کیا ہے؟ امام صاحب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ﴿لا تفضلونی علی یونس بن متی﴾ تم مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو امام نے فرمایا: میں اس کی وجہ بیان نہیں کروں گا۔ جب تک تم میرے اس مہمان کو ایک ہزار اشرفیاں نہ دو گے۔ جس سے یہ اپنا قرض ادا کر لے۔ لوگوں میں سے دو آدمیوں نے اشرفیوں کا بندوبست کیا۔ پھر امام حرم نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات جب رفرف اعلیٰ تک تشریف لے گئے۔ تو قدرت کے قلم کے لکھنے کی آواز آپ نے سنی اور اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی فرمائی جو سرگوشی فرمانا چاہی۔ پھر آپ کی طرف وحی کی جو وحی کرنا چاہی۔ اتنے قریب ہونے کے باوجود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم یونس بن متی علیہ السلام سے جبکہ وہ مچھلی کی پیٹ میں

اور دریا کے اندر اور رات کی تاریکی میں تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اتنے قریب نہ تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر وقت موجود ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۵۶: حکایت ﴿حضرت سلیمان علیہ السلام کا تمام جانوروں کی دعوت کرنا﴾

ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے تمام جانوروں کی دعوت کرنے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ آپ کو دعوت کرنے کی اجازت دی گئی۔ اس کے بعد آپ نے ایک عرصہ دراز تک کھانا جمع کیا پھر وعدہ پورا کرنے کا سوال کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا۔ پس دریا سے ایک مچھلی باہر نکلی اور سارا کھانا کھا گئی پھر اس مچھلی نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا ﴿زدني يا سليمان فاني ما شبعت﴾ اے سلیمان علیہ السلام میرے لئے اور کھانا لاؤ کیونکہ میں ابھی سیر نہیں ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس مچھلی سے فرمایا کہ میرے پاس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ کیا تو ہر روز اسی طرح کھانا کھاتی ہے۔ تو مچھلی نے عرض کیا کہ میری خوراک ہر روز اس سے تین گنا زیادہ ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ آج کے دن اس کھانے کے علاوہ اور کچھ نہیں کھلائے گا۔ آج میں باقی دن بھوکی رہوں گی۔ کاش تم میرے دعوت نہ کرتے۔

اے میرے بھائی! اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت اور اس کے کرم کی وسعت کی طرف نظر کرو۔ کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اتنی وسیع وعریض سلطنت کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق مچھلی کے کھانے سے عاجز آ گئے۔

حکمۃ عجیبہ

اللہ تعالیٰ نے حیوان کو ہی خوراک اور غذا حاصل کرنے اور کھانے کے ساتھ مخصوص کیا ہے اس کے علاوہ کسی کو نہیں۔ کیونکہ حیوانات میں اللہ تعالیٰ کی کچھ صفات پائی جاتی ہیں۔

اگر حیوان کو خوراک اور غذا کے بغیر چھوڑ دیا جاتا یعنی اس کو خوراک کی کوئی حاجت

نہ ہوتی تو یہ خدائی کا دعوٰی کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت عجیبہ سے اس کو خوراک کا محتاج بنایا اور اس کے فقر کو اس کا دعویٰ نہ کرنے کا سبب بنایا۔ وھو الحکیم الخبیر

جن وانس کی اقسام

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو تین قسم پر پیدا کیا ہے۔

ایک قسم سانپوں کی طرح ہے اور ایک قسم بچھوؤں کی طرح ہے اور ایک کیڑوں کی طرح ہے۔ ایک قسم جنات کی زمین وآسمان کے درمیان ہوا کی طرح ہے

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بھی تین قسم پر پیدا فرمایا ہے۔

ایک چوپایوں کی طرح ہے۔ ان کے دل ایسے ہیں کہ ان سے وہ بات نہیں سمجھتے۔ ان کے کان ایسے ہیں کہ ان سے سنتے نہیں، ان کی آنکھیں ایسی ہیں کہ وہ ان سے حق کو دیکھتے نہیں ہیں۔

ایک قسم ایسی ہے جن کے جسم حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی طرح ہیں یعنی انسانوں کی طرح ہیں لیکن ان کی ارواح شیاطین کی ارواح کی طرح ہیں۔

ایک قسم ملائکہ کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے جس دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے بغیر کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

اولاد آدم اور شیطان

ایک دن حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے پاس شیطان لعین حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں آپ کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے ملعون ﴿لا ارید ذلك ولكن اخبرنی عن احوال بنی آدم عندكم﴾ میں تیری نصیحت سننا نہیں چاہتا۔ لیکن تو مجھے اولاد آدم کے متعلق بتا۔ جو ان کے احوال تیرے پاس ہیں۔

شیطان مردود نے کہا کہ میرے نزدیک اولاد آدم طرح کی ہیں۔ ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو ہم پر بہت ہی سخت ہیں۔ ہم ان کی طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں تاکہ ان

کے اور دین کے درمیان فتنہ ڈالیں۔ اور ہم ان پر قابو پا لیتے ہیں لیکن وہ ڈر کر توبہ استغفار کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ہم ان سے ناامید ہو جاتے ہیں اور ان پر غلبہ حاصل نہیں کر پاتے۔ ان کی وجہ سے ہم تکلیف میں ہوتے ہیں۔

ایک قسم لوگوں کی: اے یحییٰ، تمہارے جیسے نفوس کی ہوتی ہے۔ جو ہم سے محفوظ ہیں اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام معصوم عن الخطا ہوتے۔ ہم ان پر کسی طرح بھی قابو نہیں پا سکتے۔

تیسری قسم کے لوگ ہمارے ہاتھوں میں گیند کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ ہم جس طرح چاہیں کھیلتے ہیں۔

﴿حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر تشریف لانا﴾

جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے وحشت کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ابابیلوں کے ساتھ مانوس کیا اور اولاد کو مانوس کرنے کے لئے ابابیلوں کو گھروں میں لازم کر دیا اور ابابیلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کی چند آیات بھی ہیں۔ ان میں سے ایک آیت یہ ہے۔

﴿لو انزلنا هذا القرآن علی جبل لرایته خاشعا متصدعا من خشية الله، وتلك الامثال نضربها للناس لعلهم يتفكرون .هو الله الذی لا اله الا هو، عالم الغيب والشهادة، هو الله الرحمان الرحيم .هو الله الذی لا اله الا هو، الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر، سبحان الله عما يشركون، هو الله الخالق البارئ المصور له الاسماء الحسنی يسبح له ما فی السموات والارض، وهو العزيز الحكيم﴾

ترجمہ: اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو ضرور اسے دیکھتا جھکا

ہوا، ریزہ ریزہ ہوتا اللہ کے خوف سے۔اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں۔کہ وہ سوچیں وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں، بادشاہ نہایت پاک سلامتی دینے والا،ایمان بخشنے والا حفاظت فرمانے والا عزت والا عظمت والا تکبر والا،اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا ہر ایک کو صورت دینے والا اسی کے ہیں سب اچھے نام اس کی پاکی بیان کرتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور وہی عزت والا حکمت والا ہے۔

نکتہ: ﴿حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عرش پر پرواز کرنا﴾

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا تو ان کو نور کی خلعت پہنائی اور فرشتوں کی طرح ان کو پر عطا فرمائے اور ان سے کھانے کی حاجت ختم کردی تو آپ فرشتوں کے ساتھ عرش کے گرد اڑتے ہیں۔

۱۵۷: حکایت ﴿متنبّی کا شعر اس کی موت کا سبب بنا﴾

کہا گیا ہے کہ ابو طیب متنبّی بلاد فارس سے بغداد کی طرف وہ انعام لے کر واپس آ رہا تھا جو انہیں عضد الدولہ نے دیا تھا اور ان کے ساتھ سواروں کی ایک جماعت بھی تھی۔دوران سفر ہی متنبّی پر ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا۔تو متنبّی بھاگ نکلا تو اس کے غلام نے اس سے کہا کہ تم نے اپنے شعر میں کہا ہے۔

الخیل واللیل والبیداء تعرفنی والضرب الحرب والقرطاس والقلم

ترجمہ: گھوڑوں کا ہر لشکر، رات اور میدان مار لڑائی، کاغذ اور قلم مجھے پہچانتے ہیں۔

یہ شعر سن متنبّی واپس لوٹ آیا اور حملہ کر دیا اسی طرح وہ ۳۵۴ھ میں قتل ہو گیا اور یہ

شعر اس کے قتل کرکا سبب بنا تھا۔ پس اسی لئے لوگوں نے خطابی کے قول کو سراہا ہے جو گوشہ نشینی کے متعلق ہے۔

انست بوحدتی ولزمت بیتی فدام الانس لی ونما السرور

وادبنی الزمان فلا ابالی هجرت فلا ازار ولا ازور

ولست بسائل ما دمت حیا اسار الخیل امر رئب الامیر

ترجمہ: میں نے اپنی گوشہ نشینی کے ساتھ محبت کی اور اپنے گھر میں وقت گزارا پس میرے لیے محبت اور خوشی ہمیشہ رہی۔ اور زمانے نے مجھے ادب سکھایا۔ پس مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں چھوڑ دیا جاؤں گا۔ پس نہ ہی کوئی میرے ساتھ ملاقات کرتا ہے اور نہ میں خود کسی سے ملتا ہوں۔ جب تک میں زندہ ہوں اس وقت تک میں کسی سے سوال نہیں کروں گا خواہ سوار گئے یا امیر سوار ہوا۔

۱۵۸: حکایت ﴿استاد کی ضرورت﴾

امام ابن جنی جو تھا وہ امام ابو علی فارسی کا شاگرد تھا۔ ابن جنی پڑھائی سے فراغت کے بعد موصل کی سرزمین پر درس دینے کے لئے بیٹھ گیا۔ ایک دن ابو علی فارسی اس کے قریب سے گزرتے تو اسے درس دیتے ہوئے دیکھ کر فرمایا انگور پک گئے ہیں۔ حالانکہ تم ابھی کچے پھل کی طرح ہو۔ اس کے بعد ابن جنی نے درس چھوڑ دیا اور اپنے استاد کی طرف گیا اور ان سے جدا نہ ہوا حتی کہ وہ علم میں ماہر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں استاد اور شاگرد پر رحمت فرمائے۔

﴿پہلے پیدا کون ہوا، گھوڑا یا انسان﴾

امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ سے گھوڑے کے متعلق سوال کیا گیا کہ گھوڑا حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے پیدا کیا گیا یا بعد میں۔ گھوڑا مذکر پہلا پیدا ہوا یا مؤنث۔ عربی

گھوڑا پہلے پیدا کیا گیا یا مخلوط النسل گھوڑا۔ اس بارے میں کتاب وسنت میں جو وارد ہوا ہے وہ بیان فرمادیں آپ اس کے متعلق فتوی دیں۔

حضرت امام سبکی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ گھوڑا حضرت آدم علیہ السلام سے دو دن پہلے پیدا کیا گیا ہے۔ اس پر امام صاحب نے آیات قرآنی اور احادیث نبویہ سے استدلال کیا۔ اور فرمایا کہ چوپائے منگل یا بدھ کو پیدا کیے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام جمعہ کے دن پیدا ہوئے۔ اور مذکر کو مؤنث سے پہلے پیدا کیا کیونکہ اس میں شرافت اور حرارت ہونے کی وجہ اس سے نفع زیادہ لیا جاتا ہے۔ اسی طرح عربی گھوڑے مخلوط النسل گھوڑوں سے پہلے ہیں کیونکہ مخلوط النسل گھوڑوں کا وجود ماں یا باپ میں سے کسی کی علت ہوتا ہے۔ اسی لیے دوغلے گھوڑے ناقص گھوڑوں میں ہیں اور ناقص کبھی بھی اپنے غیر پر فوقیت نہیں رکھتا۔

بے شک گھوڑے کی شرافت، برکت، اس کے دانہ گھاس کی تلاش اور اس کی خدمت اور اس کے منہ اور پیشانی کو پونچھنا، اس کی آنکھ اور اس کی قیمت کے بارے میں احادیث وارد ہوئیں ہیں۔ اور اس کو خصی کرنے اور اس کی پیشانی کے بال کاٹنے کی ممانعت میں احادیث وارد ہوئیں ہیں۔ مخلوقات میں سب سے پہلے جمادات، پھر نباتات، حیوانات اور پھر انسان ہیں۔

اخبار میں وارد ہے کہ روٹی گول نہیں ہوتی اور نہ ہی کھانے والے کے سامنے رکھی جاتی جب تک اس پر تین سو ساٹھ کاریگروں کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔ جو اس کو یکے بعد دیگرے ہاتھوں میں لیتے ہیں۔ سب سے پہلے میکائیل علیہ السلام جو رحمت خداوندی کے خزانوں سے پانی کو ناپتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے جو بادل کو ہانکتے ہیں پھر سورج وچاند، آسمان اور ہوا کے فرشتے اور زمین کے جانور اور سب سے آخر پر روٹی پکانے والا کاریگر ہوتا ہے۔

۱۵۹-حکایت: ﴿امام شافعی علیہ الرحمہ کے شاگرد کا جواب﴾

امام شافعی علیہ الرحمہ کے شاگرد ربیع جیزی ایک دن مصر کی گلی سے گزرے تو راکھ کا بھرا ہوا ایک ٹوکرا ان کے سر پر انڈیل دیا گیا تو وہ اپنے جانور سے اترے اور اپنے کپڑے جھاڑنے لگے کسی نے ان سے پوچھا: تم ان کو مارتے کیوں نہیں۔ ربیع خیزی نے جواب دیا کہ جو شخص آگ کو حقدار ٹھہر چکا ہو اس سے لاکھ صلح کی جائے تو اس کو غصہ کرنے کا حق نہیں ہے۔ آپ نے ۲۵۰ھ یا ۲۵٦ ہجری میں وصال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے اور ان کے صدقہ میں ہمارے بھی بخشش فرمائے۔

﴿جنگل میں گم شدہ جانور کو تلاش کرنا﴾

جب تم میں سے کسی کا کوئی جانور میدان میں گم ہو جائے تو اسی چاہیے کہ وہ اس طرح آواز دے ﴿یا عباد الله احبسوا فان الله عزوجل یرسل حابسا یحسبها علیه﴾ اے اللہ کے بندو: اس کو روکو، تو اللہ تعالیٰ ایک روکنے والا بھیجے گا جو اس جانور کو روکے گا۔

﴿بری عادت کا علاج﴾

تم میں سے جب کسی کے جانور، غلام یا بچے میں بری عادت پیدا ہو جائے تو اس کے کان میں یہ آیت پڑھی جائے۔ ﴿افغیر دین الله یبغون وله اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرها والیه یرجعون﴾

ترجمہ: ربیع جیزی سے روایت ہے کہ وہ ایک مرتبہ جانور پر سوار ہوئے تو اس نے بدکنا شروع کر دیا۔ آپ نے حکم دیا کہ کوئی شخص اس کے کان میں سورہ الفلق ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ پڑھے۔ تو ایک آدمی نے اس سورہ کو پڑھا تو وہ جانور ٹھہر گیا۔

﴿جانور سوار کو دعا دیتا ہے﴾

روایت کیا گیا ہے کہ جو آدمی کسی جانور پر سوار ہو کر یہ دعا پڑھے:

﴿بسم الله الذی لا یضر مع اسمه شیء سبحان الذی سخرلنا هذا وما کنا له مقرنین وانا الی ربنا المنقلبون، الحمد لله رب العالمین، وصلی الله علی سیدنا محمد وعلی اله وصحبه وسلم﴾

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ میں سوار ہوتا ہوں جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں دیتی۔ اللہ کی ذات پاک ہے جس نے اس کو ہمارے لئے مسخر کیا اور یہ ہمارے بس میں نہیں تھی اور بے شک ہم نے اسی کی طرف پلٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل اولاد، اصحاب پر رحمت نازل فرمائے۔

تو وہ جانور کہتا ہے ﴿بارك الله علیك من مؤمن خففت علی ظهری واطعت ربك واحسنت الی نفسك بارك الله لك وانجح حاجتك﴾ جو بھی ایمان والا میری پیٹھ پر سوار ہوا۔ اللہ تجھ کو برکت دے۔ تو میری پیٹھ پر ہلکا ہوا اور تو نے اپنے رب کی فرمانبرداری کی اور اپنے نفس کے ساتھ بھلائی کی۔ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے اور تیری حاجت کو پورا کرے۔

﴿کھانے کے نقصان سے بچاؤ﴾

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جو شخص زیادہ کھانا کھا جائے اور اسے اپنی جان پر بدہضمی کا خوف ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنا ہاتھ اپنے پیٹ پر مل کر یہ الفاظ کہے ﴿اللیلة لیلة عیدی ورضی الله عن سیدی ابی عبدالله القرشی﴾ ترجمہ: عید کی رات سے میری برات ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارے آقا ابو عبداللہ قرشی سے راضی ہو۔

اس طرح تین مرتبہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھانا اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔

﴿اللہ تعالیٰ کی ڈھیل﴾

اللہ کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ﴿اذا رایت الفقر مقبلا علیك فقل مرحبابشعار الصالحین﴾ جب تم فقر کو دیکھو تو وہ تمہاری طرف آ رہا ہے تو اسے کہو، اے صالحین کی علامت تم کو خوش آمدید ہو۔ اور جب تم مالداری کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھو تو کہو ﴿فھو ذنب عجلت عقوبۃ فی الدنیا﴾ اے وہ گناہ جس کا عذاب مجھے دنیا میں جلد ہی دیا گیا ہے۔

یہ بات یاد رکھو کہ جب اللہ کریم بندہ کو اس کے گناہ گار ہونے کے باوجود اس کی پسندیدہ چیز اسی دنیا میں ہی دیتا ہے تو یہ اللہ کریم کی طرف اسے ڈھیل دی جاتی ہے۔

﴿حضرت مریم وعیسیٰ علیہما السلام کی عمر﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام جب حاملہ ہوئیں اور ان شکم مبارک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ اس آپ کی عمر مبارک تیرہ سال کی تھی۔ اور ملک شام میں مکہ کی راستہ پر بیت اللحم کے مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ جب اللہ کریم نے آپ پر وحی نازل فرمائی تو اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر شریف تیس سال تھی۔ جب آپ کو آسمان پر اٹھالیا گیا تو اس وقت آپ کی عمر شریف تینتیس سال کی تھی۔ اور آپ کی آسمانوں پر اٹھائے جانے کے بعد آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام صرف چھ سال زندہ رہیں۔

۱۶۰: حکایت ﴿مقاتل کا امتحان﴾

ایک دن مقاتل بن سلیمان بیٹھے ہوئے تھے تو ان کے نفس نے ان کو خود بینی اور تکبر میں مبتلا کر دیا تو اس نے اعلان کر دیا کہ مجھ سے عرش کے علاوہ جو چاہوں پوچھ لو۔ جب اس نے یہ دعویٰ کیا تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ یہ بتاؤ کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے حج کیا تھا تو ان کو سر کس نے مونڈا تھا۔ اس نے کہا کہ چیونٹی کی آنتوں میں

سے آخری آنت اس کے جسم کے آگے والے حصہ میں ہوتی ہے یا اس کے پیچھے والے حصہ میں واقعہ ہوئی، اس کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا جواب دے رہے ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ یہ میرے علم میں نہیں ہے بلکہ میرے نفس نے مجھے خود بینی اور تکبر میں مبتلا کر دیا تھا۔ جس کی وجہ میرا امتحان لیا گیا۔

حکیم جالینوس کی حکمت

حکیم جالینوس نے کہا کہ انسان کے دماغ سے لے کر اس کی سُرین کی ہڈیوں تک کل چوبیس فقرے اور مہرے ہیں۔ سات گردن میں اور بارہ پیٹھ میں اور پانچ سرین میں ہوتے ہیں اور یہ سب پیٹ کے ساتھ پیوست ہیں۔ اسی طرح پسلیوں کی ہڈیاں چوبیس ہیں۔ جو ہر طرف بارہ ہیں۔ انسان کے جسم میں کل ہڈیاں دو سو اڑتالیس ہیں لیکن یہ تعداد قلب اور ان جوڑوں کے علاوہ ہے جن کا نام سمسمیہ رکھا گیا ہے۔ کیونکہ ان کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے تل کے ساتھ ان کو تشبیہ دی گئی ہے۔

بعض حکماء نے کہا ہے کہ انسانی جسم میں مفاصل ۳۶۰ ہیں اور جو سوراخ کھلے ہیں وہ بارہ ہیں، دو کان، دو آنکھیں، ناک کے دو سوراخ، منہ، دونوں پستان، شرمگاہ کے دونوں سوراک اور ناف۔ ان کے علاوہ مساموں کے سوراخوں کی تعداد کا کوئی حصر نہیں ہے۔

سہیل بن عبد اللہ قشیری نے فرمایا کہ انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ رگیں ہیں۔ ان میں سے آدھی جام ہیں اور آدھی متحرک ہیں۔

بعض علماء نے کہا ہے (بلکہ الادب المفرد میں امام بخاری نے نقل کیا ہے) حدیث میں ہے کہ انسانی جسم کے تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ اور چھ سو ساٹھ کی روایت مردود ہے۔ اور جسم انسانی میں پانچ سو ساٹھ عضلے ہیں جو گوشت اور پٹھے سے مرکب ہیں۔

۱۶۱ حکایت ﴿حضرت قیس بن سعد کی سخاوت﴾

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت نے آکر عرض کیا کہ چوہے میرے گھر میں خاک سے بھی گزر گئے ہیں۔ (چوہوں کے لئے کھانے پینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے اس لئے وہ لاغر ہو گئے ہیں) قیس نے کہا کہ عنقریب میں ان کو اس طرح کر دوں گا کہ وہ شیر کی طرح اچھلیں کودیں گے۔ پھر اس نے ہر طرح کا کھانا اتنی مقدار میں بھیجا کہ اس کا گھر بھر گیا۔ قیس بن سعد سخی مزاج اور حلیم الطبع شخص تھا۔ عفا کا معنی خاک ہے جس سے اس عورت کی مراد یہ تھی کہ اس گھر میں کوئی چیز نہیں ہے جس کو وہ کھا سکیں۔

۱۶۲: حکایت ﴿بلی بطور ڈاکیہ﴾

رکن الدولہ کے پاس ایک بلی تھی جو اس کی مجلس میں حاضر رہتی تھی۔ جب رکن الدولہ کو کسی بھائی کو اپنے پاس حاضر کرنے کی ضرورت ہوتی یا کوئی حاجت پیش آتی تو ایک رقعہ لکھ کر اس بلی کے گلے میں ڈال دیتا تھا تو وہ بلی اس شخص کے پاس جاتی تھی تو وہ خود حاضر ہوتا تھا، یا جواب اس کی گردن میں لکھ کر ڈال دیتا پھر وہ بلی رکن الدولہ کے پاس حاضر ہو جاتی تھی۔ اور جب وہ بلی کسی جگہ سے مانوس ہو جاتی تھی تو باقی سب بلیوں کو وہاں سے بھگا دیتی تھی اور ان سے شدید جنگ کرتی تھی۔

۱۶۳: حکایت ﴿جسم میں سب سے اچھی اور سب سے بری چیز﴾

حکیم لقمان بن عنقا بن بروق ایلہ شہر کے رہنے والے تھے۔ ایک دن بادشاہ نے ان کو ایک بکری دیکر کہا کہ اس کو ذبح کر دو اور اس میں جو سب سے بڑا حصہ ہے اس کو الگ کر کے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ اس نے بکری کو ذبح کیا اور اس کا دل اور زبان کاٹ کر اس کے پاس لایا۔ پھر بادشاہ نے ان کو دوسری بکری دیکر کہا کہ اس کو بھی ذبح کر کے اس

کے جسم کا سب سے اچھا حصہ کاٹ کر میرے پاس لاؤ۔ انہوں نے بکری کو ذبح کر کے اس کا دل اور زبان کاٹ کر بادشاہ کے سامنے پیش کر دی۔ بادشاہ نے اس کی وجہ پوچھی تو لقمان حکیم نے کہا کہ اے بادشاہ جب یہ دونوں جسم کے حصے خراب ہو جائیں تو ان سے زیادہ بدتر کوئی چیز نہیں ہوتی اور جب یہ دونوں اچھے ہوتے ہیں تو ان سے اچھا کوئی دوسرا جسم کا حصہ نہیں ہوتا۔

۱۶۴: حکایت ﴿حضرت امام اعمش علیہ الرحمہ کی ذہانت﴾

۱- حضرت سلیمان بن مہران جو امام اعمش کے نام سے مشہور ہیں آپ اجل تابعین میں سے ہیں آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کیا تھا۔ آپ کے مزاج میں لطافت اور مزاح، خوش طبعی بہت زیادہ تھی آپ کے بہت سے دل چسپ واقعات ہیں ان میں سے ایک یہ کہ ایک بار حاکم وقت ہشام بن عبدالملک نے آپکے پاس اپنا سفیر بھیجا اور اسے خط لکھ کر دیا کہ اعمش سے کہو کہ مجھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مناقب اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی برائیاں لکھ کر بھیجو آپنے سفیر سے خط لے کر اپنی بکری کے منہ میں ڈال دیا اس نے چبا کر باہر پھینک دیا آپ نے وہ کاغذ سفیر کو واپس دیا کہ یہ تمہارا جواب ہے سفیر واپس چلا گیا کچھ دیر بعد پھر آ گیا اور عرض کی جناب اگر جواب صحیح سلامت کاغذ میں نہ دیا گیا تو ہشام مجھے قتل کر دے گا اور سفیر اپنے بھائیوں کو بطور سفارش آپ کی خدمت میں لایا انہوں نے کہا ہمارے بھائی کو قتل ہونے سے بچالیں تو آپ نے کاغذ لے کر جواب لکھا: اے بادشاہ، اگرچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں پوری زمین کی خوبیاں ہوں تو تجھے انکا کوئی نفع نہیں ہوگا اور اگرچہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ میں پوری زمین کی خامیاں ہوں تو تجھے انکا کوئی نقصان نہیں ہوگا آپ اپنی خوبیوں اور خامیوں پر توجہ کریں۔ والسلام

۲- امام اعمش کی بیوی بہت خوبصورت تھی جسکی وجہ سے وہ نافرمانی اور لڑائی جھگڑا

کرتی ایک دن آپ نے اپنے شاگرد کو فرمایا کہ جاؤ اور اسے میرا مقام ومرتبہ بتاؤ ممکن ہے کہ وہ اس حرکت سے باز آجائے وہ شاگرد گیا اور جا کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسمت بہت اچھی کی ہے کہ تمہارے خاوند کو لوگوں کا شیخ اور سردار بنایا ہے لوگ ان سے علم اور دین اور حلال وحرام کی معلومات لیتے ہیں اور عاجزی کے ساتھ ان کے پاس آتے ہیں انکی بینائی کا کم ہونا اور پنڈلیوں کا پتلا ہونا تمہیں کوئی نقصان نہیں دیتا۔ امام صاحب شاگرد کی یہ گفتگو باہر سے سن رہے تھے جب وہ واپس آیا تو آپنے اسے ڈانٹا اور اس پر غضبناک ہوئے اور فرمایا: اے خبیث میں نے تجھے اس لیے بھیجا تھا کہ تو میری خوبیاں بتائے تو نے الٹا میرے عیب بیان کر دیئے ہیں یہ کہہ کر اسے حلقہ درس سے نکال دیا۔

۴۔ ایک دفعہ آپ دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور آپ پر پوستین کا کمبل تھا ایک آدمی آیا اس نے آپکا کمبل کھینچا اور کہا مجھے یہ دریا پار کراؤ چنانچہ آپ نے اسے پیٹھ پر بٹھا لیا اور چل پڑے اس سوار شخص نے یہ آیت تلاوت کی ﴿سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا له مقرنین﴾ (پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لیے مسخر کر دیا ہے ورنہ ہم تو اسے قابو میں لانے والے نہ تھے) جب آپ اسے لے کر دریا کے درمیان میں پہنچے تو اسے نیچے گرا دیا اور یہ دعا پڑھی ﴿رب انزلنی منزلا مبارکا و انت خیر المنزلین﴾ (اے میرے پروردگار، مجھے بابرکت کر کے اتار کیونکہ تو بہترین اتارنے والا ہے) یہ کہہ کر واپس آگئے۔

۱۶۵: حکایت ﴿جانور کو بھی جان پیاری ہوتی ہے﴾

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بکری ذبح کرنے کے لئے لیٹائی۔ اتنے میں ابو ایوب سجستانی میرے پاس آئے تو میں نے ان کو دیکھ کر چھری ہاتھ سے نیچے ڈال دی اور ان سے کلام کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ میں آنکھ پھیر کر بکری کو دیکھتا رہا۔ وہ دیوار کے ایک کنارے کی طرف گئی اور ایک گڑھا کھودا اور چھری لے کر

اس گڑھے میں رکھ کر اوپر مٹی ڈال دی۔ اس کے بعد ابوایوب نے مجھ سے کہا کہ کیا تم دیکھتے ہو تو ہم نے شدید حیرانگی کا اظہار کیا ہے۔ اور میں اپنی جان پر قسم کھائی کہ آئندہ کبھی کسی جانور کو ذبح نہیں کروں گا۔

۱۶۶: حکایت ﴿حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی وصیتیں﴾

امام جعفر صادق کو صادق اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ اپنے کلام میں ہمیشہ سچ بولتے تھے۔ اور علم جفر بھی آپ ہی کی وجہ سے مشہور ہوا۔ اور اکثر علماء کا خیال ہے کہ اس علم کے ایجاد کرنے والے امام جعفر صادق کے جداعلی حضرت علی المرتضی ہیں۔ اس علم کو لکھ کر بکری کی کھال میں رکھا۔ اس لئے یہ علم جفر کی طرف منسوب ہو گیا۔ اس علم میں ایسی باتیں ہیں جن کی قیامت تک ان کی اولاد کو محتاجی ہو گی۔ حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ عظیم کیمیادان تھے۔ اور اس میں آپ کی کتاب اور کلام بھی ہے۔

حضرت اما جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے نور نظر حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کو جو وصیتیں ارشاد فرمائیں، ان میں سے چند ایک درج ہیں۔

اے میرے بیٹے ﴿من قنع بما قسم اللہ له استغنی ومن مد عینه لما فی ایدی الناس افتقر﴾ جس نے اس پر قناعت کی جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھ دیا ہے۔ وہ غنی ہوا۔ اور جس نے اپنی آنکھ اس مال کی طرف پھیری جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے تو وہ محتاج ہوا۔

اور جو شخص ﴿لم یرض بما قسم اللہ له فقد اتهم اللہ فی قضاءہ﴾ اس پر راضی نہیں جو اللہ کریم نے اس کے لئے تقسیم کیا ہے تو اس نے اللہ کریم کو اس کی قضاء پر متہم کیا۔

اور جس نے ﴿کشف حجاب الناس انکشف عورات بیته ومن سل سیف البغی قتل به﴾ لوگوں کے پردے چاک کئے ان کے اپنے گھر کے پردے

چاک ہو جائیں گے، اور جس نے بغاوت کی تلوار میان سے نکالی وہ اسی سے قتل ہو گا۔

﴿ومن احتفر لاخیه بئر اسقط فیها﴾ اور جس نے اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودا وہ خود اسی میں گرے گا۔ ﴿ومن داخل السفهاء حقر ومن خالط العلماء وقر﴾ اور جو شخص جاہلوں سے مل جول رکھے گا وہ حقیر ہو جائے گا اور جو شخص علماء سے تعلق رکھے گا وہ عزت پائے گا۔ ﴿ومن مداخل السؤ اتهم ومن استصغر ذلة نفسه استعظم ذلة غیره﴾ جو کوئی بری جگہ میں داخل ہو گا وہ تہمت زدہ ہو گا اور جو اپنے نفس کی ذلت کو شمار کم کرے سمجھ لو اس نے دوسرے کی ذلت کو بڑا سمجھا۔

فائدہ: ﴿پتھروں کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنا﴾

انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی علیہ السلام کو شجر و حجر نے سلام پیش نہیں کیا سوائے ہمارے آقا مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ یعنی شجر و حجر اور کھجور کے تنے نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پیش کیا۔ کچھ شعراء نے اس کے بارے میں نظم کی ہے۔

وحن الیه الجذع شوقا ورقة ورجع صوتا کا لعشار رو رددا

فبادره ضما فقر لوقته لکل امری من دهره ماتعودا

ترجمہ: کھجور کا خشک تنا شوق اور رقت کے ساتھ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مائل ہوا۔ اس نے سسکیاں لے کر آواز کو گلے سے نکالا جس طرح حاملہ اونٹنی آواز نکالتی ہے۔ تو آپ نے اس ستون کو گلے سے لگا لیا۔ تو وہ اسی وقت چپ ہو گیا۔ ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس کے مقدر میں ہوتا ہے اور جس کا وہ عادی ہوتا ہے۔

اضافہ ﴿حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام کرنے والے پتھر کو پہچاننا﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿انی لاعرف حجرا بمكة كان يسلم على قبل ابعث انى

لاعرفه الآن ﴾ مسلم رقم الحدیث: ۲۲۷۷

ترجمہ: بے شک میں مکہ مکرمہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھ پر بعثت سے پہلے سلام بھیجتا تھا اور میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں۔

۱۶۷: حکایت ﴿دعا کی قبولیت کیسے ہو؟﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دعا کر رہا ہے اور اپنی حاجت کے لئے آہ زاری کر رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے دیکھ کر عرض کیا ﴿یا رب لو کانت حاجته بیده لقضیتها ﴾ اے میرے رب عزوجل: اگر اس کی حاجت کو پورا کرنا میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں اسے ضرور پورا کرتا۔ اللہ کریم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی اور فرمایا ﴿یا موسیٰ ان له غنما له و ان قلبه عند غنمه و انا لا استجیب دعاء عبد یدعو نی وقلبه عند غیری ﴾ اے پیارے موسیٰ، اس کے پاس بکریاں ہیں اور اس کا دل ان بکریوں کی طرف مشغول ہے۔ میں ایسے بندے کی دعا قبول نہیں کرتا جو دعا مجھ سے مانگ رہا ہو اور دل میرے غیر کی طرف ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو بتایا تو اس نے غیر کی طرف توجہ کو ختم کر دی۔ تو اللہ کریم نے اسی وقت اس کی حاجت کو پورا کر دیا۔

۱۶۸: حکایت ﴿دوزخ کے کتے﴾

علماء میں سے کسی نے کہا کہ میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مکہ معظمہ حاضر ہوا، اس وقت آپ بیمار تھے اور دوائی پی ہوئی تھی۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کچھ چیزوں کے متعلق سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو ضروری سوال ہے پوچھے۔ تو میں نے پوچھا کہ کامل مرد کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا، فقہاء کرام۔ میں نے پوچھا، بادشاہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ زہد و تقویٰ والے لوگ۔ پھر پوچھا: شرفاء کون لوگ ہیں؟ آپ

نے فرمایا: متقی لوگ۔ پھر سوال پوچھا کہ غوغا یعنی نچلے درجے کے کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ لوگ جو حدیث پاک کو لکھتا ہے اور اس کے ذریعہ سے لوگوں مال بٹورتا ہے۔ پھر میں نے آپ سے پوچھا کہ کمینے اور گھٹیا لوگ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو ظالم ہیں اور یہی لوگ جہنم کے کتے ہیں۔

۱۶۹: حکایت ﴿نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرندوں پر شفقت﴾

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک دیہاتی شخص نے آکر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی خدمت اقدس میں آرہا تھا راستہ میں ایک جنگل سے گزر ہوا تو میں نے وہاں پر چڑیا کہ بچوں کی آوازیں سنیں۔ چنانچہ میں نے ان کو پکڑ کر اپنی چادر میں چھپا لیا۔ ان کی ماں نے میرے سر پر چکر لگانے لگی۔ تو میں نے بچوں کو چادر سے نکالا تو ان کی ماں ان پر گر پڑی۔ پھر میں نے ان اپنی چادر میں لپیٹ لیا۔ یہ سن رحمۃ العالمین نے اس دیہاتی سے فرمایا، ان کو بچوں کو رکھ دو۔ جب اس نے رکھ دیا تو بچوں کی ماں ان کو خوراک دینے لگی۔

رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ﴿ا تعجبون فو اللہ بعثنی بالحق نبیا، ان اللہ ارحم بعبادہ من ام ھذہ الافراخ بفراخھا﴾ کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو۔ اس ذات کی قسم: جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ کریم تو اپنے بندوں پر ان بچوں کی ماں سے بھی زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی سے فرمایا ﴿ارجع فضعھن فی مکانھن﴾ واپس جا کر اب بچوں کو ان کے گھونسلے میں چھوڑ کر آؤ۔ وہ دیہاتی شخص کہتا ہے کہ میں ان بچوں کو لے کر واپس آیا تو ان کی ماں میرے سر پر پھڑ پھڑا رہی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے ان بچوں کو ان کو گھونسلے میں رکھ دیا۔

۱۷۰: حکایت ﴿حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ کی توبہ﴾

حضرت ذوالنون مصری سے پوچھا گیا کہ آپ کی توبہ کا سبب کیا ہے۔ جواب میں فرمایا کہ میں سفر کرتا ہوا بعض دیہاتوں کی طرف نکلا تو راستہ میں ایک جنگل میں سو گیا اور ایک اندھی ابابیل کو دیکھا کہ وہ اپنے گھونسلے سے نیچے گری تو زمین پھٹ گئی اور زمین سے دو پیالیاں نکلیں ایک چاندی کی جس میں تل تھے اور دوسری سونے کی جس میں پانی تھا۔ اس اندھی ابابیل نے تل کھائے اور پانی پیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر میں اللہ تعالیٰ کے حضور رجوع کیا تو اس نے میری توبہ قبول فرمالی۔

۱۷۱: حکایت ﴿امت کو پانچ حصوں میں تقسیم فرمایا﴾

کہا گیا ہے کہ بے شک اللہ کریم نے امت کو پانچ قسم میں تقسیم فرمایا ہے۔

(۱) علماء کرام (۲) زاہد (۳) غازی (۴) امراء (۵) تاجر

علماء کرام تو انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ زاہد لوگ یعنی عبادت گزار زمین کی بادشاہ ہیں۔ غازی اللہ کے مددگار ہیں۔ مالدار لوگ مخلوق خدا کے چرواہے ہیں اور تاجر لوگ اللہ کریم کے امین ہیں۔

جب اہل علم نے مال جمع کرنے میں طمع کرنا شروع کر دیا تو پھر ہدایت کس سے حاصل کی جائے۔ اور عبادت گزاروں نے ریاکاری سے کام لیا تو پھر کس کی اقتداء کی جائے۔ جب غازیوں نے خیانت کی تو پھر کس سے کامیابی ہوگی، جب تاجروں نے خیانت کی تو پھر کون امین بنایا جائے گا۔ جب چرواہے بھیڑیے بن جائیں تو پھر رعیت کی حفاظت کس سے کی جائیگی۔

کچھ علماء نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی کچھ قسمیں بنائی ہیں۔ ایک قسم وعظ ونصیحت کے لیے، ایک عبادت کے لیے، ایک بہادری کے لیے، ایک ذریعہ معاش کے لیے، اور ایک قسم امامت کے لیے۔ ان کے علاوہ باقی سب گارا ہیں جو پانی کو گندلا کرتے

ہیں۔ قیمتوں کو بڑھاتے ہیں اور راستوں کو تنگ کرتے ہیں یہ لوگ گھٹیا اور کمینے ہیں۔

۱۷۲: حکایت ﴿حضرت امام علی بن رضا رضی اللہ عنہ﴾

حضرت امام علی بن رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن زین العابدین علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خلیفہ مامون کے دربار کے قاضی یحییٰ بن اکثم سے دربار میں ایک مسئلہ پوچھا۔ امام علی بن رضا رضی اللہ عنہ نے قاضی یحییٰ سے پوچھا کہ آپ کا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے دن کے پہلے حصہ میں ایک عورت کی طرف حرام نظر سے دیکھا، پھر وہ عورت سورج بلند ہونے کے وقت اس پر حلال ہوگئی، پھر ظہر کے وقت اس پر حرام ہوگئی پھر وہ عورت عصر کے وقت اس پر حلال ہوگئی پھر مغرب کے وقت وہ عورت اس پر حرام ہوگئی پھر وہی عورت عشاء کے وقت اس کے لئے حلال ہوگئی پھر وہی عورت آدھی رات کو اس پر حرام ہوگئی پھر وہی عورت فجر کے وقت اس پر حلال ہوگئی۔

قاضی یحییٰ بن اکثم نے عرض کیا ﴿لا ادری ذلك اصلحك الله﴾ میں اس مسئلہ کو نہیں جانتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کی خیر فرمائے۔

پھر خلیفہ مامون نے کہا کہ اے امیر المومنین کے بیٹے اس مسئلہ کے بارے میں ہمیں بتایئے گا۔ تو امام علی بن رضا رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ عورت ایک لونڈی ہے اس کو ایک غیر محرم نے شروع دن میں دیکھا پھر اس غیر محرم آدمی نے اس باندی کو سورج بلند ہونے کے وقت خرید لیا۔ پھر ظہر کے وقت اس کو آزاد کر دیا پھر اس نے عصر کے وقت اس سے نکاح کر لیا۔ پھر مغرب کے وقت اس سے ظہار کر لیا یعنی اس کو محرمات ابدیہ کے ساتھ تشبیہ دی، پھر اس نے عشاء کے وقت اس کا کفارہ ادا کر کے آدھی رات کو طلاق رجعی دی پھر اس نے فجر کے وقت اس سے رجوع کر لیا۔ خلیفہ مامون نے امام علی بن رضا سے کہا کہ آپ نے انتہائی نفیس جواب ارشاد فرمایا

ہے۔

پھر خلیفہ مامون نے اسی مجلس میں اپنی بیٹی کا نکاح امام علی بن رضا رضی اللہ عنہ کر دیا۔ پھر امام صاحب اپنی بیوی کو لے کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ پھر ایک مرتبہ مامون کی بیٹی نے اپنے باپ کو خط میں یہ شکایت لکھی کہ میرے شوہر علی بن رضا نے مجھ پر ایک لونڈی کر لی ہے۔ مامون نے اپنی بیٹی کو جواب میں لکھا کہ میں نے تیرا نکاح ان سے اس لئے نہیں کیا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حلال فرمائی ہے میں اس کو ان پر حرام کر دوں۔ اور یہ شکایت میرے پاس دوبارہ نہیں آنی چاہیے۔ (پھر امام علی بن رضا رضی اللہ عنہ نے) اس کے باپ یعنی خلیفہ مامون کے مرنے کے بعد اس اپنی بیوی کو خلیفہ معتصم کے پاس بھیجا، تو خلیفہ نے اس کو ان کے پاس واپس اس وقت بھیجا جب محرم کے مہینہ "۲۰۲ھ" کی دو راتین باقی تھیں اور امام علی بن رضا رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ ہمیشہ رہے حتیٰ کہ آپ نے [۲۰۳ھ] میں وصال فرمایا اور اپنے دادا حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے مقبرہ میں جانب پشت دفن ہوئے۔

حضرت امام حسن عسکری

امام علی بن رضا کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ ان میں سے حسن عسکری نہایت خوبصورت تھے۔ حسن عسکری کے لقب سے ساتھ اس لیے موصوف ہوئے کہ انہوں نے شہر سر من رائے سکونت اختیار فرمائی تھی اور سر من رائے کو مدینہ العسکر کہا جاتا تھا اور امام علی رضا نے علم و معرفت اور بہادری وراثت میں پائی تھی۔ اور آپ ۱۵۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۳ھ میں وصال فرمایا۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ متوکل نے امام حسن عسکری کو قید کر ڈال۔ تو لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے اور لوگوں نے تین دن تک نماز استسقاء پڑھی۔ لیکن بارش نہ ہوئی۔ پھر خلیفہ متوکل نے نماز استسقاء میں مسلمانوں کے ساتھ یہود و نصاریٰ کو بھی نکلنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ لوگ بھی نماز استسقاء کے لئے مسلمانوں کے ساتھ نکلے اور ان کے ہمراہ ایک راہب بھی تھا۔ اس راہب نے اپنا ہاتھ

آسمان کی طرف اٹھایا تو فوراً بارش ہوگئی پھر دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ یہ دیکھ کر بعض لوگوں کو دین اسلام میں شک ہونے لگا اور کچھ بد نصیب مرتد ہوگئے۔ اس سے مسلمانوں کو بڑی تکلیف ہوئی اور یہ خلیفہ متوکل پر بڑا شاق گزرا۔ اس نے امام حسن عسکری کو قید سے حاضر ہونے کو حکم دیا، اور کہا ﴿ادرك امة جدك رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل ان يهلكوا﴾ اپنے جد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی خبر لو اس سے پہلے کہ وہ ہلاک ہوجائیں۔ امام حسن عسکری نے فرمایا ﴿امرهم بالخروج غدا ويزول الاشكال ان شاء الله﴾ ان لوگوں کو کل (دوبارہ) نکلنے کو حکم دو۔ ان شاء اللہ: ان شک وشبہات دور ہوجائیں گے۔ لوگوں نے خلیفہ متوکل سے امام کی قید سے رہائی کی بات کی۔ چنانچہ خلیفہ نے آپ کو رہا کر دیا۔ تو آپ لوگوں کے ساتھ نماز استسقاء کے لئے باہر نکلے تو راہب نے بھی نصاری کے ساتھ اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا تو بادل آگئے۔

امام حسن عسکری نے راہب کے ہاتھ پکڑنے کا حکم دیا تو لوگوں نے پکڑا تو دیکھا اس کے ہاتھ میں انسان کی ہڈی تھی۔ امام حسن عسکری وہ ہڈی اس کے ہاتھ سے لیکر فرمایا: اب اپنا ہاتھ اٹھا، تو اس نے ہاتھ اٹھایا تو بادل جاتا رہا۔ اور سورج نکل آیا۔ تو لوگ اس بات سے بڑے حیران ہوئے۔ پھر خلیفہ متوکل نے امام حسن سے کہا: اے ابو محمد یہ کیا بات ہے؟ امام حسن عسکری نے فرمایا ﴿هذا عظم نبى من الانبياء﴾ یہ انبیاء کرام میں سے کسی نبی کی ہڈی تھی۔ جو راہب کو کسی جگہ سے مل گئی ہے۔ اور بات یہ ہے کہ جب بھی کسی نبی کی ہڈی کو آسمان کی طرف اٹھایا جائے تو آسمان سے بارش اتر آتی ہے۔ چنانچہ لوگوں نے اس کو آزمایا تو ایسا ہی پایا۔ جس طرح امام حسن عسکری نے فرمایا تھا۔ اس طرح لوگوں کے شکوک شبہات دور ہوگئے اور جو لوگ مرتد ہوئے تھے وہ دوبارہ اسلام میں لوٹ آئے۔ امام حسن عسکری بڑے عزت واحترام کے ساتھ اپنے واپس تشریف لے آئے اور خلیفہ متوکل نے بڑے انعام اکرام سے امام کو نوازا۔

درندوں کا امام حسن عسکری کا ادب کرنا

خلیفہ متوکل کے زمانے میں ایک عورت نے اس کے دربار میں یہ دعویٰ کیا کہ وہ شریف النسل (سادات خاندان سے) ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ اس کے صحیح ہونے کی مجھے خبر کون دے گا؟ لوگوں نے امام حسن عسکری کے بارے میں کہا کہ ان کو پوچھو۔ چنانچہ آپ کو بلا کر خلیفہ نے اپنے ساتھ تخت بٹھایا اور آپ سے اس عورت کے متعلق پوچھا تو امام حسن عسکری نے خلیفہ سے کہا ﴿ان اللہ حرم علی السباع ان تاکل اولاد الحسنین، فالقوھا فان لم تاکلھا فھی صادقۃ﴾ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حسنین کریمین کی اولاد کو درندوں پر کھانا حرام کر دیا ہے۔ تم اس عورت کو درندے کے آگے پیش کرو اگر درندے نے اس کو نہ کھایا تو یہ عورت اپنے دعویٰ میں سچی ہے۔ لوگوں نے جب یہ شرط اس عورت پر پیش کی تو (وہ ڈر گئی) کہا کہ میں (اپنے دعویٰ میں) جھوٹی ہوں۔ کچھ لوگوں نے خلیفہ متوکل سے کہا کہ جو بات امام حسن عسکری نے کہی ہے (اللہ تعالیٰ نے حسنین کی اولاد کو درندوں پر کھانا حرام کیا ہے) آپ ذرا اس پر امام حسن کو آزمائیں۔

متوکل نے تین درندے حاضر کرنے کا حکم دیا اور اپنے محل کے نیچے ان کو ایک کھلے گراونڈ میں رکھا۔ خلیفہ خود محل کی ایک ایسی جگہ پر بیٹھ گیا کہ جہاں سے وہ درندوں کو دیکھ سکے اور محل کو دروازہ بند کرنے کا حکم دیا، اور کہا کہ امام حسن عسکری کو اس طرح محل میں لایا جائے کہ وہ اس درندوں والی گراونڈ میں سے ہو کر محل میں داخل ہوں۔ چنانچہ لوگوں نے امام حسن کو محل والی گراونڈ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا۔ اور درندوں کی صورت حال یہ تھی کہ ان کی گرجدار آواز کانوں کو پھاڑ رہی تھی۔ جب درندوں نے امام حسن عسکری کو دیکھا ﴿سکنت ومشت الیہ وتمسحت بہ ودارت حولہ﴾ تو خاموش ہو گئے، اور آپ کی طرف آئے اور آپ سے برکت حاصل کرنے لگے اور آپ کے ارد گرد گھومنے لگے۔ اور امام حسن نے ان کی پیٹھوں پر اپنے ہاتھ سے تھپکی دی۔ پھر وہ درندے

اپنی اپنی جگہوں پر واپس چلے گئے۔ پھر محل کا دروازہ کھلا تو آپ خلیفہ کی طرف اوپر محل میں چلے گئے۔ کچھ دیر بات چیت کی پھر وہاں سے اتر کر اسی گراؤنڈ سے گزرے تو درندے پھر اسی طرح ادب اور محبت سے پیش آئے یہاں تک کہ آپ وہاں باہر چلے گئے پھر متوکل نے آپ کے لیے انعام بھیجا۔ لوگوں نے خلیفہ سے کہا کہ اس طرح کی دلیری اور ہمت کسی میں نہیں ہے۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا ﴿اتریدون قتلی ثم امرھم ان لا یفشوا ھذا الامر لاحد﴾ کیا تم میرا قتل ہونا پسند کرتے ہو۔ پھر حکم دیا کہ وہ میرا معاملہ کسی پر ظاہر نہ کریں۔ واللہ اعلم۔

فائدہ: ﴿مسلمان کے مسلمان پر تیس حق ہیں﴾

امام اصبہانی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ترغیب کے باب قضاء حوائج میں یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بن ابو طالب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے لئے اپنے بھائی پر تیس حق ہیں۔ جب تک وہ حقوق ادا نہ کرے یا معاف نہ کروالے، اس وقت تک وہ بری الذمہ نہیں ہوگا۔

(۱) ایک مسلمان دوسرے کی غلطی کو معاف کرے۔ (۲) اس کے آب دیدہ ہونا پر مہربان ہو جائے۔ (۳) اس کے عیب پوشی کرے۔ (۴) اس کے گناہوں کو معاف کرے۔ (۵) اس کی معذرت کو قبول کرے۔ (۶) اس کی غیبت کو رد کرے۔ (۷) ہمیشہ اس کو اچھی نصیحت کرے۔ (۸) اس کی دوستی کی حفاظت کرے۔ (۹) اس کی ذمہ داری کو خیال رکھے۔ (۱۰) اس کے مریض کی بیمار پرسی کرے۔ (۱۱) اس کے جنازے پر حاضر ہو۔ (۱۲) اس کی دعوت کو قبول کرنا۔ (۱۳) ھدیہ کو قبول کرنا۔ (۱۴) اس کے صلہ کا بدلہ دینا۔ (۱۵) اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرنا۔ (۱۶) اس کی اچھی طرح مدد کرنا۔ (۱۷) اس کی عزت کی حفاظت کرنا۔ (۱۸) اس کی ضرورت کو پورا کرنا۔ (۱۹) اس کی سفارش قبول کرنا۔ (۲۰) اس کے مقصد میں خیانت نہ کرنا۔ (۲۱) اس کی چھینک کا جواب

دینا۔(جب وہ چھینک آنے پر الحمدللہ کہے)(۲۲) جب وہ گمراہ ہو تو وہ اس کی رہنمائی کرے۔(۲۳) اس کے سلام کا جواب دے۔(۲۴) اس سے اچھا کلام کرے۔(۲۵) اس کے انعام کا اچھا بدلہ دے۔(۲۶) اس کی قسموں کی تصدیق کرے۔(۲۷) ظالم کے خلاف اس کی مدد کرے اور ظلم کو اس سے روکے، اس کے مظلوم ہونے پر اس کی مدد اور اعانت کرے۔(۲۸) اس سے دوستی رکھے نہ کہ دشمنی۔ اس کو ذلیل نہ کرے اور نہ ہی اس کو گالی دے۔(۲۹) جو خیر اپنے لئے پسند کرے وہی اس کے لئے پسند کرے۔(۳۰) اور جو بری چیز اپنے لئے ناپسند کرے وہی اس کے لئے ناپسند کرے۔ ان حقوق میں سے کسی کو حق کو نہ چھوڑے ورنہ قیامت کے دن مسلمان اس سے مطالبہ کرے گا۔ واللہ اعلم

۱۷۳: حکایت ﴿دشمن سے بچنے کا عمل﴾

حکیم یونانی نے لمعۃ نورانیہ میں فرمایا جو سر البدیع والحرز المنیع کا حصہ ہے۔ فاضل یونانی نے فرمایا کہ جب کسی انسان کو اپنے متعلق قتل یا کسی اور عذاب کا خوف وخطرہ ہو تو وہ ایک موٹا تازہ مینڈھا لے جس طرح قربانی کا جانور ہوتا ہے۔ اس کو جلدی سے روبقبلہ لیٹا کر ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔﴿اللھم ھذا لك منك اللھم انه فدائی فتقبله منی﴾ ترجمہ: اے اللہ، یہ تیری طرف، تیرے لئے ہے۔ اے اللہ عزوجل: یہ میرا فدیہ ہے اسے میری طرف سے قبول فرمایا۔

پھر اس کے خون کے لئے ایک گھڑا کھود کر خون کو اس میں دفن کر دے۔ تاکہ پاؤں سے روندا نہ جائے۔ پھر اس کے ساٹھ ٹکڑے کرے۔ جیسا کہ کھال ایک ٹکڑا، سر ایک ٹکڑا، اس کا پیٹ ایک حصہ، اسی طرح تمام جسم کے علیحدہ علیحدہ حصہ کرے اس سے نہ تو خود کچھ کھائے اور نہ ہی کوئی اس کا گھر والا کچھ کھائے۔ ان تمام ساٹھ ٹکڑوں کو ساٹھ مسکینوں کو دے دے تو یہ اس کے خوف وخطرے کا بدلہ ہے جس سے اس کو خطرہ تھا۔ یہ

مجرب عمل ہے اگر قتل کے علاوہ کسی اور چیز کا خوف تھا تو اس کو چاہیے کہ ساٹھ محتاجوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ اور یہ دعا مانگے:

﴿اللهم انی استكفی لهٰذا الامر الذی اخافه بهمم هؤلاء واسالك بانفسهم وارواحهم ان تخلصنی مما اخاف واحذر فيفرج الله تعالیٰ عنه متفق عليه﴾

ترجمہ: اے اللہ عزوجل: میں تجھ سے کفایت چاہتا ہوں، اس کام میں جس سے میں خوف زدہ ہوں۔ ان لوگوں کے ارواح اور جانوں کے وسیلہ سے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں جن چیزوں سے میں ڈرتا ہوں اور خوف زدہ ہوتا ہوں اس سے مجھ کو نجات عطا فرمادے۔

۱۷۴: حکایت ﴿صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ذریعہ معاش﴾

اس حکایت میں بعض صحابہ کرام کے ذریعہ معاش کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کلاتھ مرچنٹ تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بائع اور مشتری کے درمیان سعی کرتے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تیر تراش تھے۔ حضرت ولید بن مغیرہ لوہے کا کام کرتے تھے۔ اسی ابوجہل کا بھائی ابوالعاص رضی اللہ عنہ بھی لوہے کا کام کرتے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط قبل از اسلام شراب فروش تھے۔ ابو سفیان بن حرب روغن زیتون اور سالن بیچتے تھے۔ عبداللہ جدعان لونڈیاں فروخت کرتا تھا۔ نضر بن حارث بربط بجاتا تھا۔ حکم بن عاص اور حریث بن عمرو ضحاک بن قیس الفہی اور ابن سیرین قصاب تھے۔ عاص بن وائل جانوروں کے طبیب تھے۔ عاص کا بیٹا اور عباس اونٹ ذبح کرتے تھے۔

حضرت زبیر عوام، قیس بن مخرمہ، عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم خانہ کعبہ کی چابیوں ان

پاس تھیں۔ یہ تمام لوگ ٹیلر تھے۔ مالک بن دینار منشی تھے۔ یزید بن مہلب مالی تھے۔ قتیبہ شتربان تھے۔ سفیان عینیہ، ضحاک بن مزاحم، عطاء بن ابی رباح، کیت شاعر، حجاج بن یوسف ثقفی، عبدالحمید اور قاسم بن سلامہ الکسائی یہ معلم یعنی استاد تھے۔

۱۷۵: حکایت ﴿شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خواب﴾

ایک رات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے تو ایک عجیب وغریب خواب دیکھا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ خواب میں اس قدر روئے کہ آپ کے رونے کی آواز گھر کے باہر والوں نے بھی سنی اور اتفاق سے وہاں سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ گزرے تو رونے کی آواز انہوں نے بھی سنی۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دروازہ پر دستک دے دی۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خواب سے بیدار ہوئے اور دروازہ اس حال میں کھولا کہ آپ کے آنسو جاری تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر پوچھا: ﴿ما ھذا البکاء؟﴾ یہ رونا کیسا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام صحابہ کرام کو بلا کر میرے پاس لاؤ، تاکہ میں ان کو اس کے متعلق بتاؤں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام اکٹھا کیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

﴿انی رایت القیامة قد قامت ورایت رجالا علی منابر من نور بوجوہ کالانجم الزاھرة فسالت ملکا عن ھؤلاء فقال انبیاء ینتظرون محمدا فان بیدہ زمام الشفاعة فقلت واین محمد احملنی الیه فانا خادمه وصاحبه ابوبکر فحملنی الیه فوجدته تحت ساق العرش وعمامته بین یدیه وقد مد یدہ الیمنی الی ساق العرش ومدا لیسری الی النار فاغلق بھا با

ب النار وهو يقول الهى امتى ففيهم العلماء والصالحون والحجاج والمعتمرون والغزاة والمجاهدون واذا النداء يا محمد تذكر الطائفة الطائعين ولا تذكر الطائفة الاخرىٰ اذكر الظلمة وشراب الخمر والزناة وا'كلة الربوا

ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے۔ اور میں نے نور کے منبروں پر ایسے لوگوں کو دیکھا کہ جن کے چہرے ستاروں کی طرح چمک رہے تھے۔ میں نے ایک فرشتے سے پوچھا یہ کون لوگوں ہیں؟ اس نے کہا کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور ان کے دست اقدس میں شفاعت کی چابی ہے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں؟۔ مجھے ان کے پاس لے چلو کیونکہ میں ان کا خادم اور صحابی ابو بکر ہوں۔ چنانچہ وہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا۔ پس میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش کے پائے کے نیچے دیکھا۔ اور آپ کا عمامہ شریف سامنے پڑا ہوا تھا۔ اور آپ اپنا دایاں ہاتھ عرش کے پائے کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔ اور بائیں ہاتھ کو دوزخ کی طرف پھیلایا ہوا تھا جس سے دوزخ کا دروازہ بند تھا۔ اور بارگاہ خداندی میں عرض کر رہے تھے۔ اے میرے رب عزوجل میری امت کو بخش دے۔ اس لئے کہ اس میں علماء، صلحاء، حاجی لوگ اور عمرہ کرنے والے اور جہاد کرنے والے ہیں۔ ایک منادی نے ندا دی: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم اپنے فرمانبردار گروہ کو یاد کرتے ہو لیکن دوسرے گروہ کو یاد نہیں کرتے، ظالموں، شرابیوں اور سود خوروں کو یاد کرو۔

آپ نے عرض کیا: اے میرے رب عزوجل وہ لوگ واقعہ ہی ایسے ہی ہیں جس

طرح تم نے فرمایا ہے لیکن ان میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس نے تیرے ساتھ شرک کیا ہو۔ اور نہ ہی کسی بت کی پوجا اور نہ ہی تیرے لیے اولاد بنائی۔ نہ ہی توحید سے پھیرا۔ ﴿اقبل الٰھی شفاعتی فیھم وارحم جریان عبرتی علیھم﴾ الٰہی ان کے لئے میری شفاعت کو قبول فرما۔ اور ان لوگوں پر میرے آنسو بہانے کی وجہ سے رحم فرما۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر مشکل میں دیکھ کر عرض کیا ﴿ارفق بنفسك یا محمد﴾ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان پر نرمی فرمایئے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر ﴿قد تضرعت لربی فشفعنی فی امتی﴾ میں نے اپنے رب عزوجل کے سامنے آہ زاری کی تو اس نے میری شفاعت کو میری امت کے لئے قبول فرمالیا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اللہ تعالیٰ نے ساری امت کو بخش دیا ہے یا کچھ امت کو بخشا ہے اور کچھ کو نہیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر بن خطاب، یہ جواب ملنے سے پہلے تو نے میرا دروازہ کھٹکھٹادیا۔ اسی دوران ایک منادی نے گھر کے اندر سے آواز دی، اے ابوبکر اللہ تعالیٰ نے سب کو بخش دیا ہے۔ یہ جملہ اس منادی نے تین مرتبہ کہا تو پس ان دونوں نے اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا الحمد للہ

۱۷۶: حکایت ﴿حضرت ابراہیم بن ادھم کا جواب﴾

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ اگر آپ مسجد میں ہمارے پاس تشریف رکھیں تو ہم آپ سے کچھ دین کی بات سن لیا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں چار کاموں میں مشغول ہوں۔ جب میں ان سے فارغ ہوں گا تو تمہارے پاس بیٹھوں گا۔ کسی نے عرض کیا کہ وہ چار کام کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ان میں سے پہلا کام یہ ہے کہ میں اس وقت کو یاد کرتا ہوں جس وقت اللہ کریم نے اولاد آدم سے عہد لیا

تھا۔اور فرمایا تھا کہ یہ لوگ جنت کے لئے ہیں مجھے ان کی پرواہ نہیں اور یہ لوگ دوزخ کے لئے ہیں مجھے ان کی بھی کوئی پرواہ نہیں۔اور مجھے معلوم نہیں کہ میں ان دونوں میں سے کس گروہ میں ہوں۔

دوسرا کام یہ ہے کہ میں اس وقت کو یاد کرتا ہوں جب اللہ کریم بچہ کو شکم مادر میں پیدا کرتا ہے۔اوراس میں روح پھونک کر فرشتہ مقرر فرماتا ہے۔تو فرشتہ عرض کرتا ہے۔اے میرے رب عزوجل: کیا یہ بچہ خوش نصیب ہے یا بدنصیب۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کس کیٹاگری ہوں۔

تیسرا میں اس وقت کو یاد کرتا ہوں جب موت کو فرشتہ روح قبض کرنے کے لئے آئے اور کہے گا کہ یہ اہل اسلام کے ساتھ ہے یا کافروں کے ساتھ ہے تو مجھے علم نہیں کہ اس وقت کیسا جواب میرے منہ سے نکلے گا۔

چوتھا کام یہ ہے کہ فرمان خداوندی ہے ﴿فریق فی الجنة وفریق فی السعیر﴾ ایک فریق جنت میں اور ایک فریق جہنم میں ہوگا۔

میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کس فریق میں ہوں۔

۱۷۷: حکایت ﴿بے عیب عورت کی تلاش اور عورت کا جواب﴾

فضیل بن عبدالرحمان نے عتبہ بن ابی لہب کی بہن رقیہ سے کہا کہ میرے لئے کوئی ایسی عورت دیکھو جو نسب میں مشہور ہو، حسب میں بزرگ، حسن میں کمال تر، ناز و نخرے میں نمکین اور خوب تر ہو۔اگر وہ بیٹھے تو روشن کردے اور اگر وہ کھڑی ہو تو بے ہوش کردے اگر چلے تو مست کردے اور دور ہو تو تعجب میں ڈالے قریب ہو تو آزمائش میں مبتلا کر دے۔جس کے ساتھ ہو معاملہ کرے تو اس کو خوش کردیا اور وہ جس کے پڑوس میں ہو اس کو بزرگ کردے۔شوہر سے محبت کرنی والی ہو، اور زیادہ بچے جننے والی ہو اور اپنے شوہر کے علاوہ کسی کو جاننے والی نہ ہو اور اپنے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کو خوش کرنے والی نہ

ہو۔

یہ بات سن کر رقیہ نے فضیل کو جواب دیا کہ اے میرے چچا کے بیٹا: ﴿اخطب هذه من ربك في الاخرة فانك لا تجد ها في الدنيا﴾ اپنے رب عزوجل سے آخرت میں ایسی عورت کے ساتھ نکاح کرو کیونکہ دنیا میں تمہیں ایسی عورت نہیں ملی گی۔

﴿کمہار کا زبردست جواب﴾

ابو موسیٰ نابینا نے گدھے بیچنے والے سے کہا کہ میرے لئے کوئی ایسا گدھا تلاش کرو جو نہ چھوٹا ہو نہ زیادہ بڑا ہو۔ اگر راستہ خالی ہو تو تیز چلے، بھیڑ ہو تو آہستہ چلے۔ مجھے سواری وقت نہ گرا، اور مجھے بوریوں کے نیچے نہ داخل کرے۔ جب اس کی خوراک زیادہ ہو تو وہ شکر کرے اور جب کم ہو تو صبر سے کام لے۔ اگر میں اس پر سوار ہوں تو خوش کر دے اور تیز رفتار ہو اگر میرے علاوہ کوئی دوسرا بیٹھے تو سو جائے۔ اس گدھے فروخت کرنے والے نے ابو موسیٰ سے کہا کہ ﴿اصبر اعزك الله فعسى الله ان يمسخ القاضي حمارا فتدرك حاجتك﴾ تم صبر کرو۔ عنقریب اللہ کریم قاضی کی شکل کو مسخ کر کے اسے گدھا بنائے گا۔ اس وقت تم اپنی ضرورت پوری کر سکو گے۔ والسلام

۱۷۸: حکایت ﴿اخلاق تمام صفات کا جامع ہے﴾

اللہ کریم نے جب اخلاق کو پیدا کیا تو قناعت نے عرض کیا ﴿انا اذهب الى الحجاز﴾ میں حجاز کی طرف جاؤں گی۔ صبر نے عرض کیا ﴿وانا معك﴾ میں تیرے ساتھ ہوں۔ علم نے عرض کیا ﴿انا اذهب الى العراق﴾ میں عراق جاؤں گا۔ تو عقل نے عرض کیا ﴿وانا معك﴾ میں تیرے ساتھ ہوں۔ کرم نے عرض کیا ﴿انا اذهب الى الشام﴾ میں شام کی طرف چلا جاؤں گا۔ تلوار نے عرض کیا ﴿وانا معك﴾ میں تیرے ساتھ رہوں گی۔ غناء نے عرض کیا ﴿انا اذهب الى مصر﴾ میں مصر کی طرف جاؤں گا۔ ذلت نے عرض کیا ﴿وانا معك﴾ میں تیرے ساتھ رہوں گا۔ بدخلقی نے

عرض کیا ﴿انا اذهب الى المغرب﴾ میں مغرب کی طرف چلی جاؤں گی۔ بخل نے عرض کیا ﴿وانا معك﴾ میں تیرے ساتھ ہوں۔ حسن اخلاق نے عرض کیا ﴿انا اذهب الى اليمن﴾ میں یمن کی طرف چلا جاؤں گا۔ حلم نے عرض کیا ﴿وانا معك﴾ تیرے ساتھ ہوں۔ شفاء نے عرض کیا ﴿انا اذهب الى البادية﴾ میں میدان یعنی کھلی فضاء کی طرف چلی جاؤں گی۔ مروت نے عرض کیا ﴿وانا معك﴾ میں تیرے ساتھ ہوں۔ فسق فجور نے عرض کیا ﴿انا اذهب الى الروم﴾ میں روم کی طرف چلا جاؤں گا۔ بغاوت نے عرض کیا ﴿وانا معك﴾ میں تیرے ساتھ ہوں۔

۱۷۹: حکایت ﴿دوسوکنوں کا حال﴾

ایک دیہاتی کی دو بیویاں تھیں ایک کے ہاں بیٹا پیدا ہوا دوسری کے ہاں بیٹی چنانچہ بیٹے والی نے بیٹا اٹھایا اور رقص کرتے ہوئے اپنی سوکن کے خلاف یہ اشعار پڑھے۔

الحمد لله الحميد العالي، انقذني الان من الخوالي، من كل شوها كشن بالي

ليدفع الضيم عن عيالي، فسمعتها الاخرى فاقبلت ترقص بنتها

ترجمہ: سب خوبیاں اور تعریفیں اللہ کے لئے ہے جو بہت بلند ہے، اسنے اب مجھے تنہائیوں سے نجات دے دی ہے، پرانی مشک کی طرح چہرے کی بدنمائی سے بچالیا ہے تاکہ وہ میری اولاد سے ظلم کو دور کرے۔

جب دوسری بیوی نے یہ سنا تو وہ بھی اپنی بیٹی کو اٹھا کر رقص کرتی ہوئی کہنے لگی،

وما علي ان تكون جاريه، تغسل راسي وتكون الغاليه،

وترفع الساقط من خماريه

حتى اذا ما بلغت ثمانيه، ازرتها بنقبة يمانيه، انكحها مروان او معاويه، اصهار صدق ومهور غاليه

مجھے بیٹی کا کوئی نقصان نہیں ہے وہ میرا سر دھوئے گی اور مجھے خوشبو لگائے گی اور میرا گرا ہوا دوپٹہ اٹھائے گی یہاں تک کہ جب وہ آٹھ سال کی ہو جائے گی تو میں اسے کڑھائی والی یمنی چادر پہناؤں گی پھر میں اس کا نکاح مروان یا حضرت معاویہ سے کروں گی جو عمدہ سسرالی اور زیادہ حق مہر دینے والے ہیں۔

جب یہ خبر مروان کو پہنچی تو اس نے ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار دیکر اس لڑکی سے نکاح کر لیا اور کہا کہ اس کی ماں اس کی حقدار ہے اس لیئے کہ اس کا گمان جھوٹا نہیں ہے اور نہ اسکا وعدہ ضائع کیا جانے والا ہے۔

پھر یہ خبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا اگر مروان ہم سے پہل نہ کرتا تو ہم (۲۰۰۰) مہر دیتے لیکن اب بھی وہ ہماری صلہ رحمی سے محروم نہیں رہے گی چنانچہ آپ نے (۲۰۰۰) دینار اسے بھیج دیئے۔

۱۸۰: حکایت ﴿اونٹ سے کام لینے والوں کی خوشحالی﴾

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿اتدرون منی کان الحداء﴾ کیا تم حدی خوانی (اونٹ کو چلاتے وقت خوش آوازی کے ساتھ شتربان اشعار پڑھتے ہیں) کو جانتے ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ﴿لا بابینا انت وامنا﴾ ہمارے والدین آپ پر قربان ہوں، ہم نہیں جانتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا باپ مضر اپنے مال کے ساتھ روانہ ہوا تو اونٹوں کو اپنے غلام سے علیحدہ دیکھا۔ چنانچہ مضر نے اپنے غلام کے ہاتھ پر ڈنڈا مارا، تو غلام نے میدان میں بیٹھ کر چیخنا شروع کر دیا اور کہا ہائے میرا ہاتھ۔ جب اونٹوں نے آواز سنی تو وہ اس کے قریب آگئے۔ مضر نے کہا کہ اگر ایسا کلام جمع کیا جائے تو یہ ایک ایسا جملہ بن جائے گا جس پر اونٹ اکھٹے ہو جایا کریں گے۔ اس سے حدی خوانی جمع کی گئی۔ اس بات کو مستطرف میں ذکر کیا ہے۔

سرود تین قسم پر ہے۔ ۱-نصب، یہ جوانوں اور سواروں کا ایک راگ ہے۔ ۲-سناد: یہ بھی ایک طرح کا راگ ہے جو کثیر تعداد میں نغمات کو گلے میں گھوماتا ہے۔ ۳-ہزج: یہ وہ ہلکی اور سریلی آواز ہے جو دلوں کو پھاڑتی ہے اور تحمل مزاج آدمی کو ابھارتی ہے۔

سرود کا اصل اور اس کے معدن امہات القری کے اصول ہیں اور وہ یہ ہیں: مدینہ وطائف، خیبر، فدک، وادی القرای دولومتہ الجندل یمامہ ہیں۔ واللہ اعلم

﴿فرشتوں کے نام اور کنیت﴾

علامہ عینی شارح بخاری فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام کا نام عبدالجلیل اور کنیت ابوالفتوح ہے اور حضرت میکائیل علیہ السلام کا نام عبدالرزاق اور کنیت ابوالغنائم ہے اور حضرت اسرفیل علیہ السلام کا نام عبدالخالق اور کنیت ابو المنافع ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کا نام عبدالجبار اور کنیت ابویحییٰ ہے۔ واللہ اعلم

۱۸۱: حکایت ﴿امام غزالی کا زمخشری کو جواب﴾

صاحب تفسیر کشاف علامہ زمخشری نے امام غزالی کو اس فرمان خداوندی کے متعلق سوال کیا ﴿الرحمان علی العرش استوی﴾ یعنی اللہ تعالیٰ مکان و زمان سے پاک ہے پھر اس کے عرش پر ہونے کا کیا مطلب ہے اور وہ کیسے اس پر برآمد ہوا۔ تو امام غزالی نے ان اشعار کے ساتھ زمخشری کو جواب دیا۔

قل لمن یفهم عنی ما اقول اترك البحث فذا شرح یطول
قصرت واللہ اعناق الفحول انت لا تعرف ایاك ولا
لا ولا تدری صفات رکبت فیك حارث فی خفا ما ها العقول
هل تراها او تری کیف تحول هذه الانفاس قد تحصرها
این منك العقل والفهم اذا غلب النوم فقل لی یا جهول
کیف یجری فیك ام کیف یزول فاذا کانت طوایاك التی

کیف تدری من علی العرش استوی لا تقل کیف استوی کیف الوصول
ھو رب الکیف والکیف یحول وھو فوق الفوق لا فوق لہ
جل ذاتا وصفاتا وعلا وتعالیٰ ربنا عما تقول

ترجمہ: اس سے کہو کہ جو میں کہتا ہوں وہ میری بات کو سمجھے اور بحث کرنا چھوڑ دے۔ اور میں اس کی طویل وضاحت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ ایک یہ باریک اور پوشدہ راز ہے۔ اللہ کی قسم: علماء کی گردنیں اس کے قرب سے قاصر ہیں۔ تو تو خود اپنے آپ کو نہیں جانتا ہے اور تو یہ بھی علم نہیں رکھتا کہ تو کون ہے؟ اور نہ تجھے یہ علم ہے کہ اس کی ذات تک رسائی کیسے حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور نہ تو اس کی ان صفات کو جانتا ہے جو تجھ میں ملی ہوئی ہیں۔ اس کی باریکیوں میں عقل دھنگ ہے اور روح اپنے جوہر اور کنہ کی حقیقت میں تجھ سے دور ہے۔ کیا تو نے اس کو دیکھا ہے یا دیکھتا ہے کہ وہ کیسے گھومتی پھرتی ہے۔ کیا تو ان سانسوں کو گن سکتا ہے؟ نہیں اور نہ ہی تجھے یہ علم ہے کہ وہ کب تجھ سے جدا ہو جائیں گے۔ تجھ سے عقل اور فہم کہاں چلے جاتے ہیں جب نیند تجھ پر غلبہ پاتی ہے۔ اے جاہل: مجھ سے کہہ کہ تو روٹی کے ایک لقمہ کو نہیں جانتا کہ وہ کیسے تیرے اندر جاتا ہے یا تو کیسے پیشاب کرتا ہے۔ پس جب تو اپنی پیٹ کے اندر کی پوشیدہ آنتوں کو جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہیں اسے تو نہیں جان سکتا تو تو اس ذات کو کیسے جان سکتا ہے جو عرش پر استویٰ فرمائے ہوئے ہے۔ یہ مت کہہ کہ وہ عرش پر کیسے استویٰ فرمائے ہوئے ہے۔ تو اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ ہو ذات ہر مکان اور جہت سے پاک ہے۔ وہ مکان اور جہت کو بھی پیدا کرنے والا ہے۔ یہ سب کچھ اس کے گرد گردش کرتے ہیں۔ وہ سب سے بلند ہے اس سے بلند کوئی نہیں ہے وہ ہر جگہ ہے کوئی جہت اس سے خالی نہیں اس کو زوال

نہیں وہ ذات، صفات کے اعتبار سے بزرگ و برتر ہے اور ہمارا پروردگار بلند وعالی ہے اس سے جو تو کہتا ہے۔

۱۸۲: حکایت ﴿عورتوں کی تین قسمیں﴾

ابن معشر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ جب تک سو (۱۰۰) افراد سے مشورہ نہ کرلے شادی نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ پہلے عورتوں سے تکلیف اٹھا چکا تھا چنانچہ اس نے (۹۹) افراد سے مشورہ لیا اب ایک رہ گیا تو وہ اس ارادہ سے باہر نکلا جو بھی شخص پہلے ملے گا اس سے مشورہ لے لوں گا۔ چنانچہ اسے ایک مجنون ملا جس نے ہڈی کا ہار گلے میں ڈالا ہوا تھا اور اپنے چہرہ سیاہ کیا ہوا تھا اور کمزور گھوڑے پر سوار ہے جسے وہ تیزی سے ہانک رہا تھا اس شخص نے اسے سلام کیا اور کہا کہ میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں اس نے کہا جو با مقصد ہو وہ پوچھ لو اور بے مقصد نہ پوچھنا اس نے کہا میں نے عورتوں سے بہت تکلیف اٹھائی ہے اب میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ جبتک (۱۰۰) بندوں سے مشورہ نہ کرلوں تب تک شادی نہیں کروں گا اور تو سوواں شخص ہے تیرا کیا مشورہ ہے۔

اس نے کہا عورت تین قسم کی ہے۔ ایک وہ جو تیرے حق میں اچھی ہے اور ایک وہ جو تیرے خلاف ہے اور ایک وہ جو نہ تیرے حق میں ہے اور نہ ہی تیرے خلاف ہے۔

۱۔ تیرے حق میں اچھی وہ جو نوجوان ہو، صاحب فہم و فراست ہو پہلے کسی مرد سے نہ ملاقات ہوئی ہو اگر تجھ سے کوئی بھلائی دیکھے تو تیری تعریف کرے اگر برائی دیکھے تو سب مردوں سے لاتعلق ہو جائے۔

۲۔ تیرے خلاف وہ ہے جس کا پہلے خاوند سے بیٹا ہو وہ خاوند کی کھال کھینچ لے اور سب مال پہلے بچے کے لئے جمع کرلے۔

۳۔ اور جو نہ تیرے حق میں ہے اور نہ ہی تیرے خلاف ہے۔ یہ وہ عورت ہے جس نے تجھ سے پہلے شادی کی ہو اگر تجھ سے اچھائی دیکھے تو کہے میں یہی چاہتی تھی اور اگر

تکلیف دیکھے تو پہلے خاوند کی طرف اظہار شوق کرے۔

میں نے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں تمہاری جو حالت میں دیکھ رہا ہوں یہ کس وجہ سے ہے اس نے کہا کیا شروع میں میں نے تجھ پر یہ شرط نہیں رکھی تھی کہ صرف اپنے مقصد کی بات پوچھنا مگر میں نے اسے دوبارہ قسم دیکر پوچھا تو اس نے کہا: مجھے لوگوں نے قاضی بنانا چاہا تو میں نے اپنی یہ حالت کرلی جو تو دیکھ رہا ہے یہ کہہ کر وہ مجھے وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔

منصب قضاء اس کے اہل لوگوں نے لیتے ہی چھوڑ دیا ہے اور میں آخرت میں نجات پانے کی طرف توجہ کی ہے اگر قضاء کا مقصد فخر اور عمدہ تعریف ہے تو میں نے اس سے وافر حصہ پالیا ہے اور اگرچہ یہ بوجھ ہے تو میں اس سے دور ہو گیا ہوں لہذا کسی نعمت کا بوجھ اٹھانے سے اسے نہ لینا ہی بہتر ہے۔

۱۸۳: حکایت ﴿ترک دنیا سے مقام﴾

ابی الدنیا نے وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ بنی اسرائیل میں سے دو شخص ایسے تھے جو پانی پر چلتے تھے اور عبادت ریاضت کی وجہ سے اس مقام پر فائز ہوئے تھے۔ ایک دفعہ وہ پانی پر چل رہے تھے تو ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہوا میں اڑ رہا ہے۔ چنانچہ ان دونوں نے اسے پوچھا کہ اے بندہ خدا تو نے یہ مقام کس طرح حاصل کیا ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ دنیا کو چھوڑنے سے اور میں اپنے نفس کو خواہشات نفسانی سے روکے رکھا۔ اور میں نے اپنی زبان کو ہر اس بات سے روکا جو مفید نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے جس حکم کی طرف بلایا گیا اس کی طرف توجہ کی اور خاموشی کو لازم پکڑا۔ اگر میں اللہ کریم پر کسی چیز کی قسم کھاتا ہوں تو وہ میری قسم کو پورا فرما دیتا ہے۔ اور میں اس سے جو سوال کرتا ہوں وہ مجھے عطا فرما دیتا ہے۔

۱۸۴: حکایت ﴿حضرت شفیق بلخی کا حکیمانہ جواب﴾

ایک مرتبہ حضرت شفیق بلخی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی بیوی کے لئے خربوزہ خریدہ لیکن وہ خربوزہ میٹھا نہ نکلا۔ آپ کی بیوی کو غصہ آیا۔ تو حضرت شفیق رحمہ اللہ علیہ نے بیوی سے کہا کہ تم کو غصے کس پر ہو رہی ہو۔ بیچنے والے پر، خریدنے والے پر، کاشتکار پر یا خالق کائنات پر؟ بائع اگر جانتا ہوتا کہ یہ خربوزہ اتنا میٹھا ہے تو وہ اس سے رغبت کرتا۔ اگر خریدنے والے کو اس کی پہچان ہوتی تو وہ چیزوں میں سے وہی خریدتا جو سب سے اچھی ہوتی۔ کاشتکار کو اگر علم ہوتا کہ وہ سب سے اچھی (فصل) اگاتا۔ تو اب تیرا غصہ صرف خالق کائنات پر باقی رہ گیا تو اس سے ڈر اور اس کے حکم پر راضی ہو جا۔ بیوی نے جب یہ بات سنی تو رو پڑی اور اللہ تعالیٰ کے حضور تائب ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا اس پر راضی ہو گئی۔

﴿صبر کی دس اقسام ہیں﴾

(۱) پیٹ کی خواہش پر صبر کرنے کا نام قناعت رکھا گیا ہے اور اس کی ضد شرہ یعنی حرص و طمع ہے۔

(۲) شرگاہ کی شہوت پر صبر کرنے کا نام عفت رکھا گیا ہے۔ اور اس کی ضد شبق یعنی عورت کی تمنا و آرزو کرنا ہے۔

(۳) مصیبت پر صبر کرنے کا نام صبر رکھا گیا ہے اور اس کی ضد بے صبری ہے۔

(۴) مال و دولت پر صبر کرنے کا نام ضبط نفس رکھا گیا ہے اور اس کی ضد غرور تکبر ہے۔

(۵) لڑائی جھگڑے کے وقت صبر کرنے کو بہادری کہا گیا ہے اس کی ضد بزدلی ہے۔

(۶) غصہ کے وقت صبر کرنے کو حلم و بردباری کہا جاتا ہے اس کی ضد بے وقوفی اور

حماقت ہے۔

(۷) مصائب کے وقت صبر کرنے کو سعۃ الصدر یعنی کشادہ سینہ کہا جاتا ہے اور اس کی ضد تنگ دلی ہے۔

(۸) راز کی بات کی حفاظت پر صبر کرنے کو کتمان یعنی چھپانا کہتے ہیں اور اس کی ضد چاق کرنا ہے۔

(۹) فضول معیشت سے صبر کرنے کو زہد کہتے ہیں اور اس کی ضد حرص ہے۔

(۱۰) کسی کام کے متوقع ہونے پر صبر کرنے کو توریہ کہتے ہیں اور اس کی ضد غیظ وغضب ہے۔ واللہ اعلم

۱۸۵: حکایت ﴿متوکل کی سات علامات﴾

اللہ کریم پر بھروسہ کرنے والے کی سات علامات ہیں (۱) جب بھوکا ہو تو طلب نہ کرے (۲) جب بیمار ہو جائے تو علاج نہ کرائے (۳) جب غمگین ہو تو سرد آہ نہ بھرے (۴) جب تکلیف پہنچے تو فریاد نہ کرے (۵) جب ظلم کیا جائے تو انتقام نہ لے (۶) مصائب میں ابتلاء کے وقت پروانہ کرے (۷) اللہ کریم سے کوئی سوال نہ کرے کیونکہ وہ اس کے حال سے بخوبی آگاہ ہے۔

نوٹ: یہ معاملہ خواص لوگوں کے لئے ہے جس سے عامی شخص کو کوئی واسطہ نہیں ہے۔

﴿حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لوگوں کے متعلق سوال﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پانچ قسم کے لوگوں کے بارے میں سوال کیا گیا۔

سوال: ﴿من اجود الناس﴾ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی کون ہے؟

جواب: ﴿اجود الناس من اعطی من حرمہ﴾ لوگوں میں زیادہ سخی وہ ہے

جواس شخص عطاء کرے جو اس کو محروم کرے۔

سوال: ﴿من احلم الناس﴾ لوگوں میں سب سے زیادہ بردبار کون ہے؟

جواب: ﴿واحلمهم من عفا عمن ظلمه﴾ لوگوں میں زیادہ بردبار وہ جو جو اس آدمی کو معاف کردے جو اس پر زیادتی کرے۔

سوال: ﴿ومن ابخل الناس﴾ لوگوں میں سب زیادہ بخیل کون ہے؟

جواب: ﴿وابخلهم من بخل بالصلوٰة على النبى صلى الله عليه وسلم﴾ لوگوں میں زیادہ بخیل وہ شخص ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے میں بخل کرے۔

سوال: ﴿ومن اسرق الناس﴾ لوگوں میں زیادہ چور کون ہے؟

جواب: ﴿اسرقهم من يسرق من صلوته﴾ لوگوں میں زیادہ چور وہ شخص ہے جو اپنی نماز میں چور کرے۔

سوال: ﴿ومن اعجز الناس﴾ لوگوں میں سب سے زیادہ عاجز شخص کون ہے؟

جواب: ﴿واعجزهم من عجز من الله عزوجل للدنيا﴾ ان میں سے زیادہ عاجز پسند شخص وہ ہے جو دنیا کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے سے عاجز ہو۔

﴿لوگوں کی چھ قسمیں ہیں﴾

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تمہارے زمانے میں چھ قسم کے لوگ ہیں۔ شیر بھیڑیا سؤر کتا لومڑی بکری

(۱) شیر تو دنیا کے بادشاہ ہوتے ہیں جو لوگوں کو چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں اور ان کوئی نہیں پھاڑ کھاتا۔

(۲) بھیڑیے تاجر ہیں۔ جب وہ کوئی خریدتے ہیں تو اس کے نقص بیان کرتے ہیں اور بیچتے ہیں تو اس کی تعریف کرتے ہیں ان کا مقصد میراث کے لئے مال کا جمع کرنا ہوتا ہے۔ اور وہ دنیا کے حرص و طمع میں دن اور رات کو ملانا چاہتے ہیں۔

(۳) سؤر، وہ شخص ہے جو عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے۔ اور جس لبادہ کی طرف اس کو بلایا جائے وہ قبول کر لیتا ہے۔ یعنی ایسا شخص جو مردوں کی خواہش پوری کرنے لئے عورت بن جائے اور عورت کی خواہش پوری کرنے کے لئے مرد بن جائے۔

(۴) کتا فاجر۔ وہ ہے جو مخلوق کی طرف بھاگتا ہے اور اپنی دنیا کے حصول کی خاطر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔

(۵) بکری، مؤمن ہے کہ اس کا اون کاٹا جاتا ہے اور دودھ دوہا جاتا ہے۔ گوشت کھایا جاتا ہے اور اس کی کھال اتار جاتی ہے ہڈی توڑی جاتی ہے۔ ان ایذا پہنچانے والوں کے درمیان کیسے اس کو قیاس کیا جائے۔

بچوں کے اوصاف

ایک شخص سے اہل روم کے بچوں کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ دلچسپ حیلہ باز ہیں، پوچھا گیا، آرمینیہ کے بچے، اس نے جواب دیا کہ چالاکی سے خیانت کرنے والے ہیں۔ پوچھا گیا کہ سیاہ رنگ والے یعنی حبشیوں کے بچے کیسے ہیں اس نے جواب دیا، بہادر اور سخی ہوتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ زرد رنگ والی عورتوں کے بچے تو اس نے جواب دیا عمدہ طبیعت والے نرم جسم اور پاکیزہ منہ والے ہوتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ علاقہ بربر کے بچے تو اس نے جواب دیا کہ فاسق اور زانی ہوتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ قبیلہ ہذیل کے شہر فرسیہ کے بچے تو اس نے جواب دیا متکبر اور حسد کرنے والے ہوتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ یہودیوں کے بچے تو اس نے جواب دیا کمینہ صفت پلید ہوتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ ایرانیوں کے بچے تو اس نے جواب دیا مکار اور دھوکہ باز ہوتے ہیں۔

اہل ہند کی خوشی کے سات مواقع

اہل ہند کہتے ہیں کہ ہم سات مواقع پر لذت حاصل کرتے ہیں۔

۱-عورت سے ملاپ کے وقت ۲-شراب پیتے وقت ۳-بال صفائی کے لئے چونے کے استعمال کے وقت ۴-حمام میں ہفتہ کے دن ۵-شادی والے مہینے میں ۶-جس سال بچہ پیدا ہوتا ہے ۷-دوستوں سے ملاقات کے وقت۔ اسی کو سامنے رکھتے ہوئے کسی نے کہا ہے۔ شعر

ان اللیالی لا تبقی علی حال والناس ما بین اجال وامال

کیف السرور باقبال واخرہ اذا تاملتہ مقلوب اقبال

ترجمہ: زمانہ ہمیشہ ایک حال پر نہیں رہتا اور لوگ امید اور خواہشوں کے درمیان گھرے ہوئے ہیں ابتدائی خوشی کیسے باقی رہ سکتی ہے جب غور کرو تو نتیجہ الٹ ہوتا ہے۔

سفر سے آنے والے سے ملاقات کب مناسب ہے

کسی دانشور نے کہا ہے کہ طویل سفر سے واپس پلٹنے والے سے تین دن بعد ملاقات کرنا مناسب ہے اس لیے کہ پہلا دن خاص اس کے اپنے لئے ہے جس میں وہ سفر کی تھکاوٹ سے آرام حاصل کرتا ہے دوسرا دن اسکے اہل خانہ کے لئے ہے طویل جدائی کے بعد ان سے تجدید محبت کرتا ہے اور تیسرے دن گھر والے اس سے اور وہ گھر والوں سے انس اور پیار کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس کے دوست احباب اور اس کے درمیان ملاقاتیں ہوتی ہیں کیونکہ اب وہ گھر والوں سے فارغ ہو گیا ہے اور ان کے حقوق ادا کر دیئے ہیں۔

پیٹ کے درد کا علاج

حدیث پاک میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء کرام میں سے کسی نبی نے اللہ تعالیٰ سے اپنے بدن کی کمزوری اور پیٹھ میں درد کی شکایت کی۔ تو اللہ کریم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ گوشت کو گیہوں میں پکا کر کھاؤ۔ کیونکہ میں نے ان

دونوں میں بڑی طاقت رکھی ہے۔

﴿جنتی پھل﴾

حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت کے پھلوں میں سے تیس قسم کے پھل زمین پر آئے۔ ان میں سے دس پھل ایسے ہیں کہ جن کا باہر والا حصہ کھایا جاتا ہے اور اندورنی حصہ نہیں کھایا جاتا۔ اور وہ پھل یہ ہیں۔ خرمائے تر، زردآلو، شفتالو، آلو بخارا، زعرور یہ ایک طرح کا میوہ ہے۔ لسوڑہ، خرنوب، جنگلی درخت کا پھل ہے، عناب، بیر اور گنا۔

ان میں سے دس پھل ایسے ہیں۔ جن کا اندرونی حصہ کھایا جاتا ہے اور ان کا باہر کا حصہ نہیں کھایا جاتا۔ اور وہ یہ ہیں۔ انار، ناریل، بادام، اخروٹ، شابلوط، پستہ، چلغوزہ، سیتاسپاری، جلوزہ، مسکور۔

اور ان میں سے دس پھل ایسے ہیں کہ جن کا اندرونی اور بیرونی دونوں حصہ کھائے جاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ انگور، انجیر، امرود، بہی دانہ، توت، لیموں، نارنگی، کیلا، اور مجھز۔

۱۸۶: حکایت ﴿بغیر مانگے رزق﴾

شیخ فتح موصلی بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس پچاس دیناروں کی ایک تھیلی بطور ہدیہ آئی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے عطار نے حدیث بیان کی اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سے روایت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿من اتاه رزقه من غير مسالة فرده فانما يرده على الله تعالى﴾ جس کے پاس بغیر مانگے رزق آیا اور اس نے واپس کر دیا تو گویا کہ اس نے اس رزق کو اللہ تعالیٰ کو واپس کیا ہے۔

پھر انہوں نے اس تھیلی کو کھولا اور اس میں سے ایک دینار لے لیا اور باقی دیناروں کو واپس کر دیا۔

۱۸۷: حکایت ﴿اللہ کریم کی اطاعت﴾

کہا گیا کہ ابوالعتاہیہ سے پوچھا گیا کہ تم نے صبح کس حال میں کی تو انہوں نے کہا کہ جو اللہ دوست رکھتا ہے اور جو میں محبوب رکھتا ہوں اور جو شیطان پسند کرتا ہے ان کے خلاف میں صبح کی ہے۔ اس سے اس کی وضاحت طلب کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ اس کی وضاحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ میں اس کی اطاعت کروں تو میں ایسا نہیں کیا۔ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے لئے دولت ہو اور ایسا میرے لئے نہیں ہے اور شیطان چاہتا ہے کہ میں گناہ کروں تو میں ایسا نہیں کیا۔

﴿بوسہ کی اقسام﴾

بوسہ پانچ طرح کا ہوتا ہے۔ (۱) بوسہ رحمت یہ اولاد کو بوسہ دینا (۲) بوسہ تعظیمی یہ باپ کی پیشانی کا بوسہ ہے (۳) بزرگ کا بوسہ یہ بادشاہ کے ہاتھ کا بوسہ ہے (۴) بوسہ عبادت یہ حجر اسود کا بوسہ ہے (۵) بوسہ شہوت یہ عورتوں کا بوسہ ہے۔

﴿نشہ کی اقسام﴾

بعض لوگوں نے کہا کہ نشہ پانچ طرح کا ہوتا ہے (۱) شراب کا نشہ (۲) جوانی کا نشہ (۳) مال کا نشہ (۴) خواہشات نفسانی کا نشہ (۵) بادشاہی کا نشہ

﴿سات چیزوں کے لئے پائیداری نہیں﴾

بعض لوگوں نے کہا کہ سات چیزوں کے لئے کوئی بقاء نہیں ہے (۱) بادل کا سایہ (۲) عوام کی سخت گیری (۳) دنوں کا گزر جانا (۴) عورتوں کا عشق (۵) جھوٹی تعریف (۶) وراثت کا مال (۷) بادشاہی

﴿نو چیزیں فضول ہیں﴾

بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ نو چیزوں میں کوئی فائدہ نہیں ہے (۱) کھلے عام گراؤنڈ

میں سیڑھی لگانا۔(۲) سورج کے ہوتے ہوئے چراغ (۳) کھنڈر مکان کو تالہ لگانا (۴) نوجوان کے لئے سیاہ خضاب (۵) قبرستان میں مور (۶) نابینے کے سامنے خوبصورت عورت (۷) بہرے کا ملامت کرنا (۸) عاشق کو نصیحت کرنا (۹) کمینوں کے ساتھ بھلائی کرنا۔

﴿دنیا نو دال والے الفاظ کے ساتھ قائم﴾

بعض بزرگ لوگ کہتے ہیں کہ دنیا کا مدار نو ایسے الفاظ کے ساتھ جن کے شروع میں دال آتی ہے۔ وہ الفاظ یہ ہیں: دین، دنیا، دولت، دینار، درہم، دار یعنی گھر، دابہ، دسم (چربی والا گوشت) دیس یعنی پستان۔ اللہ اعلم

۱۸۸: حکایت ﴿اللہ کریم کی طرف سچے دل سے رجوع کرنا﴾

بنی اسرائیل میں سے ایک نوجوان تھا جس نے بیس سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور بیس سال اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ پھر اس نے ایک دن اپنا چہرا شیشے میں دیکھا تو اس نے اپنی داڑھی شریف میں سفید بال دیکھے تو پریشان ہو گیا اور کہنے لگا ﴿الٰهی اطعتك عشرين سنة و عصيتك عشرين سنة فان رجعت اليك تقبلني﴾ اے میرے اللہ: میں نے بیس سال تیری اطاعت کی اور بیس سال تیری نافرمانی کی اگر اب میں تیری طرف لوٹ آؤں تو کیا تو مجھے قبول کرلے گا۔ گھر ایک کونے سے غیبی آواز آئی اور آواز دینے والا کوئی شخص نظر نہ آیا۔ وہ کہہ رہا تھا ﴿ان جئتنا جئناك وان تركتنا تركناك وان عصيتنا امهلناك وان رجعت الينا قبلناك﴾ اگر تو ہمارے پاس آئے گا تو ہم بھی تیرے پاس آئیں گے اور اگر تو ہمیں چھوڑ دے گا تو ہم بھی تجھ کو چھوڑ دیں گے اور اگر تو ہماری نافرمانی کرے گا تو ہم تجھے مہلت دیں گے اور اگر تو ہماری طرف رجوع کرے گا تو ہم تجھے قبول کریں گے۔ واللہ اعلم

﴿چند شہروں کے اوصاف﴾

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے اوصاف کسی پر چھپے ہوئے نہیں ہیں۔اسی وجہ سے مدینہ کا نام طابہ یا طیبہ رکھا گیا ہے کیونکہ جس نے اس شہر مبارک میں قیام کیا اس نے عمدہ خوشبو پائی اور اس میں عمدہ خوشبوئیں پھیلتی ہیں اس میں جزامی نہیں پایا جاتا اور نہ ہی اس کے اندر طاعون اور دجال داخل ہو سکے گا۔

﴿بغداد﴾ اس شہر میں گیارہ چیزیں پائی جاتی ہیں۔ظلمت، بے وقوف عورت، سفید اور کالے بال والی عورت، ناز نخرے والی عورت، لاغر سرمہ کشیدہ، لنجی عورت یعنی ہاتھ پاؤں کو خضاب لگانے والے، بغداد کی ہوا خواری کرنے والی، اس کی صبح کی ہوا ضرر دینے والی، اس کے تاجر پھاڑ کر کھانے والے شیر ہیں، اس کے کاریگر اچک لینے والے چور ہیں، اس کے ہمسائے حاسد اور ان کا مزاج فاسد ہے۔

﴿عراق﴾ عراق کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ برائی کے دس حصوں میں سے نو حصوں پر مشتمل ہے اور اس میں سخت بیماری کی علامت ہے۔

﴿بصرہ﴾ بصرہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کے پانی جاری ہیں اور اس کی نہریں خوش آئندہ ہیں اس کے پھل تر و تازہ ہیں اس کی زمین سونا ہے اس کی گرمی شدید ہے اس کی برائی سخت ہے ہر تاجر کا ٹھکانہ گزرنے والے کا راستہ ہے۔

﴿کوفہ﴾ کوفہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس کی رات خوبصورت اس میں نیکی بہت زیادہ ہے۔

﴿شام﴾ شام کے متعلق کہا گیا ہے کہ شام عورتوں کے درمیان اس دلہن کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں لوگوں سے زیادہ مخلوق کی زیادہ اطاعت گزار ہے۔

﴿خراسان﴾ اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کا پانی جامد اور اس کا دشمن کوشاں اور سرکش ہے اس کا ڈر زیادہ اور شر سخت ہے۔

﴿کرمان﴾ اگر اس کی گھاس کم ہو تو لوگ ضائع ہو جائیں۔ اگر زیادہ ہو جائے تو لوگ بھوکے رہیں۔

﴿اصفہان﴾ یہ بڑی بڑی شاہراہ سے کج ہونے والا اور اس کی گھاس زعفران ہے اس کی مکھیاں شہد کی مکھیاں ہیں۔

﴿نہاوند﴾ اس کی مٹی زعفران ہے اس کی دیواریں شہد اور اس کے پھل خرمے ہیں۔

﴿ہندوستان﴾ اس کے پہاڑ طاقتور اس کے دریا موتی ہیں اور اس کے درخت عود اور اس کے پتے عطر ہیں۔

﴿نو آدمی نو چیزوں سے خالی نہیں﴾

قزوین کا رہائشی آرام سے، یمنی جنون سے، واسطے کا رہنے والا غفلت سے، بصری اور کوفہ کا رہائشی جھوٹ سے، بغداد کا باشندہ عقل کی تباہی، خوارزم کا رہنے والا بالائقی اور کنجوسی سے، طبرستان کا رہائشی عقل کی تیزی سے اور ہمدان کا باشندہ حماقت سے خالی نہیں ہو سکتا۔

﴿دو جانور بوسہ لیتے ہیں﴾

انسان اور کبوتر کے علاوہ کوئی حیوان بوسہ لیتے نہیں پایا گیا۔ حیوانوں میں سے کسی جانور میں سوائے انسان اور لقلق کے پرندہ کے شادی کرنا ثابت نہیں ہے اور حیوانات میں سے انسان اور کلنگ پرندہ اور شہد کے مکھی کے علاوہ کسی جانور کے لئے ریاست نہیں ہے۔ حیوانات میں سے سوائے انسان، بھیڑ، بکری، اور خرگوش کے کسی جانور میں خنثی نہیں پایا جاتا۔ جانوروں میں سے کوئی جانور ایسا نہیں ہے جو اپنے غیر جنس کی شکل میں پیدا ہو۔ خچر کے علاوہ کہ وہ گھوڑے اور گدھے کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے اور شیر یہ بجو اور بھیڑیے کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے۔ ریگ ماہی کے علاوہ کہ وہ گھڑیال اور گوہ کے ملاپ سے پیدا ہوتے ہیں اسی طرح شتر گاو پلنگ کے ملاپ سے کہ وہ سات یا نو

جانوروں کے مشابہ ہوتی ہے۔

﴿زیارت قبور﴾

زیارت قبور کے وقت نو چیزیں کا طلب کرنا۔ زیارت قبور سے فناء کرا اعتبار کرنا یعنی ہم بھی ایک دن فناء جائیں گے۔ آخرت کی یاد۔ اہل قبور سے برکت حاصل کرنا (اگر اہل اللہ ہے)، ان کے لئے قرآن خوانی کرنا، قبلہ کی طرف پشت کر کے اپنے چہرہ سے میت کے سامنے کھڑا ہونا۔ اس کو پہچانتا ہو تو اس پر سلام کرنا، قبر کو چھونا، اس پر سجدہ کرنا اور اسکے گرد طواف کرنا جائز نہیں ہے اور اس کے لئے قرات کرنا، اور اس کے لئے اور اپنے لئے دعا کرنا چاہیے۔

نوٹ: فتاری رضویہ میں امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ نے قبر پر ہاتھ پھیرنے منع کیا ہے بلکہ قبر سے چار ہاتھ دور کھڑے ہو کر فاتحہ خوانی کرنی چاہیے۔

﴿شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول﴾

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بعض تالیفات میں فرماتے ہیں کہ جو شخص فتویٰ لینا چاہتا ہے وہ شام چلے جائے اور جو شرف و بزرگی چاہتا ہے وہ عراق جائے۔ اور جو آخرت کا ارادہ رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بیت المقدس جائے اور جو حسن اخلاق کا ارادہ رکھتا ہے وہ مصر کو لازم پکڑ لے۔ اور جو جفاء چاہتا ہے وہ مغرب کو چلے جائے۔

۱۸۹: حکایت ﴿بھیڑیا بکریوں کا چرواہا بن گیا﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن اپنی بکریاں لے کر ایک ایسے جنگل میں گئے جس میں بھیڑیے کثرت سے تھے۔ آپ بہت زیادہ تھکے ہوئے تھے اور بکریوں کی حفاظت کے متعلق فکر مند بھی تھے کہ اگر آرام کرتے ہیں تو بھیڑیے بکریوں پر زیادتی کریں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی نظر آسمان کی اٹھا کر عرض کیا ﴿الٰھی احاط بکل

شیء علمك ونفذت ارادتك وسبق تقدیرك﴾ الٰہی تیرا علم ہر چیز کو کنٹرول کئے ہوئے ہے اور ارادہ جاری ہے اور تیری تقدیر ہر چیز پر سبقت لے چکی ہے۔ اس کے حضرت موسیٰ علیہ السلام زمین پر اپنا سر رکھ کر سو گئے۔ جب نیند سے اٹھائے تو آپ نے دیکھا کہ ایک بھیڑیا آپ کا عصا لے کر اپنے کندھے پر رکھے ہوئے بکریاں چرا رہا ہے۔ اور اپنے غیر سے حفاظت کر رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس بات پر تعجب ہوا تو اللہ کریم نے آپ پر وحی نازل فرمائی۔

﴿یا موسیٰ کن لی کما ارید اکن لك کما ترید﴾ اے موسیٰ علیہ السلام: تو میرے لے ہو جا جس طرح میں چاہتا ہوں۔ تو میں تیرے لئے ہو جاؤں گا جس طرح تو چاہتا ہے۔

۱۹۰: حکایت ﴿حضرت نوح علیہ السلام کا شیر کو ٹھوکر مارنا﴾

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام ایک شیر کے پاس سے گزرے اور اس کو اپنے پاؤں سے مارا ٹھوکر ماری۔ شیر نے اپنا منہ اٹھایا اور آپ کی پنڈلی زخمی کر دی۔ حضرت نوح علیہ السلام درد کی وجہ سے اپنی پنڈلی زمین پر مارنے لگے اور رات کو آرام نہ سکے۔ اور عرض کرنے لگے ﴿یا رب کلبك عقرنی فاوحی اللہ الیہ ان اللہ لا یرضی الظلم انت بدائتہ﴾ اے میرے رب عزوجل: تیرے کتے نے مجھے کاٹ ڈالا ہے۔ تو اللہ کریم نے ان کی وحی بھیجی کہ ظلم کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا پہلے تو نے ہی اس کو تکلیف دی ہے۔ واللہ اعلم

۱۹۱: حکایت ﴿بچہ کی ذہانت موت کا سبب بن گئی﴾

ایک چھوٹا بچہ مدرسہ سے باہر نکلا تو اس کی ملاقات ابو العلاء معری سے ہوئی۔ بچہ نے کہا یہ شعر آپ نے ہی کہا ہے؟

وانی وان کنت الاخیر زمانہ، لات بما لم تستطعہ الاوائل

میں اگر چہ آخیر زمانہ میں ہوا ہوں لیکن میں ایسا کلام کہتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی کو کہنے کی طاقت نہ ہوئی۔

معری نے کہا ہاں، تو بچہ نے کہا پہلے لوگوں نے حرف (۲۹) حروف تہجی ایسے کہے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا کلام میں لانا ضروری ہے اس کے بغیر کلام مکمل نہیں ہوتا تو کیا آپ طاقت رکھتے ہیں کہ ان میں صرف ایک ایسے حرف کا اضافہ کر دیں جس کی طرف لوگ باقی حروف کی طرح کلام کرنے میں محتاج ہوں اور کلام اس سے مکمل ہوتا کہ آپ کو یہ مقام حاصل ہو جائے کہ جو کلام پہلے نہ کر سکے وہ آپ نے کیا ہو۔ یہ سن کر معری خاموش ہو گیا اور اس بچہ کے والد کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ فلاں کا بیٹا ہے۔ معری نے کہا کہ اس کہو اس کی حفاظت سختی سے کریں کیونکہ اس کی ذہانت اسے قتل کرا دے گی چنانچہ چند دنوں بعد وہ بچہ فوت ہو گیا۔

۱۹۲: حکایت ﴿مجنوں کا بچاؤ﴾

ایک شخص مجنون تھا جب وہ بازار سے گزرتا تو لوگ اس سے مزاق کرتے اور چھوٹے بچے اسے روڑے مارتے تھے۔ چنانچہ ایک دولت مند آدمی وہاں سے گزرا۔ اس کے سر پر ٹوپی تھی اور اس کی لمبے لمبے بال تھے تو وہ مجنون اس کے بالوں کے ساتھ لٹک گیا اور اس سے کہنے لگا۔ اے ذوالقرنین مجھے اس یاجوج ماجوج سے بچاؤ۔ لوگ یہ معاملہ دیکھ کر تعجب کرنے لگے اور مسکرانے لگے۔

۱۹۳: حکایت ﴿ذکر اللہ ہمیشہ رہے گا﴾

حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام سوار ہو کر بکریوں کے ایک چرواہے کے پاس سے گزرے اور وہ کہہ رہا تھا کہ سلیمان بن داود علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ نے عظیم بادشاہی دی ہے۔ ہوا نے یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان مبارک میں ڈالی۔ تو آپ سواری سے نیچے اترے اور چرواہے کے پاس آئے اور اس سے فرمایا ﴿ایھا الراعی

ان تسبيحة واحدة في صحيفة عبد افضل عند الله من ملك سليمان لان ملكه يفنى والتسبيحة تبقى لصاحبها ينتفع بها في يوم القيامة﴾ اے چرواہے، بندہ کی ایک تسبیح اس کے اعمال نامہ میں اللہ کریم کے نزدیک سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی بہتر ہے۔ بے شک سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی فنا ہو جائے گی لیکن اس کے مالک کی تسبیح باقی رہے گی اور قیامت کے دن اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ واللہ اعلم

﴿معراج کی رات انبیاء کرام کے خطبات﴾

۱۔حضرت آدم علیہ السلام کا خطبہ ﴿الحمد لله الذى خلقنى بيده واسجد لى ملائكة وجعل الا نبياء من ذريتى﴾ تمام خوبیاں اس ذات کے لئے جس نے مجھے اپنے ہاتھ سے تخلیق فرمایا اور اپنے فرشتوں سے مجھے سجدہ کرایا اور تمام انبیاء کو میری اولاد سے بنایا۔

۲۔حضرت نوح علیہ السلام کا خطبہ ﴿الحمد لله الذى اجاب دعوتى وفضلنى بالنبوة ونجانى ومن معى من الغرق بالسفينة﴾ تمام خوبیاں اس اللہ عزوجل کے لئے جس نے میری دعا کو قبول فرمایا اور مجھے نبوت کے ساتھ فضیلت دی اور مجھے اور میرے ساتھ جو لوگ کشتی میں سوار تھے ان کو غرق ہونے سے نجات دی۔

۳۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خطبہ ﴿الحمد لله الذى اتخذنى خليلا واعطانى ملكا عظيما واصطفانى بالرسالة وانقذنى من النار وجعلها على بردا وسلاما﴾ تمام خوبیاں اس اللہ عزوجل کے لئے جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا اور مجھ کو عظیم بادشاہت عطا فرمائی۔ اور رسالت کے ساتھ مجھے چن لیا، آگ سے مجھ کو بچایا اور اس کو مجھ پر ٹھنڈا اور سلامتی والا بنایا۔

۴۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خطبہ ﴿الحمد لله الذى كلمنى تكليما واصطفانى على الناس برسالته وانقذنى من الغرق وانزل على التوراة والقى على محبة منه﴾ تمام خوبیاں اس اللہ عزوجل کے لئے جس نے مجھ سے کلام

فرمایا اور لوگ پر رسالت کے ساتھ مجھے فضیلت دی اور غرق ہونے سے مجھ کو بچالیا اور مجھ پر تورات کو نازل کیا اور اس سے مجھ پر محبت ڈالی۔

۵۔حضرت داؤد علیہ السلام کا خطبہ ﴿الحمد لله الذی انزل علی الزبور والان الی الحدید ﴾ تمام خوبیاں اس اللہ عزوجل کے لئے جس نے مجھ پر زبور کو نازل کیا، اور میرے لئے لوہے کو نرم کیا۔

۶۔حضرت سلیمان علیہ السلام کو خطبہ ﴿الحمد لله الذی سخر لی الریاح والانس والجن وعلمنی منطق الطیر اعطانی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی ﴾ تمام خوبیاں اس اللہ عزوجل کے لئے جس نے ہوا، انسان اور جنات کو میرے طابع کیا اور مجھے پرندوں کی بولی سیکھائی اور مجھے ایسی بادشاہت دی کہ وہ میرے بعد کسی اور کو عطا نہ ہوگی۔

قائدہ: ﴿حضرت میکائیل علیہ السلام کی پیدائش ﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت میکائیل علیہ السلام کو حضرت اسرافیل علیہ السلام کے پانچ سو سال بعد میں پیدا فرمایا اور اس کے سر سے لے کر پاؤں تک منہ اور بازوں پیدا کیے اور ان میں سے ہر ایک پر ہزار آنکھیں بنائیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گنہگاروں پر ترس کھا کر روتی ہیں تو ہر آنکھ سے ستر قطرے آنسوؤں کے بہتے ہیں اور ہر قطرے سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے اور وہ مقرب فرشتے ہیں۔

جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پانچویں آسمان کی طرف چڑھے تو آپ نے اس میں ایسے فرشتے دیکھے جن کے سروں اور پاؤں کے درمیان منہ اور بازوں تھے اور وہ خوف الٰہی سے رو رہے تھے۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ قرب خاص والے فرشتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اسرافیل علیہ السلام نے اپنے اللہ عزوجل سے عرض کیا ﴿ان یعطیه قوة السماوات والارض والجبال والریاح

وقـوـة الثقلین﴾ وہ اسے آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں، ہواؤں اور جنات کی قوت عطا فرمادے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہوقوت عطا فرمادی اور ان کے سر سے پاؤں تک منہ، بال، زبانیں اور بازو عطا کیے۔ جن کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ دس لاکھ زبانوں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے اور ہر تسبیح سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا اور وہ مقربین فرشتے ہیں۔

۱۹۴: حکایت ﴿وفادار عورت﴾

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب ہدبہ بن خشرم کے قتل کا حکم دیا تو اس نے رات کو اپنی بیوی کے پاس پیغام بھیجا چنانچہ وہ ریشمی لباس میں اس کے پاس حاضر ہوئی اور اس سے مشک کی مہک آ رہی تھی وہ تمام عورتوں سے زیادہ خوبصورت تھی چنانچہ جب میاں بیوی دونوں جمع ہو کر باتیں کرنے لگے تو رو پڑے۔ ان کے درمیان بے حد محبت تھی۔ جب صبح ہوئی اور لوگ ہدبہ کو قید خانہ سے مقتل گاہ کی طرف لے گئے تو وہ اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہوا جب اس کو دیکھا تو یہ شعر پڑھا۔

اقـلـی علی اللؤم وارعی لمن رعی ولا تجزعی مما اصاب واوجعا
ولا تـنـكـحـی ان فرق الـدهـر بيننا اغم القفا والجه ليس بانزعا

اور مجھ پر ملامت کم کرو اور جو شخص رعایت کرے اس کے ساتھ رعایت کر اور جو پریشانی اور دکھ پہنچائے اس سے گریہ زاری مت کر۔ اگر زمانہ ہمارے درمیان میں جدائی کر دے تو تو ایسے شخص سے نکاح نہ کرنا جس کی پیشانی اور گردن تنگ ہو حالانکہ وہ ایسا شخص نہیں ہے کہ اس کی پیشانی اور گردن کے دونوں طرف کے بال جاتے رہے ہیں۔

جب اس عورت اپنے شوہر سے یہ سنا تو وہ باغ کی دیوار کی طرف جھکی اور چھری

لے کر اپنی ناک کاٹ دی پھر وہ اپنے شوہر کی طرف متوجہ ہوئی اور اس سے کہا کہ کیا اس کے بعد بھی نکاح ہے تو ہدبہ نے کہا کہ اب اس سے موت اچھی ہے۔

۱۹۵: حکایت ﴿شوہر سے محبت کرنے والی خاتون﴾

عتبی نے ذکر کیا ہے کہ میں بصرہ کے ایک راستہ پر چل رہا تھا تو اچانک ایک عورت کو دیکھا جو عورتوں میں سے انتہائی خوبصورت عورت تھی اور بہت ہی دانا عورت تھی وہ ایک بوڑھے بے وقوف اور بدشکل شخص سے کھیل رہی تھی اور جب وہ بوڑھا اس سے بات کرتا تھا تو وہ اس کے سامنے ہنستی چنانچہ میں نے اس عورت کے قریب جا کر کہا کہ ﴿مایکون هذا منك﴾ یہ تیرے ساتھ بات کرنے والا کون ہے؟ اس نے جواب دیا ھوزوجی یہ میرا شوہر ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اس کی حماقت اور بدشکل ہونے کی باوجود تو اپنے حسین وجمیل ہونے کے اس کے ساتھ کیسے صبر کرتی ہے؟ بے شک یہ عجیب وغریب بات ہے۔ اس عورت نے مجھ سے کہا کہ اللہ کریم نے مجھ جیسی عورت اس کے نصیب میں لکھ دی ہے اس نے شکر ادا کیا اور میں نے اس طرح کا شوہر پا کر صبر کیا اور شکر وصبر کرنے والا جنتیوں میں سے ہوتا ہے۔ کیا میں اس پر راضی نہ ہوں۔ جو اللہ کریم نے میری قسمت میں لکھ دیا ہے چنانچہ اس عورت کے جواب نے مجھے لاجواب کر دیا۔ پس میں نے اس کو چھوڑ کر چل دیا اسی قسم کے متعلق کہا گیا ہے۔

کن من مدبرك الحکیم، عزوجل علی وجل

وارض القضاء فانه، حتم اجل وله اجل

اپنے بزرگ وبرتر تدبیر کرنے والے حکیم سے ڈرا اور اس کی قضاء پر راضی رہ

کیونکہ اس کا حکم ضروری ہے اور اس کے لئے انتہاء ہے

۱۹۶: حکایت ﴿حضرت ایوب علیہ السلام کی قسم﴾

حضرت ایوب علیہ السلام کی جب آزمائش کی گئی تو آپ کی تین بیویاں تھیں، تمام بیویوں نے آپ کو چھوڑ دیا لیکن آپ کی ایک بیوی جس کا نام رحمت بنت افرائیم بن یوسف علیہ السلام تھا وہ آپ کے ساتھ رہیں۔ لیکن شیطان مردود نے رحمت سے حضرت ایوب علیہ السلام کے معاملہ میں کوئی بات کی لیکن رحمت نے شیطان کو کوئی زجر و توبیخ نہ کی۔ اس وجہ سے حضرت ایوب علیہ السلام رحمت پر ناراض ہو گئے اور قسم کھا بیٹھے کہ اس کو سو کوڑے ماروں گا۔

جب اللہ کریم نے حضرت ایوب علیہ السلام کو صحت یاب کیا تو آپ کو بیوی کو سو کوڑے مارنا اچھا نہ لگا آپ پریشان ہو گئے چنانچہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ سے کہا کہ اللہ کریم آپ کو سلام بھیجتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ سنبل کی جڑوں سے سو شاخوں والا جھاڑوں اپنے ہاتھ سے پکڑ کر ایک مرتبہ رحمت کو مارو تا کہ تم اپنی قسم سے بری ہو جاؤ۔ چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور اپنی قسم سے خلاصی پا گئے۔ اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے اشعار میں یہ کہا۔

مذغیت رحمة فقلبی فی نارا شو اقها بغمه

یا ربنا ردها علینا وهب لنا من لدنك رحمه

میں نے جب سے رحمت کو غائب کیا پس اس وقت سے میرا دل اس کے شوق اور غم کی آگ میں ہے۔ اب ہمارا رب کریم اس کو ہم پر رد کر دے اور اپنی جناب سے ہم کو رحمت عطا فرما دے۔

﴿پانچ اطاعت گزاروں پر عتاب﴾

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کریم نے پانچ اطاعت گزاروں کو پانچ نافرمانیوں کی وجہ سے عتاب کیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو فرعون کی

وجہ سے عتاب کیا اور نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کے لئے بددعا کی تو اللہ کریم نے
آپ پر عتاب کیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ان تین لوگوں کو بددعا دی
جنہوں نے نافرمانی کی، اور وہ مر گئے۔ تو اللہ کریم نے آپ پر عتاب کیا۔ اور حضرت موسیٰ
علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے اس وقت عتاب کیا جب قارون زمین دھنسنے لگا تو اس نے
آپ سے مدد طلب کی لیکن آپ نے اس کی مدد نہ کی۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
اللہ تعالیٰ نے اس وقت عتاب کیا جب آپ نے ایک قوم کو ہنستے ہوئے دیکھا تو آپ نے
انہیں جھڑک دیا۔ تو اللہ کریم نے فرمایا:

﴿یا محمد لا تقنط عبادی من رحمتی﴾

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندوں کو میری رحمت سے ناامید نہ کرو۔

فائدہ: ﴿بدشگونی سے بچو﴾

عام لوگ بعض باتوں سے بدشگونی لیتے ہیں۔ حالانکہ ان کی کوئی اصل نہیں ہے
مثال کے طور پر لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ رات کو شیشہ نہ دیکھو۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت
نے رات کو شیشہ دیکھا تو اس کا شوہر دوسری عورت سے نکاح کرے گا۔ اسی طرح انسان
پہنے ہوئے کپڑے کو سلائی نہ کرے اس سے موت کی فال لیتے ہیں۔ نمک کو پراگندہ نہ
کرے اس لیے کہ اس سے برائی واقع ہوتی ہے۔ اسی مسافر کے پیچھے اس کے واپس نہ
آنے کی فال لینے کے لیے جھاڑو نہ دو۔ اور نہ ہی اس کے پیچھے گھڑا توڑو۔ اسی طرح
جب آگ کی چنگاریاں واقع ہوں تو اس سے مہمان کی ٹھہرنے کی فال لیتے ہیں۔ جب
ایک شخص دوسرے کو اپنا رومال دیتا ہے تاکہ وہ اس سے اپنا منہ صاف کر لے تو وہ اس میں
تھتکارتا ہے تاکہ کوئی برائی واقع نہ ہو۔ اسی طرح جب رات کو جھاڑو دیتے ہیں تو جھاڑو کا
سرا جلا دیتے ہیں۔ ان باتوں کوئی اصل نہیں ہے۔ یہ سب باتیں بے بنیاد ہیں اور لوگوں
کی اپنی گھڑی ہوئی ہیں۔

نکتہ ﴿ تلاوت کے وقت کسی کے آنے پر کھڑا ہونا ﴾

جب کوئی شخص قرآن کی تلاوت کر رہا ہو تو کسی بزرگ کے آجانے پر وہ قاری اس کے لئے کھڑا ہو جائے اور قرآن پاک بھی اس کے ساتھ ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ وہ سائل کے جواب یا مسئلہ کے بیان یا قضاء حاجت میں مشغول ہوتا ہے۔ بالخصوص اگر قاری کو کھڑے نہ ہونے سے کوئی خوف ہو۔

فائدہ ﴿ ولی کرامت سے مستغنی ہے ﴾

جان تو کہ بے شک کرامات اولیاء کبھی ان کی طرف انسان کی ضرورت کے مطابق ہوتی ہیں تو وہ انسان کے ہاتھ پر جاری ہوتی ہیں تا کہ اس کا ایمان مضبوط ہو جائے اور جو شخص اس سے بلند رتبہ پر فائز ہے اس کے ہاتھ پر کرامات جاری نہیں ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی عالی رتبہ کی وجہ سے کرامت سے مستغنی ہے اور یہ اپنی ولایت کے ناقص ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ اسی لیے تابعین کرامات کے اعتبار سے صحابہ کرام سے زیادہ قوی تھے۔ (کیونکہ صحابہ کرام عالی رتبہ پر فائز ہونے کی وجہ سے کرامت سے بے نیاز تھے)

﴿ مصری عورتوں کا رعب ﴾

جب فرعون اور اس کا لشکر اور امراء لوگ تباہ ہو گئے تو مصر میں عام لوگوں اور رعایا کے علاوہ کوئی نہ بچا تو ان لوگوں نے امراء کی عورتوں سے نکاح کر لیے اور اس وقت لوگ عورتوں سے کم درجہ کے تھے اور ان خواتین کا مردوں پر دبدبہ اور رعب آج تک قائم اور باقی ہے۔

﴿ کس عورت سے نکاح کرنا ٹھیک نہیں ﴾

دانا لوگوں نے کچھ چیزیں شمار کیں ہیں جو کہ درج ذیل ہیں جب عورت میں دس وصف پائے جائیں تو اس سے نکاح کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

(۱) چھوٹے قد والی عورت (۲) چھوٹے بال ہونا (۳) موٹا جسم ہونا (۴) زبان

دراز ہونا (۵) منقطع الاولاد یعنی جس کے ہاں اولاد کی کوئی امید نہ ہو۔ (۶) گھر والوں سے لڑنے والی یعنی جھگڑالو۔ (۷) فضول خرچ بے جا خرچ کرنے والی (۸) لمبے ہاتھ والی (۹) گھر سے باہر نکلتے وقت بناؤ سنگھار کو پسند کرنے والی (۱۰) غیر سے طلاق یافتہ

جسم کو مضبوط بنانے کا نسخہ

دس چیزیں ایسی ہیں جو جسم کو طاقت دیتی ہیں اور ذہن کو صاف رکھتی ہیں۔ جو کہ درجہ ذیل ہیں۔ (۱) میٹھی چیز کھانے پر ہمیشگی اختیار کرنا (۲) گردن کے قریب یعنی پٹھوں کا گوشت کھانا (۳) گیہوں کا پانی پینا (۴) ٹھنڈی روٹی کھانا (۵) سرخ منقی کھانا (۶) شہد استعمال کرنا (۷) میٹھا سیب کھانا (۸) چاول کھانا (۹) تر اور خشک خرما کھانا (۱۰) سر پر تیل کی مالش کرنا۔

صحت کو نقصان پہنچانے والی چیزیں

بارہ چیزیں ایسی ہیں جو صحت کو نقصان دیتی ہیں اور نسیان کو بڑھاتی ہیں۔ (۱) گردن کے مہرے سے خون نکالنا (۲) چوہے کا جھوٹا کھانا (۳) ترش چیز کا کھانا (۴) جوں کو زندہ چھوڑ دینا (۵) ٹیکا لگا کر کھانا (۶) پاک پانی میں پیشاب کرنا (۷) انگلیوں سے چٹخانا یعنی کھیلنا (۸) عورتوں کے درمیان سے گزرنا (۹) قبروں کی تختیاں پڑھنا (۱۰) بسم اللہ کے بغیر کھانا (۱۱) عصر کے بعد سونا (۱۲) سولی دیئے گئے شخص کی طرف دیکھنا۔

دل کو سخت کرنے والی چیزیں

جو چیزیں دل کو غمگین اور سخت کرتی ہیں ان کی تعداد گیارہ ہے جو کہ درجہ ذیل ہیں۔ (۱) کھڑے ہو کر شلوار پہننا (۲) دروازے پر بیٹھنا (۳) گھر میں کوڑا کرکٹ جمع رکھنا (۴) بکریوں کے درمیان سے گزرنا (۵) دانتوں سے ناخن کاٹنا (۶) الٹے ہاتھ سے کھانا (۷) آستینوں سے ہاتھ پونچھنا (۸) انڈوں کے چھلکوں پر چلنا (۹) پتھروں سے

کھیلنا (۱۰) سیدھے ہاتھ سے استنجا کرنا (۱۱) رات کو تنہا سفر کرنا۔

جلد بوڑھا کر دینے والی چیزیں

نو چیزیں ایسی ہیں جو جلد بڑھاپے کا سبب بنتی ہیں۔ وہ درجہ ذیل ہیں۔ (۱) نیند سے جاگنے کے وقت ٹھنڈا پانی پینا (۲) عرق گلاب سے بالوں کو دھونا (۳) عورتوں کے ساتھ سونا (۴) عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا (۵) منہ کے بل الٹا ہو کر سونا (۶) جسم پر پہنے ہوئے کپڑوں کے ساتھ منہ صاف کرنا (۷) کثرت سے جماع کرنا (۸) غم کا زیادہ ہونا (۹) رزق کی تنگی۔

چھ چیزیں محتاجی پیدا کرتی ہیں

جو چیزیں محتاجی پیدا کرتی ہیں وہ درجہ ذیل ہیں۔ (۱) گھر میں پھٹے کپڑے سے جھاڑو دینا (۲) ہتھیلی پر کھانا (۳) قضائے حاجت کے وقت ناک صاف کرنا (۴) چولہے میں پیشاب کرنا (۵) دانتوں سے ناخن کاٹنا (۶) لکڑیوں پر سرنگوں ہونا۔

چار چیزیں نظر کو تیز کرتی ہیں

چار چیزیں ایسی ہیں جو نظر کو بڑھاتی ہیں۔ وہ یہ ہیں، (۱) سبزے کی طرف دیکھنا (۲) ماں باپ کی طرف دیکھنا (۳) قرآن مجید کی طرف دیکھنا (۴) خانہ کعبہ کی طرف دیکھنا۔

چار چیزیں جسم کو موٹا کرتی ہیں

جسم کو موٹا کرنے والی چار چیزیں یہ ہیں۔ (۱) ریشمی کپڑا پہننا (۲) گیس پیدا کرنے والی غذاؤں کو کھانا (۳) ہمیشہ خوش رہنا (۴) غم زدہ نہ ہونا۔

جسم کو کمزور کرنے والی چیزیں

چار چیزیں جسم کو کمزور کر دیتی ہیں۔ (۱) کم کھانا (۲) کثرت سے جماع کرنا (۳) غسل خانہ میں زیادہ دیر بیٹھے رہنا (۴) غروب آفتاب کے وقت سونا۔

﴿دل کو سخت کرنے والی چیزیں﴾

چار چیزیں دل کو سخت کرتی ہیں۔(۱) زیادہ باتیں کرنا (۲) زیادہ ہنسنا (۳) زیادہ کھانا (۴) حرام کھانا۔

لطیفہ: ﴿اولوالعزم رسول اور فرشتے﴾

بے شک جان تو کہ اللہ کریم نے تمام مخلوق میں سے اصحاب ارواح کو اختیار کیا پھر ان میں سے اولاد آدم کا انتخاب فرمایا، پھر ان میں سے عقل والوں کو چنا پھر ان میں سے علماء کا انتخاب کیا پھر ان میں سے عمال کو پھر ان میں سے اولیاء کرام کو چنا پھر ان میں سے انبیاء کرام کا انتخاب فرمایا پھر ان میں سے رسولوں کا انتخاب کیا پھر انہی میں سے اولوالعزم رسولوں کو چنا پھر ان میں سے نبی آخر الزماں حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتخاب فرمایا۔

جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا فرمایا تو ان میں سے محافظ اور نیکوکار اور اعمال نامے لکھنے والے مقربین فرشتوں کا انتخاب کیا پھر مقربین میں سے عرش کا اٹھانے والے فرشتوں کا انتخاب فرمایا اور وہ روحانی فرشتے ہیں پھر ان میں سے چار جلیل القدر فرشتوں کا انتخاب کیا اور وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔

۱۹۷: حکایت ﴿شراب پینے کی سزا﴾

ماحتی حاکم کے پاس دو شخص قرضے کا جھگڑا لے کر آئے اور ان میں سے ایک نے دوسرے کے دعویٰ کا اقرار کر لیا۔ ماحتی نے حکم دیا کہ وہ مدعی کو قرض ادا کرے چنانچہ مدیون نے عرض کیا ﴿اصلح اللہ الامیر﴾ کہ اللہ تعالیٰ امیر ماحتی کی اصلاح کرے، میں ایک ایسا شخص ہوں کہ اپنے اولاد کے لئے روزی کماتا ہوں اور اپنی حلال کمائی سے جو کچھ جمع کرتا ہوں اس کو لاتا ہوں تاکہ انکا قرض ادا کروں لیکن میں اس شخص

کو کبھی نہیں پایا کیونکہ یہ شخص اپنے دوستوں کے ساتھ شراب کے نشے میں دت رہتا ہے۔ چنانچہ امیر ماحقی نے قرض خواہ کو قید کرنے کا آڈر جاری کر دیا اور وہ قرضدار سے کہا کہ تو اپنی کمائی کر جب تو کچھ جمع کر لے تو اس کو قید خانہ میں لاکر اس کے حوالے کر دینا تا کہ تجھے اس کو تلاش کرنے کی ضرورت نہ پڑھے۔ قرض خواہ اسی (۸۰) دن سے قید میں رہا حتی کہ اسکا صرف ایک دینار باقی رہ گیا۔ پھر اس نے امیر کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ وہ امیر سے کہے کہ اگر امیر کی مرضی مجھے رہا کرنے کی ہے تو وہ میری رہائی کو حکم دے۔ کیونکہ اب اس پر میرا قرض صرف ایک دینار رہ گیا ہے۔ حاکم ماحقی نے کہا: اللہ کی قسم: جب تک تم اپنا پورا حق نہ لو گے اس وقت تک تجھے رہائی نہیں ملے گی۔

۱۹۸: حکایت ﴿ظلماً قتل کیے جانے والی شخصیات﴾

بزرگوں میں سے جن شخصیات کو ظلم شہید کیا گیا اور پھانسی دیا گیا، ان کے اسمائے گرامی درجہ ذیل ہیں۔

صحابہ کرام میں سے حضرت عثمان غنی، حضرت عمر، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت امام حسین، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت نعمان بن بشیر، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ماھان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

جن کو قتل سے پہلے یا بعد میں سولی دی گئی ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ ہیں۔ مشرکین نے ان کو سولی دی تھی اور حضرت عبداللہ بن زبیر کو حجاج بن یوسف نے سولی دی تھی اور حضرت احمد بن نصر کو واثق نے سولی دی تھی۔ اور جن شخصیات کو کوڑوں سے شہید کیا گیا ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ ہیں ان کو چار سو کوڑے مارے گئے تھے اور حضرت سعید بن مسیب، حضرت ابو الزناد، حضرت ابو عمرو بن العلاء، حضرت عطیہ عوفی، حضرت ثابت بنانی، حضرت عبداللہ بن عوف، حضرت مالک بن انس، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام احمد بن حنبل

رضی اللہ عنہم کو بھی کوڑے مارے گئے تھے۔

۱۹۹: حکایت ﴿حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی توحید پر دلیل﴾

دہریوں کی ایک جماعت حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آئی۔ لیکن امام اعظم نے ان دہریوں سے کہا ﴿مکانکم اصبروا علی حتی اسئلکم عن مسئلة ثم افعلوا ما بدالکم﴾ تم اپنی جگہ پر رک جاؤ۔ حتی کہ میں تم سے ایک مسئلہ پوچھ لوں پھر جو تم کرنا چاہتے ہو کر لینا۔ چنانچہ انہوں نے امام اعظم سے کہا ﴿سل ما ترید﴾ کہ پوچھو جو آپ چاہتے ہیں؟ تو امام اعظم نے ان سے فرمایا ﴿ما تقولون فی سفینه تجری فی وسط بحر علی احسن ماتکون ولیس فیها من یدبرا مرها الیس یکون ذلك﴾ کہ تم لوگ اس کشتی کے متعلق کیا کہتے ہو جو دریا کے درمیان میں احسن طریقے چل رہی ہے جیسا کہ اس کو چلنا چاہیے اور اس میں کوئی شخص نہیں ہے جو اس کام کی تدبیر کرے کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ دہریوں نے جواب دیا: یہ محال ہے۔ تو امام اعظم نے ان سے فرمایا ﴿اذا کان شان السفینة هکذا فکیف بالدنیا و بالسموات و بالارض﴾ جب کشتی کی شان یہ ہے تو دنیا اور آسمان اور زمین کا کیا حال ہوگا (یعنی بغیر خالق کے یہ نظام کیسے چل سکتا ہے) یہ دلیل سن کر وہ لوگ امام اعظم کی طرف بڑھے اور آپ کے قدموں کو بوسہ دینے لگے اور توبہ کر کے امام اعظم کی برکت سے بدعقیدگی سے رجوع کیا۔

﴿مخلوق تین طرح کی ہے﴾

بعض بزرگوں نے کہا کہ مخلوق کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) ربانی (۲) رہبانی (۳) جنانی۔

رہبانی: ﴿من یعبده خوفا من النار﴾ وہ شخص جو دوزخ کی آگ کے ڈر سے عبادت کرتا ہے۔

جنانی: ﴿من یعبدہ طمعا فی جنته﴾ وہ شخص جو جنت کی لالچ میں عبادت کرتا ہے۔

ربانی: ﴿من یعبدہ شوقا الیه لا خوفا من نارہ ولا طمعا فی جنته﴾ وہ شخص جو نہ دوزخ کے ڈر سے اور نہ ہی جنت کے لالچ میں عبادت کرتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی شوق سے عبادت کرتا ہے۔

جب قیامت کا دن ہوگا تو رہبانی سے کہا جائے گا کہ ﴿قد نجوت من النار﴾ تونے دوزخ سے نجات پائی ہے۔ تو وہ عرض کرے گا۔

﴿الحمد لله الذی اذهب عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور﴾ تمام خوبیاں اللہ کے لئے جس نے ہم سے غم کو دور کیا بے شک ہمارا بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔

جنانی سے کہا جائے گا ﴿قد وجبت لك الجنة﴾ تحقیق تیرے لئے جنت واجب ہوگئی۔ تو وہ عرض کرے گا۔

﴿الحمد لله الذی صدقنا وعده واورثنا الارض نتبوا من الجنة حیث نشاء فنعم اجر العاملین﴾ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہم سے سچا وعدہ کیا۔ اور ہمیں اس زمین کا وارث بنایا کہ ہم اس میں رہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا اجر ہوگا عمل کرنے والوں کا۔

ربانی سے کہا جائے گا ﴿قد وهبك الله رؤیته بلا واسطة ولا کیف﴾ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنا دیدار بلا واسطہ اور بلا کیف عطا فرمایا ہے تو وہ عرض کرے گا۔

﴿الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لو لا ان هدانا الله﴾ تمام خوبیاں اللہ کریم کے لئے جس نے ہمیں ہدایت دی اور اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔

مصر میں تشریف لانے والے انبیاء کرام

مصر میں تشریف لانے والے انبیاء کرام کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔ حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، اوران کے بھائی اور حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت یوشع، حضرت عیسیٰ، حضرت دانیال علیہم السلام ہیں۔ صحابہ کرام میں جو حضرات مصر میں تشریف لائے ان کی تعداد تین سو زائد ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا تعارف

کہا جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کریم سے عرض کیا کہ کشتی کیسے بناؤں۔ تو اللہ کریم جبرئیل علیہ السلام کو آڈر دیا کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانا سیکھائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساگون کی لکڑی کے تختے چیرتے اور کاٹتے تھے اور تختوں کو آپس میں ملاتے تھے اور کیلوں سے اس کو مضبوط کرتے تھے۔ آپ نے کشتی کا سر مور کے سر کی طرح بنایا اور مرغ کی دم کی طرح اس کی دم بنائی اور باز کی چونچ کی طرح اس کی چونچ بنائی اور عقاب کے بازوؤں کی طرح اس کے بازوں بنائے اور کبوتر کے منہ کی طرح اس کا منہ بنایا۔ اور کشتی کے تین حصہ بنائے۔ بعض نے کہا کہ سات حصے بنائے تھے اور اس کی لمبائی ایک ہزار گز تھی اور اس کی چوڑائی چھ سو گز تھی اور اس کی اونچائی تین سو گز تھی۔

بعض نے کہا کہ اس کی لمبائی چار سو گز تھی اور چوڑائی دو سو گز تھی اور اس کے سات حصے بنائے۔ ہر حصے کے درمیان دس گز کا فاصلہ تھا اور ہر حصہ کا ایک دروازہ بنایا اور کشتی کے لیے لوہے کی زنجیریں بنائیں اور اس پر روغن قیر و قارہ ملا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس کے چاروں کناروں پر چار کیل ٹھونس دیں اور ہر کیل پر لفظ عین کا نشان بنا دیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کا فائدہ پوچھا۔ تو اللہ کریم نے فرمایا کہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نام ہیں۔ عتیق (یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب ہے) حضرت عمر، حضرت عثمان، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ آپ نے کشتی میں پانی کے لئے ایک حوض بنایا پھر کشتی میں چھ ماہ کی خوراک جمع فرمائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کشتی میں ایک سوراخ والا دانہ رکھ دیا جو سورج کی روشنی دیتا تھا جس سے حضرت نوح علیہ السلام نماز اور دن، رات کے اوقات کو پہچانتے تھے۔ آپ کو کشتی بنانے میں چالیس سال لگے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم رات کو آ کر اس کشتی میں آگ ڈالتی تا کہ وہ کشتی جل جائے لیکن آگ اس پر کوئی اثر نہ کرتی تھی۔ تو لوگ کہتے اس پر حضرت نوح علیہ السلام کے جادو کا اثر ہے۔ جب کشتی مکمل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کشتی میں ایسی آواز پیدا کر دی کہ وہ اونچی آواز میں کہتی ﴿لا الـه الا الله الـه الاولين والاخرين انا سفينة النجاة من ركب علی نجا و من تخلف عنی هلك﴾ اللہ کے سوائے کوئی عبادت کا مستحق نہیں، اور وہ اگلوں اور پچھلوں کا معبود ہے۔ اور میں نجات کی کشتی ہوں جو مجھ پر سوار ہوا وہ نجات پائے گا اور جو مجھ سے پیچھے رہا وہ تباہ ہوگا۔

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم اب بھی ایمان نہیں لاؤ گے؟ انہوں نے جواب نہیں، اے نوح یہ تیرے جادو کا کمال ہے۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام وحشی جانوروں، پرندوں اور زمین پر چلنے والے جانوروں کو آواز دی کہ تم سب کشتی میں عذاب نازل ہونے سے پہلے سوار ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی آواز کو تمام مشرق و مغرب میں پہنچا دیا۔ چنانچہ سب جانور آپ کی طرف چلے آئے تو حضرت نوح علیہ السلام کائنات کی تمام مخلوق کا ایک ایک جوڑا لینے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا کہ وہ درختوں کی تمام اجناس کو لے جائے تو انہوں نے

درختوں کی ہر قسم سے ایک کو کشتی میں سوار کر لیا اور کشتی کے پہلے حصے میں مردوں اور خواتین کو سوار کیا اور وہ یہی لوگ تھے۔ اور ان کے ساتھ ایک صندوق بھی تھا جس میں حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو جسم مبارک اور حجر اسود، مقام ابراہیم اور دیگر انبیاء ومرسلین کی تعداد کے مطابق ان کی لاٹھیاں تھیں۔ اور ہر لاٹھی پر اس کے مالک کا نام تھا اور حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی کے دوسرے حصہ پر وحشی جانور، زمین پر چلنے والے جانور اور چوپاؤں کو سوار کیا۔ تیسرے حصہ میں پرندوں کو چوتھے حصہ میں درختوں کو اور پانچویں حصہ میں پنجہ والے جانور اور شیر کو سوار کیا اور چھٹے حصہ میں سانپ اور بچھو اور ساتویں حصہ میں ہاتھی وغیرہ جانوروں کو بیٹھایا۔

شہر ارم اور شداد بادشاہ

بعض مؤرخین نے کہا ہے کہ شداد بن عاد انبیاء کرام پر نازل شدہ کتب کو پڑھنے کا شوقین تھا جب کتاب میں جنت کا بیان پڑھتا تو اپنے دل میں کہتا کہ اپنے لئے ایسی جنت بناؤں گا۔ تو اس نے اپنے ایک ہزار وزیروں کو حکم دیا کہ ایک ایسی زمین تلاش کریں جس کے وسیع وعریض میدان ہوں۔ وہاں پانی وافر مقدار میں ہو اور اس کی فضاء خوشگوار ہو۔ اور ان وزراء کے ساتھ انجینئرز اور کاریگر بھی ہوں۔

چنانچہ انہوں نے ایسی زمین یمن کی طرف مقام عدن میں پائی۔ پس انہوں نے وہاں مربع کی شکل میں ایک شہر کی بنیاد رکھی۔ جو ہر طرف سے دس فرسخ تھا۔ اس کی بنیاد میں انہوں نے رنگ برنگے سنگ مرمر کے ٹکڑے ڈالے۔ پھر شداد نے اپنے وزراء کو حکم دیا کہ وہ ساری زمین میں پھیل جائیں اور جہاں سے بھی سونا، چاندی اور دیگر معدنیات کی چیزیں اور مشک وعنبر ملے اس کو جمع کرو۔ چنانچہ وزراء نے ایسے ہی کیا اور کسی کے پاس بھی درہم ودینار باقی نہ رہے۔ لوگ ان چمڑے سے کاروبار کرنے لگے جن پر بادشاہ کے نام کی مہر لگی ہوئی تھی اور ان چیزوں کو بادشاہ کے پاس پیش کر دیا۔ چنانچہ بنیاد کے اوپر سونے چاندی سے پانچ سو گز بلند دیوار بنائی گئی اور مشک کو روغن بان اور شہد میں

گوندھ کراس کا گارا بنایا گیا۔اس سے ایک ہزار کمرے اور بالا خانہ خالص سونے اور چاندی کے بنائے جو یاقوتوں اور زبرجد سے ستونوں پر قائم تھے اور نیز وہ کمرے ایسے تھے کہ وہ سونے اور چاندی کے درختوں میں زبرجد اور مختلف رنگوں کے یاقوت بڑے بڑے موتیوں کے پھل بنائے گئے تھے اور ان لوگوں نے ان مکانوں اور درختوں کو عجیب طرح کی صنعت اور نایاب قسم کی ایجادوں سے مزین کیا تھا۔ان کے نیچے نہریں جاری کیں نہروں میں مشک اور زعفران کے ٹیلے بنائے گئے اور اس کی تعمیر تین سو سال میں مکمل ہوئی۔اس کے بعد کارکنوں نے بادشاہ کو اس کی اطلاع دی تو شداد نے وزیروں اور امیروں کو حکم دیا کہ اس مکان کی آرائش کے لئے طرح طرح کے عمدہ فرش اور نفیس قسم کے ظروف بھیجے جائیں۔چنانچہ وزراء نے بیس سال میں اس کا انتظام کیا پھر وزراء نے شداد کو اس کی اطلاع دی۔تو شداد ایک بڑے لشکر کے ساتھ سوار ہو کر اپنے وزراء، امراء اور جواہر و یاقوت اور سونے چاندی کے ساتھ آراستہ پیراستہ عورتیں ھودجوں میں سوار تھیں۔ان کو لے کر جب اس عظیم الشان شہر کے پاس پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو حکم دیا تو اس نے ان لوگوں پر ایک زوردار چیخ ماری چنانچہ وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے اور ان میں سے کوئی بھی اس مکان میں داخل نہ ہو سکا۔اور وہ شہر ابھی تک اللہ تعالیٰ کے علم میں باقی ہے۔جو کہ مخفی ہے۔

تابوت اور سکینہ

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ تورات کے لئے بیت المقدس میں ایک مسجد اور سکینہ کے لئے ایک صندوق بنائیں۔اور قربانی کے لئے ایک قبہ بنائیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ہر ایک شخص پر ایک ایک مثقال سونا مقرر کیا تا کہ اس سے مسجد، قبہ اور تابوت بنایا جائے۔چنانچہ وہ چھ لاکھ سات سو پانچ لوگ تھے۔پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مسجد بنائی جس کی لمبائی ستر گز اور چوڑائی بھی ستر گز تھی اور ایک قبہ بنایا

جس میں سونے کی قندیلیں تھیں۔ جو سونے کی زنجیروں پر لٹک رہی تھیں اور وہ زنجیریں موتیوں اور یاقوت سے مزین تھیں۔ اس میں چار دروازے بنائے۔ ایک دروازہ سے صرف ملائکہ داخل ہوتیں اور ایک دروازے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام داخل ہوتے اور ایک دروازہ سے حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کی اولاد داخل ہوتے تھے۔ ایک دروازے سے بنی اسرائیل داخل ہوتے تھے۔ اس میں سنگ مرمر کا ایک سفید سوراخ والا پتھر نصب کیا۔ آسمان سے دھوئیں کے بغیر آگ اس میں اترتی اور اس میں جو قربانی ہوتی اس کو کھا لیتی تھی اور قندیلوں کو روشن کر دیتی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شمشاد کی لکڑی کا ایک صندوق بنایا جو ڈھائی گز لمبا دو گز چوڑا۔ اور ڈیڑھ گز اونچا تھا۔ اس میں وہ سکینہ رکھا جو حضرت آدم علیہ السلام پر اس وقت اتارا گیا تھا جس وقت جنت سے وہ اتارے گئے تھے۔ اور انبیاء کرام اس کے وارث ہوتے رہے حتیٰ کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آنا پہنچا۔ اور وہ قوم عمالقہ کے چھیننے تک بنی اسرائیل کے پاس رہا حتیٰ کہ طالوت نے اس کو ان سے چھینا اور اس کو بنی اسرائیل کی طرف واپس کیا۔

اس سکینہ کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ سونے کا طشت تھا جس میں انبیاء علیہم السلام کے دلوں کو دھویا جاتا

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ایک روح ہے جو لوگوں سے کلام کرتی تھی۔ جب لوگ کسی معاملہ میں جھگڑا کرتے تھے اور فیصلہ کروانا چاہتے تھے۔ تو وہ اس سکینہ کی طرف اس قبہ کے اندر داخل ہوتے تو سکینہ کے اندر سے ایک کلام نکلتا جو ان کے درمیان فیصلہ کرتا تھا اور حق اور باطل کو ظاہر کر دیتا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ وہ سکینہ مردہ بلی کی طرح تھا اس کے دو سر تھے اور منہ انسان جیسا تھا۔ جب بنی اسرائیل کی کسی سے جنگ ہوتی اور وہ اس تابوت کو اپنے سامنے رکھتے تھے جب وہ بلی چیختی تو بنی اسرائیل جان جاتے کہ ان کو دشمن پر فتح و مدد ملے گی۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس صندوق سے ایک آدمی نکلتا تھا جوان کے دشمن سے لڑتا تھا اور ان کو شکست دیتا تھا۔

اور یہ بھی گیا ہے کہ سکینہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دو نعلین اور عصا کا ایک ٹکڑا تھا۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ شریف اور من وسلویٰ جو بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترا تھا اور کچھ الواح کی تختیاں تھیں۔ جو اس وقت ٹوٹ گئے تھے جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو ڈال دیا تھا۔ جب قوم عمالقہ نے بنی اسرائیل سے تابوت لے لیا تو وہ ان کے پاس دس سال اور سات مہینے رہا اور اس کی یہ حالت تھی کہ جو چیز بھی اس کے قریب جاتی خواہ وہ انسان ہوتا یا کوئی اور چیز تو ہو جل جاتی تھی۔

ایک نیک بزرگ نے کہا کہ اس تابوت کو تم لوگ اپنے پاس سے نکال دو، اس لئے کہ جب تک یہ تمہارے پاس رہے گا اس وقت تک تم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ انہوں اسے بیل گاڑی پر لادا اور اسے ہانک دیا۔ وہ بیل بغیر کسی کے ہانکے وہاں سے چلے اور بنی اسرائیل کی زمین تک پہنچے اور ان بیلوں نے گاڑی کو پھینک کر غائب ہو گئے اور کسی کو پتہ نہ چلا۔ اس کے بعد فرشتوں نے تابوت کو گاڑی سے اٹھایا اور اس کو لے کر آسمان اور زمین کے درمیان اڑنے لگے اور لوگ اسے دیکھنے لگے حتیٰ کہ فرشتوں نے اسے طالوت کے گھر لا کر رکھ دیا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ تابوت اب تک بحیرہ طبریہ میں ہے اور اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر وہاں سے نکالیں گے۔

﴿زنجیر کا کمال اور فضائل حضرت داؤد علیہ السلام﴾

اللہ کریم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ایک ایسی زنجیر عطا فرمائی جب آپ کی قوم جھوٹ اور یاوا گوئی کی کثرت میں مبتلا تھی۔ تو آپ نے اللہ کریم سے عرض کیا ﴿ان یجعل لہ علامۃ لیعرف بھا الحق من الباطل﴾ کہ ان کے لئے کوئی نشانی بنا تا کہ وہ اس کے ساتھ حق اور باطل کو پہچان سکیں۔

وہ زنجیر حضرت داؤد علیہ السلام کے محراب میں تھی اور وہ مضبوط لوہے سے بنی ہوئی تھی۔ اور اسکا رنگ آگ کی طرح تھا۔ اور وہ ہیرے موتی اور جواہرات کی شاخوں سے مزین تھی۔ اور لوگ اس سے فیصلہ چاہتے تھے اور جب کوئی نئی بات سامنے آتی تو وہ زنجیر آواز دیتی تھی اور حرکت کرتی تھی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو اس بات کو علم ہوتا کہ جب کوئی مریض اس کو چھوتا تھا تو وہ فوراً صحت یاب ہو جاتا تھا۔ اور جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو اس زنجیر کو اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے سینہ پر ملتا تو اس کے سینہ سے شرک جاتا رہتا۔ جب کسی شخص کا دوسرے پر کوئی حق ہوتا تو وہ دونوں اس کے پاس حاضر ہوتے جو سچا ہوتا وہ زنجیر کو حاصل کر لیتا (اور دوسرا محروم رہتا)۔

لبعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے آدمی کے پاس بہت قیمتی موتی بطور امانت رکھے اور کسی سال تک خود غائب رہا جب وہ واپس آیا تو اس نے موتی اس شخص سے مانگے تو وہ اس بات سے انکاری ہو گیا۔ پھر موتیوں کے مالک نے اس انکار کرنے والے سے کہا کہ تم میرے ساتھ زنجیر کے پاس چلو۔ ہم وہاں اپنا فیصلہ کرواتے ہیں چنانچہ جس کے پاس موتی تھا اس نے ایک چھڑی لے کر اس میں سوراخ کیا اور موتی اس سوراخ میں بند کر دیا۔ جب وہ زنجیر کے پاس پہنچے تو اس شخص نے جس کے پاس موتی لکڑی میں بند تھا اس نے اصل مالک سے کہا کہ تو میری اس چھڑی کو اپنے پاس رکھ لو اور اس کی حفاظت کرو حتی کہ میں زنجیر کو پکڑوں چنانچہ موتی کے اصل مالک نے وہ چھڑی پکڑ لی اور وہ شخص زنجیر کے پاس گیا اور کہا ﴿اللھم ان کنت تعلم ان الودیعة التی کانت عندی قد دفعتھا لصاحبھا فقرب منی السلسلة ومد یدہ فتناولھا﴾ اے اللہ عزوجل تو جانتا ہے کہ جو امانت میرے پاس تھی اس کو میں نے اصل مالک کے حوالہ کر دیا ہے۔ پس تو زنجیر کو میرے قریب کر دے اور اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کو پکڑ لیا۔ اصل مالک بہت حیران ہوا۔ جب صبح ہوئی تو اس کو نہ دیکھا کیونکہ وہ لوگوں

کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔ اور وہ اب تک غائب ہے۔

﴿حضرت داؤد علیہ السلام کا ذریعہ معاش﴾

حضرت داؤد علیہ السلام کا طریقہ یہ تھا کہ وہ لوگوں کے درمیان حلیہ بدل کر چکر لگاتے تھے اور اپنی قوم کے ساتھ اپنے انصاف کے بارے میں معلوم کرتے تھے۔ ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک آدمی کی شکل میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی قوم کے بارے میں اپنی سیرت کے بارے میں پوچھا۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا ﴿نعم العبد الا انه یاکل من بیت مال المسلمین﴾ کہ حضرت داؤد علیہ السلام اچھا بندہ ہے۔ لیکن وہ لوگوں کے بیت المال سے کھاتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جب یہ بات سنی تو عرض کیا ﴿اللھم علمنی صنعة استغنی بھا عن الاکل منه فعلمه صنعه الدروع الان له الحدید کالشمع﴾ اے اللہ عزوجل: مجھے ایسی صنعت کا علم عطا فرمادے کہ میں اس کے ذریعہ سے بیت المال سے بے نیاز ہو جاؤں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو زرہ بنانے کا علم سکھایا اور آپ کے لئے لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام ہر روز ایک زرہ بناتے تھے اور چھ ہزار درہم میں اسے بیچتے تھے۔ اپنا اور گھر والوں کا خرچا چلاتے تھے۔ اور جو رقم بچ جاتی اسے مسلمان فقرا پر صدقہ کر دیتے تھے۔ سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے زرہ بنائیں آپ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا تھا۔

﴿گناہوں کا کفارہ اور امام غزالی﴾

امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ بندوں کے حقوق اور مال پر جو ظلم کیا گیا ہو اسے ظاہر کرنا اور قدرت ہونے کے باوجود ان کے مالکوں سے معافی چاہنا لازمی ہے۔ مستحب یہ ہے کہ بندہ ہر گناہ کا ایسی چیز سے کفارہ ادا کرے جو اس کے مشابہ

ہو۔ چنانچہ ایسی چیز کی طرف دیکھنا جو حلال نہ ہو اسکا کفارہ ادا کرنے کے لئے قرآن پاک کو دیکھنا۔ لغو اور بیہودہ کلام سننے کا قرآن سننے کے ساتھ کفارہ دے۔ جنابت کی حالت میں مسجد میں ٹھہرنے کا کفارہ مسجد میں اعتکاف سے دے۔ اور شراب نوشی کا کفارہ حلال مشروب کے صدقہ کرنے کے ساتھ دے۔ مسلمان کو تکلیف دینے کا کفارہ اس پر احسان کرنے کے ساتھ دے۔ اور قتل کا کفارہ گردنوں یعنی غلاموں کو آزاد کرنے سے دے۔

﴿دعا قبول ہونے کے اوقات﴾

بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ دن اور رات میں نوے (۹۰) اوقات ایسے ہیں جن میں دعا قبول ہوتی ہے۔ اذان کے وقت تکبیر کے وقت، وضو کے بعد، گھر یا مسجد میں داخل ہونے کے بعد، مسجد سے نکلنے کے بعد، سورہ فاتحہ کے بعد، آمین کے وقت، سمع اللہ لمن حمدہ سننے کے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت، سجدہ میں تشہد کے وقت، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں ظہر سے پہلے زوال کے وقت، مغرب وعشاء کے درمیان، ختم قرآن کے وقت، طواف کعبہ میں، امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت، لیلۃ القدر۔ جمعرات اور ان دونوں کے دن کو سحر کے وقت۔ رات کی آخری تہائی کے وقت، ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔

﴿دعا قبول نہ ہونے کی وجوہات﴾

بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ دعا قبول نہ ہونے کی دس وجوہات ہیں۔

(۱) حقوق اللہ کا ادا نہ کرنا (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک کرنا (۳) قرآن پر عمل نہ کرنا (۴) نعمتوں پر شکر ادا نہ کرنا (۵) امر و نہی یعنی وہ احکام جن کے کرنے کا حکم ہے اور جن سے منع کیا گیا ہے ان میں شیطان کی موافقت کرنا (۶) جنت کو واجب کرنے والے کاموں پر عمل نہ کرنا (۷) دوزخ کو واجب کرنے والی چیزوں پر عمل

کرنا (۸) موت کی تیاری نہ کرنا (۹) لوگوں کی عیب جوئی میں مشغول ہونا (۱۰) موت سے عبرت نہ پکڑنا۔

حکایت: ۲۰۰ ﴿قید سے رہائی حاصل کرنے کا عمل﴾

بعض بادشاہوں کی حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک بادشاہ ایک فقیر پر غضبناک ہوا تو اس نے فقیر کو ایک کمرہ میں قید کر دیا اور اس کا دروازہ بند کر دیا اور کھانے پانی بھی بند کر دیا پھر تین دن کے بعد بادشاہ کو اطلاع دی گئی کہ فقیر قید خانہ سے صحیح سلامت باہر آ گیا ہے۔ بادشاہ نے اس کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا جب وہ فقیر اس کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے فقیر سے کہا کہ کس نے تجھے قید خانہ سے نکالا ہے اور تیری رہائی کا سبب کیا چیز بنی ہے؟ فقیر نے بادشاہ سے کہا کہ ایک دعا کی برکت سے رہائی ملی ہے۔ بادشاہ نے اس سے کہا کہ وہ دعا کون سی ہے؟ فقیر نے کہا کہ وہ دعا یہ ہے۔

﴿هو اللهم انی اسئلك یا لطیف یا لطیف یا لطیف یامن وسع لطفه اهل السموات والارض اسالك اللهم ان تلطفنی بلطفك الخفی (ثلاث مرات) الذی اذا لطفت به احدا من عبادك كفی فانك قلت وقولك الحق الله لطیف بعباده یرزق من یشاء وهو القوی العزیز﴾

ترجمہ: اے اللہ عزوجل: بے شک میں تجھ سے تیرے لطف وکرم کا سوال کرتا ہوں اے لطف کرم فرمانے والے (تین بار یہ کہا) تیرے ہی لطف کرم نے زمین وآسمان کو گھیر رکھا ہے۔ وہ لطف وکرم جو تو اپنے بندوں میں کسی پر وہ لطف فرماتا ہے تو وہ اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔ بے شک تو نے فرمایا ہے اور تیرا فرمان سچا ہے اور وہ یہ ہے کہ ”بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر لطف وکرم فرمانے والا ہے وہ جس کا چاہتا ہے رزق دیتا اور وہ

قوت والے، غالب حکمت والا ہے" اس کے بعد بادشاہ نے اس فقیر کو رہا

کردیا اور اس پر احسان فرمایا۔

﴿حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے آنسو﴾

حضرت آدم علیہ السلام کو جب زمین پر اتارا گیا تو آپ خشکی اور تری میں روئے تو آپ کے جو آنسو خشکی پر گرے وہ لونگ بن گئے اور جو دریا میں گرے وہ پکھوا بن گئے کیونکہ آپ باب التوبہ سے نیچے اتارے گئے۔ اسی طرح حضرت حواء علیہا السلام کے خشکی میں جو آنسو گرے اس سے حنا بن گیا اور جو دریا میں گرا وہ موتی بن گیا کیونکہ آپ کو باب الرحمۃ سے زمین پر اتاری گئی تھیں۔

﴿سانپ، مور اور شیطان کا رونا﴾

سانپ خشکی میں رویا تو خشکی میں آنسو گرے تو اس سے بچھو بن گیا اور دریا میں گرا تو کیکڑا بن گیا۔ اس لیے کہ وہ باب السخط سے نیچے اتارا گیا تھا۔ مور خشکی اور دریا میں رویا تو خشکی میں آنسو گرا تو مچھر بن گیا اور دریا میں گرا تو جونک بن گیا۔ کیونکہ وہ باب الغضب سے نیچے اتارا گیا تھا۔ اسی طرح شیطان لعین بھی خشکی اور تری میں رویا چنانچہ خشکی میں آنسو گرا تو اس سے کانٹا بن گیا اور دریا میں گرا تو مگرمچھ بن گیا کیونکہ وہ باب اللعنت سے نیچے اتارا گیا تھا۔ واللہ اعلم

۲۰۱: حکایت ﴿غیر مسلم لڑکی کا کلمہ پڑھنا﴾

روم کے شہروں میں سے کسی شہر میں ایک فقیر داخل ہوا تو اس نے وہاں ایک حسین و جمیل لڑکی دیکھی تو وہ اس پر فریفتہ ہو گیا اور اس کو شادی کا پیغام دیا۔ اس لڑکی کے والدین نے اس سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا (اور شرط لگائی) کہ جب تک یہ شخص نصرانی نہ ہو جائے (اس وقت تک نکاح نہیں ہو سکتا) چنانچہ اس فقیر نے اس کی شرط قبول کر لی تو ان لوگوں نے نصرانی علماء کو بلایا اور انہوں نے اس کو نصرانی کر دیا۔ اچانک اس لڑکی نے باہر

نکل کراس فقیر کے منہ پر تھوک دیا۔ اوراس فقیر سے کہا کہ ﴿ویحك ترکت دین الحق لشهوة فکیف لا اترك دین الباطل لنعیم الا بد﴾ تو برباد ہو جائیکہ تو نے شہوت کی وجہ سے دین حق کو چھوڑ دیا ہے۔ اور میں دائمی نعمت کے حصول کی خاطر باطل دین کو کیوں نہ چھوڑ دوں۔ چنانچہ اس لڑکی نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گئی۔ ﴿اشهد ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله﴾

۲۰۲: حکایت ﴿اللہ کریم کی کرم نوازی﴾

بنی اسرائیل کے بادشاہ سے ایک عبادت گزار شخص کا ذکر کیا گیا۔ تو بادشاہ نے اس کے پاس ایک شخص کو بھیجا اوراس عبادت گزار سے عرض کیا کہ آپ ہمیں خدمت کا موقع دیں۔ اور ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ تاکہ آپ کی کوئی خاطر تواضع کریں۔ اس شخص نے بادشاہ سے کہا کہ ﴿ان قولك هذا حسن ولکن لو دخلت یوما بیتك فرایتنی العب مع جاریتك ماذا کنت تفعل﴾ بے شک تو نے یہ ٹھیک کہتا ہے لیکن اگر میں تیرے گھر میں ایک دن داخل ہوں اور تو مجھے اپنی لڑکی کے ساتھ کھیلتا ہوا دیکھے تو تو اس وقت میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ بادشاہ غضبناک ہوا اور فقیر سے کہا کہ ﴿یا فاجر تجتری علی بمثل هذا الکلام﴾ اے فاجر آدمی تو ایسے کلام کی مثل کام کرنے کی جرات کرے گا۔ عبادت گزار نے کہا کہ ﴿ان لی ربا کریما لو رای سبعین ذنبا فی الیوم ما غضب علی ولا تردنی عن بابه ولا حرمنی من رزقه فکیف افارق بابه والزم باب من غضب علی قبل وقوع الذنب منی فیکف لورانی فی المعصیة ثم ترکه ومضی﴾ بے میرا رب عزوجل ایسا کریم ہے اگر میں ایک دن ستر گناہ دیکھے تو مجھ پر غضبناک نہیں ہوتا اور نہ ہی مجھے اپنے دروازے سے روکتا ہے اور نہ ہی مجھے اپنے رزق سے محروم کرتا ہے تو میں اس کریم رب کا دروازہ کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ اور ایک ایسے شخص کا دروازہ پکڑوں جو مجھ سے گناہ ہونے

سے پہلے ہی مجھ پر غضبناک ہو رہا ہے تو اس وقت اس کی کیا حالت ہو جب یہ مجھے گناہ میں مبتلا دیکھے گا۔ عبادت گزار بادشاہ کو چھوڑ کر چلا گیا۔

۲۰۳: حکایت ﴿حضرت آدم وحواء علیہما السلام کی آزمائش﴾

بعض علماء فرماتے ہیں جب حضرت آدم وحوا علیہما السلام نے درخت سے کھایا تو دونوں دس چیزوں سے آزمائے گئے۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے اس قول کے ساتھ عتاب فرمایا ﴿الم انهاكما عن تلكما الشجرة﴾ کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا۔

(۲) ان دونوں کے جسم سے جنت کا لباس گرا دیا گیا۔ حتیٰ کہ ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں۔

(۳) ﴿سلب النور عنهما﴾ ان دونوں سے نور بھی چھین لیا گیا۔

(۴) ﴿اخرجهما من الجنة﴾ وہ دونوں جنت سے نکالے گئے۔

(۵) ﴿فراقه لحواء مائة سنة﴾ حضرت حواء علیہا السلام ان سے (حضرت آدم علیہ السلام) سو سال تک جدا رہیں۔

(۶) ﴿العداوة لهما مع ابليس﴾ ان دونوں کی شیطان مردود سے عداوت ہے۔

(۷) ﴿الندم منهما على المعصية﴾ وہ دونوں معصیت پر شرمندہ ہوئے۔

(۸) ﴿تسليط ابليس على اولادهما﴾ شیطان لعین کا ان دونوں کی اولاد پر مسلط ہونا۔

(۹) ﴿جعل الدنيا سجنا لمؤمنيهم﴾ دنیا کو ان اولاد کے اہل ایمان کے لیے قید بنایا۔

(۱۰) ﴿تعبهم في طلب القوة﴾ طلب معاش میں ان کا مشقت اٹھانا۔

﴿شیطان کو دس چیزوں سے عتاب کیا گیا﴾

جب شیطان لعین کو جنت سے ایلہ میں اتارا گیا اور وہ بصرہ ہے۔ اور اسے بیسان بھی کہا گیا ہے۔ تو اسے دس چیزوں کی وجہ سے عتاب کیا گیا۔ (۱) اسے اپنی ولایت سے معزول کیا کیونکہ وہ زمین و آسمان کے ملائکہ کا سردار اور جنت کے داروغوں میں سے ایک داروغہ تھا۔

(۲) ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس پر جنت کو حرام کیا گیا۔ (۳) اس کی شکل کا مسخ ہونا (۴) اس کے نام کا بدل دیا گیا، کیونکہ اس کا نام عزازیل تھا تو بدل کر ابلیس رکھ دیا گیا۔ اور ابلاس کے معنیٰ ہے رحمت سے ناامید ہونا۔ (۵) اس کو بدبختوں کا لیڈر بنا دیا گیا۔ (۶) قیامت تک کے لئے اس پر لعنت ہوتی رہے گی۔ (۷) اس سے معرفت کو چھین لیا گیا اور تعظیم الٰہی کچھ بھی اس کے پاس نہ بچی۔ (۸) توبہ کا دروازہ اس پر ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔ (۹) ہر خیر سے اس کا خالی ہونا۔ (۱۰) جہنمیوں کا اسے خطیب بنا دیا گیا۔

فائدہ: ﴿سورۃ مجادلہ کی فضیلت﴾

صاحب فردوس نے ایک روایت نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ﴿انی لاجد فی کتاب اللہ سورۃ ھی ثلاثون اٰیۃ من قراھا عند نومہ کتب لہ بھا ثلاثون حسنۃ ومحی عنہ ثلاثون سیئۃ ورفع لہ ثلاثون درجۃ ویبعث اللہ الیہ ملکا من الملائکۃ یبسط علیہ جناحہ ویحفظ من کل شیء حتی یستیقظ وھی مجادلۃ تجادل عن صاحبھا فی القبر وھی سورۃ الملک﴾ بے شک میں اللہ کی کتاب میں ایک ایسی سورت پاتا ہوں کہ اس کی تیس آیات ہیں جو اس کو سونے کے وقت تلاوت کرے گا اس کے لئے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور اس کے تیس گناہ مٹائے جائیں گے اور اس کے لئے تیس درجے بلند کیے

جائیں گے۔ اللہ کریم اس پر ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس پر اپنا بازو پھیلائے گا اور اس کو ہر چیز سے محفوظ رکھے گا حتی کہ وہ نیند سے بیدار ہو جائے۔ اور وہ سورت مجادلہ ہے جو اپنے تلاوت کرنے والے کی طرف قبر میں جھگڑا کرے گی اور وہ "ملک" ہے۔

فائدہ: ﴿تمام بیماریوں سے بچنے کا علاج﴾

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿علمنی جبرئیل دواء لا احتاج معه الی دواء ولا طبیب﴾ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے ایک ایسی دوائی بتائی ہے کہ اس دوائی کے ہوتے ہوئے کسی اور دواء اور طبیب کی ضرورت نہیں۔ حضرت ابو بکر، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ﴿وما هو یارسول اللہ ان لنا حاجة الی هذا الدواء﴾ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی دواء ہے ہمیں بھی اس کے متعلق بتائیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بارش کے پانی سے کچھ پانی لے کر اس پر سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص، سورۃ فلق، سورہ ناس اور آیۃ الکرسی میں سے ہر کو اس پر ستر مرتبہ پڑھیں اور سات دن تک صبح و شام وہ پانی پئیں۔

﴿فوالذی بعثنی بالحق نبیا لقد قال لی جبرئیل انه من شرب من هذا الماء رفع اللہ عن جسده کل داء وعافاه من جمیع الامراض والاوجاع ومن سقی منه امراته ونام معها حملت باذن اللہ تعالیٰ ویشفی العینین ویزال السحر ویقطع البلغم ویزیل وجع الصدر والاسنان والتخم والعطش وحصر البول ولا یحتاج الی حجامة ولا یحصی ما فیه من المنافع الا اللہ تعالی وله ترجمة کبیرة اختصرناها﴾

ترجمہ: مجھے اس پاک ذات کی قسم ہے، جس نے مجھے برحق نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ بے شک جبرئیل علیہ السلام نے مجھے کہا ہے کہ جس نے اس پانی کو پی لیا۔ اللہ کریم اس کے جسم سے ہر طرح کی بیماری کو دور کر دے گا اور

تمام بیماریوں اور تکلیفوں سے نجات پائے گا اور جس نے اس پانی سے اپنی بیوی کو پلایا اور اس کے ساتھ صحبت کی تو اللہ کریم کے حکم سے وہ حاملہ ہو جائے گی۔ وہ پانی آنکھوں کو شفا اور جادو کو دفع کرتا ہے اور بلغم کو چھانٹتا ہے۔ سینہ اور دانتوں کے درد اور تخمہ، پیاس اور پیشاب کی رکاوٹ کو دور کرتا ہے۔ اور پچھنے کی حاجت نہیں ہوتی اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے فوائد ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ: ﴿حاجت پوری کرنے کا عمل﴾

خطیب بغدادی اور ابن عساکر نے عبید بن محمد عیسیٰ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے کنانی سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں میں سے نقباء کا مسکن مغرب میں ہے۔ اور نجباء کا مسکن مصر میں ہے اور ان کی تعداد ستر ہے اور ابدال کی تعداد تین سو ہے اور ان کی جائے قیام ملک شام ہے اور غوث کا قیام مکہ میں ہے اور اوتاد کی تعداد چالیس ہے اور اخیار زمین کے سیر و سیاحت کرنے میں مشغول رہتے ہیں اور وہ زمین کے کناروں میں عمود یعنی ستون ہیں۔ جب تجھے کوئی حاجت پیش آئے تو اللہ کریم سے نقباء کے وسیلہ سے پھر نجباء، ابدال، اوتاد، اخیار پھر چار عمود یعنی چاروں ستونوں پھر قطب، غوث فرد جامع کے وسیلہ سے دعا کرو تو حاجت کو پوری ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ

فائدہ: ﴿تنگ دستی دور کرنے کا وظیفہ﴾

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور اپنی تنگ دستی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ ﴿سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم﴾ سورج نکلنے سے پہلے صبح کی نماز کے وقت ایک تسبیح یعنی سو مرتبہ پڑھو اور سو مرتبہ استغفر اللہ پڑھا کرو۔ تو دنیا تیرے پاس ناک رگڑتی ہوئی

آئے گی۔

فائدہ: ﴿مالدار ہونے کا وظیفہ﴾

جس شخص نے جمعہ کی نماز کے بعد پڑھا﴿اللھم یا غنی یا حمید یا مبدی یا معید یا رحیم یا ودود اغننی بحلالك عن حرامك واکفنی بفضلك عمن سوال قضی اللہ دینہ واغناہ عن خلقہ﴾ ترجمہ: اے اللہ عزوجل: اے بے نیاز، اے حمد کے لائق، اے ابتداء سے بنانے والے، اے دوبارہ پیدا کرنے والے، اے رحمت کرنے والے، اے محبت فرمانے والے تو مجھ کو حلال کے ذریعہ سے غنی فرما اور حرام سے بچا اور اپنی مخلوق سے مجھکو غنی کردے۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر اس نے ہر نماز کے ساتھ اس پر ہمیشگی اختیار کی تو دوسرا جمعہ آنے سے پہلے اللہ کریم اپنے فضل سے اس کو مالدار کردے گا۔

﴿غم دور کرنے کا عمل﴾

حدیث پاک میں ہے کہ جب کسی شخص کو کوئی دکھ درد یا غم پہنچے تو ان الفاظ کے ساتھ اللہ کریم کی بارگاہ میں عرض کرے۔ ﴿اللھم انی عبدك وابن عبدك وابن امتك ناصیتی بیدك وماض فی حکمك عدل فی قضائك اسالك بکل اسم ھو لك سمیت بہ نفسك او انزلتہ فی کتاب من کتبك او علمتہ احدا من خلقك او استاثرت بہ فی علم الغیب عندك ان تجعل القرآن العظیم ربیع قلبی ونور صدری وجلاء حزنی وذھاب ھمی وغمی الا اذھب اللہ ھمہ وغمہ وابدلہ مکانہ فرحا وسرورا واللہ اعلم﴾ ترجمہ: اے اللہ عزوجل، میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں اور تیری بندی کا بچہ ہوں۔ میری پیشانی تیرے دست قدرت میں ہے تو اپنے حکم کو میرے حق میں جاری کرنے والا ہے اور تو اپنے حکم میں عادل ہے میں تیرے ہر اس نام کے ساتھ تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جس

سے تو نے اپنی ذات کا نام رکھا یا تو نے اپنی کتب میں سے کسی کتاب میں اس کو نازل فرما یا ہو۔ اور وہ سوال یہ ہے کہ تو قرآن عظیم کو میرے دل کے لئے بہار اور میرے سینے کے لئے نور بنا دے اور میرے غم کو جلاء اور میرے غم جو جانے والا قرار دے۔ اللہ کریم اس کے دکھ درد اور غم کو خوشی اور سرور میں بدل دے گا۔

﴿دس کروڑ نیکیاں﴾

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے جمعرات کو دس مرتبہ یوں کہا ﴿یا دائم الفضل علی البریة یا باسط الیدین با لعطیة یا صاحب المواهب السنیته صل علی محمد خیر الوری سجیة واغفرلی﴾ ترجمہ: اے مخلوق پر ہمیشہ فضل کرنے والے، اے عطیات کے ساتھ دونوں ہاتھ پھیلانے والے، اے بلند مرتبہ عطا کرنے والے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام مخلوق سے بہتر رحمت نازل فرما اور اے بلندیوں کے مالک مجھے بخش دے۔

اللہ کریم اس شخص کے لئے دس کروڑ نیکیاں لکھے گا اور اس کی دس کروڑ خطائیں مٹا دے گا اور اس کے لئے دس کروڑ درجے بلند فرمائے گا۔

﴿سورہ اخلاص کی فضیلت﴾

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد "قل هو الله احد" ایک سو مرتبہ تلاوت کرے اور ایک سو مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور ستر بار یہ دعا پڑھے ﴿اللهم اکفنی حلالك عن حرامك واغننی بفضلك عمن سواك﴾ ترجمہ: اے اللہ عزوجل، تو میری حلال کے ساتھ کفایت فرما اور حرام سے بچا اور اپنے فضل کیساتھ اپنے غیر سے بے نیاز کر دے۔

اس کو پڑھنے والے شخص پر دو جمعہ بھی نہیں گزریں گے حتی کہ اللہ کریم اسے غنی کر دے گا۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اللہ کریم اس کی سو حاجتیں پوری کرے گا، ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی حاجتیں۔ اور جو شخص جمعہ کے بعد ''سبحان اللہ العظیم بحمدہ'' ایک سو بار پڑھے گا اللہ کریم اس کے ایک لاکھ گناہوں کو معاف کردے گا اور ایک لاکھ گناہ اس کے ماں باپ کے معاف کردے گا۔ واللہ اعلم۔

﴿ایک دعا کے تین فائدے﴾

حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی عمر میں اضافہ ہو اور دشمن کے مقابلے میں اس کی مدد ہو اور اس کی روزی میں کشادگی ہو اور بری موت سے بچ جائے اس کو چاہیے کہ وہ صبح شام یہ دعا پڑھے ﴿سبحان اللہ ملاء المیزان ومنتھی العلم ومبلغ الرضاوزنۃ العرش والحمد للہ ملاء المیزان الی اخرہ و لاالہ الا اللہ ملاء المیزان الخ واللہ اکبر ملاء المیزان الخ﴾ ترجمہ: سبحان اللہ کا کلمہ میزان کو بھر دیتا ہے اور یہ علم کا منتھی ہے رضا کا مبلغ اور عرش کی زینت ہے اسی طرح الحمد للہ، لاالہ الا اللہ اور اللہ اکبر بھی میزان کو بھر دیتا ہے الی آخرہ۔

﴿اچانک موت اور ایمان کی حفاظت کا وظیفہ﴾

جو عمل ناگہانی موت کو روکتا ہے اور روزی میں وسعت پیدا کرتا ہے اور جہنم سے آزادی دلاتا ہے اور ایمان کی حفاظت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ۔ چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھے اور قرات کے بعد سو بار استغفار یعنی استغفر اللہ پڑھے۔ اور ہر رکعت کے رکوع، سجدہ، قومہ اور جلسہ میں پچیس بار استغفار پڑھے پھر التحیات پڑھے اور سلام پھیر دے اور جو دعا چاہے کرے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمالے گا۔

فائدہ: ﴿سال کے آخر میں دعا﴾

حج کے مہینے میں جو شخص سات مرتبہ یہ دعا پڑھے تو اللہ کریم اس کے وہ گناہ بھی

معاف کر دے گا جو اس سال میں ہوئے ہیں تو شیطان لعین کہے گا: ہائے افسوس، اس شخص نے ایک لمحہ میں جو گناہ کیے تھے ان سے تائب ہو گیا۔ وہ دعا یہ ہے

﴿اللهم ما عملت من عمل فی هذه السنة مما نهيتنی عنه ولم ترضه ونسيته ولم تنسه وحملت عنی بعد قدرتك علی عقوبتی و دعوتنی الی التوبة بعد جواتی عليك فاغفرلی يا غفور﴾

ترجمہ: اے اللہ عزوجل، جس کام سے تو نے مجھ کو منع کیا تھا اور تو اس کام سے راضی نہ تھا میں نے اس سال میں اس کام کو کیا اور بھول گیا لیکن تو اسے نہ بھولا اور تو مجھے عذاب دینے پر قدرت رکھنے کے باوجود تو نے اسے مجھ سے اٹھا لیا اور میرے گناہ پر جرات کرنے کے باوجود تو نے مجھ کو توبہ کی توفیق دی۔ پس تو مجھ کو بخش دے، اے بخشنے والے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ حج کے مہینے کے آخری دن زوال سے پہلے چار رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سات بار سورۃ [اخلاص] اور دس بار سورۃ [کوثر] پڑھے۔ پھر سلام پھیر دے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

﴿لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيیٰ ويميت وهو حيی لا يموت بيده الخير وهو علی كل شیء قدير﴾

اللہ کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں۔ وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہی زندہ ہے اس کو موت نہیں اسی کے ہاتھ سب خیر ہے اور وہ ہر چاہے پر قادر ہے۔

پھر تین سو ساٹھ بار یوں کہے۔ ﴿استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی

القیوم اتوب الیہ من جمیع ذنوبی وسیئات اعمالی﴾
میں اللہ کریم سے بخشش چاہتا ہوں اس کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں۔ وہ زندہ ہے اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ تمام اپنے گناہوں اور برے اعمال سے۔

اس کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر سو بار ﴿اللھم اغفر لی﴾ کہے۔ پھر سجدہ کرے اور [یارب] سات بار کہے تو آسمان سے ایک فرشتہ آواز دے گا اور کہے گا کہ خوش ہو جا۔ بے شک اللہ کریم نے تیرے وہ گناہ معاف کر دیئے ہیں جو تو اس سال کیے تھے۔

لیکن سال کی پہلی دعا محرم کے پہلے دن یہ ہے۔

﴿اللھم انت الا بدی القدیم الحی القوی الکریم الحنان المنان و ھذہ سنۃ جدیدۃ السالک فیھا العصمۃ من الشیطان الرجیم و اولیاء ہ والعون علی ھذا النفس الا مارۃ بالسوء والشغل بما یقربنی الیک یا ذاالجلال والا کرام﴾

ترجمہ: اے اللہ عزوجل: تو ہمیشہ رہنے والا قدیم، طاقتور کریم، احسان کرنے والا ہے یہ نیا سال ہے میں تجھ سے شیطان مردود اور اس کے دوستوں سے محفوظ رہنے کی درخواست کرتا ہوں۔ اس نفس کے مقابلہ میں جو برائی کا حکم کرنے والا ہے، مدد کی درخواست کرتا ہوں اور اے بزرگی اور اکرام کے مالک جو کام مجھ کر تیرا قرب عطا کرے اس میں مشغول رہنے کی التجا کرتا ہوں۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس نے محرم شریف کے شروع میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھی کہ ہر رکعت میں سورۃ [فاتحہ] کے بعد سورۃ [اخلاص] تین بار پڑھی اور پھر یہ آیت تلاوت کی ﴿قال لھم الناس، الایۃ﴾ ایک ہزار بار تلاوت کی پھر ہزار بار یوں

کہے ﴿یا کافی موسیٰ فرعون ویا کافی محمد الاحزاب﴾ اور پھر سو بار یہ پڑھا ﴿واکفنی ما اھمنی﴾ تو اللہ کریم سارا سال ہر قسم کے غموں سے اس کو نجات دے گا اور جو شخص یہ دعا محتاجی اور مشکل کے وقت میں پڑھے گا اللہ کریم کے حکم سے وہ حاجت پوری ہو جائے گی اور مشکل حل ہو جائے گی۔

فائدہ: ﴿ظالم بادشاہ اور بے وقوف شخص سے حاجت کے وقت یہ عمل پڑھیں﴾

جب تجھے کسی کنجوس، بے وقوف شخص یا ظالم بادشاہ یا ایسے بدزبان آدمی سے کوئی حاجت ہو جس کی بدزبانی سے تجھے خوف ہو تو یہ دعا پڑھا لیا کر۔ ﴿اللھم انت العزیز الکبیر وانا عبدك الذلیل الضعیف الذی لا حول ولا قوۃ الا بك اللھم سخرلی فلانا کما سخرت فرعون لموسیٰ ولین لی قلبہ فی یدك جل ثناء وجھك یا ارحم الراحمین﴾ ترجمہ: اے اللہ عزوجل، تو غلبہ والا ہے اور میں تیرا کمزور اور حقیر بندہوں گناہوں سے باز رہنا اور اطاعت کی طاقت تیری ہی مدد سے ہے۔ اے اللہ عزوجل، میرے لئے فلاں شخص کو اس طرح مسخر کر دے جس طرح تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرعون کو زیر کیا تھا۔ اور میرے لئے اس کا دل اس طرح نرم کر دے جس طرح تو حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو موم کیا تھا، اس لئے کہ وہ صرف تیرے ہی حکم بولتا ہے اور اس کی پیشانی تیرے قبضہ میں ہے اور اس کا دل تیرے دست قدرت میں ہے۔ تیری ذات کے لئے حمد وثناء اور بزرگی ہے۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

فائدہ: ﴿داڑھ کی درد کا دم﴾

جو شخص داڑھ کی درد میں مبتلا ہو تو اس کو چاہیے کہ مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھے اور اس کی دونوں رکعتوں میں [قل اعوذ برب الناس] اور [قل اعوذ برب الفلق] پڑھے۔

یا پھر پہلی رکعت میں یہ آیات تلاوت کرے ﴿اولم یر الانسان انا خلقناه من نطفة﴾ سے لے کر ﴿والیه ترجعون﴾ تک اور دوسری رکعت میں سورت [زلزال] تلاوت کرے۔

اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ چار رکعت نماز پڑھے اور اس کی مثل یہ ہے کہ اس داڑھ پر [من یحیی العظام] سے لے کر سورت کے آخر تک پڑھے۔ ﴿لن ینال الله لحومها﴾ سے ﴿المحسنین﴾ تک۔ یا پھر ﴿لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم﴾ یا پھر روٹی کے لقمہ پر یہ آیت پڑھے ﴿افامنوا ان تاتیهم غاشیه من عذاب الله﴾ اور اس کو داڑھ کے اوپر رکھ دے یہاں تک کہ وہ لقمہ تر ہو جائے پھر وہ لقمہ نکال کر کتے کو ڈال دیں۔

فائدہ: ﴿جائز دعا قبول ہونے کا عمل﴾

مقاتل بن سلیمان کہتے ہیں جس نے صبح کی نماز کو اپنے وقت پر ادا کیا پھر اس دعا کے ساتھ دو سو بار یہ دعا کی۔ اگر کلام کرنے سے پہلے اس کی دعا قبول نہ ہوئی تو وہ مقاتل پر لعنت کرے اور وہ دعا یہ ہے۔

﴿اللهم یا حی یا قیوم یا فرد یا وتر یا سید یامن الیه المستند یامن لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احدا﴾ ترجمہ: اے اللہ عزوجل، اے زندہ، اور ہمیشہ قائم رہنے والے، اے یکتا ذات، اے بے نیاز، اے سردار، اے وہ ذات کہ جس پر بھروسہ کیا جاتا ہے، اے وہ ذات جو نہ کسی سے پیدا ہوئی اور نہ ہی اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔

﴿حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کا عمل﴾

مقاتل بن سلیمان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دوسرے نسخہ میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا معمول یہ دیکھا ہے کہ جو شخص ایک سو مرتبہ یہ دعا پڑھے۔ ﴿بسم

اللہ الرحمان الرحیم لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یا قدیم یا دائم یا فرد یا وتر یا احد یا صمد یا حیی یا قیوم﴾ پھر سجدہ کرے اور اپنی حاجت طلب کرے تو اس کی حاجت پوری کی جائے گی۔ بعض نسخوں میں مذکورہ دعا کے بعد ان الفاظ کا اضافہ ہے﴿یا ذوالجلال والاکرام صل علی محمد وآلہ﴾

ایک اور نسخہ میں دیکھا ہے کہ جو شخص سو مرتبہ یہ دعا پڑھے﴿بسم اللہ الرحمان الرحیم ما شاء اللہ کان لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یا قدیم یا وافی یا خفی یا قائم یا دائم یا فرد یا وتر یا احد یا صمد یا حیی یا قیوم برحمتك استغیث﴾ ایک نسخہ میں ہے کہ اس دعا کو تین دن پڑھے۔

﴿حصولِ علم کے وقت کی دعا﴾

سبق پڑھتے وقت یوں کہا جائے۔

﴿اللھم الھمنی علما افقه به وامرك ونواھیك وارزقنی فھما اعلم به كیف اناجیك یا ارحم الراحمین، اللھم ارزقنی فھم النبیین وحفظ المرسلین والھام الملائكة المقربین برحمتك یا ارحم الراحمین، اللھم اكرمنی بنور الفھم اخرجنی من ظلمات الوھم وافتح لی ابواب رحمتك وانشر علی حلتك یا ارحم الراحمین ومن كلام الخضر او غیرہ ینتفع بھا قائلھا او حاملھا﴾

ترجمہ: اے اللہ عزوجل! ایسا علم الہام فرما کہ اس سے تیرے احکام اور نواہی کو میں سمجھ سکوں۔ اور مجھے ایسا فہم عطا فرما کہ میں تجھ سے مناجات کرسکوں۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔ اے مولیٰ کریم مجھے انبیاء کرام کا فہم اور رسولوں کی یاد اور مقربین فرشتوں کا الہام اپنی رحمت سے عطا فرما۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانیوالے۔ اے میرے اللہ عزوجل تو

فہم کے نور سے میرے سینہ کو روشن کردے اور وہم کی تاریکیوں سے مجھے نکال دے۔ اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔ کلام خضر یا ان کے غیر سے جس سے اس کا کہنے والا یا اس کا اٹھانے والا نفع حاصل کرے۔

سالتك بالحواميم العظيمه وبالتسع المطولة القديمه وبالأمين والفرد المبدا به قبل الحروف المستقيمه وبالقطب الكبير وصاحبيه وبالأرض المقدسه الكريمه وبالقصر الذى عكفت عليه وفيه طيور اصحاب العزيمه وبالمبسوط فى رق المعانى وبالميسور فى اهل الوليمه وبالكهف الذى يدخل فيه ابو فتيانها واى رقيمه تفينى فى فؤادى عين حب يروى فى مسارحها ضميمه

ترجمہ: ان بڑی سورتوں کے وسیلہ سے جن کے شروع میں حم آتا ہے اور قدیم طویل سورتوں کے واسطہ سے اور آمین اور اس ایک حروف کے وسیلہ سے جس کے ساتھ ابتداء کی جاتی ہے۔ اور ایک بڑے قطب اور ان کے دو صاحبوں کے بزرگ اور مقدس زمین کے ذریعہ سے یعنی بیت المقدس کے وسیلہ سے جس کے اوپر اور اندر اصحاب عزیمت کے پرندے یعنی انبیاء کرام کے ارواح مقدسہ معتکف ہیں۔ اور لوح محفوظ کے باریک معانی کے بیان میں پوشیدہ کیا گیا ہے۔ اور اس آسانی کے وسیلہ سے جو اصحاب دعوت ولیمہ کے حق میں ہوتی ہے اور اس غار اور شگاف کے واسطہ سے جس میں جوانان اصحاب کہف داخل ہیں۔ اور آیت رقیم کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے دل میں محبت کا چشمہ جاری کردے کہ اس چشمہ کی سیرگاہوں میں جو آپس میں ملے ہوئے ہیں دل سیراب ہو جائے۔

فائدہ:

اذا اردت طول شئی عال کالنخل والبنیان والجبال
فانظر الی ظلك بالاقدام فانه اصل علی الدوام
فان تجد ظلك طول القامة ستة اقدام فخذ قوامه
فكل شئی قد اردت ظله فی وقتك الحاضر كا مثله
وان حسبت ظله بالاذرع فذلك طول ذلك المرتفع
فالقدم الواحد سد من القامه وظله لسدسه علامه
وهكذا تفعل فی نصف قدم او قدمین فاعتبره كالعلم
وان تجد ظلك قامتین فالظل مثلاه بغیر مین
ثم القیاس بالقریب النسهل قرب الزوال لانتقاص الظل

ترجمہ: جب کسی اونچی چیز کو دیکھنے کا پروگرام ہو جیسے باغ، عمارتیں اور پہاڑ تو اپنے سایہ کی قدموں کی طرف دیکھو (قدم سے قد کا چھٹا حصہ مراد ہے) تو بے شک یہ اصل اپنی ہمیشگی پر ہے۔ اگر تو اپنے قد کی لمبائی کا سایہ چھ قدم پاؤ تو اس کی اصل کو لو۔ اور اگر ہر چیز کے سایہ کو دیکھنے کا پرواگرم ہو تو اپنے وقت حاضر میں تو یہ اس کی مثل ہوگا۔ اگر اس کے سایہ کو گزوں سے ناپنا ہو تو یہ اس چیز کی لمبائی ہوگی۔ اگر تراز وسے اس کا سایہ قد سے زیادہ پاؤ تو ایک قدم قد کا چھٹا حصہ ہے اور اس کا سایہ اس کے چھٹے حصہ کی نشانی ہے۔ اسی طرح نصف قدم یا دو قدم میں کرو تو اس کو نشان کے مثل اعتبار کرو اور اگر اپنے سایہ کو دو قدم پاؤ تو بغیر شک کے سایہ اس کی دو مثل ہوگا۔ پھر قیاس قریب سھل کے ساتھ سایہ کم ہونے کی وجہ سے قریب زوال کے ہے۔

مسئلہ: اگر سایہ دو قدم ہے تو ہر چیز کا سایہ اس کا چھٹا حصہ ہے اگر سایہ دس گز ہے تو

اس کی لمبائی ساٹھ گز ہے یا اس کا سایہ بیس گز ہے تو اس کی لمبائی ایک سو بیس گز ہو گی اور اس طرح باقی حساب کر لو۔

﴿کھٹملوں کو بھگانے کا وظیفہ﴾

کھٹملوں کو بھگانا ہو تو یوں کہو:

﴿ایها البراغيث السود انكم فرقة من الجنود من عهد عاد وثمود اقسمت عليكم بالواحد المعبود ان تكونوا عن جلدي يعود وان لاتقربوا مني الجلود ارسلت عليكم صاعقة مثل صاعقة عاد وثمود ولكم علي من العهود انا لا اقتل منكم والدا ولا مولود انفروا فوراعجلا بارك الله فيكم﴾

ترجمہ: اے کالے کھٹملو! بے شک تم ایک گروہ عاد و ثمود کے زمانہ کے لشکروں میں سے ہو۔ میں تم کو اللہ معبود برحق کی قسم دیتا ہوں کہ تم میری کھال سے دور ہو جاؤ اور میرے قریب مت آنا۔ ورنہ میں تم پر عاد و ثمود کی بجلی کی طرح بجلی بھیجوں گا۔ میری طرف سے تمہیں وعدہ ہے کہ میں تمہارا والد اور نومولود بچوں کو نہیں ماروں گا۔ جلد نکل جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔

فائدہ: ﴿سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج و عمرہ کی تعداد﴾

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے ایک حج کیا تھا اسی طرح ہجرت کے بعد بھی ایک حج کیا تھا جس کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے ایک عمرہ (۶) چھ ہجری میں جس میں آپ کو عمرہ سے روک دیا گیا۔ ایک عمرہ (۷) سات ہجری میں جو (۶) چھ ہجری والے عمرے کی قضا تھی۔ ایک عمرہ فتح مکہ کے سال کیا اور ایک عمرہ اپنے طائف سے واپسی کے

بعد کیا تھا۔

﴿خلفاءِ راشدین کے حج وعمروں کی تعداد﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج وعمرہ کیا اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے خلافت میں حج کے امیر ہو کر حج کیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے آخر میں ان کے ساتھ ازواج مطہرات نے حج کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں تین عمرے کیے اور حضرت عثمان رضی اللہ نے بھی حج وعمرہ کیا لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حج اور عمروں کی تعداد کسی کو معلوم نہیں ہو سکی۔

﴿حاجی آگ سے بری﴾

بعض اخبار میں مذکور ہے کہ مغرب کے بعض مشائخ سے یہ پوچھا گیا کہ ایک شخص بنو کنانہ نے قتل کیا اور اسپر آگ جلائی گئی لیکن آگ نے اس پر کوئی اثر نہ کیا۔ تو اس بزرگ نے فرمایا کہ شاید اس نے تین حج کیے ہوں۔ لوگوں اس بات کی تائید کی چنانچہ اس بزرگ نے فرمایا کہ حدیث پاک میں ہے ﴿ان من حج حجة فقد ادی فرضه ومن حج حجتين فقد داين ربه ومن حج ثلاث حرم الله شعره وبشره علی النار﴾ جس نے ایک حج ادا کیا اس نے اپنا فرض ادا کیا اور جس نے دو حج کیے۔ تو اس نے اپنے رب عزوجل کو قرض دیا۔ اور جس نے تین حج ادا کیے تو اللہ کریم نے اس کے بال اور اس کی کھال کو آگ پر حرام کر دیا۔

۲۰۴ حکایت: ﴿امام اعظم رضی اللہ عنہ کا جواب لاجواب﴾

ایک دفعہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حمام داخل ہوئے تو ایک شخص کو ستر کھولے ہوئے دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں تا کہ اس کے ستر کے لئے پردہ ہو جائے۔ اور ان کی آنکھ سے وہ اوجھل رہے۔ اس بے شرم

مرد نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کب سے آپ کی آنکھیں لے لی ہیں؟ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے تجھ سے شرم وحیا کو لے لیا ہے۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ حمام سے باہر چلے گئے۔

امام علی رضی اللہ عنہ کا فرمان اور اولادِ آدم کی عمر

حضرت امام علی رضی اللہ عنہ سے اولادِ آدم کی عمر اور سال کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: بارہ سال کی عمر تک انسان کو صبی یعنی بچہ کہا جاتا ہے۔ چوبیس سال کی عمر تک غلام، پھر چھتیس سال تک نوجوان اور اڑتالیس سال کی عمر تک جوان پھر ساٹھ سال تک کہل (ادھیڑ) اور اسی (۸۰) سال کی عمر میں شیخ یعنی بزرگ اس کے بعد ہرم وخرف کہا جاتا ہے یعنی زیادہ عمر ہونے سے عقل کا تباہ ہونا۔

فائدہ: زمین وآسمان کے طبقات اور اس کے رہائشی

سدی نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے کہ بے شک زمین کے پہلے طبقہ میں رہنے والے انسان ہیں۔ دوسرے طبقہ میں بے کار ہوا تیسرے طبقہ میں وہ پتھر ہیں جن سے جہنم کا بھرکایا جاتا ہے۔ چوتھی تہہ میں دوزخ کی گندھک ہے اور پانچویں طبقہ میں جہنم کے سانپ ہیں اور چھٹے طبقہ میں دوزخ کے بچھو ہیں اور وہ خچروں کی طرح ہیں۔ ان کی دم نیزوں کی طرح ہیں۔ زمین کی ساتویں تہہ میں شیطان اور اس کا لشکر ہے۔ اور جو یہ کہا گیا ہے کہ زمین کی ہر تہہ میں انسان ہیں یہ بات کہیں سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی اس سے انسیت ہے اگرچہ بعض صوفیاء سے یہ مذکور ہے۔

چار لوگ ایسے ہیں جو ساری روئے زمین کے بادشاہ ہیں۔ دو مومن ہیں۔ ان میں سے ایک ذوالقرنین بادشاہ اور دوسرے حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں اور دو کافر بادشاہ گزرے ہیں۔ ان میں سے ایک نمرود اور دوسرا شداد بن عاد تھا۔

اور جو یہ کہا گیا ہے کہ تمام روئے زمین کے آٹھ بادشاہ ہوئے ہیں۔ تین جنات میں سے اور پانچ انسانوں میں، انسانوں میں سے بخت نصر کو زیادہ لیا گیا ہے۔ جنات میں سے تین، شمھورث، کمورث اور راسخ ہیں لیکن اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

آسمان پر رہنے والوں کی صورتیں پہلے آسمان پر رہنے والے بیلوں کی طرح ہیں۔ انکو حفظہ کہا جاتا ہے اور اس لشکر کے مالک حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ دوسرے آسمان کے ساتھی دردیائیل ہیں اوران کی شکلیں گھوڑوں کی طرح ہیں اوران کی تسبیح گرج دار ہوا کی طرح ہے اوران کے منہ سے چمکتا ہوا نور نکلتا ہے۔ تیسرے آسمان کے ساتھی جنجیائیل ہیں۔ اوران کا لشکر مختلف رنگوں کے پرندوں کی طرح ہے ان میں سے ہرایک کے ستر ہزار بازو ہیں۔ چوتھے آسمان کے مالک صلصائیل ہیں اور انکو لشکر عقاب کی طرح کا ہے اوران میں سے ہرایک کے لئے ہزار بازو ہیں۔ پانچویں آسمان کے مالک سخیائیل ہیں اور انکا لشکر لڑکوں کی طرح ہے اوران میں سے ہرایک کے لئے ستر ہزار زبانیں ہیں۔ چھٹے آسمان کے مالک صوریائیل ہیں اوران کے لشکر کی شکلیں سیاہ آنکھوں والی حوروں کی طرح ہیں۔ ان کے تسبیحات سے خالص مشک کی خوشبو نکلتی ہے۔ ساتویں آسمان کے مالک بنیائیل ہیں اوران کے لشکر کی شکلیں اولاد آدم کی طرح ہیں اور وہ اولاد آدم کے لئے توبہ استغفار کرتے ہیں۔ اور جو ان میں سے فوت ہو جائے ان پر وہ روتے ہیں۔ واللہ اعلم

۲۰۵: حکایت ﴿جھوٹا نبوت کا دعویٰ کرنے والا﴾

بیان کیا گیا ہے کہ مامون کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ہارون رشید کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس کذاب کو بلایا گیا۔ اور اس سے پوچھا ﴿ما علامة بنبوتك﴾ کہ تیری نبوت کی نشانی کیا ہے؟ اس جھوٹے نبوت کا دعویٰ کرنے والے نے

خلیفہ سے کہا ﴿علمی بما فی نفسك﴾ کہ میری نبوت کی نشانی یہ ہے کہ جو کچھ تیرے دل میں ہے اس کا مجھے علم ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ میرے ﴿وما فی نفسی﴾ دل میں کیا ہے؟ اس نے کہا ﴿تقول انی کاذب﴾ کہ تم کہتے ہو کہ میں جھوٹا ہوں۔ اس کے بعد خلیفہ نے ایک عرصہ تک اس کو قید رکھ کر دوبارہ اس کو حاضر کر کے پوچھا ﴿هل اوحی الیك بشئی﴾ کیا تیرے پاس کو وحی آئی ہے؟ اس نے جواب دیا ﴿لا﴾ نہیں۔ خلیفہ نے کہا ﴿ولم﴾ یہ کیوں؟ اس نے جواب دیا ﴿لان الملائکة لا تدخل الحبس﴾ کہ فرشتہ قید خانہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ خلیفہ اس کی بات پر ہنسا پڑا اور اس کو رہا کر دیا۔

ایک اور شخص نے بھی خلیفہ مامون کے زمانہ میں جھوٹا نبوت کا دعویٰ کیا جب اس کو خلیفہ کے سامنے حاضر کیا گیا اور ثمامہ کو حکم دیا کہ اس سے انٹرویو کرے۔ ﴿ما علامة نبوته﴾ کہ اس کی نبوت کی نشانی کیا ہے؟ ثمامہ نے اس سے نبوت کی نشانی پوچھی تو اس نے کہا ﴿علامة نبوتی ان اطلق امراتك وانکحها بحضرتك فتلد ولدا یشهد فی وقت ولادته انه انا نبی﴾ کہ میری نبوت کی نبوت کی علامت یہ ہے کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دے اور میں تیرے سامنے اس کے ساتھ نکاح کروں اور اس سے ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا جو اپنی پیدائش کے وقت میری نبوت کی گواہی دے گا۔ ثمامہ نے یہ سنکر کہا ﴿اما انا فاشهد انك نبی﴾ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نبی ہے۔ مامون نے کہا کہ اے ثمامہ ﴿ما اسرعك بما امنت به﴾ تو کس قدر جلدی سے اس پر ایمان لے آیا۔ ثمامہ نے کہا کہ کیا آپ پر یہ بات آسان ہے کہ وہ میری بیوی کے ساتھ اس طرح کرے اور میں اس کی طرف دیکھوں۔ یہ سن کر مامون مسکرایا اور اس پاگل کو اپنے دربار سے نکال دیا۔

۲۰۶: حکایت ﴿شمعدان اور بادشاہ کی خدمت گاری﴾

سلطان کامل کے پاس ایک شمعدان تھا اور اسمیں ایک دروازہ تھا جب ایک گھنٹہ گزر جاتا تو ایک دروازہ سے ایک آدمی نکل آتا جو بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہتا یہاں تک کہ وہ گھنٹہ گزر جاتا پھر دوسرے دروازے سے ایک شخص آتا اور ایک گھنٹہ تک وہ بادشاہ کی خدمت کرتا اسی طرح بارہ ماہ تک تمام دروازوں کی یہی صورت حال رہتی۔ جب رات ختم ہو جاتی تو ایک شخص شمع دان کے اوپر سے ہو کر عرض کرتا کہ اے بادشاہ سلامت: صبح ہو گئی ہے۔ چنانچہ وہ فجر کے طلوع ہونے پر مطلع ہو جاتا اور نماز کے لئے تیار ہو جاتا۔

۲۰۷: حکایت ﴿بولنے والا پیالہ﴾

بادشاہ کے لئے ایک ایسا پیالہ بنایا گیا۔ جب وہ پانی پی کر فارغ ہوتا تھا تو اس پیالہ سے آواز آتی وہ کہتا تھا کہ تیرے لئے صحت و عافیت ہو۔

۲۰۸: حکایت ﴿یحیٰی بن خالد کا لاجواب فیصلہ﴾

ایک شخص نے یحیٰی بن خالد برمکی کے پاس سامنے ایک قصہ پیش کیا۔ وہ کہنے لگا کہ ایک تاجر مسافر فوت ہو گیا ہے اور اس نے ایک خوبصورت لڑکی اور ایک دودھ پیتا بیٹا اور بہت زیادہ مال چھوڑا ہے۔ وزیر ان سب چیزوں کا زیادہ حقدار ہے۔ تو یحیٰی برمکی نے اس کی درخواست پر لکھا کہ فوت ہونے والے اللہ کریم رحم فرمائے اور لڑکی کو حفاظت میں رکھے۔ لڑکے کی پرورش فرمائے اور مال کو محفوظ رکھے اور جو شخص اس مال کی کوشش کرنے والے اور ہمارے پاس اس کی چغلی کھانے والا ہے اس پر اللہ تعالیٰ لعنت ہو۔

۲۰۹: حکایت ﴿آگ سے محفوظ رہنا﴾

حضرت ابراہیم آجری علیہ الرحمہ اینٹوں کے بھٹے میں آگ جلاتے تھے۔ آپ نے ایک یہودی کا قرض دینا تھا تو وہ قرض لینے کے لئے آیا۔ تو حضرت ابراہیم نے اس سے کہا کہ ﴿اسلم لا تدخل النار﴾ تو اسلام قبول کرلے تاکہ تو آگ میں داخل نہ ہو سکے۔ یہودی نے کہا کہ ہم سب آگ میں ضرور داخل ہوں گے کیونکہ تمہاری کتاب میں لکھا ہے ﴿وان منکم الا واردها﴾ اور تم میں سے ہر ایک کا جہنم سے گزر ہو گا۔ یہودی نے کہا کہ ﴿فان احببت ان اسلم فارنی شیئا اعرف به شرف الاسلام﴾ اگر تم پسند کرتے ہو کہ میں اسلام قبول کروں۔ تو مجھے کوئی چیز دکھلاؤ تاکہ میں اسلام کی عظمت کو پہچان سکوں۔ ابراہیم نے کہا کہ اپنی چادر دو تو اس نے چادر دی تو آپ نے اس کی چادر کو اپنی میں لپیٹ کر دونوں کو بھٹے میں ڈال دیا۔ بھٹہ میں آگ کے شعلہ بھڑکتے رہے پھر تھوڑی دیر بعد حضرت ابراہیم بھٹے میں داخل ہوئے اور دونوں نے چادریں نکال لائے تو یہودی کی چادر جل چکی تھی اور حضرت ابراہیم کی چادر نہیں جلی تھی۔ حضرت ابراہیم نے کہا ﴿هكذا يكون دخولنا في النار انت تحرق وانا سالم فاسلم اليهودي وحسن اسلامه﴾ اسی طرح ہم سب آگ میں داخل ہوں گے اور تو جل جائے گا اور میں سلامت رہوں گا پس یہودی نے اسلام قبول کر لیا اور اچھا مسلمان بن گیا۔

﴿حضرت سلیمان علیہ السلام اور بوڑھیا﴾

بے شک حضرت سلیمان علیہ السلام خشک کدو کے کاسے (پیالے) بناتے اور ان کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے اپنے بال بچوں کا خرچہ چلاتے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ علیہ السلام سے کہا کہ اللہ کریم آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ فلاں مکان میں جائیں وہاں ایک نیک خاتون اور اس کی بچیوں رہتی ہیں ان کی خوراک، کپڑا اور

دیگر ضروریات کو پورا کریں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿یا جبرئیل ان اللہ یعلم انی فقیر لا املك من الدنیا شیئا فاوحی اللہ الیہ ان اطلب من الدنیا ما شئت﴾ کہ اے جبرئیل علیہ السلام بیشک اللہ کریم کو علم ہے کہ میں محتاج ہوں اور دنیا کی کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ چنانچہ اللہ کریم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ دنیا کی جو چیز مانگنا چاہتے ہو مانگ لو۔ جب آپ کو دنیا مانگنے کی اجازت ملی تو آپ نے ایک ایسی بادشاہی مانگی کہ آپ کے بعد کسی کو اس لائق بادشاہی نہیں ملی۔ جب دنیا کی آپ پر وسعت ہوئی تو آپ اس بوڑھیا کو کچھ عرصہ کے لئے بھول گئے جب یاد آیا تو پیدل چل کر اس کے پاس گئے جب اس کے دروازہ پر دستک دی۔ تو ایک لڑکی باہر نکلی تو اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی۔ آپ نے اندر داخل ہوئے ﴿فرای امراۃ عمیا جالسة فی بیت مظلم﴾ تو ایک نابینہ بوڑھیا کو دیکھا جو اندھیرے گھر میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اس عورت نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا ﴿یا سلیمان یو صیك ربك علی وتنسانی مدة طویلة بالدنیا فاعتذر الیھا واجری لھا ما یکفیھا انتھی﴾ اے سلیمان علیہ السلام تمہارے رب نے تجھے میرے بارے میں وصیت کی تھی۔ لیکن تم دنیا کی وجہ سے ایک مدت تک مجھے بھول گئے۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے معذرت کی اور اس کے لئے اتنی رقم وقف کی جو اس کے لئے کافی ہو۔

﴿پرہیزگار کو جیل میں کھانا مل گیا﴾

ایک پرہیزگار شخص نے کھانے کی خوشبو سونگھی تو دل میں اس کو کھانے کی چاہت پیدا ہوئی۔ چنانچہ وہ اس کھانے والے شخص کے پیچھے بازار کی طرف چل پڑا۔ اس نے ایک پکار سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے فلاں کی جیب سے مرغابی فروش نے کچھ درہم چرا لئے ہیں۔ چنانچہ لوگوں نے اس پرہیزگار کی طرف دیکھا اور اس کو پکڑ لیا۔ تو حاکم نے اسے قید

خانہ میں بند کر دیا۔ اور وہ مذکورہ کھانے قید میں بند لوگوں میں سے کسی کے لئے بھیجا گیا تھا۔ جب وہ کھانے اس شخص کے سامنے رکھا گیا تو اس نے پرہیز گار شخص سے کہا کہ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ چنانچہ اس زاہد نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور خوش ہو گیا اور کہنے لگا

﴿الٰهی کنت قادرا علی ان تطعمنی هذا الطعام من غیر تهمة السرقة فسمع هاتفا یقول من طلب الجیف فلیصبر علی عض الکلاب واذا شخص یقول قد وجدنا اللص الذی اخذ الدراهم فاطلقوا الرجل الغریب فاطلقوه﴾ اے میرے معبود برحق: تو مجھے بغیر چوری کی تہمت کے بھی کھانا کھلانے پر قادر تھا۔ تو ہاتف غیبی سے آواز آئی کوئی کہہ رہا تھا کہ جس نے مردار کو طلب کیا تو اس کو کتے کے کاٹے ہوئے گوشت پر صبر کرنا چاہے۔ اس نے سنا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ ہم نے اس چور کو پکڑ لیا ہے جس نے درہم لئے تھے۔ اس لئے مسافر شخص کو رہا کر دو۔ چنانچہ لوگوں نے اس پرہیز گار کو چھوڑ دیا۔

﴿ہر شخص کی حفاظت فرشتے کرتے ہیں﴾

علامہ قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہر شخص کے ساتھ بیس فرشتے ہوتے ہیں۔ جو ان کی اللہ کریم کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ زمین کی کوئی کھیتی اور درختوں پر پھل اور زمین کی تاریکی میں کوئی دانہ ایسا نہیں ہے کہ جس پر (بسم اللہ الرحمان الرحیم) نہ لکھا ہو کہ یہ فلاں بن فلاں کی روزی ہے۔

۲۱۰: حکایت ﴿امیر کا خزانہ فقیر کو ملنا﴾

آسمان سے دو فرشتے اترے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں پھر واپس آسمان پر جا کر آپس میں ملے۔ ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے ملے اور پوچھا کہ تم کہاں تھے؟۔ اس نے کہا میں مشرق میں تھا۔ مجھے میرے رب عزوجل نے ایک شخص کے خزانہ کی طرف بھیجا تھا تا کہ میں اس خزانہ کو زمین میں دھنسا دوں۔ دوسرے فرشتے

نے کہا کہ مجھے میرے رب عزوجل نے خزانہ لینے کے لئے بھیجا تھا اور اس کو مغرب میں ایک شخص کے گھر میں رکھ دوں۔ اس کے پاس نہ کوئی درہم ہے اور نہ ہی کوئی دینار ہے۔ اس بات کو رضوان جنت نے سنا تو ان سے کہا کہ میرا قصہ تم دونوں سے زیادہ عجیب ہے۔ ﴿امرنی ربی ان اذهب الی دار الفقیر واعد الکنز کم هو درهما و دینار ففعلت ثم امرنی ربی ان ابنی قصورا فی الجنة بعدد کل درهم و دینار للفقیر و صاحب الکنز﴾ میرے رب عزوجل نے مجھے حکم دیا کہ میں اس فقیر کے گھر جاؤں اور اس خزانہ کو شمار کروں کہ وہ کتنے درہم و دینار ہیں۔ پس میں ایسا ہی کیا۔ پھر میرے رب عزوجل نے مجھے حکم دیا کہ فقیر اور صاحب خزانہ کے لئے ہر درہم اور دینار کے برابر جنت میں محل بناؤں۔

تو دو فرشتوں نے عرض کیا ﴿ربنا اطلعنا علی هذه الکرامة التی اکرمت بها صاحب الکنز و الفقیر﴾ اے ہمارے رب عزوجل: جس کرامت کی وجہ سے تو نے صاحب خزانہ اور فقیر کو بزرگی دی ہے اس پر ہمکو مطلع فرما۔ تو اللہ کریم نے فرمایا: کہ خزانہ کے مالک جب اس خزانہ کو زمین میں دفن کیا تھا تو اس نے کہا ﴿الحمد لله الذی جعلنی راضیا بقدره﴾ تمام خوبیاں اس ذات پاک کے لئے جس نے مجھے اپنی قدر پر راضی کیا۔ اور فقیر نے اس خزانہ پر تکبر نہیں کیا بلکہ شکر ادا کرتے ہوئے اس نے کہا ﴿الحمدلله الذی فی خزائنه مالا یحوجنی الی غیره﴾ تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے جس کے خزانوں میں ایسی چیزیں ہیں جو مجھے اس کے غیر کی محتاج نہیں ہونے دیتی۔

فائدہ: ﴿جهد البلاء کا مطلب﴾

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جهد البلاء سے پناہ مانگی ہے۔ جهد البلاء کے معنی میں اختلاف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جهد البلاء کا مطلب ہے مال کی کمی اور اولاد کی کثرت ہے۔ ان کے علاوہ لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد برا پڑوسی، سست چال

قاصد، اور جھگڑالو عورت، تر لکڑی، اندھیرا چراغ اور وہ گھر جو بارش سے گر جائے، حاضر دستر خوان پر غائب شخص کا انتظار کرنا اور بلی کا بولنا مراد ہے۔

۲۱۱: حکایت ﴿دیانتداری کا صلہ﴾

ایک غریب آدمی تھا اور اس کی بیوی نیک خاتون تھی۔ بیوی نے ایک اس سے کہا کہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ وہ غریب آدمی کعبہ شریف کی طرف نکلا تو اس نے ایسا تھیلا دیکھا جس میں ایک ہزار اشرفیاں تھیں۔ وہ خوش ہوا اور اسے اپنی بیوی کے پاس لایا۔ بیوی نے اس سے کہا کہ حرام کی ملی ہوئی چیز کا اعلان کرنا لازمی ہے۔ چنانچہ وہ حرم کی طرف گیا تو اس نے ایک شخص کو اعلان کرتے ہوئے سنا وہ یہ کہہ رہا ہے کہ کسی کو ایک ہزار اشرفیوں کا تھیلا ملے ہے۔ اس شخص نے کہا کہ وہ تھیلا مجھے ملا ہے تو اعلان کرنے والے نے کہا کہ وہ تیرے ہو گیا اور اس کے ساتھ نو ہزار اور بھی ہیں۔ اس غریب آدمی نے کہا کہ: ﴿اتھزی یا ھذا﴾ اے شخص کیا تو مذاق کر رہا ہے؟ اس نے کہا ﴿لا واللہ ولکن اعطانی رجل من اھل العراق عشرۃ الف دینار وقال لی اجعل منھا الفا فی کیس وارمہ فی الحزمہ ثم ناد علیہ فان جائک الذی اخذہ فاعطہ البقیۃ فانہ امین والا مین یا کل ویتصدق﴾ اللہ کی قسم نہیں، مجھے ایک عراقی شخص نے دس ہزار اشرفیوں دی تھیں۔ اور مجھے کہا تھا کہ اس میں سے ایک ہزار ا تھیلے میں ڈال کر حرم کعبہ میں پھینک دو اور لوگوں میں اعلان کروا دو۔ جس شخص نے اس تھیلے کو لیا ہوگا اگر وہ تیرے پاس تھیلا لے کر آئے جائے تو باقی نو ہزار اشرفیاں بھی اس کو دے دینا۔ کیونکہ وہ شخص امانت دار ہے۔ امانت دار آدمی خود بھی کھاتا ہے اور صدقہ وخیرات بھی کرتا ہے۔

۱- ﴿سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین پسندیدہ چیزیں﴾

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿حبب الیّٰ من دنیاکم ثلاث،

النساء والطیب و قرة عینی فی الصلوٰة﴾ تمہاری دنیا سے مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔عورتیں (یعنی اپنی ازواج سے پیار ہے) خوشبو اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

۲-﴿حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تین پسندیدہ چیزیں﴾

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں ۔﴿النظر الیك والجلوس بین یدیك وانفاق مالی علیك﴾ ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں ۔﴿النظر الی وجه رسول اللہ وانفاق مالی علی رسول اللہ وان یکون ابنتی تحت رسول اللہ﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چہرہ انور کی طرف دیکھنا، اپنے مال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کرنا اور میری بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ہو۔

۳:﴿حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پسندیدہ چیزیں﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں﴿الامر بالمعروف والنھی عن المنکر وقول الحق وان کان مرا﴾ نیک کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا اور حق بات کہنا اگرچہ کڑوی ہو۔

۴:﴿حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی پسندیدہ چیزیں﴾

حضرت عثمان غنی ذوالنورین نے فرمایا۔ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں﴿اطعام الطعام وافشاء السلام والصلوٰة باللیل والناس نیام﴾ کھانا کھلانا، اسلام کو پھیلانا اور رات کو نماز پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں۔

۵-﴿حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پسندیدہ چیزیں﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں﴿الضرب بالسیف واقتراء الضیف والصوم فی الصیف﴾ تلوار سے مارنا، مہمان نوازی

کرنا اور گرمیوں میں روزے رکھنا۔

۶-﴿حضرت جبرئیل علیہ السلام کی پسندیدہ چیزیں﴾

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دربارہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں ﴿اداء الامانة وتبليغ الرسالة وحب المساكين﴾ امانت کا ادا کرنا، رسالت کا پہچانا اور مساکین سے پیار کرنا۔

۷-﴿اللہ کریم کی پسندیدہ چیزیں﴾

جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کریم فرماتے ہیں کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں۔﴿لسان ذاكر وقلب شاكر وبدن على البلاء صابر﴾ ذکر کرنے والی زبان شکر کرنے والا دل اور مصائب پر صبر کرنے والا بدن۔

۸-﴿حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی پسندیدہ چیزیں﴾

جب یہ ساری باتیں امام اعظم علیہ الرحمہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ بے شک مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں ﴿تحصيل العلم فى طول الليالى وترك التعاظم والتعالى وقلب من امور الدنيا خالى﴾ لمبی راتوں میں علم حاصل کرنا۔ غرور و تکبر کو ترک کرنا اور دنیاوی کاموں سے دل کا خالی ہونا۔

۹-﴿حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کی پسندیدہ چیزیں﴾

جب امام مالک علیہ الرحمہ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں ﴿مجاورة الرسول فى روضته وملازمة تربته وحجرته وتعظيم اهل بيته وعترته﴾ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور میں ہمسائیگی میں رہنا۔ آپ کے روضہ انور حجرہ مقدسہ کی ملازمت کرنا اور آپ کی آل اولاد کی تعظیم کرنا۔

۱۰- ﴿حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی پسندیدہ چیزیں﴾

جب یہ خبر امام شافعی علیہ الرحمہ کے پاس پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں ﴿عشرة الناس بالتلطف وترك ما يؤدى الى التكلف والاقتداء بطريق التصوف﴾ لوگوں کے ساتھ نرمی اور مہربانی کے ساتھ معاملات کرنا۔ جو کام تکلیف تک نہ پہنچائے اس کو چھوڑ دینا اور صوفیاء کے طریقہ کی پیروی کرنا۔

۱۱- ﴿حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کی پسندیدہ چیزیں﴾

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں ﴿متابعة النبى صلى الله عليه وسلم فى اخباره والتبرك بعظيم انواره والسلوك بالادب فى سننه واثاره﴾ احادیث میں رسول اللہ کی متابعت کرنا اور آپ کے انوار عظیم سے برکت حاصل کرنا اور آپ کی سنن اور آثار میں ادب کے ساتھ چلنا۔

۲۱۲: حکایت ﴿عورت کی مکاری﴾

بعض صالحین کی حکایات میں سے ہے کہ ایک نیک شخص نہایت ہی غیرت مند تھا۔ اور اس کی بیوی بہت خوبصورت تھی اس کے پاس باتیں کرنے والا پرندہ تھا اس شخص نے سفر کا پروگرام بنایا تو پرندہ کو حکم دیا کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کی بیوی کی ساتھ جو بھی معاملہ پیش۔ وہ مجھے بتانا۔ بیوی کا ایک دوست تھا جو ہر روز اس کے پاس آتا۔ جب وہ شخص سفر سے واپس لوٹا تو پرندہ نے اس کو سب کچھ بتا دیا۔ تو اس نے اپنی بیوی کو مارا پیٹا۔ بیوی جان گئی کہ یہ کام پرندہ کا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ وہ رات کو مکان کی چھت پر چکی پیسے۔ اس نے پرندہ کی پنجرہ پر بوریا رکھ کر اس پر پانی کا چھڑکاؤ کیا اور چراغ کی روشنی میں شیشہ ظاہر کیا۔ اس کی شعاعیں دیوار پر پڑیں تو پرندہ نے سمجھا کہ یہ بادل کے گرجنے کی آواز ہے۔ پانی بارش کا ہے اور چمک بجلی کی ہے۔

جب دن نکلا تو پرندہ نے اس شخص سے کہا کہ ﴿كيف حالك الليلة يا سيدى

فی ھذا الرعد والمطر والبرق﴾ اے میرے مالک: رات کو بارش، کڑک اور بجلی میں آپ کیا حال تھا؟ مالک نے کہا: یہ کیا بات ہوئی۔ ہم تو گرمی میں تھے۔ بیوی نے (موقع غنیمت جانا) کہا کہ تم نے اس جھوٹ کا دیکھو، اس نے میرے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ سب کچھ جھوٹ ہی تھا۔ چنانچہ اس شخص نے اپنی بیوی سے صلح کر لی اور اس سے راضی ہو گیا۔ پھر پرندہ سے کہا کہ تو جھوٹی تہمت لگاتا ہے۔ پرندہ نے اپنی چونچ اپنے جسم پر ماری اور لہولہان کر دیا۔ پھر اپنے مالک سے بیچنے کا کہا۔ مالک نے اپنی بیوی کے حکم پر اس کو فروخت کر دیا تا کہ بیوی کو سکون ہو جائے۔ واللہ اعلم

﴿کتے اور تصویر کی وجہ سے ملائکہ کا نہ آنا﴾

ملائکہ کا گھر میں کتے یا تصویر کی وجہ سے داخل نہ ہونے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کتا شیطان کے تھوک سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس نے حضرت آدم علیہ السلام پر تھوک دیا تھا۔ حالانکہ وہ مٹی سے تھے۔ تو فرشتوں نے اس تھوک کو صاف کیا تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کی ناف کی جگہ بن گئی۔ اور کتا اسی مٹی سے پیدا کیا گیا جس پر شیطان نے تھوکا تھا۔ تصویر اور کتا جہان پر ہوں وہاں پر فرشتے اکٹھے نہیں ہوتے۔ بے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر بنانے والوں لعنت فرمائی ہے۔ واللہ اعلم

فائدہ: ﴿کتے کی اچھی عادات﴾

بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ کتے میں کچھ عادتیں ایسی ہیں کہ اگر وہ اولادِ آدم میں ہوتیں تو یہ اعلیٰ درجات پر جائز ہوتے۔ وہ عادات یہ ہیں۔ بھوک کو کاٹنا نیک لوگوں کی طرح، متوکلین کی طرح ان کا کوئی معروف مکان نہ ہونا۔ محبت کرنے والوں کی طرح یہ رات کو کم سوتا ہے۔ عبادت گزاروں کی طرح اس کے لئے کوئی مال نہیں ہے، مریدوں کی طرح وہ اپنے مالک کو چھوڑتا نہیں ہے۔ اگرچہ وہ اس پر ظلم کرے۔ عاجز لوگوں کی طرح وہ زمین سے راضی رہتا ہے راضی رہنے والے لوگوں طرح جب وہ ایک گھر سے دوسرے

گھر کی طرف نکال دیا جاتا ہے۔ تو وہ پہلے گھر کی طرف واپس آتا ہے۔ اور جب اسے مارا جاتا ہے اور پھر اس کو کوئی چیز کھانے کے لئے ڈالی جاتی ہے تو وہ اس خشوع کرنے والوں کی طرح لے لیتا ہے بغیر کسی ناراضگی کے۔

۲۱۳: حکایت ﴿حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرشتوں پر شفقت﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ﴿یا رب اوصنی﴾ اے میرے رب عزوجل: مجھے وصیت فرما۔ اللہ کریم نے فرمایا ﴿کن مشفقا علی خلقی﴾ تم میری مخلوق پر شفقت کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ﴿نعم﴾ ہاں یعنی ٹھیک ہے۔ تو اللہ کریم نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرشتوں کی شفقت کو ظاہر کرنے کا پروگرام بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے میکائیل علیہ السلام کو چھوٹی چڑیا کی شکل میں اور جبرئیل علیہ السلام کو شاہین کی شکل میں بھیجا تو شاہین نے چڑیا کا پیچھا کیا تو چڑیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی اور عرض کیا ﴿اجرنی من الشاهین﴾ مجھے شاہین سے بچائیے گا۔ آپ نے فرمایا: ﴿نعم﴾ ہاں، ٹھیک ہے۔ اس کے بعد شاہین آگیا اور عرض کرنے لگا: ﴿یا موسیٰ هرب منی طیر وانا جائع﴾ اے موسیٰ علیہ السلام، چڑیا مجھ سے بھاگ گئی اس حال میں کہ میں بھوکا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ﴿انا اسد جوعتك بلحمی﴾ میں اپنے گوشت سے تیری بھوک کو ختم کرتا ہوں۔ تو شاہین نے عرض کیا ﴿لا اکل من فخذك﴾ میں آپ کی ران کا گوشت کھاؤں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ﴿نعم﴾ ٹھیک ہے۔ شاہین نے پھر عرض کیا ﴿لا اکل الا من عضدك﴾ میں آپ کے بازو کا گوشت کا کھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا ﴿نعم﴾ ٹھیک ہے۔ پھر شاہین نے عرض کیا ﴿لا اکل الا من عینیك﴾ میں تو آپ کی آنکھوں کا گوشت کھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا ﴿نعم﴾ ہاں ٹھیک ہے۔ اس کے بعد شاہین نے عرض کیا ﴿لله درك یا کلیم الله انا جبرئیل والطائر میکائیل وقد ارسلنا الله الیك لیظهر

شفقتك للملائكه وردا عليهم بقولهم اتجعل فيها من يفسد فيها﴾ اے کلیم اللہ: تجھے اللہ کے لئے پایا۔ میں جبرئیل ہوں اور یہ چڑیا میکائیل ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ آپ شفقت فرشتوں پر ظاہر کرے اور یہ بات فرشتوں کے قول کی تردید کے لئے ہے۔ اور وہ قول یہ ہے۔ اے اللہ: تو زمین ایسے کو اپنا نائب بنائے گا جو اس میں فساد کرے گا۔

نکتہ: ﴿حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا جواب، ہر چیز جوڑا ہے﴾

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کرسی پر یہ بات کہتے ہوئے سنا کہ ﴿سلونی عما دون العرش﴾ مجھ سے جو چاہو پوچھ لو، عرش کے علاوہ بھی یعنی عرش کے متعلق بھی جو چاہو پوچھ لو۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ﴿یا ھذا شعر لحیتك زوج او فرد﴾ اے شخص، تیری داڑھی کے بال جفت ہیں یا طاق۔ وہ شخص حیران ہو کر خاموش ہو گیا۔ پھر کہنے لگا ﴿اخبرنی یا ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم﴾ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹی کے صاحبزادے آپ ہی مجھے بتادیں۔ تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرمایا ﴿ھو زوج لقوله تعالی ومن کل شیء خلقنا زوجین﴾ وہ جفت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا ہے۔

﴿داڑھی شریف میں کنگھی کرنے کے فوائد﴾

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جس نے بغیر پانی کے داڑھی میں کنگھی کی تو اسے غم زیادہ ہوں گے۔ اور جس نے پانی کے ساتھ کنگھی کی اس کے غم کم ہوں گے۔

۱۔ جس نے اتوار کو کنگھی کی تو اللہ تعالیٰ اس کی خوشی میں اضافہ فرمائے گا۔

۲۔ جس نے سوموار کو کنگھی کی تو اس کی ضروریات پوری ہوں گی۔

۳- جس نے منگل کو کنگھی کی اللہ تعالیٰ اس کی امیدوں کو پورا کرے گا۔

۴- جس نے بدھ کو کنگھی کی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نعمتوں کو زیادہ فرمائے گا۔

۵- جس نے جمعرات کو کنگھی کی تو اللہ کریم اس کی نیکیوں میں اضافہ فرمائے گا۔

۶- جس نے جمعہ کے روز داڑھی میں کنگھی کی تو اللہ کریم اس کی خوشی میں زیادتی فرمائے گا۔

۷- جس نے ہفتہ کو کنگھی کی تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو بری باتوں سے صاف کر دے گا۔

۸- اور جس نے کھڑے ہو کر کنگھی کی تو اس پر قرض سوار رہے گا۔

۹- اور جس نے بیٹھ کر داڑھی میں کنگھی کی تو اللہ کریم کے حکم سے اس کا قرض ادا ہو جائے گا۔

بہترین چیز کون سی ہے

بعض بزرگوں سے پوچھا گیا کہ انسان کو جو چیزیں دی گئی ہیں ان میں افضل چیز کون سی ہے؟ انہوں نے کہا کہ کامل عقل۔ پھر پوچھا کہ اگر عقل کامل نہ ہو تو فرمایا کہ اچھا ادب۔ عرض کیا گیا کہ اگر ادب بھی نہ ہو تو پھر؟ جواب دیا کہ لمبی خاموشی اختیار کر۔ پوچھا اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر فرمایا کہ اپنے نیک بھائی سے مشورہ کرنا۔ پوچھا کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر جواب دیا گیا کہ پھر اس کے لئے فوراً مر جانا بہتر ہے۔

اسی لئے کہا گیا کہ آدمی تین طرح کے ہوتے ہیں۔ (۱) وہ عقل مند آدمی ہے۔ (۲) آدھا مرد وہ ہے جو عقل تو نہ ہو لیکن اپنے بھائی سے مشورہ لیتا ہو (۳) وہ آدمی کوئی چیز نہیں جو نہ عقل رکھتا ہو اور نہ ہی کسی سے مشورہ کرتا ہو۔ یہ شخص جس نے یہ حکایت تین بزرگوں سے پوچھا۔ یہ تیسرا قسم والا شخص ہی لگتا ہے۔

ایک بادشاہ نے پچھنا لگانے والے شخص کے پاس ایک آدمی کو بھیجا تا کہ وہ بادشاہ کو فصد (علاج کے لئے حجام استرے سے خون کی رگ پر پچھنا لگاتا اور یہ سنت طریقہ ہے)

کرے۔بادشاہ کے چچازاد بھائی نے اس حجام سے ملاقات کی اور اس سے کہا کہ وہ بادشاہ کو ایسی جگہ سے فصد لگائے جس سے اس کی موت واقعہ ہو جائے۔اس کام بدلہ تجھے ایک ہزار اشرفیاں دی جائیں گی۔جب حجامہ کرنے والا بادشاہ کے پاس آیا تو اس نے اپنی عقل سے اس کام کو انجام دینے کے لئے غور فکر کیا۔تو بادشاہ نے اس کو متفکر دیکھا کر پوچھا: تو اس نے بادشاہ کو سارا

قصہ سنا دیا۔بادشاہ نے اس حجامہ کو دس ہزار اشرفیاں دیں اور اپنے چچازاد بھائی کو قتل کروادیا کیونکہ نہ اس کے پاس عقل تھی اور مشورہ تھا۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام عقل، مروت اور دین لے کر آپ کے پاس تشریف لائے۔اور کہا کہ اللہ کریم آپ سے فرماتے ہیں کہ ﴿اختر ایھا شئت فاختار العقل﴾ ان (تینوں) میں سے جو چاہو اختیار کر لو۔تو حضرت آدم علیہ السلام نے عقل کو اختیار فرمایا۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مروت اور دین سے فرمایا: تم دونوں آسمان پر چڑھ جاؤ۔ان دونوں نے کہا کہ ﴿ان اللہ امرنا ان لا نفارق العقل﴾ بے شک اللہ کریم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم عقل سے جدا نہ ہوں۔

فائدہ: ﴿خاموشی کے فائدے﴾

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ خاموشی میں سات ہزار بھلائیاں ہیں اور وہ سات کلمات میں اکٹھی کر دی ہیں۔۱۔پہلا کلمہ یہ ہے کہ خاموشی بغیر تکلف کے عبادت ہے۔۲۔خاموشی بغیر زیور کے زینت ہے۔۳۔خاموشی بغیر سلطنت کے دبدبہ اور رعب ہے۔۴۔بغیر چار دیواری کے قلعہ ہے۔۵۔خاموشی میں غناء ہے بغیر فضول کلام سے معذرت کے۔۶۔کراماً کاتبین کے لئے سکون ہے۔۷۔خاموشی میں عیب پوشی ہے ان عیوب سے جو فضول کلام سے پائے جاتے ہیں۔اور ان سے جاہل آدمی پہچانا جاتا ہے۔

﴿جاہل کی نشانیاں﴾

جاہل کی چھ نشانیاں ہیں (۱) بلاوجہ غصہ کرنا (۲) فائدہ مند کلام نہ کرنا (۳) بغیر موقع کے عطا کرنا (۴) ہر کسی کے سامنے راز کا ظاہر کرنا (۵) ہر کسی کے ساتھ فراخی کے ساتھ پیش آنا۔ (۶) اپنے دوست اور دشمن کو نہ پہچاننا۔

۲۱۴: حکایت ﴿چغل خوری کا نقصان﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کے لئے تین مرتبہ بارش طلب کرنے کے لئے نکلے۔ لیکن بارش نہ ہوئی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ﴿یارب ان عبادك استسقوا ثلاث مرات فلم تسقهم فاوحی الیه یا موسیٰ ان فیهم نماما هو مصر علی النمیمة﴾ اے میرے رب عزوجل: تیرے بندوں نے تین بار بارش کی دعا کی لیکن تو نے ان پر پانی نہ برسایا۔ تو اللہ کریم نے حضرت موسیٰ کی وحی بھیجی کہ اے موسیٰ بے شک ان میں ایک چغل خور شخص ہے اور وہ چغل خوری پر ڈٹا ہوا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ﴿یا رب هو من حتی نخرجه من بیننا﴾ اے میرے رب عزوجل: وہ کون ہے تاکہ ہم اسے اپنے درمیان سے نکال دیں۔ تو اللہ کریم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ﴿یاموسیٰ نهی عن النمیمة واکون نماما فتابوا جمیعا فسقاهم الله تعالیٰ﴾ اے موسیٰ: میں خود چغل خوری سے منع کر رہا ہوں اور میں ہی چغل خور کروں۔ چنانچہ ان سب لوگوں نے توبہ کی تو اللہ کریم نے ان پر رحمت بارش نازل فرمادی۔

فائدہ: ﴿کبیرہ گناہ کون سے ہیں﴾

گناہ کبیرہ کی تعداد میں علماء کی مختلف آراء ہیں۔ بعض نے فرمایا جو گناہ حد شرعی کو واجب کرے وہ کبیرہ گناہ ہے۔ بعض نے فرمایا کہ جس گناہ

پر سخت وعیدات ہوں وہ کبیرہ گناہ ہے۔ان کے علاوہ بھی گناہوں کو کبیرہ کہا گیا ہے۔

ابو طالب مکی نے ان گناہوں میں سے کچھ کو جمع کیا ہے اور فرمایا ان میں سے چار گناہوں کا تعلق دل سے ہے۔(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔(۲) معصیت پر اصرار کرنا (۳) اللہ کریم کی رحمت سے نا امید ہونا۔(۴) مکروہات سے امن میں رہنا۔

تین گناہوں کا تعلق پیٹ سے ہے۔(۱) شراب پینا (۲) سود کھانا۔(۳) یتیم کا مال کھانا۔

دو گناہوں کا تعلق شرم گاہ سے ہے۔(۱) زنا۔(۲) لواطت۔

دو گناہ ہاتھ سے متعلقہ ہیں۔(۱) چوری (۲) قتل۔

ایک گناہ کا تعلق پاؤں سے ہے۔میدان جنگ سے بھاگنا۔

چار گناہوں کا تعلق زبان سے ہے۔(۱) جھوٹی گواہی دینا (۲) پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا (۳) جادو (۴) جھوٹی قسم دینا۔

اور ایک گناہ کا تعلق سارے جسم سے ہے۔وہ والدین کی نافرمانی کرنا۔روضہ ایک کتاب ہے اس میں یہ اضافہ ہے۔وہ ہے جھوٹ جس میں ضرر ہو۔بیوی کا اپنے شوہر سے انکار کرنا اور اہل اصلاح کی چغلی اور غیبت کرنا۔

فائدہ: ﴿پانچ تاریکیاں اور پانچ چراغ﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: پانچ اندھیرے ہیں اور ان کے لئے پانچ ہی چراغ ہیں۔

۱۔ ﴿الذنوب ظلمة وسراجها التوبة﴾ گناہ اندھیرا ہے اور اس کے لئے روشنی توبہ ہے۔

۲۔ ﴿القبر ظلمة وسراجها الصلوة﴾ قبر اندھیرے کا گھر ہے اور اس کے لئے چراغ نماز ہے۔

۳: ﴿المیزان ظلمة وسراجه التوحید﴾ میزان یعنی جس پر اعمال کا وزن کیا جائے گا وہ اندھیرا ہے اور اس کا چراغ توحید ہے۔

۴: ﴿القیامة ظلمة وسراجها العمل الصالح﴾ قیامت اندھیری ہے اور اسکے لئے روشنی نیک اعمال ہوں گی۔

۵: ﴿الصراط ظلمة وسراجه الیقین انتهی﴾ پل صراط اندھیرا ہے اور اس کے لئے روشنی کامل یقین ہے۔ واللہ اعلم

عجیبہ: ﴿جنت کی چیزیں تبدیل نہیں ہوتیں﴾

شریک عمری علیہ الرحمہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس کنوئیں کی طرف گئے جو بیت المقدس میں تھا تا کہ اس سے پانی پینے کے لئے نکالیں۔ لیکن ڈول اس کنوئیں میں گر گیا۔ جب وہ کنوئیں میں ڈول نکالنے کے اترے تو انہوں نے جنت کی طرف ایک دروازہ کھلا ہوا دیکھا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ انہوں وہاں ایک شخص دیکھا اس نے انکا ہاتھ پکڑا اور جنت میں داخل کر دیا۔ شریک عمری علیہ الرحمہ نے جنت میں چلتے ہوئے ایک درخت کا پتہ توڑا اور کنوئیں کی طرف آئے گئے۔ ان پتوں کو لے کر کنوئیں سے باہر نکلے اور بیت المقدس کے نگران کو اس کی اطلاع دی تو نگران نے ان کے ساتھ کچھ آدمی بھیجے تا کہ وہ جنت کو دیکھیں لیکن ان لوگوں نہ دروازہ دیکھا اور نہ ہی جنت کو

دیکھا۔ اس کے بعد نگران نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اک شخص بھیجا تا کہ وہ آپ کو اس متعلق کچھ بتائے۔ قاصد نے سارے واقعہ سے آپ کو آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا ﴿انه لصادق فقد ورد فی الحدیث ان رجلا من هذه الامة یدخل الجنة وهو حی بینکم ثم قال عمر رضی الله عنه انظروا الی الورقات فان تغیر فلیست من ورق الجنة فان ورقها لا یتغیر فنظروا فاذا هی لم تتغیر﴾ بے شک شریک عمری سچا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اس امت ایک شخص جنت میں اس حال میں داخل ہوگا کہ وہ زندہ ہوگا۔ پھر حضرت عمر رضی

اللہ عنہ نے فرمایا: ان پتوں کو دیکھو اگر وہ تبدیل ہو چکے ہیں تو وہ جنت کے نہیں ہیں۔ اور اگر وہ پتے تبدیل نہیں ہوئے تو وہ جنت کے پتے ہیں کیونکہ جنت کے چیز تبدیل نہیں ہوتی لوگوں نے دیکھا تو وہ تبدیل نہیں ہوئے تھے۔

لوگ کہتے ہیں کہ ہم شریک عمری علیہ الرحمہ کے پاس آتے تھے اور ان سے جنت کے بارے میں پوچھتے تھے تو وہ ہمیں اپنی جنت میں داخل ہونے اور جو کچھ دیکھا ہوا تھا اور ان پتوں کی باتیں بتاتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ان کے ساتھ صرف ایک پتہ باقی تھا اس کو انہوں نے قرآن پاک کے اوراق میں چھوپا کر رکھا ہوا تھا۔ ہم آپ اس پتہ کو دیکھنے کی درخواست کرتے۔ چنانچہ وہ اپنا قرآن پاک منگواتے اور اس پتہ کو قرآن کے اوراق کے درمیان سے نکالتے اس کو چومتے اور اپنی آنکھوں پر لگاتے تھے۔ پھر وہ پتہ ہمیں دیتے ہم بھی اسی طرح کرتے تھے۔ اور پھر واپس کر دیتے تھے۔ وہ اس پتہ کو قرآن مجید میں رکھ دیتے۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ اس پتہ ان کے کفن اور سینہ کے درمیان رکھ دیا جائے۔ چنانچہ ایسے ہی کیا گیا۔ لوگ اس پتے کی شکل صورت بتاتے ہیں کہ وہ زرد آلو شفتالو کے پتے کی طرح ہاتھ کی ہتھیلی کے برابر تھا۔

فائدہ: ﴿اللہ تعالیٰ کے محبوب شہر﴾

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ کریم کو چار شہر محبوب ہیں۔

(۱) مکہ مکرمہ اس کا نام 'البلد' بھی ہے۔

(۲) مدینہ منورہ اس کا نام 'نخلہ' بھی رکھا گیا ہے۔

(۳) بیت المقدس اسے 'زیتونہ' بھی کہا جاتا ہے۔

(۴) دمشق اسے 'تینیہ' بھی کہا جاتا ہے۔

سرحدوں میں چار کو اختیار فرمایا۔

(۱) اسکندریہ مصر

(۲) قزوین خراسان

(۳) عبادان، عراق

(۴) عسقلان، شام۔

چشموں میں سے چار کو اختیار کیا: ان میں سے دو جاری ہیں اور وہ دونوں چشمہ نیسان اور چشمہ سلوان ہیں اور دو چشمے سونے والے اور ابلنے والے ہیں۔ چشمہ زمزم اور چشمہ عکا اور نہروں میں سے چار نہروں کو پسند کیا: (۱) سیحان (۲) جیحان (۳) فرات (۴) نیل۔

فائدہ: ﴿رات کو پانی سے ڈرنے کا علاج﴾

جو بندہ رات کو پانی سے ڈرتا ہو اسے چاہیے کہ وہ یہ کہے ﴿ایها الماء المقدس یقرؤك السلام﴾ اے پانی تجھے بیت المقدس کا پانی سلام کہتا ہے۔ وہ پانی اسے نقصان نہیں دے گا۔

فائدہ: ﴿چار بابرکت مقامات کی تخلیق﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اللہ کریم نے زمین کو پیدا کرنے کا پروگرام بنایا تو اس نے ہوا کو پانی کے پاس بھیجا تو ہوا نے پانی کو مس کیا اور اس کے اوپر سے گزری جس سے پانی پر جھاگ پیدا ہوئی اور اس کو چار طرح تقسیم فرمایا۔ ایک قسم سے مکہ مکرمہ کو پیدا کیا۔ ایک قسم سے مدینہ منورہ کو پیدا کیا۔ ایک قسم سے بیت المقدس اور ایک قسم سے کوفہ شہر کو پیدا کیا گیا۔

﴿بیت المقدس کے فضائل﴾

اس کتاب کے مصنف علامہ شہاب الدین قلیوبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان فضائل کو متعدد کتب سے لیا ہے۔ اسی بیت المقدس میں حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دی گئی، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت بی بی سارہ علیہا السلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت دی

گئی۔ حضرت مریم علیہا السلام کو اسی جگہ تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت دی گئی۔ ان کے لئے خرما کے درخت کا پیدا ہونا اور اس کا پکنا اور حضرت مریم علیہا السلام کے شکم مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تشریف لانا، ان کی ولادت اور پنگھوڑے میں کلام کرنا اور بچپن میں ہی ان کو نبوت اور حکمت کا دیا جانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور ان سے عجیب وغریب کلام کرنا۔ مٹی کے پرندوں پر پھونک مار ان کو زندہ کرنا، دسترخوان کا اترنا، روح القدس یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ان کی مدد کروانا اور حضرت علیہ السلام کی نانی کا مریم علیہا السلام کے لئے دعا کرنا اور انکا آسمان کی طرف اٹھایا جانا اور آسمان سے ان کا زمین پر اترنا اور دجال کو قتل کرنا اور بیت المقدس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کا دفن ہونا۔

اسی طرح بیت المقدس میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی جگہ فرشتے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس محراب میں داخل ہوئے۔ ان کے لئے لوہے کا موم ہونا، پہاڑوں کو ان کے لئے مسخر ہونا اور حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کا پرندوں کی بولی جاننا، حضرت زکریا علیہ السلام کا حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کرنا، حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسمے پھلوں کا آنا، بیت المقدس کا دجال اور یاجوج ماجوج کے داخل ہونے سے محفوظ ہونا۔ تابوت وسکینہ کا آنا اور ان کا رہاں سے اٹھایا جانا، زنجیر کا بیت المقدس کی طرف اترنا اور یہاں سے ہی اس کا اٹھایا جانا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں سے معراج کرانا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں کی طرف تشریف لے جانا پھر واپس آنا اور اسی بیت المقدس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیاء کرام علیہم السلام کو نماز پڑھنا اور امامت کرنا اسی میں حورعین کو دیکھنا اور مالک داروغہ جہنم کو دیکھنا اور آپ کے لئے جنت کو سجا جانا اور جو شخص بیت المقدس میں سکونت اختیار کرے اس کے لئے فرشتوں کا سفارش کرنا۔

اللہ کریم کا ہر روز بیت المقدس میں رہنے والوں کی طرف خیر و بھلائی سے دیکھنا۔ گناہوں کی معافی، رزق کا آسان کرنا اوران پر جنت کے دروازے کھولنا۔ اس کا نور کی نازل ہونے اور رحمت کی وجہ سے روشن ہونا۔ اس کے سامنے سے آسمان کے دروازہ کا کشادہ ہونا۔ جو بندہ اس میں نماز پڑھے یا صدقہ کرے یا اس کی زیارت کرے اور اسمیں نماز پڑھے اگرچہ ایک ہی دن میں ہو۔ اس کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ اس میں ایک نماز کا ثواب اس جگہ کے علاوہ پانچ سو نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی اس کے علاوہ ہیں۔

کچھ علماء نے فرمایا ہے کہ پانچ سو سے بھی ثواب زیادہ ہے۔ اور جو بندہ بیت المقدس میں دفن ہو جائے اسکے لئے قبر تنگ نہیں ہوگی اور نہ ہی

منکر نکیر اس سے سوال کریں گے۔ اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کا اپنی قوم سے نجات پانا اور بیت المقدس میں اس پتھر کا پایا جانا جو جنتی ہے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تمام انبیاء علیہم السلام کا قبلہ رہا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ہر روز بیت المقدس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ اور تسبیح وتہلیل کرتے ہیں۔ پھر وہاں سے چلے جاتے ہیں اور قیامت تک اس کی طرف واپس نہیں آتے۔ اور بیت المقدس حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے کی جگہ ہے۔ وہ مقام اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے قریب ہے۔

﴿واستمع یوم یناد المناد من مکان قریب۔ [الی آخرہ]﴾ اور کان لگا کر سنو۔ جس دن پکارنے والا پکارے ایک قریب کی جگہ سے۔ [الی آخرہ]

﴿دعائے عرش کی فضیلت﴾

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص اپنی ساری زندگی میں اس دعا کے ساتھ

دعا کرے گا تو اللہ کریم اس کو قیامت کے دن اس طرح اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی چمک رہا ہوگا۔ یہاں تک کہ لوگ گمان کریں گے کہ وہ نبی یا فرشتہ ہے۔ ہم اور آپ اس قبر پر کھڑے ہوں گے اور اس کے لئے ایک براق لایا جائے گا وہ اس پر سوار ہو گا حتی کہ وہ بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہوگا اور پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا۔ اگر چہ اس کے گناہ سمندر کے پانی، بارش کے قطروں، درختوں کے پتوں، ریت کی ذروں اور پتھر کے کنکروں سے بھی زیادہ ہوں۔ اس کے لئے ایک ہزار مقبول حج اور عمرہ کا ثواب لکھا جائے گا۔ اگر اس دعا کو کوئی خوف زدہ پڑھے گا تو اللہ کریم اس کے خوف کو ختم کر دے گا۔ اگر پیاسا پڑھے گا تو اس کو اللہ کریم سیراب فرمائے گا اگر بھوکا پڑھے تو اس کو اللہ کریم کھانا کھلائے گا اگر ننگا شخص پڑھے گا تو اللہ کریم اسے لباس پہنائے گا اگر مریض پڑھے گا تو اللہ کریم اسے شفاء دے گا۔ اگر اس دعا کو کوئی کسی بیمار پر یا کسی دنیا و آخرت کے حاجت کے طلب گار پر پڑھے گا تو اللہ کریم اسے شفاء بھی دے گا اور اس کی حاجت کو پورا بھی کر دے گا۔ اگر دشمن یا بادشاہ سے ڈرنے والے پر اسے پڑھا جائے تو اللہ کریم دشمن کے شر سے کفایت فرمائے گا اور نقصان کے پہنچنے سے اس کو محفوظ رکھے گا۔ اگر قرضدار اس دعا کو پڑھے گا تو اللہ کریم اس کے قرض کی ادائیگی کے اسباب پیدا فرما دے گا اور وہ کسی کا محتاج نہیں ہوگا۔ اس دعا کو اگر مصیبت زدہ باندھ لے اور وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر بیوی باندھ لے تو اسکا شوہر اس سے محبت و پیار کرنے لگے گا۔

اس دعا کے باندھنے والا سرکش جنات وانس کے شر سے دردوں اور بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔ اگر وہ لاپتہ ہے تو وہ اپنے گھر کی طرف سلامتی کے ساتھ واپس آجائے گا۔ اس دعا کو پڑھنے والے کے لئے ہر شخص استغفار کرے گا۔ جس نے بھی اسے سنا ہو گا۔ خواہ وہ انسان، جن یا فرشتہ ہو اس کے لئے اس کی عمر میں برکت کر دی جائے گی۔ جس نے اس دعا کو پانچ مرتبہ پڑھا تو اس کو اسی رات خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس دعا کو رات اور دن میں پڑھا تو میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جس ضرورت کے لئے اس دعا کو پڑھا وہ ضرورت پوری ہو ئی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ میں قرآن حفظ کرتا تھا۔ تو میں دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں یاد نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دعا سکھائی۔ چنانچہ میں اس دعا کے ساتھ دعا کی تو مجھے قرآن یاد ہو گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں اس دعا کے ساتھ دشمن پر کامیاب ہوتا۔ اور فرمایا کہ جس نے سورہ فاتحہ، سورہ کافرون، سورہ اخلاص اور معوذتین یعنی آخری دونوں [قل شریف] تین مرتبہ پڑھے اور اس دعا کو پڑھا تو اللہ کریم اس کو ہر اس شر سے محفوظ رکھے گا۔ جو وہ پاتا ہے۔ اللہ کریم اس شخص کو ہر آفت اور ہر ظالم کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ اور جو بھی وہ طلب کرے گا وہ اس کو مل جائے گا۔ اس دعا کو باندھنا بھی اس کے پڑھنے کی طرح ہے۔ جو اس دعا کو اپنے سر کے نیچے رکھ کر سویا، تو مال اس کو چوری ہو گا یا کوئی اس کا غلام بھاگا تو وہ ضرور واپس اس کے پاس آئے گا۔ اگر اس دعا کو چلتے ہوئے پانی پر پڑھا جائے تو وہ رک جائے گا۔ اگر آگ پر پڑھے تو وہ بج جائے گی۔ اگر پہاڑ پر پڑھے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ جس کے ذمہ بہت ساری قضا نمازیں جن کی تعداد کو یہ نہیں جانتا تو وہ اس دعا کو سات مرتبہ پڑھے تو اللہ کریم ان نمازوں کو اس ذمے سے ہٹا دے گا۔ ہر نماز کے عوض اس کے لئے تین نمازیں لکھے گا۔ جس شخص نے دو رکعت یا چار رکعت نماز اس طرح پڑھی کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورت فاتحہ اور ایک مرتبہ سورہ خلاص پڑھی اور سلام کے بعد اس دعا کو پڑھا تو وہ اپنا ہر وہ مقصد پالے گا جس کے لئے اس دعا کی ہوگی۔ خواہ دنیا کے کام ہوں یا آخرت کی حاجتیں اور اس دعا میں اس قدر فضائل ہیں جو کہ شمار سے باہر ہیں۔ اس دعا کی فضائل کو لوگوں نے جو ذکر کیا ہے اس کو میں نے اختصار کے ساتھ ذکر کر دیا ہے۔ اللہ کریم توفیق دینے والا ہے۔ وہ دعا یہ ہے۔

﴿بسم الله الرحمان الرحیم ـ لا الہ الا الله (تین مرتبہ)
الملك الحق المبین لا اله الا الله الحكم العدل المتين، ربنا
ورب ابائنا الاولین ال الہ الا انت سبحانك انی كنت من
الظالمین، لا الہ الا الله وحده لا شريك له ـ له الملك وله
الحمد یحیی ویمیت وهو حی دآئما ابدا الا يموت بيده
الخير واليه المصير، وهو على كل شیء قدير ـ وبه نستعين
ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم ـ لا اله الاالله شكر
النعمته لا الہ الا الله اقرارا بربوبيته وسبحان الله تنزيها
العظمته اسالك اللهم بحق اسمك المكتوب على جناح
جبرئیل علیك یارب وبحق اسمك المكتوب على باصية
میکائیل علیك یا رب وبحق اسمك المكتوب على جبهة
اسرافيل عليك يا رب وبحق اسمك المكتوب على كف
عزرائيل عليك يا رب وبحق اسمك الذی سمیت به منكرا
ونكيرا عليك يا رب وبحق اسمك واسرار عبادك علیك یا
رب وبحق اسمك الذی تم به الاسلام علیك يا رب وبحق
اسمك الذی تلقاه آدم لما اهبط من الجنة فناداك فلبیت دعا
ءه علیك یا رب وبحق اسمك الذی ناداك به شیث علیك یا
رب وبحق اسمك الذی سمیت به حملة العرش علیك يارب
وبحق اسمائك المكتوبات فی التوراة والزبور والانجيل
والفرقان عليك يا رب وبحق اسمك الى منتهى رحمتك على
عبادك علیك يا رب وبحق تمام كلامك علیك یا رب وبحق
اسمك الذی ناداك به ابراهیم فجعلت النار علیه بردا

وسلاما عليك يا رب وبحق اسمك الذى ناداك به اسماعيل فقضيت حاجته عليك يا رب وبحق اسمك الذى ناداك به هود عليك يا رب وبحق اسمك الذى ناداك به داؤد فجعلته خليفة فى الارض والنت له الحديد فى يده عليك يا رب وبحق اسمك الذى دعاك به سليمان فاعطيته ملك الارض عليك يا رب وبحق اسمك الذى دعاك به ايوب فنجيته من الغم الذى كان فية عليك يارب وبحق اسمك الذى ناداك به عيسىٰ ابن مريم فاحييت له الموتى عليك يا رب وبحق اسمك الذى ناداك به موسىٰ لما خاطبك على الطيور عليك يا رب وبحق اسماك الذى نادتك به اسية امراة فرعون فرزقتها الجنة عليك يا رب وبحق اسمك الذى ناداك به بنو اسرئيل لماجاوز واالبحر عليك يا رب وبحق اسمك الذى ناداك به الخضر لما مشى على الماء عليك يارب وبحق اسمك الذى ناداك به محمد صلى الله عليه وسلم يوم الغار فنجيته عليك يارب انك انت الكريم الكبير وحسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم، وصلى الله على سيدنا محمد وعلى اله وصحبه وسلم﴾

ترجمہ: وہ واضح سچا بادشاہ ہے، اللہ کے علاوہ کوئی مستحق بادشاہ نہیں، وہ حکم کرنے والا اور انصاف فرمانے والا قوت والا ہے۔ اے ہمارے آباؤ اجداد کے پالنے والے، تیرے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں، تو پاک ہے اور میں ظلم کرنے والا ہوں۔ اللہ کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں۔ اللہ یکتا

ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تمام حمد ہے وہی زندہ کرتا اور وہی مارتا ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ اسے فنا نہیں ہے۔ اسی قبضہ میں بھلائی ہے اور اسی کی طرف پھرنا ہے۔ وہ ہر چاہے پر قادر ہے اسی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ نہ پھر ہے اور نہ ہی قوت ہے مگر اللہ بلند بالا کی۔ اللہ کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں۔ اس کی نعمت کے شکر کی وجہ سے کوئی خدا نہیں مگر اللہ۔ میں اس کی ربوبیت کا قرار کرتا ہوں۔ اور اللہ کے لئے ہی پاکی ہے۔ اس کی عظمت کی پاکیزگی کی وجہ سے۔ اے اللہ: تیرے اس نام کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جو جبرئیل علیہ السلام کے بازو پر لکھا ہوا ہے۔ اور میرے رب عزوجل: تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اور تیرے ہی نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ جو میکائیل علیہ السلام کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ اے میرے رب عزوجل: میں تیرے اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ جو اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں تیرے اس نام کے ساتھ جس کے ساتھ تو نے منکر نکیر نام رکھا ہے۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے۔ تیرے برحق نام کے ساتھ اور تیرے بندوں کے اسرار سے۔ اے میرے رب تجھ پر ہی بھروسہ ہے۔ اے میرے رب عزوجل: تیرے اس برحق نام کے ساتھ جو آدم علیہ السلام نے سیکھا تھا۔ جب وہ جنت سے نیچے اتارے گئے۔ پس انہوں نے تجھ کو پکارا اور تو نے ان کی پکار کو قبول فرمالیا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے تیرے اس نام کے ساتھ جس کے ساتھ شیث علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے تیرے اس برحق نام کے ساتھ تجھ سے

سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ تو نے ان فرشتوں کا نام رکھا ہے جو عرش اٹھانے والے ہیں۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے اور تیرے ان برحق ناموں کے ساتھ تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ تجھ پر ہی میرا بھروسہ ہے، اے میرے رب عزوجل: تیرے کلام کے پورے ہونے کے حق کے لئے۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی میرا بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ جس کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تجھ کو پکارا تھا۔ پس تو ان پر آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی والا کر دیا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے تیرے اس نام کے حق کے ساتھ جس کے ساتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ پس تو انہیں ذبح ہونے سے بچالیا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت اسحاق علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ پس تو نے ان کی حاجت پوری کر دی۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے وسیلہ کے ساتھ جس کے ساتھ حضرت ہود علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ تجھ پر ہی بھروسہ ہے تیرے اس نام کے وسیلہ کے ساتھ جس کے ساتھ حضرت یعقوب علیہ السلام نے تجھ سے دعا کی تھی اور تو نے ان کی بینائی کو اور ان کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے پاس واپس لوٹا دیا تھا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ اور تو نے ان کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا اور ان کے ہاتھ میں لوہے کو نرم کر دیا تھا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے

سوال کرتا ہوں۔ جس کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا اور تو نے ان کو زمین کا ملک عطا فرمایا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے۔ اور تیرے اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت ایوب علیہ السلام نے تجھ سے دعا کی تھی اور تو نے ان کو اس غم سے نجات جس میں وہ تھے۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ پس تو نے ان کے لیے مردوں کو زندہ کیا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے وسیلہ کیساتھ تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ جب کہ انہوں نے طور پہاڑ پر سلام کیا تھا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ جس کے ساتھ بنی اسرائیل نے تجھے پکارا تھا۔ جبکہ انہوں نے دریا کو پار کیا تھا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے۔ اور تیرے اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ جب وہ پانی پر چلے تھے۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غار کے دن تجھے پکارا تھا اور تو نے ان کو نجات دی تھی۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے۔ بے شک تو بزرگ اور بڑا ہے اور ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر وکیل ہے۔

ولا حول قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

فائدہ: ﴿حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے علمائے یہود کے سوالات﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے علمائے یہود نے سوال کیے اور آپ نے انہیں خوب جواب دیئے۔ جو کہ درجہ ذیل ہیں۔

سوالات: ہمیں بتائیے جو چیز آسمان سے بڑی اور زمین سے زیادہ وسیع ہے؟ (۲) کون سی چیز آگ سے زیادہ گرم اور ہوا سے زیادہ تیز ہے؟ (۳) دریا سے زیادہ سخی اور پتھر سے زیادہ سخت ہے؟ (۴) وہ کون سی چیز ہے جس کو ہم دیکھتے ہیں اور اللہ اس کو نہیں دیکھتا؟ (۵) کون سی چیز ہے جو صرف اللہ کے لئے ہے اور وہ کون سی چیز ہے جو صرف ہمارے لئے ہے؟ (۶) اللہ تعالیٰ اور ہمارے درمیان کون سی چیز مشترک ہے؟ (۷) گھوڑا اپنے ہنہنانے میں، اونٹ بلبلانے میں، بیل اپنی باں باں میں، گدھا اپنی آواز میں، بکری اپنی بولی میں، کتا اپنے بھونکنے میں، لومڑی اپنے چیخنے میں، بلی اپنی بولی میں، شیر اپنی گرج میں، گدھ، کوا، چیل، کبوتر اپنی بولی میں، مینڈک، ہدہد، تیتر، قمری ابابیل، کنجشک بلبل، مرغ، مرغی اپنی اپنی بولی میں، آگ اپنے بھڑکنے اور جوش مارنے میں ہوا اپنے چلنے میں، پانی ابلنے میں، زمین اپنی گھاس اور بادل اپنے آسمان میں، دریا اپنے لہروں میں، سورج اپنی روشنی میں، چاند اپنی چاندنی میں کیا کہتے ہیں۔

اور ہمیں یہ بھی خبر دیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسمائے مبارکہ کتنے ہیں۔ قرآن کا نام قرآن کیوں رکھا گیا ہے؟ جن لوگوں کی شکلیں مسخ کردی گئی ہیں ان کی تعداد اور ان کے مسخ ہونے کی وجہ بھی بتائیے۔ اگر آپ نے جواب دے دیا تو ہم اقرار کریں گے کہ آپ سچا ہیں ورنہ ہم آپ کے باطل ہونے کا اعلان کریں گے۔

ان سوالات کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے علمائے یہود سے فرمایا ﴿ان عندی ستین بابا من العلم کل باب منها یحتاج الی الف حمل من الورق فاسئلوا عما شئتم فان جوابکم عندی اھون علی﴾ بے شک میرے پاس علم کے ساٹھ باب ہیں اور ان میں سے ہر باب ہزار رجسٹروں کے بوجھ

اٹھانے کا محتاج ہے۔ پس تم مجھ سے جو چاہو پوچھ لو بے شک تم کو جواب دینا مجھ پر آسان ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم ۔ اس کے بعد آپ نے جواب دینا شروع کیا۔

۱ ۔ ﴿ما هو اعظم من السماء فالبهتان على البارى واما هو اوسع من الارض فالحق﴾ جو چیز آسمان سے بڑی ہے وہ اللہ پاک پر بہتان ہے اور جو چیز زمین سے زیادہ وسیع ہے وہ حق ہے۔

۲ ۔ ﴿واما ما هو احر من النار فقلب الحريص على جمع المال واما ما هو اسرع من الريح فدعوة المظلوم﴾ اور جو چیز آگ سے زیادہ گرم ہے وہ مال جمع کرنے پر حریص آدمی کا دل ہے۔ اور جو چیز ہوا سے زیادہ تیز ہے وہ مظلوم کی دعا ہے۔

۳ ۔ ﴿واما ما هو اغنى من البحر فقلب القنوع واما ما هو اقسى من الحجر فقلب الفاجر﴾ جو چیز دریا سے بھی زیادہ سخی ہے وہ قناعت کرنے والا کا دل ہے اور جو چیز پتھر سے زیادہ سخت ہے وہ فاجر و فاسق کا دل ہے۔

۴ ۔ ﴿واما الذى نراه ولا يراه الله فوجه الكافر وعمله﴾ اور وہ چیز جسکو ہم دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسے نہیں دیکھتا وہ کافر شخص کا منہ اور عمل ہے۔

۵ ۔ ﴿واما الذى هو لله فالروح واما الذى هو لنا فعملنا﴾ جو چیز اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے وہ روح ہے اور جو ہمارے لئے خاص ہے وہ ہمارے اعمال ہیں۔

۶ ۔ ﴿واما الذى بيننا وبينه فمنا الدعاء ومنه الاجابة﴾ جو چیز ہمارے اور اللہ کریم کے درمیان مشترک ہے وہ ہمارا دعا کرنا ہے اور اللہ کریم کا اسے قبول کرنا ہے۔

۷ ۔ ﴿واما الفرس فيقول اللهم اعز المسلمين واخذل

الکافرین﴾ گھوڑا عرض کرتا ہے اے اللہ عزوجل: تو مسلمان کو عزت دے اور کافر کو ذلیل کر دے۔

۸- ﴿واما الابل فیقول عجبا لمن عدم القوت کیف یستطیع السکوت﴾ اونٹ عرض کرتا ہے۔ اس شخص پر تعجب ہے جسکو موت کا علم ہے وہ کیسے آرام سے سونے کی طاقت رکھتا ہے۔

۹- ﴿واما البقر فیقول یا غافل لك فی الموت شعل شاغل یا غافل انت عن قلیل راحل یا غافل کل ماقد مته حاصل وستلقی غدا ما انت عامل﴾ بیل کہتا ہے اے غافل تیرے لئے موت میں مشغول کرنے والا شغل ہے اور اے غافل تو تھوڑی شئی سے کوچ کرنے والا ہے۔ اے غافل جو چیز تو نے پہلے بھیجی ہے وہ حاصل ہے اور عنقریب تو اس کا پائے گا جو تو نے آج کیا ہے۔

۱۰- ﴿واما الحمار فیقول اللھم العن المکاس وکسبه﴾ گدھا عرض کرتا ہے اے اللہ عزوجل: تو ٹکس وصول کرنے والے پر اس کی کمائی پر لعنت بھیج۔

۱۱- ﴿واما الشاة فتقول یا موت ما افجعك یاموت ما اشبعك یاموت ما اقطعك یا ابن آدم ما اغفلك﴾ بکری عرض کرتی ہے۔ اے موت تو بہت گھبرا دینے والی ہے۔ اے موت تو بہت ہی پیٹ بھرنے والی ہے۔ اے موت تو زیادہ قطع رحم کرنے والی ہے۔ اے ابن آدم تو بہت ہی غافل ہے۔

۱۲- ﴿واما الکلب فیقول اللھم انی محروم فارحم من یرحمنی﴾ کتا عرض کرتا ہے۔ اے اللہ عزوجل: بے شک میں محروم ہوں جو مجھ پر رحم کرے تو اس پر رحم فرما۔

۱۳- ﴿واما الثعلب فیقول یاقاسم الارزاق اکفنی طلب ما قسمت لی﴾ لومڑی عرض کرتی ہے۔ اے رزق کو تقسیم فرمانے والے جو تو نے میرے لئے تقسیم کیا ہے اس کی طلب کو میرے لئے کافی بنا دے۔

۱۴- ﴿واما الهر فانه يقرا عشر آيات من التورة﴾ بلی تورات شریف کی دس آیات کو پڑھتی ہے۔

۱۵- ﴿واما الاسد فيقول يامن خضعت له الصخور الصم الصلاب سلطني على من يعصيك في النور والظلمات﴾ شیر عرض کرتا ہے۔ اے وہ پاک ذات جس کے لئے بہرے اور سخت پتھروں نے عاجزی کی اور مجھے تو نے ان پر مسلط کر دیا جو روشنی اور تاریکی میں تیری نافرمانی کرتا ہے۔

۱۶- ﴿واما النسر فيقول عش ماشئت فانك ميت واجمع ماشئت فانك تاركه واحبب من شئت فانك مفارقه﴾ گدھ کہتا ہے جب تک تو چاہے زندہ رہ آخر تو نے مرنا ہے اور جو چاہے جمع کر لے آخر تو نے اس کو چھوڑنا ہے۔ جس کو مرضی دوست بنا لے بالآخر اس سے جدا ہونا ہے۔

۱۷- ﴿واما الغراب فيقول يا معاشر الامم احذروا زوال النعم يامعاشر الامم احذروا انزل النقم﴾ کوا کہتا ہے۔ اے امتوں کے گروہ نعمتوں کے زائل ہونے سے ڈرو، اے امتوں کی گروہ حسد کے نزول سے بچو۔

۱۸- ﴿واما الحداة فتقول البعد عن الناس انس لمن له عقل﴾ چیل کہتی ہے کہ لوگوں سے دور رہنا عقل مند شخص کیلئے محبت کو لاتا ہے۔

۱۹- ﴿واما الحمامة فتقول صلوا من قطعكم واعفوا عمن ظلمكم واعطوا من حرمكم وكلموا من هجركم فتكون الجنة مسكنكم﴾ جو شخص تم سے رشتہ توڑے تم اس سے رشتہ جوڑو اور جو شخص تم پر ظلم کرے اس کو معاف کرو، جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو اور جو تم سے بات چیت کو ترک کرے اس سے کلام کرو تو جنت تمہارا ٹھکانا ہوگی۔

۲۰- ﴿واما الضفدع فيقول سبحان من يسبح له ما في البحار سبحان من يسبح له ما في ز ء ومن الجبال سبحان من يسبح له ما في

القفار سبحان من یسبح له کل ذی شفة ولسان﴾ مینڈک کہتا ہے پاک وہ ذات جس کے لئے ہر وہ چیز تسبیح کہتی ہے جو دریا میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کے لئے تسبیح کرتی ہے ہر وہ چیز جو پہاڑوں کی بلندیوں میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی تسبیح ہر ہونٹ اور زبان والا پڑھتا ہے۔

۲۱۔ ﴿واما الهد هد فیقول رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی فانه لا یغفر الذنوب الا انت﴾ ہد ہد عرض کرتا ہے۔ اے میرے رب بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس تیرے علاوہ کو گناہوں کو معاف فرمانے والا نہیں ہے۔

۲۲۔ ﴿واما الدراج فیقول الرحمان علی العرش استوی وعلی الملك احتوی یعلم ما تحت الثری﴾ تیتر عرض کرتا ہے کہ رحمان عرش پر استوی فرما ہے اور وہ ملک پر حاوی ہے وہ زمین کی تہوں میں جو کچھ ہے سب کو جانتا ہے۔

۲۳۔ ﴿واما القمری فیقول قرب الاجل وفات الامل وحصل العمل﴾ قمری کہتی ہے کہ موت قریب ہے اور امید فوت ہوتی اور عمل حاصل ہوا۔

۲۴۔ ﴿واما القنبرة فیقول اللهم العن مبغضی محمد وآل محمد﴾ ابابیل کہتی ہے اے اللہ عزوجل: جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل سے بغض رکھتے ہیں ان پر لعنت کر۔

۲۵۔ ﴿واما العصفور فیقول یاعالم السرو النجوی ویا کاشف الضر والبلوی سلطنی علی زرع من لا یؤدع حقك﴾ چڑیا کہتی ہے کہ اے راز اور سرگوشی کو جاننے والے اور اے ضرر اور بلا کو دور کرنے والے مجھے اس شخص کی کھیتی پر مسلط کر دے جو تیرا حق ادا نہیں کرتا۔

۲۶۔ ﴿واما البلبل فیقول شکرت نعمته اذا کفالنی من الدنیا ثمرة فعلی الدنیا العفاء﴾ بلبل کہتی ہے کہ میں نے اس کی نعمت کا شکر ادا کیا کیونکہ اس نے دنیا کے ایک پھل سے میری کفالت کی پس دنیا پر عافیت ہو۔

۲۷- ﴿واما الدیك فیقول سبوح قدوس ربنا ورب الملائكة والروح اذكروا الله یا غافلین﴾ مرغ کہتا ہے کہ اے غافلو: اللہ تعالیٰ کا یوں ذکر کرو، سبوح قدوس، ربنا ورب الملائکۃ والروح۔

۲۸- ﴿واما الدجاجة فتقول اللهم انك الحق ووعدك الحق﴾ مرغی کہتی ہے۔ اے اللہ عزوجل: تو حق ہے اور تیرا وعدہ بھی حق ہے۔

۲۹- ﴿واما النار فتقول اللهم انی استجیر بك من نار جهنم﴾ آگ عرض کرتی ہے کہ اے اللہ عزوجل: بے شک میں تیرے ساتھ دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتی ہوں۔

۳۰- ﴿واما الریح فتقول انی مامورة فالعن من یشمتنی﴾ ہوا عرض کرتی ہے کہ بے شک میں مامور کی گئی ہوں جو مجھ گالی دی تو اس پر لعنت کر۔

۳۱- ﴿واما الماء فیقول سبحان من هو سبحان من لا یعلم كیفه الا هو﴾ پانی نے عرض کیا کہ پاک ہے وہ ذات، اور وہ اس اعتبار سے بھی پاک ہے کہ اس کی کیفیت کو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

۳۲- ﴿واما الارض فتقول فی كل یوم یا ابن آدم تمشی علی ظهری ومصیرك الی بطنی یا ابن آدم تذنب علی ظهری ثم یاكلك الدود فی بطنی﴾ زمین ہر روز یہ کہتی ہے کہ ابن آدم تو میری پیٹھ پر چلتا ہے اور تو نے پلٹ کر میرے ہی پیٹ میں آنا ہے۔ اے ابن آدم تو میری پیٹھ پر گناہ کرتا ہے پھر میرے پیٹ میں تجھے کیڑے کھائیں گے۔

۳۳- ﴿واما السماء فتقول فی كل یوم اللهم انی شاهدة علی كل من كان تحتی﴾ آسمان ہر روز یہ کہتا ہے کہ اے اللہ عزوجل: بے شک میں ہر چیز کو دیکھتا ہوں جو میرے نیچے ہے۔

۳۴- ﴿واما البحر فیقول اللهم ائذن لی ان اغرق من یعصیك﴾

سمندر عرض کرتا ہے کہ اے اللہ عزوجل: مجھے اجازت دے میں تیرے نافرمانوں کو غرق کردوں۔

۳۵- ﴿واما الشمس عند غروبها اللهم انی شاهدة علی کل من وقع نوری علیه﴾ سورج غروب کے وقت یہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ عزوجل: بے شک میں گواہ ہوں ہر اس شخص پر جس پر میرا نور پڑھتا ہے۔

۳۶- ﴿سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس اسمائے مبارکہ﴾

۱- محمد ﴿اشقة الله له من اسمه محمود﴾ اللہ تعالیٰ نے اس نام کو اپنے نام محمود سے نکالا ہے۔

۲- احمد ﴿لانه یحمد حمدا کثیرا﴾ جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے۔

۳- بشیر ﴿لانه یبشر المؤمنین بالجنة﴾ آپ ایمان والوں کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

۴- نذیر ﴿لانه ینذر الکفار بالنار﴾ آپ کافروں کو دوزخ کی آگ سے ڈراتے ہیں۔

۵- وحید ﴿لانه فرد کامل فی الناس﴾ آپ لوگوں میں کامل انسان ھیں۔

۶- ثابت ﴿لان الله ثبت به الاسلام﴾ ثابت ہے کہ اللہ کریم آپ کے وسیلہ سے اسلام کو قائم فرمایا۔

۷- قاسم ﴿لان الله یقسم به الخلق یوم القیامة الی الجنة والنار﴾ بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آپ کے وسیلہ سے مخلوق کو جنت، دوزخ میں تقسیم فرمائے گا۔

۸- حاشر ﴿لان الناس یحشرون یوم القیامة علی اثره﴾ بے شک

لوگ قیامت کے دن آپ کے سایہ میں جمع کیے جائیں گے۔

۹- ماحی ﴿لان الله یمحو به ذنوب التائبین﴾ بے شک اللہ تعالیٰ آپ کی وسیلہ سے تاب کرنے والوں کے گناہوں کو مٹا دے گا۔

۱۰- مبیض ﴿لان الله یبیض به وجوه المؤمنین﴾ بے شک اللہ تعالیٰ آپ کے وسیلہ سے مؤمنین کے چہرے روشن کرے گا۔

﴿قرآن کی وجہ تسمیہ﴾

قرآن کا نام قرآن اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ وہ قرات میں تورات، انجیل، زبور سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔

﴿جن لوگوں کی شکلیں مسخ کی گئی﴾

اولادِ آدم میں سے چھبیس (۲۶) لوگوں کی شکلیں مسخ کر دی گئی ہیں۔ ہاتھی، ریچھ، خرگوش، بچھو، سؤر، بندر، مکڑی، لومڑی، کیکڑا، کچھوا، بھڑ، زہرہ ستارہ، سہیل ستارہ، عموص [گارے کا کیڑا] پرستو پرندہ، کوا، فاختہ، عنقا، مچھر، چوہا، چغد، الو، ساہی، دمام، گینڈا اور گوہ۔

۱- ہاتھی ﴿فکان رجلا یاتی البهائم﴾ وہ ایسا بندہ تھا جو چوپاؤں کے ساتھ بدفعلی کرتا تھا۔

۲- ریچھ ﴿فکان رجلا یدعو الناس الی نفسه﴾ یہ وہ پہلا شخص تھا جو لوگوں کو اپنے نفس کی طرف بلاتا تھا۔

۳- خرگوش ﴿فکان امراة لا تغتسل من الجنابة ولا من حیض﴾ یہ ایک ایسی عورت تھی جو حیض اور جنابت کا غسل نہیں کرتی تھی۔

۴- بچھو ﴿فکان رجلا لا یسلم الناس من لسانه﴾ یہ پہلے ایک ایسا آدمی تھا جو کسی کو زبان سے سلام نہیں کرتا تھا۔

۵-سؤر ﴿فكان من الذين اكلوا اربعين يوما من المائدة و كانوا تسع مائة ثم كفروا بها﴾ یہ وہ نوسو (۹۰۰) لوگ ہیں جنہوں نے چالیس دن دستر خواں سے کھانا کھا۔ پھر کافر ہو گئے۔

۶-بندر ﴿فكان من الذين اعتدوا فى السبت و كانوا خمسين رجلا من اليهود﴾ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ہفتہ کے دن [شرعی حد کو توڑا تھا] شکار کر کے حد کو تجاوز کیا تھا۔ اور یہ یہودیوں میں سے پچاس آدمی تھی۔

۷-مکڑی ﴿فكان امراة سحرت زوجها﴾ یہ ایک عورت تھی جس نے اپنے شوہر پر جادو کیا تھا۔

۸-لومڑ ﴿فكان رجلا حاجا يسرق﴾ یہ ایک حاجی شخص تھا جو چوری کرتا تھا۔

۹- کیکڑا ﴿فكانت نباشا من القبور﴾ یہ پہلے ایک شخص تھا جو قبروں سے مردوں کے کفن چوری کرتا تھا۔

۱۰- کچھوا ﴿فكانت امراة دعت ابنها الى نفسها﴾ ایک عورت تھی جو اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ بدکاری کی طرف بلاتی تھی۔

۱۱-بھڑ ﴿فكان يكذب العلماء﴾ ایک شخص تھا جو علماء کو جھٹلاتا تھا۔

۱۲زہرۃ ﴿فكانت امراة من بنات الملك وافتين بها روت وماروت وزنيا بها﴾ یہ بادشاہ کی بیٹیوں میں سے ایک عورت تھی جس نے ہاروت ماروت فرشتوں کو فتنے میں ڈال تھا۔ اور انہوں نے اس کے ساتھ زنا کیا تھا۔

۱۳-سہیل ﴿فكان رجلا عشارا و كان يرائى فى تجارته﴾ ایک آدمی تھا جو ٹیکس وصول کرتا تھا اور اپنی تجارت میں ریاکاری کرتا تھا۔

۱۴-دعموص ﴿فكان رجلا نماما وقيل انه نوع من السمك﴾ ایک چغل خور شخص تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مچھلی کی قسم میں سے ہے۔

۱۵-وطواط ﴿فکان رجلا یسرق الثمار من الشجر﴾ ایک ایسا آدمی تھا جو درختوں سے پھل چوری کرتا تھا۔

۱۶-کوا ﴿فکان رجلا یحتکر الطعام ویطلب الغلاء﴾ ایک شخص تھا جو کھانے کو روکتا تھا اور گرانی کا طالب تھا۔

۱۷-فاختہ ﴿فکان تاجرا ینفق سلعته بالحلف الکاذب﴾ ایک تاجر تھا جو جھوٹی قسموں سے اپنے مال کو خرچ کرتا تھا۔

۱۸-عنقاء ﴿فکان رجلا یبیع الجواری ویزنی بھن بعده﴾ ایک ایسا شخص تھا جو لونڈیوں کو بیچتا تھا اور بیچنے کے بعد ان سے زنا کرتا تھا۔

۱۹-مچھر ﴿فکانت امراة جمیلة تعرض نفسها علی الرجال﴾ ایک خوبصورت عورت تھی جو اپنے آپ کو لوگوں پر پیش کرتی تھی۔

۲۰-چوہا ﴿فکانت امراة یھودیة تنوح علی الموتی بالاجرة﴾ ایک یہودیہ عورت تھی جو مردوں پر اجرت لے کر روتی تھی۔

۲۱-چغد ﴿فکان رجلا قدریا﴾ ایک قدری شخص تھا۔[قدریہ ایک فرقہ ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ بندہ اپنے تمام افعال کا خود خالق ہے۔]

۲۲-الو ﴿فکان رجلا زانیا﴾ یہ ایک زانی شخص تھا۔

۲۳-سا ہی ﴿فکان رجلا جزارا فتاکا﴾ یہ اونٹ کو ذبح کرنے والا شخص تھا اور خون ریز کرنے والا تھا۔

۲۴-رمام ﴿فکان رجلا یدعو الناس الی اخته﴾ ایک ایسا شخص تھا جو لوگوں کو اپنی بہن کی طرف زنا کی دعوت دیتا تھا۔

۲۵-گینڈا ﴿فکان رجلا دیوثا یدعوالناس الی حلیلته وقیل انه نوع من الحیات﴾ ایک دیوث شخص تھا جو لوگوں کو اپنی بیوی کے طرف زنا کے لئے بلاتا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ گینڈا ایک مچھلی کی ایک قسم ہے۔

۲۶- گوہ ﴿فکان رجلا یخدع الناس ویسرق منهم﴾ ایک شخص تھا جو لوگوں کو دھوکا دیتا تھا اور ان سے چوری کرتا تھا۔ واللہ اعلم

جب یہودیوں نے تمام سوالات کے جوابات سنے تو سب کے سب مسلمان ہو گئے اور انہوں نے گواہی دی کہ مسلمان حق پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں شامل کر دے جو لغزشوں سے روکتے ہیں اور مہلت کی فراخی کو غنیمت جانتے ہیں اور موت کے ہجوم کے انتظار اور لمبی امید کے عمل کی اصلاح نے ان کو غافل نہیں کیا ہے۔

فائدہ: ﴿دورِ جاہلیت میں عربوں کا مذہب﴾

بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ یہودیت قبیلہ حمیر و بنی کنانہ و کندہ اور بنی حارث بن کعب میں تھی۔ نصرانیت ربیعہ وغسان بعض قصی میں تھی اور مجوسیت تمیم میں تھی اور انہیں میں سے اقرع بن حابس و زرارہ بن عدی تھے جس نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا تھا۔ پھر شرمندہ ہوا اور لا دینیت قریش میں تھی۔ جس کو انہوں نے حیرہ سے اخذ کیا تھا۔ بت پرستی بنی حنیفہ میں تھی انہوں نے حلوہ کا ایک بت بنایا جس کو وہ عرصہ دراز تک پوجتے رہے جب انہیں بھوک لگتی تو وہ اس کو کھاتے۔ اور حیس کھانے والی چیز کو کہا جاتا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنی حنیفہ کو بت پرستی کا سب سے پہلے جس نے حکم دیا تھا وہ عمرہ بن یحییٰ اور ابو قرامہ ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک شخص نے شام کی طرف سفر کیا۔ اس نے قوم عمالقہ کو دیکھا کہ وہ بتوں کی پوجا کر رہے ہیں۔ اس نے قوم عمالقہ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ بت ہے۔ ہم اس کے سبب بارش طلب کرتے ہیں اور ہم پر بارش ہوتی ہے۔ ہم اس سے مدد مانگتے ہیں۔ وہ ہماری مدد کرتا ہے۔ اس عربی مسافر نے کہا کہ ان میں سے ایک بت مجھے بھی دے دو۔ جس کو میں عرب کی شہروں میں لے جاؤں۔ انہوں نے اس کو ایک بت دے دیا جس کو وہ سب [ہبل] کہتے تھے۔ وہ شخص اس بت کو مکہ مکرمہ میں لایا اور اس کو کعبہ کے گرد ایک کنوئیں پر جو کعبہ میں واقع تھا۔ وہاں اس کو نصب کیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس کی طرف جھکیں اور اس کی پوجا کریں۔ پھر انہوں

نے اساف اور نائلہ نامی دو بت اور بنائے اور ان دونوں کو آب زمزم کے کنوئیں پر کھڑا کر دیا اور لوگ ان کے پاس اونٹ کی قربانیاں کرنے لگے اور لوگوں کو لنگر کھلانے لگے۔ اساف اور نائلہ ایک مرد اور ایک عورت کے نام ہیں جنہوں نے کعبہ کے اندر آ کر زنا کیا تھا پس وہ دونوں مسخ ہو کر ایک پتھر بن گئے۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پتھر کی سب سے پہلے پوجا بنی اسماعیل نے کی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ مکہ سے سفر نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ مکہ ان پر تنگ ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کے علاوہ کی طرف سفر کیا اور ان میں سے ہر ایک نے حرم کی تعظیم کی وجہ سے حرم کے پتھروں میں سے ایک ایک پتھر پکڑ لیا اور جہاں کہیں بھی ٹھہرتا تو وہ اس پتھر سامنے رکھا کر خانہ کعبہ کی طرح اس کا طواف کرتا تو عرصہ دراز تک ان کی یہ حالت رہی یہاں تک کہ ان پتھروں میں سے جس پتھر کو اچھا جانا اس کی پوجا شروع کر دی۔ چنانچہ قریش اور بنی کنانہ کے لئے عزیٰ بت خاص تھا اور بنی شیبہ نے اس کے مقابلہ میں دوسرا بت بنایا اور طائف میں قبیلہ ثقیف کے لئے لات بت تھا اور بنی امیہ نے اس کا ہم شکل دوسرا بت بنایا اور اوس وخزرج اور جو شخص ان کے دین کا پابند تھا ان کے لئے منات بت تھا، اسی طرح ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر یہ سب نام حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد کے نام پر بتوں کے نام ہیں۔ یا پھر حضرت آدم ونوح علیہما السلام کی قوم کے صالح بندوں کے نام ہیں۔ جب یہ فوت ہو گئے تو قوم نے ان کے غم وزنج کیا تو شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ اپنے قبیلے میں ان کی ان کی تصویریں بنائیں تا کہ ہمیشہ ان کی طرف دیکھیں پھر ان کے بعض نے اس کام کو مکروہ خیال کیا پھر شیطان نے ان کو وسوسہ میں مبتلا کیا کہ مسجد کے آخر میں ان کو رکھیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، پیتل، تانبا اور رانگ سے ان کی تصویریں بنائیں۔ دو بتوں کو مرد کی شکل پر اور عورت کی شکل پر سواع اور شیر کی شکل پر یغوث کو اور گھوڑے کی شکل یعوق کو اور گدھ کی شکل پر نسر بت کو بنایا تھا۔ اس کے بعد جب حضرت نوح علیہ السلام کا طوفان آیا تو انہوں نے ان بتوں کو زمین میں چھپا دیا۔

راوی کہتے ہیں پھر شیطان نے لوگوں کے لئے ان بتوں کو نکالا جو ان کے بعد ہوئے اور ان کو ان بتوں کی پوجا کا حکم دیا اور ان کو وسوسہ ڈالا کہ ان سے پہلے لوگ ان کی پوجا کرتے تھے چنانچہ ان لوگوں نے اس بات کو قبول کیا اور ان کی پوجا شروع کر دی۔

فائدہ: ﴿ایک تعویز﴾

علامہ شہاب الدین قلیوبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے [ایک معاملہ] خواب میں دکھایا گیا اور میں نے اس کا تجربہ بھی کیا تو بالکل ٹھیک پایا۔ وہ یہ کہ تم پر جب کوئی ظالم ظلم کرے۔ تم کاغذ کے چاروں کونوں میں [ھد، ھد، ھد] لکھو۔ اور ہر ایک کے نیچے یہ لکھو ﴿اللهم احذر روامح الظالم لعبدك﴾ اے اللہ عزوجل: تو بچا، اور ظالم کو مٹا اپنے فلاں بن فلاں بندہ کے لئے جو اس کے ایجاد کو سبب ہے۔ اے بندوں کے پالنے والے اور اسی طرح ۲، ۳، ۴ کو لکھو پھر اس کاغذ کو دو حصوں میں کاٹ کر دریا میں پھینکا دو۔ بیشک عنقریب تم عجیب بات دیکھو گے ۔واللہ اعلم

﴿کتے پر عذاب الٰہی﴾

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کشتی والوں کو حکم دیا کہ کوئی نر اپنی مادہ کے قریب نہ جائے تو کتے نے مخالفت کی [کتے نے اپنی مادہ سے قربت کر ڈالی] چنانچہ بلی نے حضرت نوح علیہ السلام کو یہ بات بتائی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کتے کو حاضر ہونے کا حکم جاری فرمایا۔ کتے نے قسم اٹھائی کہ اس نے ایسا نہیں کیا ہے۔ چنانچہ اس نے پھر کتیا سے قربت کر ڈالی تو بلی نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا ﴿ان یمسك علیه حتی یراه نوح﴾ کہ اس کو اسی طرح رکے رہنے دو۔ جب تک حضرت نوح علیہ السلام خود اس کو دیکھ نہ لیں۔ تو عذاب خداوندی کے طور پر اس کی یہ حالت قیامت تک ہمیشہ قائم رہے گی۔

۲۱۵: حکایت ﴿رحمت عالم ﷺ کا عفو در گزر اور عجیب معجزہ﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو بیٹی نے بھوک کی شکایت کرتے ہوئے عرض کیا ﴿یا ابت انا منذ ثلاثة ایام لم نذق طعاما﴾ اے میرے ابا جان: ہم نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ مبارک سے کپڑا اٹھایا تو دیکھا اس پر پتھر بندھا ہوا ہے۔

تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ اگر تم تین دن سے بھوکے ہو تو تمارا باپ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم چار دن سے اس حالت میں ہے۔ کہ کچھ نہیں کھایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے گھر سے پریشان ہو کر باہر تشریف لائے تو ہلکی سی آواز میں فرمار ہے تھے کہ جنت کے شہزادے حسن وحسین رضی اللہ عنہما بھوکے ہیں۔

آپ مدینہ منورہ سے باہر نکلے۔ تو آپ نے دیکھا کہ ایک اعرابی کنوئیں پر کھڑا اپنے اونٹوں کو پانی پلا رہا تھا۔ اور وہ اعرابی نہیں جانتا تھا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں۔

آپ نے اس کے پاس جا کر فرمایا ﴿یا اعرابی هل لك فی اجیر تستاجره﴾ اے اعرابی، کیا اجرت پر کام دے سکتے ہو؟

اعرابی نے عرض کیا: ﴿نعم﴾ ہاں۔

آپ نے فرمایا ﴿تستعجله فیما ذا﴾ کیا کام لوگے؟

اعرابی نے کہا ﴿یستقی من هذا البئر فدفع الاعرابی له الدلو فاستقی له دلوا فدفع له ثلاث تمرات﴾ ان کنوئیں سے پانی نکال کر اونٹوں کو پلاؤ۔ تو اعرابی نے ڈول لا کر دیا تو آپ نے ایک ڈول پانی نکال کر اونٹ کو پلایا تو اعرابی نے اس پر تین کھجوریں بطور اجرت دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں تناول فرمائیں۔ آپ ڈول بھر بھر کر اونٹوں کو پلاتے گئے۔ آپ آٹھ ڈول نکال چکے تھے، اور نواں ڈول نکالنے لگے تو رسی ٹوٹ گئی اور ڈول کنوئیں میں گر گیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حیران ہو کر کھڑے رہے تو اعرابی نے غصہ میں آ کر چہرہ اقدس پر طمانچہ مار دیا۔ اور چوبیس کھجوریں اجرت کی دیں۔ تو اس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک بڑھایا اور کئی فٹ گہرے کنوئیں سے ڈول باہر نکال کر اعرابی کو دے دیا اور خود واپس تشریف لے آئے۔ اعرابی یہ معجزہ دیکھ کر سوچ میں پڑھ گیا۔ پھر کہنے لگا ﴿ان ھذا نبی حقا﴾ بے شک یہ تو نبی برحق ہیں۔ پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور چاقو نکال کر اپنا دایاں ہاتھ کاٹ ڈالا۔ جس کے ساتھ اس نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مارا تھا۔ پھر اس پر غشی طاری ہوئی تو وہ زمین پر گر پڑا، تھوڑی دیر بعد وہاں سے اونٹ سوار گزرے۔ انہوں نے اعرابی کے منہ پر پانی چھڑکا تو اعرابی ہوش میں آیا تو مسافروں نے پوچھا ﴿ما اصابك ؟﴾ تیرا [ہاتھ] کس نے کاٹا ہے؟

اعرابی نے کہا: ﴿لطمت وجه انسان ثم ظننت انه محمد صلی اللہ علیه وسلم واخاف ان تصیبنی العوقبة فقطعت یدی التی لطمته بها﴾ میں نے ایک انسان کے چہرے پر طمانچہ مارا تھا پھر مجھے خیال آیا کہ یہ اللہ نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو میں نے خدا کے عذاب کے خوف سے اپنا وہ ہاتھ لیا۔ جس کے ساتھ میں طمانچہ مارا تھا اس ہاتھ کو کاٹ دیا۔

پھر وہ کٹے ہوئے ہاتھ کو بائیں ہاتھ میں پکڑ کر مسجد کی طرف آیا اور وہاں اس نے آواز دی ﴿یا اصحاب محمد این محمد﴾ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔

مسجد میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔ انہوں نے اعرابی سے پوچھا ﴿ماذا تسال من محمد

صلی اللہ علیہ وسلم ﴾ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تو نے کیا پوچھنا ہے؟

اعرابی نے عرض کیا ﴿لی الیہ حاجتہ﴾ مجھے ان سے ملنا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اعرابی کو ہاتھ سے پکڑ کر سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے پر لے آئے۔ جب وہ دروازے پر پہنچا تو اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں ران پر امام حسن اور بائیں ران پر امام حسین رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے لقمہ ان کو کھلا رہے تھے۔ تو اعرابی نے پکارنا شروع کر دیا۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ نے فاطمہ الزہراء سے فرمایا ﴿انظری من بالباب﴾ تم دروازے پر دیکھو کون ہے؟ سیّدہ فاطمہ نے دیکھا تو ایک اعرابی اپنے بائیں ہاتھ میں ایک کٹے ہوئے ہاتھ کو پکڑے کھڑا ہے جس سے خون ٹپک رہا ہے۔

سیّدہ فاطمہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ آپ کو دیکھتے ہی اس اعرابی نے عرض کیا۔ ﴿یا محمد اعذرنی فانی لم اعرفک﴾ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرا عذر قبول فرما لو کیونکہ میں آپ کو نہیں پہچانتا تھا۔ یعنی اس اعرابی نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگی تو آپ نے اسے معاف فرما دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لم قطعت یدک﴾ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا۔

اعرابی نے عرض کیا ﴿لم یکن لی ان ابقی علیی ید لطمت بها وجهك﴾ جس ہاتھ کے ساتھ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے اقدس کو مارا ہے وہ ہاتھ میرے کے لیے باقی نہیں رہنا چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نے فرمایا ﴿اسلم فتسلم﴾ تم اسلام قبول کر لو تاکہ تم آخرت میں سلامتی حاصل کر سکو۔

اس اعرابی نے عرض کیا ﴿یامحمد ان کنت نبیا فاصلح یدی﴾ اے محمد صلی

اللہ علیہ وسلم اگر تم اللہ کے نبی ہو تو میرا ہاتھ ٹھیک کر دو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کٹے ہوئے ہاتھ کو پکڑ کر اس کی اصل جگہ پر رکھا اور ﴿ومسحها بيده وتفل عليها وسمى فالتامت باذن الله تعالىٰ فاسلم الاعرابى﴾ اس پر اپنا دست اقدس پھیرا اور لعاب دہن لگایا تو وہ اللہ کریم کے حکم سے بالکل ٹھیک ہو گیا۔ یہ دیکھ کر اعرابی نے اسلام قبول کر لیا۔

الحمد لله رب العالمين

آج مورخہ ۱۶ فروری ۲۰۱۴ بروز اتوار۔ بمطابق ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ بوقت رات ۱۱ بجے کتاب ہذا کا ترجمہ مکمل ہوا۔

خادم العلماء۔ محمد طارق قادری نعیمی
بجوات سیالکوٹ

ماں کی شان، والد کا احترام اور حقوق والدین کا تقاضا کرنے والی بہترین کتاب

والدین کی شان

مولف

حافظ اظہر سہیل عطاری

شاکر پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور
فون 0322-22 22 740

تحفۂ دلہن

حافظ محمد ظفر اقبال چشتی

شاکر پبلی کیشنز لاہور